رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ

حصہ سوئم عثمانی حصہ چہارم مسئلہ اقرباء نوازی

تالیف : حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ

Marfat.com

رحماء بینھم

حصہ سوم عثمانی

مع

مسئلہ اقربا نوازی

تالیف

حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ

محمدی شریف ضلع جھنگ (پنجاب)

مدینۃ العلم جامعہ مجددیہ

نورآباد۔ فتح گڑھ سیالکوٹ

تخلیقات

علی پلازہ۔ 3 مزنگ روڈ لاہور، فون: 7238014

E-mail: takhleeqat@yahoo.com

Marfat.com

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : رحما بینھم (حصہ سوم، چہارم)
ناشر : تخلیقات، لاہور
اہتمام : لیاقت علی
سن اشاعت : 2001
ٹائٹل : ریاض
پرنٹر : اجالا پرنٹر، لاہور
کمپوزر : المدد کمپوزر، لاہور 7114647
صفحات : 616
قیمت : 300 روپے

فہرست مضامین

افتتاحیہ کلام

مختصر تمہیدات ۱۹

قبولِ روایت کے متعلق اہل السُنّۃ کے چند ضوابط ۲۰

تسلیمِ روایت کے لیے شیعہ کے قواعد ۲۲

باب اوّل

(خاندانی و نسبی تعلّقات)

یہاں سات عدد رشتے درج ہونگے

اوّل:

—— مادر حضرت عثمان بن عفانؓ (حضرت اروی) کا اجمالی تذکرہ اور رشتہ کا ذکر ۲۷

Marfat.com

— روابط نسبی (صرف اس رشتہ پر سات رابطے قائم ہوتے) ۲۹
— سرورِ کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات کے ساتھ حضرت عثمانؓ کا رشتۂ ذی النورین ۳۰

دوم :

— حضرت رقیہؓ صاحبزادی کا مختصر تذکرہ ۳۳
— شیعہ کتب سے اس کی تائید ۳۳
— حضرت عثمانؓ کی غزوۂ بدر کے غنائم واجر میں شرکت ۳۴
— مسئلہ مذکورہ کی شیعہ کتب سے توثیق ۳۵
— دفع وہم (عثمانی تخلّف مرتضوی تخلّف کی طرح ہے) ۳۵

سوم :

— حضرت امّ کلثومؓ بنتِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اجمالی تذکرہ اور نکاحِ عثمانی کا بیان ۳۶
— مزید چند فضیلتیں ۳۷
— رشتۂ ذی النورین کی تائید شیعہ کتب سے ۴۱
— بناتِ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کا تذکرہ اور حضرت عثمانؓ کی دامادی شیعہ کتب سے منقول ہے۔ ۴۲
— مسئلہ کی تائید میں حضرت علی المرتضیٰؓ کا فرمان ۴۵
— چند ضروری افادات (یعنی حقیقی چہار بنات کا ثبوت ۴۷
اور صرف اولادِ خدیجہ ہونے کا جواب ۴۷
— ایک شبہ (کہ رقیہؓ کو زدوکوب کر کے مار دیا۔ پھر اس کا جواب ۵۰

Marfat.com

چہارم:

— حضرت جعفر طیارؓ کی پوتی اُمِ کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ کے لڑکے ابان بن عثمانؓ کے ساتھ ۔۔۔ ۵۳

پنجم:

— حضرت حسینؓ بن علیؓ کی لڑکی سکینہ کا نکاح حضرت عثمانؓ کے پوتے زید بن عمرو بن عثمان سے ہوا ۔۔۔ ۵۴

ششم:

— فاطمہ بنت الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کا نکاح حضرت عثمانؓ بن عفان کے پوتے عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ کے ساتھ۔ ۔۔۔ ۵۵

ہفتم:

— سیّدنا حضرت حسنؓ کی پوتی (ام القاسم) حضرت عثمانؓ کے پوتے مروان بن ابان بن عثمانؓ کے نکاح میں۔ ۔۔۔ ۵۸

تنبیہ

رشتہ داری کے اثرات یعنی یہ سات رشتے کیا بتلاتے ہیں ۔۔۔ ۵۹

Marfat.com

باب دوم

مسئلہ بیعت (علی المرتضیٰؓ کا حضرت عثمانؓ سے بیعت کرنا) اکابر علماء نے اپنی تصانیف میں درج کیا۔ یہاں آٹھ عدد حوالے منقول ہیں۔ — ۶۱

مسئلہ ہذا کی تائید شیعہ کتب سے چار عدد حوالے یہاں دیئے گئے ہیں — ۶۵

دوسری گزارش (امام کے انتخاب کا قاعدہ کہ یہ مہاجرین و انصار کو حق ہے) نہج البلاغہ سے لیا گیا — ۶۸

کلام ہذا الزامی نہیں (حضرت علیؓ کا یہ کلام حقیقت پر مبنی ہے) — ۶۹

"رفع اشتباہ" (باہمی پرخاش ظاہر کرنے والی روایات پر نقد — ۶۹

ابن خلدون اور علامہ السفارینی کا بیان بیعت ھذا کے لیے — ۷۰

خلاصہ (بیعت کی بحث کے فوائد اور ثمرات) — ۷۱

Marfat.com

باب سوم

— حضرت علیؓ کے نکاح اور شادی میں حضرت عثمانؓ کی طرف سے مخلصانہ اعانت اور امداد۔ ۷۴

— شرح مواہب اللدنیہ زرقانی سے ثبوت ۷۴

— کشف الغمہ" فی معرفۃ الائمہ سے اور "بحار الانوار" سے ثبوت ۷۵

— حضرت عثمانؓ کا حضرت علیؓ کے نکاح کا شاہد و گواہ ہونا سُنّی اور شیعہ دونوں جانب سے تائید ۷۶

— حضرت عثمانؓ کے مومن، صالح، متقی، محسن ہونے کی مرتضویؓ شہادت ۷۹

— صفاتِ عثمانی (صلہ رحمی۔حیا داری وغیرہ) حضرت علیؓ کی زبانی ۸۰

— حضرت علیؓ کے بیانات کی روشنی میں حضرت عثمانؓ کا لقب "ذوالنورین" چند دیگر فضائل کے ساتھ ۸۱

— پہلی روایت ۸۲

— دوسری روایت ۸۲

— علماء کا ایک قول (حضرت عثمانؓ کے بغیر کسی شخص کو نبیؐ کی دو دختر حاصل نہیں ۸۴

— اُمت میں مقام عثمانؓ کا تعین حضرت علی المرتضیٰ کی زبان سے (یعنی تیسرے مقام پر عثمانؓ ہیں ۸۵

Marfat.com

— دینِ عثمانؓ کا مقام علی المرتضیٰؓ کی نظروں میں دینِ عثمانؓ سے تبرّی ایمان سے تبری ہے ۸۷

— حضرت علیؓ کی جانب سے حضرت عثمانؓ کے متعلق "سابق الخیرات" اور "غیر معذّب" ہونے اور جنّتی ہونے کی گواہی۔ ۸۸

— عثمانی خلافت میں حضرت علیؓ کا قرآن سنانا یہ رمضان شریف کا واقعہ ہے۔ ۸۹

— حضرت علیؓ کا قرأۃ عثمانی کی سماعت کرنا مُصنّف عبدالرزاق کے حوالہ سے ۹۰

— حضرت عثمانؓ کا حضرت علیؓ کو سواری عنایت فرمانا۔ اخبار اصفہان کے حوالہ سے ۹۲

— حضرت عثمانؓ کا حضرت علی المرتضیٰؓ کو دعوتِ طعام دینا۔ ۹۳

— حضرت عثمانؓ کے حق میں ہاشمیوں کے بیانات ۹۴

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ۹۴

سیّدنا حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب کا بیان ۹۸

— سیّدنا زین العابدین بن سیّدنا حسینؓ کا بیان ۱۰۱

— سیّدنا امام جعفر صادق بن سیّدنا امام محمد باقرؒ کا بیان ۱۰۳

Marfat.com

— نتائج و فوائد گیارہ عدد کی شکل میں باب ہٰذا کے خلاصہ کے طور پر مرتب ہیں ۱۰۴

— ہاشمی اکابر کی زبانی حضرت عثمانؓ کا مقام (بحوالہ کتب شیعہ) ۱۰۷

— (۱) سیدنا حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب کا بیان (شیعہ کتب سے) ۱۰۷

— (۲) سیدنا جعفر صادقؒ کی زبانی حضرت عثمانؓ کی فضیلت (شیعہ کتب سے) ۱۰۸

— (۳) امام جعفر صادقؒ کا ایک اور بیان (شیعہ کتب سے) ۱۰۹

— جعفر صادقؒ کے بیان کے پانچ فوائد ۱۱۲

— (۴) حضرت عثمانؓ کے حق میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان اور اس کے گیارہ عدد فوائد ۱۱۳

— الانتباہ (مورخ مسعودی شیعہ بزرگ ہیں، سُنّی نہیں) ۱۱۵

باب چہارم

باب ہٰذا کا اجمالی نقشہ چھ عنوانات کی شکل میں

۱۔ عنوانِ اوّل:

اِجرائے احکام میں حضرت عثمانؓ و علی المرتضیٰؓ کا عملی تعاون ۱۱۸

Marfat.com

— قضایا کی مشاورت میں حضرت علیؓ کی شمولیت ۱۱۸
— شراب نوشی پر سزا (ولید بن عقبہ کا واقعہ) ۱۲۰
— ایک وضاحت (شراب نوشی کی سزا میں اضافہ کرنا خلافِ سُنّت نہ تھا) ۱۲۳
— تنبیہ۔ (ولید کے متعلق مزید بحث جواب المطاعن میں آرہی ہے) ۱۲۴
— زنا پر حد لگانے کا واقعہ ۱۲۴
— بدفعلی کی سزا کا واقعہ ۱۲۵
— چشم تلف کر دینے کا واقعہ ۱۲۷

۲-عنوانِ دوم

— عثمانی خلافت میں ہاشمی حضرات کے عہدے اور مناصب ۱۲۸
— قضاء کا عہدہ (عثمانی دور کا قاضی ایک ہاشمی بزرگ تھے) ۱۲۹
— گورنری کا عہدہ (مکّہ شریف کا حاکم ایک ہاشمی جوان تھا) ۱۳۰
— بعض اہم اُمور پر تعین (یہ بھی ہاشمی تھے) ۱۳۰

۳-عنوانِ سوم

— عدالت عثمانی کی طرف ہاشمیوں کا رجوع کرنا اور فیصلہ طلب مقدمات کا باہم مشورہ طے پانا۔ عثمانی فیصلوں کی تصدیق و تائید کرنا۔ اس عنوان کے تحت چار واقعات پیش خدمت ہیں۔ ۱۳۲

Marfat.com

۴۔ عنوانِ چہارم

— امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان کا ہاشمی حضرات کی عظمت کو ملحوظ رکھنا اور ہاشمیوں کے جنازے پڑھانا ۱۳۸

— حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کا احترام ۱۳۸

— حضرت عمر و عثمانؓ کا حضرت عباسؓ کو دیکھ کر سواری سے اُتر جانا۔ ۱۳۹

— حضرت عباسؓ کی توہین کرنے پر حضرت عثمانؓ نے سزا دی تھی ۱۴۰

— حضرت ذوالنورینؓ نے حضرت عباسؓ کے جنازے کی نماز پڑھائی ۱۴۱

— حضرت علیؓ کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ کا جنازہ حضرت عثمانؓ غنی کے صاحبزادے ابان بن عثمانؓ نے پڑھایا۔ ۱۴۲

— تنبیہ دگذشتہ مسئلہ کی یاددہانی کرائی گئی کہ جنازہ پڑھانے کا حق حاکم و والی کو ہوتا ہے ۱۴۳

— عبداللہ بن جعفر طیارؓ کا جنازہ حضرت ابان بن عثمانؓ نے پڑھایا ۱۴۳

۵۔ عنوانِ پنجم

— خلافتِ عثمانی میں ہاشمی حضرات کا شریکِ جہاد ہونا ۱۴۴

— غزوۂ طرابلس و لغرنفیہ وغیرہ (۲۶ھ) میں حضرات حسنینؓ، ابن عباسؓ، عبداللہ بن جعفر شریک ہوئے ۱۴۵

Marfat.com

— اس مقام کی ایک دوسری روایت حضرت عثمانؓ کی شہادت پر حضرت علیؓ اور ان کی صاحبزادیوں کا گریہ کرنا	۱۸۹
— جنازہ عثمانی و دفن وغیرہ میں حضرت علیؓ و اولادِ علیؓ کی شمولیت اس پر متعدد روایات پیش کی گئی ہیں	۱۹۰
— شیعہ کتب سے جنازہ کے مسئلہ کی تائید	۱۹۴
— اختتامِ بحثِ محاصرہ اور بابِ ہٰذا کا اجمالی خاکہ	۱۹۵
— حضرت علی المرتضیٰؓ کی اولاد میں سیدنا عثمانؓ کا نام مروّج تھا	۱۹۵
— حضرت عثمانؓ کا نام اولادِ علیؓ میں (شیعہ کتب سے)	۱۹۹
— خاتمہ —	۲۰۴

Marfat.com

مراجع کتب شیعہ برائے کتاب رحماء بینہم حصہ سوم عثمانی

نمبر شمار	نام کتاب	سن وفات صاحب کتاب
۱	تاریخ یعقوبی از احمد بن ابی یعقوب بن جعفر الکاتب العباسی	۲۵۶ھ / ۲۵۸ / ۲۸۴ھ
۲	قرب الاسناد از عبداللہ بن جعفر الحمیری	(القرن الثالث)
۳	مقاتل الطالبیین از ابوالفرج علی بن حسین بن محمد الاصفہانی صاحب الاغانی۔	سن تالیف ۳۱۳ھ
۴	کتاب الروضہ (مع الفروع الکافی) جلد ثالث	۳۲۹ھ
۵	التنبیہ والاشراف للمسعودی (طبع مصر) از ابوالحسن علی بن الحسین بن علی مسعودی	۳۴۵ھ / ۳۴۶
۶	مروج الذہب للمسعودی ابوالحسن علی بن الحسین بن علی مسعودی	۳۴۶ھ
۷	معانی الاخبار للشیخ الصدوق ابن بابویہ القمی	۳۸۱ھ
۸	"رجال کشی" طبع قدیم بمبئی / طبع جدید طہران از ابوعمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکشی	(القرن الرابع)
۹	نہج البلاغۃ طبع مصر از شیخ سید شریف الرضی ابی الحسن محمد بن ابی احمد الحسین۔	۴۰۴ھ
۱۰	الارشاد للشیخ المفید (محمد بن نعمان المفید)	۴۱۳ھ
۱۱	الامالی للشیخ ابی جعفر محمد بن حسن شیخ الطائفۃ الطوسی	۴۶۰ھ
۱۲	احتجاج طبرسی طبع قدیم ایران از شیخ ابی منصور احمد بن علی الطبرسی۔	۵۴۸ھ

Marfat.com

١٣ - المناقب للخوارزمی از اخطب خوارزم الموفق
بن احمد بن محمد البکری المکی — سنہ ۵۶۸ھ

١٤ - المناقب لابن شہر آشوب طبع ہندوستان
از محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی — سنہ ۵۸۸ھ

١٥ - حدیدی شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید
دازابو حامد عبد الحمید بن بہاؤ الدین محمد المدائنی — سنہ ۶۵۶ھ

١٦ - شرح نہج البلاغہ لابن میثم البحرانی
دازکمال الدین میثم بن علی بن میثم البحرانی — سنہ [illegible]۰۹ھ

١٧ - کشف الغمّہ فی معرفۃ الائمہ از علی بن عیسٰی الاربلی۔ سن تالیف سنہ ۶۸۷ھ

١٨ - حواشی عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب سید جمال الدین بن عنبہ — سنہ ۸۲۸ھ

١٩ - بحار الانوار از ملّا باقر مجلسی — سنہ ۱۱۱۱ھ

٢٠ - حیات القلوب از ملّا باقر مجلسی (طبع نول کشور لکھنؤ) — سنہ ۱۱۱۱ھ

٢١ - جلاء العیون لملّا باقر مجلسی — سنہ ۱۱۱۱ھ

٢٢ - الدرۃ النّجفیّہ (شرح نہج البلاغہ)
از شیخ ابراہیم بن حاجی حسین الدنبلی — سنہ ۱۲۹۱ھ

٢٣ - ناسخ التواریخ از لسان الملک مرزا محمد تقی
وزیر اعظم سلطان ناصر الدین قاچار شاہ ایران — سنہ ۱۲۹۷ھ

٢٤ - تنقیح المقال للشیخ عبد اللہ مامقانی — سنہ ۱۳۰۰ھ

٢٥ - تحفۃ الاحباب فی نوادر آثار الاصحاب للشیخ عباس القمی — سنہ ۱۳۵۹ھ

٢٦ - منتہی الآمال للشیخ عباس القمی — سنہ ۱۳۵۹ھ

٢٧ - ترجمہ و شرح فارسی فیض الاسلام (طبع طہران ، سید علی نقی)۔ سن تالیف سنہ ۱۳۶۲ھ

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اَلحمد للہ ربّ العٰلمین ۔ الرَّحمٰن الرَّحیم ۔ والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سیّد الاوّلین والآخرین امام الرسل وخاتم النبیّین وعلیٰ آلہٖ الطیّبین و بناتہ الاربعۃ الطاھرات وازواجہ المطھّرات واصحابہٖ المزکّین المنتخبین وعلیٰ سائر اتباعہٖ باحسانٍ الیٰ یوم الدّین وعلیٰ جمیع عباد اللہ الصالحین ۔ رضوان اللہ علیھم اجمعین ۔

خطبۂ مسنونہ کے بعد بندۂ ناچیز محمد نافع بن مولانا عبدالغفور بن مولانا عبدالرحمٰن عفا اللہ عنہم ساکن قریہ محمّدی (متصل جامعہ محمّدی شریف) ضلع جھنگ غربی پنجاب (پاکستان) عرض کرتا ہے کہ کتاب "رُحَمَاءُ بَینَہُم" کا یہ سوم حصّہ (عثمانی) ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے ۔

۱ - اس میں خلیفۂ ثالث حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضؓ اور ان کے خاندان کے درمیان خوشگوار تعلقات اور باہمی احترام و اکرام کے مراسم ایک ترتیب سے ذکر کیے گئے ہیں ۔

۲ - اور دورِ ہٰذا کی ضرورت کے تحت بعض مطاعن عثمانی (یعنی مسئلہ اقرباءِ نوازی) کے جوابات بھی تالیف کیے گئے ہیں جنہیں مستقل تصنیف کی شکل میں عنقریب پیش کیا جائیگا ۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

۳ - سابقہ حصص (صدیقی - فاروقی) کی طرح یہاں بھی پانچ ابواب میں مضامین مندرجہ کو مرتّب کیا گیا ہے ۔ پانچ کے عدد کو محبوب رکھنے والے احباب کے لیے گویا فرحت کا سامان پیدا کر دیا ہے ۔

Marfat.com

۴ــــ قبل ازیں بھی ذکر کر دیا ہے کہ کتاب ہٰذا کے ذریعہ بحث و مباحثہ مقصود نہیں اور نہ ہی ہمیں کسی جوابی کارروائی کا انتظار ہو گا۔ یہاں ان حضرات کا باہمی قُرب اور تعلق پیش کرنا منظور ہے۔ جیسا کہ کتاب اللہ نے اس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔

۵ ــــ دینی مسائل میں افراط و تفریط آجکل ترقی پذیر ہے۔ حدود سے تجاوُز کا دَور دَورہ ہے۔ اس وقت کی اہم ضرورت ہے کہ صحابۂ کرامؓ کے "صحیح مقام" کو سلف صالحین کے طریقہ پر محفوظ و ملحوظ رکھا جائے اور کتاب و سُنّت کی روشنی میں ان کی اِتّباع کو زندگی کا نصب العین بنایا جائے۔ یہی چیز آخرت میں مُوجب نجات ہو گی۔

۶ـــ ناظرین کرام مندرجہ واقعاتِ کتاب ہٰذا کو ایک ایک کر کے ملاحظہ فرما کر غور کریں کہ سیّدنا عثمانؓ بن عفان اور سیّدنا علیؓ ایک دوسرے کے کتنے قریب تھے؟ ایک دوسرے کو کیسا سمجھتے تھے؟ عملی زندگی میں اُن کا باہم کیا طرزِ عمل تھا؟ ایک کا رویّہ دوسرے کے حق میں کیسا تھا؟ ابتداء سے لے کر انتہا تک ان کا باہمی معاشرتی سلوک ہمیں کیا سبق دیتا ہے؟

ان عنوانات کو سامنے رکھ کر کتاب ہٰذا کا مطالعہ فرما دیں۔ ان بزرگوں کے متعلق پیدا کردہ شکوک و شبہات خود بخود مندفع ہو جائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

Marfat.com

مختصر تمہیدات

۱ —— "تعلُّقات" کے ان مضامین کی حقانیت وصداقت پر ہمارا اصل استدلال قرآن مجید سے ہے۔ اللہ کی کتاب نے صراحۃً بیان فرما دیا ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرامؓ کے مابین "اخوّتِ دینی" اور "اسلامی برادری" کا رشتہ ہمیشہ سے قائم ہے۔

—— باقی روایات و تاریخی واقعات وغیرہ جو کچھ بھی ہم اس باب میں ذکر کریں گے، وہ سب نصِ قرآنی کی تائید و تصدیق کے طور پر درج کریں گے۔

۲ —— جب اس مسئلہ کے لیے اصل دلیل کتاب اللہ سے ہے۔ تو استدلال کے مقام میں وہی روایات لائق اعتماد ہونگی جو "نصوصِ قرآنی" و "سُنّتِ مشہورہ" کے برخلاف نہ ہوں۔

اور اس کے برعکس جن روایات میں ان بزرگوں کے درمیان تنازعات اور مناقشات کے نقشے کھینچے گئے ہیں۔ وہ تمام تر ذخیرے یہاں معارضے کے مقام میں مفید نہ ہوں گے اور ان سے استدلال کرنا درست نہ ہوگا۔

Marfat.com

قبولِ روایت کے متعلق اہل السنّۃ کے چند ضوابط

۱ـــــ خطیب بغدادیؒ نے کتاب "الکفایہ فی علم الروایہ" صفحہ ۴۳۰ میں اس مضمون کی ایک باسند روایت ابوہریرہؓ سے نقل کی ہے۔

"عن ابی ھُریرۃ عن النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم انّہ قال سیأتیکم عنّی احادیث مختلفۃ فما جاءکم مّوافقاً لکتاب اللہ وسنّتی فھو منّی وما جاءکم مخالفاً لکتاب اللہ وسُنّتی فلیس منّی"۔

"یعنی حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نقل کرتے ہیں کہ حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ میری طرف منسوب شدہ مختلف قسم کی روایات عنقریب تمہارے پاس پہنچیں گی جو کتاب اللہ اور میری سُنّتِ (مشہورہ) کے مطابق ہوں وہ درست ہوں گی اور جو کتاب اللہ اور میری سُنّت کے معارض ہوں وہ صحیح نہیں ہوں گی"۔

اِس روایت کے ذریعہ واضح ہو گیا کہ احادیث کی کتابوں میں یا تواریخ میں یا فضائل و مناقب کی کتب میں کتاب و سُنّت کے برخلاف جو کچھ مواد پایا جائے وہ ہرگز التفات کے قابل نہیں۔

۲ـــــ عُلمائے حدیث کے ہاں روایات کے باب میں ایک یہ قاعدہ بھی جاری و ساری ہے۔ جو فاضل ذہبیؒ نے "تذکرۃ الحفاظ" جلد اوّل صفحہ ۱۲ پر تذکرہ سیّدنا حضرت علیؓ میں درج کیا ہے پہلے حضرت علیؓ کا فرمان تحریر کیا ہے پھر اس پر اپنی طرف سے ناصحانہ تشریح ثبت

Marfat.com

کی ہے۔ لکھتے ہیں:

عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا یَعْرِفُوْنَ وَ دَعُوْا مَا یُنْکِرُوْنَ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ یُّکَذَّبَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ؟ (قال الذھبی) فَقَدْ زَجَرَ الْاِمَامُ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رِوَایَۃِ الْمُنْکَرِ وَحَثَّ عَلَی التَّحْدِیْثِ بِالْمَشْھُوْرِ وَھٰذَا اَصْلٌ کَبِیْرٌ فِی الْکَفِّ عَنْ بَثِّ الْاَشْیَاءِ الْوَاھِیَۃِ وَالْمُنْکَرَۃِ مِنَ الْاَحَادِیْثِ فِی الْفَضَائِلِ وَالْعَقَائِدِ وَالرَّقَائِقِ۔"

(۱) تذکرۃ الحفاظ ص۱۲، ج ۱ للذہبی تذکرہ حضرت علیؓ، مطبوعہ حیدر آباد دکن۔

(۲) کنز العمال ص ۲۴۲، ج ۵، طبع اوّل (بحوالہ خط۔ فیہ) جلد خامس، کتاب العلم۔ آداب العلم متفرقہ۔

حاصل یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کا فرمان ہے کہ معروف ومشہور چیزیں بیان کیا کرو اور منکر یعنی معروف ومشہور کے خلاف باتیں عوام میں نہ ذکر کیا کرو۔ کیا تمہیں پسند ہے کہ اللہ اور اس کے رسُول کی تکذیب کی جائے؟ فاضل ذہبیؒ اس مرتضوی قول کی روشنی میں لکھتے ہیں کہ ہمارے امام ومقتدیٰ علی المرتضیٰ نے ہمیں شاذ ومنکر روایات کے بیان کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اور مشہور و معروف چیزوں کے بیان کرنے میں رغبت دلائی ہے۔ اور بے سروپا وبے اصل روایات کے پھیلانے اور تشہیر کرنے سے روکنے کے لیے یہ شاندار قاعدہ بیان فرمایا ہے۔ یہ روایات خواہ عقائد سے تعلق رکھتی ہوں یا فضائل اور ترغیبات کے باب سے ہوں، سب کی خاطر یہ قانون ضروری اور لازمی ہے۔

Marfat.com

تسلیمِ روایت کے لیے
عُلمائے شیعہ کے قواعد

۱ ـــ امام محمد باقرؒ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا حجۃ الوداع والا خطبہ نقل فرماتے ہوئے حضور علیہ السّلام کا ارشاد ذکر کرتے ہیں۔

"فاذا اتاکم الحدیث فاعرضوہ علیٰ کتاب اللہ عزّوجلّ و سُنّتی فما وافق کتاب اللہ و سُنّتی فخذوا بہ وما خالف کتاب اللہ وسُنّتی فلا تأخذوا بہ"

(احتجاج طبرسی، ص ۲۲۹، احتجاج ابی جعفر محمد بن علی الثانی علیہما السلام فی انواع شتیٰ، طبع قدیم۔ ایران)

حاصل یہ ہے کہ امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس کوئی حدیث پہنچے تو اس کو کتابُ اللہ اور میری سُنّت پر پیش کرو جو کتابُ اللہ اور میری سُنّت کے موافق ہو اس کو قبول کرو اور جو کتابُ اللہ اور میری سُنّت کے برخلاف ہو اس کو مت تسلیم کرو اور اس پر عمل درآمد نہ کرو)۔

۲ ـــ مغیرہ بن سعید بڑا مکّار آدمی تھا۔ وہ امام باقرؒ کے نام سے بے شمار جعلی روایات چلایا کرتا تھا۔ امام جعفر صادقؒ مغیرہ بن سعید کی اس "تدلیس" اور "جعل سازی" کا ذکر کرتے ہوئے لوگوں سے بطورِ نصیحت ایک فائدہ بیان فرماتے ہیں:

فاتقوا اللہ ولا تقبلوا علینا ما خالف قول ربّنا تعالیٰ وسُنّۃ

Marfat.com

نبیّنا محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم۔"

"یعنی اللہ تعالیٰ سے خوف کرو، جو چیز کتاب اللہ اور سُنّتِ نبی علیہ السلام کے برخلاف ہو اس کو ہماری طرف منسوب کر کے مت قبول کرو۔"

(۱) رجال کشی تذکرہ مغیرہ بن سعید، ص ۱۴۶۔ طبع بمبئی قدیم
رجال کشی تذکرہ، مغیرہ بن سعید، ص ۱۹۵۔ طبع جدید تہران

(۲) تحفۃ الاحباب فی نوادر آثار الاصحاب للشیخ عباس القمی، ص ۳۷۳۔ تحت مغیرہ بن سعید۔

تنبیہ ۔ان قواعد کے متعلق مزید تفصیل قبل ازیں "حصّہ صدیقی" و "حصّہ فاروقی" کی ابتدا میں درج کی جاچکی ہے۔ یہاں مختصراً بیان کیا ہے۔

اس کے بعد اصل کتاب کے مضامین کو شروع کیا جاتا ہے۔ باب اوّل میں نسبی روابط کا بیان ہے وہ ملاحظہ فرماویں۔

Marfat.com

خاندانِ بنی ہاشم اور خاندانِ حضرت عثمانؓ

کی

رشتہ داریاں ——— ایک نظر میں

(۱) اَرْویٰ بنت کُریز بنت اُمِّ حکیم البیضاء بنت عبد المطلب بن ہاشم

حضرت علیؓ کی پھوپھی زاد بہن ——— حضرت عثمانؓ کی ماں

(۲) حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ——— حضرت عثمانؓ کی زوجہ

(۳) حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ——— حضرت عثمانؓ کی زوجہ

(۴) اُمِّ کلثوم بنتِ عبد اللہ بن جعفر طیارؓ:

حضرت علیؓ کے بھتیجے کی صاحبزادی ——— حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے ابان کی بیوی

(۵) سکینہ بنت سیدنا حسینؓ:-

حضرت علیؓ کی پوتی ——— حضرت عثمانؓ کے پوتے زید بن عمر کی بیوی۔

(۶) فاطمہ بنت سیدنا حسینؓ:-

حضرت علیؓ کی پوتی ——— حضرت عثمانؓ کے پوتے عبد اللہ بن عمر کی بیوی

(۷) اُمِّ القاسم بنتِ حسن مثنّیٰ:-

حضرت سیدنا حسن بن علیؓ کی پوتی ——— حضرت عثمانؓ کے پوتے مروان بن ابان کی بیوی۔

نوٹ :- نقشہ ہذا کی تفصیل باب اوّل میں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

باب اوّل

خاندانی و نسبی تعلّقات

معاشرتی زندگی میں مضبوط تر تعلقات خاندانوں کے باہم نسبی روابط شمار کیے جاتے ہیں۔ ایک خانوادے کا دوسرے خانوادے کے ساتھ رشتہ داری کا تعلق ہونا خوشگی کا پختہ مظاہرہ تصوّر کیا جاتا ہے۔ قبیلہ کا آپس میں رشتہ لینا دینا باہم یگانگت کی علامت قرار دیا جاتا ہے۔ نسبی مراسم قبائل میں ہمیشہ جاری رہتے ہیں۔ ان کے ذریعہ قبیلہ قبیلے کے قریب تر رہتا ہے اور ایک دوسرے کا کفو شمار کیا جاتا ہے۔ یہ معاشرہ کے فطری اصول ہیں۔ ہر باشعور انسان اور ذی تجربہ آدمی ان کو صحیح تصوّر کرتا ہے۔ بنا بریں اس مقام میں حضرت عثمانؓ بن عفان بن ابی العاص بن امیہ اور حضرت علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم کے مبارک خاندان کے بعض نسبی رشتے نقل کیے جاتے ہیں۔ اور اس مسئلہ کی تمہید میں حضرت علیؓ کا اپنا بیان نہج البلاغہ وغیرہ شیعہ تصانیف سے درج کیا جاتا ہے جو حضرت امیر معاویہؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا اس میں حضرت علیؓ نے ان ہر دو خاندانوں کے باہم رشتہ لینے و رشتہ دینے کا اقرار کیا ہے اور باہم ایک کفو ہونے کو تسلیم کیا ہے اگرچہ واقعہ میں فرقِ مراتب موجود ہے۔

فرماتے ہیں کہ

.......لَمْ یَمْنَعْنَا قَدِیْمُ عِزِّنَا وَلَا عَادِیْ طَوْلِنَا عَلٰی قَوْمِکَ اَنْ خَلَطْنَاکُمْ بِاَنْفُسِنَا فَنَکَحْنَا وَاَنْکَحْنَا فِعْلَ الْاَکْفَاءِ۔

Marfat.com

(نہج البلاغہ، طبع مصر، ج۳، ص۳۲ من کتاب لہٗ
علیہ السلام الیٰ معاویہؓ وہو من محاسن الکتب)

...... "یعنی آپ کی قوم پر ہمارے دیرینہ غلبہ نے ہم کو اس بات سے منع نہیں کیا کہ ہم آپ لوگوں کو اپنے (قبیلہ میں) ملائیں۔ پس ہم نے (تم سے) نکاح کیے۔ اور تمہارے ساتھ اپنے اہل قبیلہ کے نکاح کر دیئے۔ جیسا کہ ہم کفو" و "ہم نسل" لوگ باہم رشتے لیتے دیتے ہیں"

حضرت علی المرتضیٰؓ کے مندرجہ بالا کلام کا فارسی ترجمہ شیعہ کے مشہور عالم سید علی نقی الملقّب "بفیض الاسلام" نے اپنی شرح کے جزء پنجم صفحہ ۸۸۸، طبع طہران پر ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے:

"شرفِ کہن و بزرگی دیرینِ ما را با خویشاوندان تو منع نہ کرد از اینکہ شما را با خود خلط نمودہ بیامیختیم و از شما زن گرفتیم و بشما زن دادیم چنانکہ اقران و مانند آں انجام می دہند"

(ترجمہ و شرح فارسی فیض الاسلام، ج ۵ ص ۸۸۸ تحت کلام مذکور)

ابن ابی الحدید شیعی شارح "نہج البلاغہ" نے عبارت مذکورہ کے تحت بنی عبد شمس اور بنی ہاشم ہر دو خاندانوں کے باہم چھ عدد رشتے ذکر کیے ہیں تفصیل مطلوب ہو تو حدیدی کو اس مقام سے ملاحظہ کر کے تسلی کی جا سکتی ہے۔

اس کے بعد حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کے خاندانوں کے درمیان چند متداول نسبی تعلقات اور رشتہ داریاں جو تاریخِ اسلام میں پائی جاتی ہیں، یہاں ان کو ایک ترتیب سے ذکر کیا جاتا ہے۔ امید ہے ناظرین کرام "تاریخی حقائق" کو ملاحظہ فرما کر بآسانی عمدہ نتائج مرتب فرمانے میں کوئی دشواری نہیں محسوس کریں گے۔

Marfat.com

مادرِ حضرت عثمانؓ بن عفّان کا رشتہ

(۱)

حضرت سیّدنا عثمانؓ کا شجرۂ نسب اِس طرح ہے :

ابو عبداللہ عثمانؓ ذو النورین بن عفانؓ بن ابی العاصؓ بن اُمیہؓ بن عبد شمسؓ بن عبدِ منافؒ۔

اور آپ کی والدہ کا نام اروی بنت کریز ہے۔ اور اروی کی والدہ (یعنی حضرت عثمانؓ کی نانی) کا نام اُمِ حکیم البیضاء بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہے۔

اہلِ اَنساب و مشہور مؤرخین کی عبارات ذیل میں یہ رشتہ مذکور ہے طبقات ابنِ سعد میں اروی کے تذکرہ کے تحت جلد ہشتم، صفحہ ۱۶۶ میں لکھا ہے کہ :

"اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصیّ و اُمّہا اُمّ حکیم البیضاء بنت عبد المطّلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصیّ تزوّجہا عفان بن ابی العاص بن اُمیہ فولدت لہ عثمان و آمنۃ ابنی عفان . . . . وَ اَسْلَمَتْ اَرْوی بنت کُرَیْزٍ وَ ہاجرتْ الی المدینۃ بعد اِبْنِہا اُم کلثوم بنت عقبۃ و بایعتْ رسولَ اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وَلَمْ تزل بالمدینۃ حتّٰی ماتت فی خلافۃ عثمان بن عفان"

(۱) طبقات ابن سعد، جلد ثامن صفحہ ۱۶۶، تذکرہ اروی طبع لیدن۔

(۲) تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۱۳۱ طبع نجف اشرف عراق۔

(۳) انساب الاشراف للبلاذری، ج ۵، ص ۱، طبع بغداد ذکر عثمان بن عفان

(۴) کتاب المحبّر لابی جعفر لبغدادی، ص ۴۰۷ طبع حیدر آباد دکن۔

——— اور اُسد الغابہ لابن اثیر اور مستدرک حاکم میں رشتہ ہٰذا کو اس طرح ذکر کیا گیا ہے :-

Marfat.com

"اُروی بنت کریز بن حبیب بن عبد شمس وھی ام عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ و

امّہا ام حکیم وھی البیضاء بنت عبد المطّلب عمۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

ماتت فی خلافۃ عثمان۔"

(۱) مستدرک حاکم، ج ۳، ص ۹۶۔ طبع دکن۔

(۲) اُسد الغابہ لابن اثیر الجزری، ج ۵ ص ۱۹۱، باب النساء

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت اروٰیؓ جو کریز کی دختر ہیں ان کی ماں کا نام اُمّ حکیم البیضاء بنتِ عبد المطّلب بن ہاشم بن عبد مناف ہے۔ یہ حضور نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عمّۃ محترمہ (یعنی پھوپھی) ہیں۔ حضرت اروٰی کے ساتھ عفان بن ابی العاص بن امیہ نے نکاح کیا۔ عفان کا ایک لڑکا عثمانؓ اور ایک لڑکی آمنہؓ متولّد ہوئیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اروٰی اسلام لائیں اور اپنی لڑکی ام کلثومؓ بنت عقبہ کے بعد ہجرت کی اور نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ بیعت سے مشرف ہوئیں۔ ہمیشہ مدینہ میں مقیم رہیں۔ اپنے بیٹے عثمانؓ بن عفان کی خلافت کے ایّام میں فوت ہوئیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعن کل الصحابۃ اجمعین)۔

ناظرین کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عثمانؓ کی نانی امِّ حکیم البیضاء بنت عبد المطّلب جو نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پھوپھی ہیں۔ یہ حضرت نبی کریمؐ کے والد شریف عبد اللہ بن عبد المطّلب کی توأم تھیں (یعنی جڑواں تھی) اور ایک شکم سے پیدا شدہ تھیں "استیعاب" لابن عبد البر جلد چہارم تذکرہ اروٰی بنت عبد المطّلب میں یہ تصریح موجود ہے۔ اربابِ تحقیق رجوع کر سکتے ہیں۔

یہ علم "تاریخ و انساب" کے تاریخی حقائق ہیں۔ تمام اہلِ علم شیعہ سنّی وغیرہما سب حضرات ان رشتوں کو درست تسلیم کرتے ہیں۔ شیعہ کتاب نہج البلاغہ کی شرح میں ابن ابی الحدید شیعی معتزلی نے کئی مقامات میں لکھا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کو "ابن خالی" (یعنی ماموں کے بیٹے) کے الفاظ سے حضرت عثمانؓ خطاب کرتے ہیں۔ مطالعہ کنندگانِ کتاب مذکور پر

Marfat.com

یہ امر مخفی نہیں۔

چودھویں صدی کے شیعی مجتہد و عالم کبیر شیخ عباس قمی نے منتہی الآمال جلد اول فصل نہم باب احوال اقربا رسولِ خدا میں اس رشتہ کو بایں الفاظ درج کیا ہے ...

......" واما ام حکیم بنت عبد المطلب پس او زوجۂ کریز بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بودہ "

——غرضیکہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے اس رشتہ کو شیعہ و سُنّی ارباب علم سب صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ رشتہ ہٰذا کے ذریعہ جو حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کے نسبی تعلقات قائم ہیں ان کو ایک شکل میں یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

روابطِ نسبی

۱ ——ام حکیم البیضاء بنت عبد المطلب بن ہاشم (جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد شریف عبد اللہ کی توام ہیں اور نبی کریمؐ کی عمّہ محترمہ (پھوپھی) ہیں اور حضرت علیؓ کی بھی عمّہ محترمہ ہیں) حضرت عثمانؓ کی سگی نانی ہیں۔

۲ —— یعنی عثمانؓ امّ حکیم بیضاء کے نواسے ہیں اور حضرت صفیہؓ بنت عبد المطلب عمّۃ النبیؐ کی بھانجی (یعنی خواہر زادی) کے بیٹے ہیں۔ اور حضرت صفیہؓ حضرت عثمانؓ کی ماں کی حقیقی خالہ ہیں۔

۳ —— حضرت علیؓ کے والد ابو طالب حضرت عثمان کی ماں کے ماموں ہیں اور حضرت عثمانؓ کی ماں (اروی) ان کی بھانجی ہے۔

۴ —— حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت عثمانؓ کی ماں کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ اسی طرح حضرت جعفر طیّارؓ و حضرت عقیلؓ بھی حضرت عثمانؓ کی ماں کے ماموں زاد بھائی ہیں۔

Marfat.com

۵ ـــــ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ و جعفر طیارؓ و عقیلؓ کی پھوپھی زاد بہن (اروی) کے لڑکے ہیں۔

۶ ـــــ حضرت عثمانؓ، حضرت سید الشہداء حمزہؓ و حضرت عباس بن عبد المطلب کی خواہرزادی (بھانجی) کے بیٹے ہیں۔

۷ ـــــ حضرت حمزہؓ و عباسؓ حضرت عثمانؓ کی والدہ (اروی) کے سگے ماموں ہیں جیسا کہ ابو طالب ماموں ہیں۔

خلاصہ یہ ہے حضرت عثمانؓ کی والدہ بنی ہاشم کی نواسی ہیں یعنی ان کے ننہیال والے بنی ہاشم تھے اس بنا پر یہ رشتے حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کے درمیان قائم دائم ہیں اور مزید چیزیں بھی جو اس سلسلہ میں قابلِ ذکر ہیں وہ بھی آرہی ہیں، انتظار فرمادیں۔ واولو الارحام بعضھم اولیٰ ببعضٍ کا مصداق ملاحظہ فرما کر امید ہے آپ مسرور ہونگے (انشاء اللہ)۔

سرورِ کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات

کے ساتھ حضرت عثمانؓ کا رشتہ ذی النورین (دامادی)

حضور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ و حضرت اُم کلثوم (جن کی ماں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ہے) یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ بن عفان کے نکاح میں آئیں۔

اس دوہرے رشتہ کی بنا پر حضرت عثمانؓ کو اُمت نے "ذُوالنورین" کے لقب سے یاد کیا۔ یعنی نبیؐ کے دو نورِ نظر یکے بعد دیگرے ان کو نکاح میں نصیب ہوتے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے "تاریخ الخلفاء" باب ذکرِ عثمانؓ میں لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے سوا اولادِ آدمؑ میں کوئی شخص ایسا نہیں گزرا جس کے نکاح میں نبی کی دو دختر

Marfat.com

آئی ہوں۔"

"قَالَ الْعُلَمَاءُ وَلَا یُعْرَفُ اَحَدٌ تَزَوَّجَ بِنْتَیْ نَبِیٍّ غَیْرَہٗ وَلِذَالِکَ سُمِّیَ ذَا النُّوْرَیْنِ الخ"

اور ابن حجر مکیؒ نے بھی یہی قول "الصواعق" میں ذکر کیا ہے۔

(۱) تاریخ الخلفاء سیوطیؒ ص ۱۰۵، طبع مجتبائی دہلی۔ باب ذکر عثمان بن عفانؓ۔

(۲) "الصواعق المحرقہ" لابن حجر المکیؒ ص ۱۰۷، الباب السابع، الفصل الاوّل۔

(۳) کنز العمّال، جلد ششم، ص ۳۷۱ تحت فضائل ذی النّورین عثمانؓ،

(۴) کنز العمّال، ج ۶، ص ۳۷۵، بحوالہ ابن عساکر۔

اس مبارک رشتہ کے متعلق جو حضرت عثمان کو خاندان بنی ہاشم کے ساتھ حاصل ہے کسی خاص حوالہ کی حاجت نہیں۔ ذوالنّورین کی رشتہ داری فریقین کے نزدیک مسلمات میں سے ہے۔ تاہم عوام کے لیے بطور وضاحت چند ایک حوالہ جات درج ذیل ہیں:۔

(۲)

طبقات ابن سعد جلد ہشتم میں نبی کریمؐ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کے حالات میں لکھا ہے:

(۱) — رُقیّہ بنت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم و امّہا خدیجۃ بنت خویلد . . . . . کَانَ تَزَوَّجَہَا عُتْبَۃُ بن ابی لَہَبٍ بن عبد المطّلب قبل النبوّۃ فلمّا بُعِثَ رسُول اللہ و انزل اللہ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَہَبٍ وَّتَبَّ فقال لہٗ ابولھب . . . ففارقھا و

Marfat.com

لم یکن دخل بها و اسلمت حین اسلمت امها خدیجۃ بنت خویلد و بایعت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ھی واخواتھا حین بایعۃ النساء وتزوّجھا عثمان بن عفان وھاجرت معہ الیٰ ارض الحبشۃ .... قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انھما لَاَوَّلُ من ھاجر الی اللہ تبارک وتعالیٰ بعد لوطٍ ...... ولدت لہٗ بعد ذالک ابنًا فسمّاہ عبد اللہ وکان عثمان یکنّٰی بہٖ فی الاسلام وبلغ ستّ سنین ..... فمات ولم تلد لہٗ شیئًا بعد ذالک ومرضت و رسول اللہ یتجھّز الی بدرٍ فخلف علیھا رسولُ اللہ عثمان رضؓ بن عفان فتوفّیت ورسول اللہ (صلعم) ببدرٍ فی شھر رمضان (۱) .... و قدم زید بن حارثۃ من بدر بشیرًا فدخل المدینۃ حین سوّی التراب علیٰ رقیّۃ بنت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

(۲) —— وضَرَبَ رسُولُ اللہِ صلّی اللہ علیہ وسلّم لِعُثْمانَ وَسَہْمِہٖ وَ اَجْرِہٖ لَاخلَافَ بَیْنَ اَھْلِ السِّیَرِ فِیْ ذَالِکَ۔

(۱) اُسد الغابہ، تذکرہ رقیّہؓ ج ۵، ص ۴۵۶

(۲) " تذکرہ عثمانؓ بن عفان، ج ۳، ص ۳۷۷

مندرجہ بالا عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی رقیہؓ کی ماں خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد تھیں۔ دعویٰ نبوّت سے قبل عُتبہ بن ابی لہب بن عبد المُطّلب کے نکاح میں آئیں۔ جب آنجناب نے نبوّت کا اعلان فرمایا اور سورۃ تبّت یدا اَبِی لَھَبٍ نازل ہوئی تو ابو لہب نے اسلام سے دشمنی کی بنا پر اپنے بیٹے عُتبہ کو حضرت

Marfat.com

رقیہؓ کے طلاق دینے پر مجبور کیا۔ ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی اس نے طلاق دے دی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ جب اسلام لائیں تو حضرت رقیہؓ بھی اپنی بہنوں سمیت اسلام لائیں۔ اور حضور علیہ السّلام سے بیعت کی جبکہ دوسری عورتوں نے بھی اسلام لاکر بیعت کی۔ پھر حضرت عثمانؓ بن عفان سے ان کی شادی ہوئی اور ملک حبشہ کی طرف اپنے خاوند عثمانؓ کی معیّت میں ہجرت کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ جن لوگوں نے اپنی اہلیہ سمیت اللہ کی راہ میں ہجرت کی حضرت لُوط علیہ السّلام کے بعد عثمانؓ اوّل ان لوگوں میں ہیں۔

حضرت رقیہؓ سے حضرت عثمانؓ بن عفّان کا ایک لڑکا عبد اللہ نامی متولّد ہُوا۔ اِس بنا پر اسلام میں حضرت عثمانؓ کی کنیت ابوعبد اللہ مشہور ہوئی۔ تقریباً چھ سال زندہ رہنے کے بعد عبد اللہ کی وفات ہوگئی۔

اس کے بعد حضرت رقیہؓ سے ان کی کوئی اولاد نہیں ہُوئی۔

حضوؐر نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب جنگِ بدر کی تیاری کی تو حضرت رقیہؓ بیمار تھیں اس لیے ان کی تیمارداری کی خاطر حضرت عثمانؓ کو ان کے پاس رہنے کی ہدایت فرمائی۔

نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم بدر میں ہی تھے کہ حضرت رقیہؓ فوت ہوگئیں (رمضان شریف ۲ھ)۔ زیدؓ بن حارثہ جب فتح بدر کی خوشخبری لے کر مدینہ پہنچے تو اُس وقت لوگ حضرت رقیہؓ کو دفن کرکے قبر پر مٹی ڈال رہے تھے۔ (طبقات ابن سعد، ج ۸، ص ۲۴۔ تذکرہ رقیہ رضی اللہ عنہا)

(۲) الاصابہ معہ الاستیعاب صہ ۲۹۸ ج ۴

تحت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شیعہ کُتُب سے تائید

اہل تشیُّع کے مشہور مؤرّخ المسعودی (متوفّٰی ۳۴۵ھ) نے اپنی کتاب "التنبیہ و

الاشراف" میں مذکورہ رشتہ کی تائید کی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"...... وکان لہ من البنین تسعۃ، عبد اللہ الاکبر، توفی ولہ من العمر ست سنین۔ اُمّہ رقیۃ بنت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ علی ما قدمنا۔ الخ

(التنبیہ والاشراف للمسعودی (الشیعی) ص ۲۵۵، تحت ذکر خلافۃ عثمانؓ)

ماحصل یہ ہے کہ:۔ کہ آپ (حضرت عثمانؓ بن عفان) کے نو بیٹے تھے۔ (ایک) عبد اللہ الاکبر تھے جو چھ سال کی عُمر میں وفات پا گئے تھے۔ ان کی والدہ ماجدہ رُقیّہ بنتِ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تھیں۔ جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔

حضرت عثمانؓ کی غزوۂ بدر کے غنائم واجر میں شرکت

حضرت عثمانؓ بن عفان ذوالنُّورَین کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے غزوۂ بدر کے غنائم اور اجر دونوں میں دیگر مجاہدین کے ہم پلّہ شریک اور بہرہ ور فرمایا۔ اس مسئلہ میں اہلِ سِیَر و تاریخ اور احادیث کی کتب میں تفصیلات موجود ہیں۔ تسکینِ خاطر کے لیے درج ذیل حوالہ جات کو ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) اُسد الغابہ، ج ۵، ص ۴۵۶، تذکرۂ رُقیّہؓ

(۲) اُسد الغابہ، ج ۳، ص ۳۷۷، تذکرۂ عثمان غنیؓ

(۳) صحیح بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۲۳، باب مناقب عثمانؓ بن عفان (طبع نور محمدی دہلی)

Marfat.com

مسئلہ مذکورہ کی شیعہ کتب سے تائید

شیعہ مسلک کے اکابر مؤرخین نے بھی اس چیز کی تائید کی ہے کہ سیدہ رقیہؓ کی بیماری کی وجہ سے حضرت عثمانؓ معرکۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ تاہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے غنائمِ بدر میں اُن کا حصّہ باقاعدہ متعیّن فرما کر ادا فرمایا تھا۔ اور اجر و ثواب میں برابر کا شریک کیا تھا۔ چنانچہ مشہور شیعی مؤرخ مسعودی نے اپنی تصنیف "التنبیہ و الاشراف" میں یہ مضمون (تحت السنۃ الثانیہ) بایں الفاظ تحریر کیا ہے :-

"...... عثمانؓ بن عفان تخلّف عن بدرٍ لمرض رقیّۃ بنت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم فضرب لہ بسھمہ فقال یارسُول اللہ واجری؟ قال واجرک" الخ

(التنبیہ والاشراف للمسعودی، ص ۲۰۵، طبع مصر القاہرہ، تحت السنۃ الثانیہ)

حاصل یہ ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی سیّدۃ رقیہؓ کی بیماری کی وجہ سے حضرت عثمانؓ معرکۂ بدر میں شامل ہونے سے رہ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے غنائم میں آپ کا حصّہ مقرر فرمایا۔ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا، میرے اجر و ثواب کا کیا ہوا؟ آپؐ نے فرمایا اجر و ثواب بھی حاصل ہے۔

دفعِ وہم

حضرت عثمانؓ چونکہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان کے تحت بنت رسُولؐ اللہ کی تیمار داری کے لیے مدینہ شریف میں رہ گئے تھے۔ یہ تخلّف یعنی پیچھے رہ جانا بفرمانِ نبوّت تھا۔ اس لیے اسلام کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں پائی گئی۔

Marfat.com

اور وقتی ضروریات کے تحت اسی طرح حضرت علیؓ کا غزوۂ تبوک سے تخلّف یعنی پیچھے رہ جانا پایا گیا ہے۔ وہاں بھی حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان سے ہُوا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی تخلّف فرمانِ نبوّت کی وجہ سے ہُوا ہے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ خدائے قدّوس کے رسُولِ معظّم صلّی اللہ علیہ وسلّم معاملہ ہٰذا میں حضرت عثمانؓ پر راضی ہیں۔ اور غنائم بدر میں شریک کرنا، اور اجر و ثواب میں شامل فرمانا آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خوشنودی کی واضح دلیل ہے۔

حضرت اُمِّ کلثومؓ بنتِ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

(۳)

طبقاتِ ابن سعد، جلد ہشتم (باب النساء) تذکرۂ اُمّ کلثوم میں مذکور ہے:۔

"اُمِّ کلثومؓ حضور نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی ہے۔ والدۂ محترمہ کا اسمِ گرامی خدیجۃ الکبریٰؓ بنت خویلد ہے۔ حضور علیہ السلام کی بعثت (یعنی دعوائے نبوّت) سے قبل اس کا نکاح عُتَیبہ بن ابی لہب بن عبد المطَّلب بن ہاشم سے ہُوا اور رُخصتی نہیں ہوئی تھی، جب بعثتِ نبوی ہوتی، قرآن مجید میں کفّار کی مذمّت نازل ہونے لگی اُس وقت ابولہب اور اُمِّ جمیل زوجہ ابی لہب نے اپنے لڑکے عُتَیبہ سے طلاق دلوا دی۔ آپ اپنے والد شریف کے ساتھ مکّہ مکرّمہ مقیم رہیں۔ جب اُن کی والدۂ محترمہ اسلام لائیں تو اُس وقت یہ بھی اسلام لائیں۔ اور جب دیگر خواتینِ اسلام نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت کی اُس وقت حضرت اُمّ کلثومؓ نے بھی اپنی بہنوں کے ساتھ حضورؐ سے بیعت کی۔ پھر حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اہل و عیال میں ہجرتِ مدینہ کی۔ مدینہ میں

Marfat.com

مقیم رہیں۔

جب صاحبزادی حضرت رقیہؓ (عثمانؓ بن عفان کی بیوی) فوت ہوگئیں تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عثمانؓ سے ام کلثومؓ کا نکاح کر دیا۔ ربیع الاوّل ۳ھ میں نکاح ہوا۔ اسی سال ۳ھ جمادی الاُخریٰ میں ان کی رخصتی بھی کر دی گئی۔ اپنی وفات تک حضرت عثمانؓ کے ساتھ آباد رہیں، اور عثمان بن عفان سے ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی اور شعبان ۹ھ میں ان کی وفات ہوئی۔"

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۸، ص ۲۵، طبع لیدن
تذکرہ ام کلثومؓ بنت رسول اللہ صلعم۔
(۲) الاستیعاب لابن عبد البرّ، جلد۴، معہ اصابہ
ص ۴۶۳-۴۶۴، تذکرہ ام کلثومؓ۔ طبع مصری
(۳) اُسد الغابہ، جلد ۵، تذکرہ ام کلثوم بنت النبی
صلّی اللہ علیہ وسلّم، ص ۶۱۲۔ طبع طہران)

مزید چند فضیلتیں

(۱)

تاریخ و روایات کی کتابوں میں یہ بات بہ تصریح موجود ہے جب بقضاء الٰہی حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تو حضرت عثمانؓ بن عفان کو اس مبارک رشتہ کے انقطاع کا سخت صدمہ ہوا۔ اور بحد مغموم ہوئے۔ کچھ ایام افسردگی اور پریشانی کے عالم میں گزرے۔

ایک دفعہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں اس نوعیت کا بصد حسرت تذکرہ کیا تو آنجناب صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یوں ارشاد فرمایا کہ:

Marfat.com

"یَا عُثْمَانُ هٰذَا جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَاْمُرُنِیْ عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ اُزَوِّجَکَ اُخْتَهَا اُمَّ کُلْثُوْمٍ عَلٰی مِثْلِ صَدَاقِهَا وَعَلٰی مِثْلِ عِشْرَتِهَا فَزَوَّجَهٗ اِیَّاهَا۔ اخرجها الثلاثة (ابن مندة۔ ابونعیم ابن عبد البر)

(۱) اُسد الغابہ، تذکرہ امّ کلثوم بنت النبی صلعم، ج ۵، ص ۶۱۳۔

(۲) المستدرک للحاکم، ج ۴، ص ۴۹۔ تذکرہ امّ کلثوم بنت الرسول

"یعنی اے عثمان! اللہ عزوجلّ کی طرف سے جبریل علیہ السّلام نے مجھے حکم دیا ہے کہ رقیّہ کی بہن اُمّ کلثوم کو میں تجھے نکاح کر دُوں اور مہر وہی ہو گا جو رقیّہ کے لیے مقرر ہُوا تھا۔ اور معاشرتی گذران بھی بطریقِ سابق رکھنی ہو گی۔ اس کے بعد اپنی پیاری صاحبزادی اُمِ کلثوم کا حضرت عثمانؓ کے ساتھ نکاح کر دیا۔

نیز اس کے موافق ایک روایت امام بخاری نے اپنی کتاب تاریخ کبیر میں باسند نقل کی ہے اور کنز العمّال میں بھی مذکور ہے اور خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں اپنی سند سے ذکر کی ہے۔

"۔۔۔۔۔۔۔ عن اُمّہ اِمّ عیاش وکانت امۃ لرقیّۃ بنت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قالت قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ مَا زَوَّجْتُ اُمَّ کُلْثُوْمٍ مِنْ عُثْمَانَ اِلَّا بِوَحْیٍ مِنَ السَّمَاءِ۔

"یعنی سیّدنا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی رقیّہؓ کی خادمہ مسمّاۃ ام عیّاش نے کہا کہ حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں نے آسمانی وحی کی بنا پر ہی اپنی دختر اُمِ کلثوم کو عثمانؓ بن عفان سے نکاح

Marfat.com

کر دیا۔"

(۱) تاریخ کبیر بخاری، ج ۲، ق ۱، ص ۱۸۱، باب روح۔
(۲) کنز العمال، ص ۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰، جلد ۶، باب فضائل ذی النورین۔
(۳) تاریخ بغداد، جلد دوازدہم، ص ۳۶۴، تذکرہ فضل بن جعفر بن عبداللہ۔
(۴) مجمع الزوائد ہیثمی، جلد ۹، ص ۸۳۔

(۲)

جب صاحبزادی ام کلثومؓ کا بامرِ الٰہی ۹ھ میں انتقال ہوگیا، حضرت عثمانؓ کی غمگینی اور پریشانی کی انتہا ہوگئی۔ اس دوران جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات نے ایک بیان ارشاد فرمایا۔ اس میں حضرت عثمانؓ کی کمال فضیلت اور عزت افزائی ذکر کی۔ اس بیان کو حضور علیہ السلام سے نقل کرنے والے حضرت علی المرتضیٰؓ ہیں یعنی امتِ محمدیہ کو حضرت علی المرتضیٰؓ نے اس فضیلتِ عثمانیہ سے رُوشناس کرایا۔

—— روایتِ ہٰذا محدّث ابن مندہ نے باسند نقل کی ہے۔ پھر اس سے ابن اثیر جزری نے اسد الغابہ (تذکرہ عثمان) میں درج کی ہے۔

—— اسی طرح حافظ ابن عساکر نے اس روایت کو اپنی سند سے حضرت علی المرتضیٰ سے نقل کیا ہے۔ پھر علّامہ سیوطیؒ نے "تاریخ الخلفاء" (تذکرہ عثمانؓ) میں اس کو درج کیا ہے اور ابن حجرؒ مکّی نے ابن عساکر کے حوالہ سے صواعق محرقہ میں (فضائل عثمانی) کے تحت نقل کیا ہے۔

اس مضمون کی متعدد روایات حدیث کی کتابوں میں دستیاب ہیں مگر ہم نے یہاں صرف حضرت علیؓ بن ابی طالب سے جو مروی ہے اس کو اخذ کیا ہے۔ "اسد الغابہ" میں ہے:-

Marfat.com

"...... عقبة بن علقمة قال سمعت علیؓ بن ابی طالب یقول سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لَوْاَنَّ لِی اَرْبَعِیْنَ بِنْتاً زَوَّجْتُ عُثْمَانَ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ حَتّٰی لَایَبْقٰی مِنْھُنَّ وَاحِدَةٌ۔

(۱) اسد الغابہ لابن اثیر الجزری جلد ثالث تذکرہ عثمانؓ ص ۳۷۶۔

(۲) تاریخ الخلفاء، جلال الدین سیوطیؒ، ص ۱۰۸، طبع مجتبائی دہلی۔
فصل فی الاحادیث الواردة فی فضلہ غیر ما تقدم۔

(۳) الصواعق المحرقہ لابن حجر مکی، ص ۱۱۰، فصل فضائل عثمانؓ، طبع ثانی، مصری۔

مطلب یہ ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے اگر میری چالیسؓ بیٹیاں ہوتیں تو میں عثمانؓ کو یکے بعد دیگرے نکاح کر دیتا حتیٰ کہ ایک بھی نہ رہ جاتی۔ (یعنی باری باری سب کا نکاح کر دیتا)۔

(۳)

تیسری چیز یہاں یہ قابلِ ذکر ہے کہ صاحبزادی ام کلثومؓ کی ۹ھ میں جب تقدیرِ الٰہی سے وفات ہوئی تو خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پڑھایا اور حضرت علیؓ (اپنی سالی کے) دفن کے لیے خود قبر میں اُترے۔ فضل بن عباسؓ بن عبد المطلب، اسامہؓ بن زیدؓ بن حارثہ بھی ان کے ساتھ تھے اور پورے احترام کے ساتھ معصومۂ محترمہ کو ان کی آخری آرام گاہ تک پہنچایا۔

عبارتِ ذیل میں یہ مضمون مذکور ہے

وَتُوُفِّیَتْ فی تسعٍ (۹ھ) مِنَ الْھِجْرَةِ وَصَلّٰی عَلَیْھَا اَبُوْھَا

رسُولُ اللهِ صلّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ فِی حُفْرَتِہَا عَلیٌّ وَالْفَضْلُ وَاُسَامَۃُ بْنُ زَیْدٍ"

(۱) طبقات ابنِ سعد، ج ۸، ص ۲۶- تذکرہ امّ کلثوم طبع لیدن

(۲) الاستیعاب لابن عبدالبر معہ اصابہ، ج ۴، ص ۴۶۴، تذکرہ اُمِّ کلثوم، طبع مصر۔

(۳) اسد الغابہ لابن اثیر الجزری، ج ۵، ص ۶۱۲- تذکرہ اُمِّ کلثوم- طبع طہران۔

رشتہ ذی النُّورَین کی تائید شیعہ کتب سے

اپنی کتابوں سے ہم نے مختصراً رشتہ ہٰذا کے مختلف حوالہ جات پیش کیے ہیں۔ خواص کو تو پہلے سے ہی اس نسبی تعلق کا علم ہے، صرف ناواقف احباب اور عوام کے لیے بقدرِ ضرورت تشریح کردی ہے۔

اب خیال ہے کہ شیعہ بزرگوں کی کتب سے بھی اس رشتہ کو پیش کیا جائے۔

ان کی قدیم و جدید کتب میں یہ رشتہ مسلّمات سے ہے اور ان کے علماء اس سے خوب واقف ہیں لیکن دیرینہ عادت کے موافق اِس مبارک تعلق کو "قبیح انتسابات" کے ساتھ آمیخت کرکے نہایت کریہ منظر اور بُری شکل میں درج کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو:

حیات القلوب مُلّا باقر مجلسی، جلد دوم، باب پنجاہ و یکم، فصل اوّل، ص ۷۱۸ تا ۷۲۳۔ طبع نول کشور لکھنؤ)۔

——— اور مقصد صرف مقامِ عثمانؓ بن عفان کو داغدار اور عیب دار کرنا ہوتا ہے۔ اور حضرت عثمانؓ کی تنقیص کرنی مطلوب ہوتی ہے۔ اگرچہ اس ضمن میں نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند منصب کی بناہ بخدا تحقیر ہوجاتی ہے اور حضرت علی المرتضیٰؓ کے رفیع مرتبہ کی معاذ اللہ

Marfat.com

تذلیل ہو جاتے ان کے ہاں اس چیز کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی ۔ والی اللہ المشتکیٰ و بیدہٖ زمام الھدیٰ ۔

بہر کیف اصل مسئلہ کی تصدیق ان لوگوں کی کتابوں سے ہم عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں ۔ اہلِ فہم وفراست احباب پر نفس مسئلہ کی پختگی خوب واضح ہو جائے گی اور حق بات خوب صاف ہو کر سامنے آ جائے گی ۔ انصاف پسند طبائع امرِ حق کو تسلیم کر لیا کرتی ہیں ۔ واللہ یھدی الی الحق ۔ والحق احقّ ان یتبع ۔

ناظرین کرام پر واضح کیا جاتا ہے کہ شیعہ قدیم و جدید بے شمار کتب میں (یہ رشتہ) مذکور و مزبور ہے ۔ یہاں صرف چند حوالہ جات بطور نمونہ درج کیے جا رہے ہیں ۔ حوالہ جات کی فراوانی مدِنظر نہیں ہے ۔

اصل عبارات بمع ترجمہ درج کرنے کے بعد آخر بحث میں ان کے فوائد و نتائج تحریر کیے جائیں گے (ان شاء اللہ) ۔

بناتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی دامادی

(۱)

مشہور شیعی عالم مسعودی (المتوفی ۳۴۶ھ) نے اپنی تصنیف "مروج الذہب" جلد دوم میں حضور علیہ السلام کی اولاد شریف کے ذکر کے تحت لکھا ہے کہ:

"وکل اولادہٖ صلّی اللہ علیہ وسلّم من خدیجۃ خلا ابراھیم ، ولدلہٗ صلی اللہ علیہ وسلّم القاسم وبہٖ کان یکنیٰ وکان اکبر بنیہ سنّاً ورقیّتہ وام کلثوم وکانا تحت عتبۃ وعتیبۃ ابنی ابی لھبٍ (عمہ) فطلقاھما الخبر یطول ذکرہٗ فتزوجھما عثمان بن عفان واحدۃً بعد واحدۃٍ ... الخ

(مروج الذہب لابی الحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی
ج ۲، ص ۲۹۸ - طبع خامس، سن طباعت ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۷ء)

"یعنی صاحبزادہ ابراہیم کے علاوہ نبی مقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی تمام اولاد خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہے۔ نبی کریم ﷺ کے صاحبزادۂ گرامی حضرت قاسم —— جو تمام صاحبزادگان سے بڑے تھے اور جن کے نام پر آپ کی کنیت مشہور ہے۔ اور حضور ﷺ کی صاحبزادیاں رقیہؓ اور امّ کلثوم آپ ﷺ کے چچا ابولہب کے بیٹوں عتبہ و عتیبہ کے نکاح میں تھیں۔ پھر انہوں نے ان دونوں کو طلاق دے دی۔ اس واقعہ کا ذکر طویل ہے۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے ان دونوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے نکاح کیا ... الخ۔" (مروج الذہب، ج ۲، ص ۲۹۸)

(۲)

ملّا باقر مجلسی نے "حیات القلوب" جلد دوم، باب پنجاہ و یکم میں تحریر کیا ہے:

"و ابن بابویہ بسند معتبر از آں حضرت روایت کردہ ست کہ از برائے حضرت رسول ﷺ متولد شد از خدیجہ قاسم و طاہر و نام طاہر عبداللہ بود و امّ کلثوم و رقیہ و زینب و فاطمہ۔ و حضرت امیرالمومنینؑ فاطمہ را تزویج نمود و تزویج نمود زینب را ابوالعاص بن ربیع و او مردے بود از بنی امیہ و عثمان بن عفان امّ کلثوم را تزویج نمود (... برحمت الٰہی واصل شد) پس چوں بجنگ بدر رفتند حضرت رسول ﷺ رقیہ را باو تزویج نمود۔"

("حیات القلوب" ملا باقر مجلسی، جلد دوم، باب ۵۱،
ص ۷۱۸، طبع نول کشور لکھنؤ)

(۳)

فاضل شیخ عباس القمی نے اپنی کتاب "منتہی الآمال" جلد اوّل فصل ہشتم، در بیان

Marfat.com

احوال اولاد امجاد آنحضرت) میں لکھا ہے کہ:

"در قرب الاسناد از حضرت صادق علیہ السلام روایت شدہ ست کہ از

برائے رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم از خدیجہ متولد شد طاہر و قاسم و

فاطمہ و اُمّ کلثوم و رقیہ و زینب۔ و تزویج نمود فاطمہ رضی را بحضرت امیر المومنین

علیہ السّلام و زینب را بابی العاص بن ربیع کہ از بنی امیہ بود و اُمّ کلثوم را

بعثمان بن عفان پیش از انکہ بخانہ عثمان برود برحمت الٰہی واصل شد و بعد از و

حضرت رقیہ را باو تزویج نمود"

(۱) منتہی الآمال، شیخ عباس قمی، ج ۱، ص ۱۰۸ فصل ششم

در بیان احوال اولاد۔

(۲) تنقیح المقال فی علم الرجال للشیخ عبداللہ الماممقانی، ج ۳،

ص ۷۳-۷۴ (من فصل النساء، آخر جلد ثالث،

باب الہمزہ۔

"حیات القلوب" "منتہی الآمال" وغیرہ کی عبارات کا حاصل یہ ہے:-

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدیجہ الکبریٰ سے مندرجہ ذیل اولاد تشریف ہوئی:

حضرت قاسم رضی، حضرت طاہر رضی (جن کو عبداللہ کہتے ہیں) حضرت اُمِ کلثوم رضی، حضرت رقیہ رضی،

حضرت زینب رضی و فاطمہ رضی۔ اور حضرت فاطمہ رضی کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی سے ہوا۔ اور زینب رضی

کا نکاح ابو العاص بن ربیع سے کیا گیا جو بنی اُمیہ میں سے تھے اور عثمان بن عفان کے ساتھ

اُمِ کلثوم رضی کا نکاح ہوا۔ پھر وہ فوت ہوگئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی دختر رقیہ کا

نکاح عثمان بن عفان سے کر دیا۔"

ناظرین کرام مطلع رہیں کہ شیعہ علماء میں مختلف اقوال ہیں کہ حضرت عثمان رضی بن عفان

کے حبالۂ عقد میں پہلے رقیہ آئیں اور بعد میں اُمِ کلثوم رضی آئیں۔ یا پہلے نکاح اُمِ کلثوم سے

Marfat.com

ہُوا تھا، بعد میں رقیہؓ سے ہُوا حضرت عثمانؓ کے نکاح میں ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، یہ متفق علیہ مسئلہ ہے البتہ تقدیم نکاح و تاخیر نکاح میں شیعہ علماء نے اختلاف کیا ہے "حیات القلوب" و "منتہی الآمال" کے مندرجۂ بالا حوالہ جات ایک قول کے موافق شمار ہونگے اور اصل مسئلہ (یعنی دامادی حضرت عثمانؓ) کے مؤید و مصدق ہیں جو اس بحث میں مطلوب ہے۔

مسئلہ کی تائید میں حضرت علی المرتضیٰؓ کا فرمان

(۴)

شیعہ کی مشہور کتاب "نہج البلاغہ" میں حضرت علیؓ کا یہ کلام مذکور ہے۔ باغیوں نے محاصرہ کرکے جب شدّت و تنگی پیدا کر دی، اُس وقت حضرت علیؓ تشریف لائے اور حضرت عثمانؓ کے ساتھ حسبِ موقع گفتگو فرمائی۔ اس کلام کے دوران مندرجۂ ذیل کلمات حضرت عثمانؓ کو خطاب کرکے ادا کیے۔ فرمایا کہ:۔

وَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ مَا اَقُوْلُ لَکَ مَا اَعْرِفُ شَیْئًا تَجْهَلُهٗ وَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی اَمْرٍ لَا تَعْرِفُهٗ مَا سَبَقْنَاکَ اِلٰی شَیْءٍ فَنُخْبِرُکَ عَنْهُ وَلَا خَلَوْنَا بِشَیْءٍ فَنُبَلِّغَکَهٗ وَقَدْ رَاَیْتَ کَمَا رَاَیْنَا وَسَمِعْتَ کَمَا سَمِعْنَا وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ کَمَا صَحِبْنَا وَمَا ابْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ وَلَا ابْنُ الْخَطَّابِ اَوْلٰی بِعَمَلِ الْحَقِّ مِنْکَ وَاَنْتَ اَقْرَبُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَشِیْجَةَ رَحِمٍ مِنْهُمَا وَنِلْتَ مِنْ صِهْرِهٖ مَا لَمْ یَنَالَا۔

(نہج البلاغہ، ج ۱، ص ۳۰۳، صفحہ ۳۲۲۔ طبع مصری۔ من کلام لہٗ علیہ السلام لعثمان عند ما ارسلہ الناقمون علیہ۔ الخ)

Marfat.com

"(یعنی حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں ہو رہا کہ آپ سے کیا کہوں؟ (کیونکہ) میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جس سے آپ ناواقف ہوں اور نہ میں آپ کی کسی ایسی چیز کی طرف رہنمائی کر سکتا ہوں جو آپ کو معلوم نہ ہو۔ کسی معاملہ میں آپ سے میں سبقت نہیں رکھتا جس کی آپ کو خبر دوں اور نہ خلوت میں میں نے کوئی چیز حاصل کی جو آپ تک پہنچاؤں۔ اور آپ نے رسولِ خُدا کا دیدار حاصل کیا جس طرح ہم نے زیارت کی۔ اور آپ نے بھی نبی کریمؐ سے اسی طرح سُنا جس طرح ہم نے سُنا۔ اور حضور علیہ السّلام کے آپ بھی ہم نشین تھے جیسا کہ ہم ہمنشین تھے۔ اور ابوبکرؓ بن ابی قحافہ و عمرؓ بن الخطاب حق بات پر عمل کرنے میں آپ سے زیادہ حقدار نہیں تھے اور اے عثمانؓ! آپ نسبی قرابت میں ان دونوں (یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ) سے رسول خداؐ کے زیادہ قریب ہیں اور آپ کو نبی کریم علیہ السّلام کے ساتھ دامادی کا شرف حاصل ہے جو ان دونوں کو حاصل نہیں ہُوا۔"

(نہج البلاغہ بمقام مذکور)

نہج البلاغہ کی مذکورہ عبارت کی تشریح میں سیّد علی نقی فیض الاسلام شیعی نے اپنی شرح فارسی میں لکھا ہے۔ (حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو خطاب کرتے ہُوئے فرمایا) کہ:

"۔۔۔۔ تو از جہت خویشی برسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ از انہا نزدیک تری (یعنی خویشاوندی عثمانؓ از ابوبکرؓ و عمرؓ بہ پیغمبر اکرمؐ نزدیک تر است) وبدامادی پیغمبرؐ مرتبہ یافتی کہ ابوبکرؓ و عمرؓ نیافتند"

(شرح نہج البلاغہ فارسی، ج ۳، ص ۵۱۹، طبع طہران)

Marfat.com

چند افادات

رشتۂ ذی النورین ذکر کرنے کے بعد یہاں بعض چیزوں کی وضاحت درکار ہے وہ درج کی جاتی ہے۔

(۱)

اس مقام کے تمام مندرجات (سُنّی۔شیعہ) پر نظر کر لینے کے بعد روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ سرور کائنات نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی چار صاحبزادیاں ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید بائیس۲۲ پارہ سورۃ احزاب کے آخر میں پردہ کا مسئلہ بیان کرتے وقت اللہ عزّوجل نے ذکر فرمایا ہے۔

یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ الخ۔

"یعنی اَے پیغمبرؐ خدا اپنے ازواج اور بیٹیوں کو اور مومنوں کی عورتوں کو حکم دیجیے کہ نزدیک کریں اپنے اوپر اپنی بڑی چادریں"

—— اور اسلامی تاریخ (شیعہ۔سُنّی) سب ہی اس بات پر متفقہ شہادت دیتی ہے کہ آپؐ کی اولاد شریف صاحبزادہ ابراہیمؓ کے ماسوا سب لڑکے اور لڑکیاں (جو چار عدد ہیں) حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے پیدا ہوئیں۔لڑکیوں کے مبارک اسماء یہ ہیں: حضرت زینبؓ۔حضرت رقیہؓ۔حضرت اُمّ کلثومؓ۔حضرت فاطمہؓ۔یہ چاروں باہم حقیقی بہنیں ہیں۔

خدا تعالیٰ کی کتاب کی گواہی (جو سب سے زیادہ وزنی ہے) اور تمام معتبر اسلامی تاریخ کی شہادت کے بعد کسی غرضِ فاسد اور سینہ زوری سے یہ کہہ دینا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک ہی حقیقی صاحبزادی ہیں اور کوئی حقیقی لڑکی نہ تھی، یہ چیز سَو فیصد غلط ہے۔

Marfat.com

اور مقدّس نسلِ نبی پر افتراءِ عظیم ہے اور تاریخ اسلام کی تغلیط ہے۔ (اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت نصیب فرماتے)۔

(۲)

دوسری یہ چیز قابلِ تشریح ہے کہ بعض کم فہم لوگ اس بات پر اصرار کرنے لگتے ہیں کہ یہ لڑکیاں (حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت اُمِّ کلثومؓ) حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے سابق ازواج سے ہیں یا حضرت خدیجہؓ کی خواہر زادیاں ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی اولاد نہیں ہیں۔ (نترجیح)

یہ بات سراسر جعلی، موضوع اور بناوٹی ہے۔ حقیقتِ واقعہ کے خلاف ہے۔ اسلام کی تاریخ اور کتبِ رجال و تراجم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کے برعکس ہے۔ اہلِ اسلام پر واضح رہے کہ چاروں صاحبزادیاں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حقیقی بیٹیاں ہیں اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطنِ مبارک سے ہیں۔

سابق ازواج کی اولاد کہنا یا خواہر زادیاں کہنا اس قول کی خود شیعہ کے اکابر علماء و مجتہدین نے تردید کر دی ہے۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی یازدہم صدی کے مجتہد نے "حیات القلوب" میں اس مسئلہ کو تحریر کرتے ہوئے ہر دو قول کو بالفاظ ذیل رد کر دیا ہے:-

"بر نفی ایں ہر دو قول روایاتِ معتبرہ دلالت می کند"

یعنی معتبر و مُستند روایات ان ہر دو قول کی نفی پر دلالت کرتی ہیں۔

(حیات القلوب، جلد دوم، باب پنجاہ و یکم (۵۱) ص ۷۱۹۔ طبع نول کشور لکھنؤ (ہندوستان)

فلہٰذا اس قسم کے مصنوعی اقوال جو صحیح چیز کے خلاف نشر کیے جاتے ہیں ان کو نہ تو درخورِ اعتناء سمجھا جائے گا اور نہ قبول کیا جائے گا۔

اربابِ تحقیق کی مزید اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ملا باقر مجلسی کی طرح شیخ عبداللہ

Marfat.com

مامقانی شیعی نے تنقیح المقال جلد ثالث کے آخر میں فصل رابع (فی ذکر نساء لہن روایۃ) میں ہر سہ صاحبزادیوں (زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ) کے تذکرے میں ان کے ربیبہ ہونے یا خدیجہ کبریٰ کی خواہرزادیاں ہونے کے شبہات کا جواب مکمل تحریر کر دیا ہے۔ تھوڑا سا انصاف ساتھ ملا لیا جائے تو مزید کسی جواب کی حاجت نہیں۔ (تنقیح المقال جلد ثالث کے آخر میں فصل رابع صفحہ ۷۳-۷۷-۷۸-۷۹) ملاحظہ ہو۔

(۳)

نیز کتب فریقین کے مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو نورِ نظر (رقیہ۔ و اُمِ کلثوم) حضرت عثمانؓ کے نکاح میں یکے بعد دیگرے ہونے کی وجہ سے انہیں دامادی کی دو بار سعادت نصیب ہوئی۔ اور امت کی طرف سے "ذوالنورین" کا مبارک لقب حاصل ہوا (جو اور کسی شخص کو حاصل نہیں ہو سکا)۔ اور ساتھ ہی حضرت عثمانؓ کو حضرت علی المرتضیٰؓ کے "ہم زلف" ہونے کا شرف ملا ہے۔ اور شرف بالائے شرف حاصل کر کے وہ اپنی خوش بختی میں ممتاز ٹھہرے۔

(۴)

—— چوتھی یہ چیز قابلِ غور ہے کہ حضرت عثمانؓ کو دامادِ نبوی ہونے کا شرف بحکم الٰہی اور وحی آسمانی نصیب ہوا (جیسا کہ روایات بتلا رہی ہیں) جس طرح حضرت علیؓ کو دامادِ نبوت ہونے کی سعادت خدا کے حکم سے حاصل ہوئی۔ ہر دو حضرات کو اہلِ خانۂ نبوت کے ساتھ شرفِ تعلق حکم الٰہی کے تحت نصیب ہوا۔ اس لیے کہ زبانِ نبوت خدا کے فرمان کے تحت جاری ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (یعنی نہ آپ اپنی خواہشِ نفسانی سے بات کرتے ہیں ان کا ارشاد صرف وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے)۔

Marfat.com

ایک شُبہ کا ازالہ

حضرت عثمانؓ بن عفان کے رشتۂ دامادی کو داغدار کرنے کے لیے بعض لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے متعلق قصّے مشہور کر رکھے ہیں کہ عثمانؓ نے پہلے ایک صاحبزادی کو سخت زدو کوب کیا، پسلیاں توڑ ڈالیں حتیٰ کہ وہ شہید ہوگئیں۔ پھر دوسری صاحبزادی کے ساتھ بھی نہایت بُرا سلوک کیا، مارا پیٹا، خدا جانے کیا کیا ایذائیں پہنچائیں۔ اندریں حالات وہ بھی انہیں مصائب میں فوت ہوگئیں۔ حضرت عثمانؓ بن عفان پر اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض تھے۔

یہ شُبہات ان کی بہت سی کتابوں میں اپنی تفصیلات کے ساتھ مذکور ہیں۔ سرِ دست "حیات القلوب" جلد دوم از مُلّا باقر مجلسی صفحہ ۷۲۰ تا ۷۲۳، باب ۵۱، طبع نول کشور لکھنؤ ملاحظہ کریں تو موجبِ تصدیق ہوگا۔

جواب

اولاً

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان صاحبزادیوں کے قتل کرنے کی روایات کا بنیادی راوی یونس بن خباب الکوفی ہے۔ اس شخص کو علماء رجال نے مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ مجروح قرار دیا ہے:۔ رجل سو..... وھو یتناول عثمانؓ..... ایشتم عثمانؓ۔ یقول عثمان قتل ابنتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (التاریخ لیحیٰ ابن معین صہ ۶۸۷، ۶۸۸ جلد ثانی)۔

اور ابن عدی نے "الکامل" میں تحریر کیا ہے کہ:۔

(یونس بن خباب الکوفی)..... کان یرفض..... رجل سو کان یشتم عثمانؓ بن عفان..... کذاب مفتر..... وھو من الغالین فی التشیع..... الخ۔

(الکامل لابن عدی صہ ۲۶۲۹، ۲۶۳۰ و صہ ۲۶۳ جلد سابع)۔

مندرجہ بالا عبارات کا مفہوم یہ ہے کہ یونس بن خباب الکوفی ایک برا آدمی ہے حضرت عثمانؓ کو سب و شتم کرتا تھا اور کہتا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کو عثمان نے قتل کیا شیعہ اور رافضی تھا کذاب اور مفتری تھا..... الخ۔

ثانیاً

جواب میں عرض کیا جاتا ہے کہ اگر بالفرض والتقدیر ایذارسانی کے یہ قصّے واقعۃً

صحیح ہیں تو (معاذاللہ ثم معاذاللہ) براہِ راست "نبی" اور "ولی" (حضرت علیؑ) پر اعتراضات و الزامات وارد ہوں گے۔ مثلاً:

(۱) ——— "غنائم بدر" میں سے عثمانؓ کو حصہ رسدی کیوں ادا کیا؟ اور اجر و ثواب میں کیسے شریک کیا؟

(۲) ——— اگر پہلی لختِ جگر پر یہ مظالم ڈھائے گئے تھے تو اس کے بعد دوسری عزیزہ کو (معاذاللہ) ایسے ظالم کے نکاح میں کیسے دے دیا؟ اور آیاتِ قرآنی اور احکام خداوندی :-

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ۔ (پ۶)

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔ (پ۱۲)

وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ (پ۲۵) وغیرہ

کو کیسے فراموش کر دیا؟ اور عمل درآمد نہ کیا؟

(۳) ——— کسی ادنیٰ شخص کی لڑکی کے ساتھ ایسے ظلم و ستم کے واقعات پیش آئیں، حتیٰ کہ اس کی لڑکی کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ آیا وہ اپنے اس قسم کے بدقماش داماد کو دوسری بار لڑکی دے دینے پر آمادہ ہو سکتا ہے؟ اور اس کے ساتھ بدستور تعلقات زندگی بھر قائم رکھ سکتا ہے؟

یہ چیز تو عقل و عادت کے خلاف ہے۔ کوئی عقل مند، باغیرت، ذی شعور، باوقار آدمی ایسا نہیں کر سکتا۔ نبی مقدسؐ کی ذات تو ہر منقصت و ہر ذلت سے منزہ اور مبرا ہے۔ آپ سے ان چیزوں کے صدور کا تصور ہی نہیں ہو سکتا۔

نیز ہر شریف خاندان اور باعزت قبیلہ میں ان کے داماد کی عزت و توقیر ملحوظ رکھی جاتی ہے، فلہٰذا نبی کی دامادی اور حضرت علی المرتضیٰؑ کی "ہم زلفی" کا احترام جو شخص بھی ملحوظ رکھے گا وہ ان تمام الزام تراشیوں کو غلط اور بے وزن قرار دے گا۔

Marfat.com

(۵)

نیز حضرت علی المرتضیٰؓ کے نہج البلاغۃ والے مندرجہ بالا تائیدی بیان نے کئی مسئلے صاف کر دیے ہیں۔ انصاف شرط ہے، مثلاً :-

(۱) ــــــ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے درمیان کوئی مذہبی اختلاف نہ تھا۔ وہ ایک مذہب اور ایک دین رکھتے تھے جس پر وہ آخر دم تک متحد و متفق تھے۔

(۲) ــــــ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کو اپنے علم و دانش میں برابر و مساوی تصور کرتے تھے۔

(۳) ــــــ حضرت علیؓ اپنے آپ کو اعمالِ خیر میں حضرت عثمانؓ سے سابق نہیں جانتے تھے۔

(۴) ــــــ حضور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کے دیدار اور شرف ہم نشینی حاصل کرنے میں حضرت علیؓ کا حضرت عثمانؓ کو اپنا مثل قرار دینا سیّدنا عثمان کے کامل الایمان اور صالح الاعمال ہونے کے لیے مضبوط ترین شہادت اور قوی دلیل ہے۔

(۵) ــــــ نیز حضرت عثمانؓ کے داماد نبیؐ ہونے کی حضرت علیؓ نے تصدیق کی اور اپنے ہم زلف ہونے کی تائید کی ہے۔ اس لیے کہ حضرت فاطمہؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ باہمی حقیقی ہمشیرگان ہیں اور خدیجۃ الکبریٰ کے بطنِ مبارک سے نبی پاک کی حقیقی اولاد ہیں۔

ــــــ مختصر یہ ہے کہ رشتہ ہذا کے اثبات کے لیے حضرت علیؓ کے بیانِ بالا کے بعد مزید کسی حوالہ و حجت کی حاجت نہیں۔ اس لیے کہ دوستوں کے ہاں متفق علیہ عقیدہ ہے کہ "الحق ینطلق علی لسان علیؓ" (علیؓ کی زبان پر حق بات جاری ہوتی ہے)۔

Marfat.com

(۴)

حضرت جعفر طیارؓ کی پوتی اُمِّ کُلثوم کا نکاح حضرت عثمانؓ کے لڑکے ابان بن عثمانؓ کے ساتھ

—خاندان بنی ہاشم کا رشتۂ چہارم حضرت عثمانؓ کے خاندان کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کی مختصر تشریح ذیل میں مذکور ہے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کے حقیقی برادر حضرت جعفر بن ابی طالب (طیارؓ) کے لڑکے مسمّٰی عبداللہ بن جعفرؓ کی لڑکی حضرت امِ کلثومؓ کا نکاح اَبان بن عثمانؓ بن عفان سے ہُوا۔

ابن قُتیبہ دینوری (المتوفی ۲۷۶ھ) نے اپنی کتاب "المعارف" میں نکاحِ ہٰذا کو دو مقام میں ذکر کیا ہے۔ ایک اخبارِ عثمان بن عفانؓ کے تحت، دوسری دفعہ اخبار علی بن ابی طالبؓ میں نقل کیا ہے۔ ذیل میں عبارت بلفظہٖ ملاحظہ فرماویں۔

اَبان بن عثمانؓ کے تذکرہ میں ہے کہ:

(۱) .... وکانت عندہ ام کلثوم بنت عبد اللہ بن جعفر الخ۔

(المعارف، صفحہ ۸۶)

(۲) عبداللہ بن جعفرؓ کی اولاد کے حالات میں لکھا ہے کہ

...... فاما ام کلثوم فکانت عند القاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب .... ثم تزوجہا ابان بن عثمان بن عفان الخ

(المعارف، صفحہ ۹۰۔ طبع مصر)

(۱)۔ حاصل یہ ہے کہ عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی لڑکی مسماۃ اُمِّ کلثوم اَبان بن عثمانؓ کے نکاح میں تھی۔

Marfat.com

(۲) ۔یعنی حضرت امّ کلثومؓ پہلے قاسم بن محمد بن جعفرؓ کے نکاح میں تھیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کے بعد ابان بن عثمانؓ کے نکاح میں آئیں۔

(۵)

اس سلسلہ میں اب رشتۂ پنجم ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ:

سکینہ بنت الحسین کا رشتہ

سیّدنا حسین بن علی المرتضیٰؓ کی صاحبزادی حضرت سکینہ بنت حسینؓ، حضرت عثمانؓ کے پوتے زیدؒ بن عمرو بن عثمانؓ کے نکاح میں تھیں۔ پہلے کتب انساب کی عبارت تحریر کی جاتی ہے۔ پھر ترجمہ عرض کیا جائے گا۔

تذکرہ سکینہ مذکورہ میں درج ہے کہ:

(۱) ـــــ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تزوّجہا مصعب بن الزبیر بن العوام ابتکرھا فولدت لہٗ فاطمۃ ثم قتل عنہا فخلف علیہا عبد اللہ بن عثمان بن عبد اللہ بن حکیم بن حزام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فولدت لہٗ عثمان الّذی یقال لہٗ قرین وحکیما و ربیحہ فھلک عنہا فخلف علیہا زید بن عمرو بن عثمان بن عفان الخ

(۱) طبقات ابن سعد، جلد ہشتم، ص ۳۴۶ تذکرہ سکینہ بنت الحسین۔ طبع لیدن
(۲) کتاب نسب قریش لمصعب زبیری، ج ۲، ص ۵۹ ۔طبع مصر

(۲) ـــــ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وزید بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان ھٰذا ھوالذی کانت عندہٗ سکینۃ بنت حسین فھلک عنہا فورثتہ۔

(۱) کتاب نسب قریش، ج ۴ ص ۱۲۰، مصعب زبیری
(۲) المعارف لابن قتیبہ، تحت اولاد عثمان بن عفانؓ ص ۸۷، ۹۴ طبع مصر
(۳) جمہرۃ انساب العرب لابن حزم، ج ۱، ص ۸۶ طبع جدید۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حضرت حسینؓ کی صاحبزادی سکینہؒ کے ساتھ مصعبؒ بن زبیر

Marfat.com

بن عوام نے نکاح کیا۔ ان کی ایک بچی متولد ہوئی جس کا نام فاطمہ تھا۔ پھر مصعبؓ انتقال کر گئے، اس کے بعد سکینہؓ کا نکاح عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام سے ہوا۔ عبداللہ کی مندرجہ ذیل اولاد سکینہ سے ہوئی۔ عثمان جس کو قرین بھی کہتے تھے، حکیم اور ایک لڑکی ربیحہ ہوتی۔ پھر وہ فوت ہو گئے۔ اس کے بعد زید بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان نے سکینہ سے نکاح کیا۔ زید ان کے پاس فوت ہوئے اور سکینہ نے ان سے وراثت پائی۔"

(۶)

حضرت فاطمہؒ بنت الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کا نکاح حضرت عثمانؓ کے پوتے عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ کے ساتھ ہوا

یہ اس نوعیت کا چھٹا رشتہ ہے جو خاندان بنی ہاشم کا حضرت عثمانؓ کے قبیلہ کے ساتھ ہوا تھا۔ اس کی تشریح و توضیح مندرجہ ذیل عبارات میں پیش کی جاتی ہے، بغور ملاحظہ فرماویں۔

طبقاتِ ابن سعد میں مذکور ہے کہ :

"....... تزوجها (فاطمة) ابن عمها حسن بن حسن بن علی بن ابی طالبؓ فولدت له عبدالله (المحض) و ابراهيم وحسنا و زينبؓ ثم مات عنها فخلف عليها عبد الله بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان تزوجها اِيّاه ابنها عبد الله بن حسن بامرها فولدت له القاسم و محمد و هو الديباج سمّى بذالك لجماله و رقية بنى عبد الله بن عمرو۔"

Marfat.com

(۱) طبقات ابن سعد، جلد ہشتم ص ۳۴۸-۳۴۷-طبع لیدن،
تذکرہ فاطمہ بنت حسینؓ۔

(۲) کتاب نسب قریش لمصعب زبیری، ج ۴، ص ۴۔

(۳) کتاب المحبّر لابی جعفر محمد بن حبیب بن امیّہ بغدادی،
ص ۴۰۴-طبع حیدر آباد دکن۔

(۴) کتاب الجرح والتعدیل لابی حاتم الرازی، جلد ثالث
القسم الثانی، ص ۳۰۱-طبع حیدر آباد دکن۔

(۵) المعارف لابن قُتیبہ دینوری، ص ۹۳-طبع مصر۔

حاصل ترجمہ یہ ہے کہ:

—— فاطمہ دختر حسینؓ کے ساتھ ان کے چچازاد برادر حسن بن حسن (مثنیٰ) نے نکاح کیا۔ اس سے حضرت عبداللہ محض۔ حضرت ابراہیم، حضرت حسن، حضرت زینب اولاد پیدا ہوئے۔ پھر حضرت حسن فوت ہوگئے۔ اس کے بعد حضرت سیّدنا عثمانؓ بن عفان کے پوتے عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ کے ساتھ فاطمہ کا نکاح ہُوا۔ فاطمہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کے ذریعہ نکاح کی اجازت دی۔ عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان سے ایک لڑکی مسماۃ رقیّہ اور دو لڑکے ایک قاسم دوسرے محمد الدیباج پیدا ہوئے۔ محمد کو ان کے حُسن و جمال کی وجہ سے الدیباج کہا جاتا تھا۔"

یاد رہے کہ فاطمہ بنت حسین کی والدہ کا نام ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ تھا۔ اس رشتہ کو شیعہ علماء نے مندرجہ ذیل مقامات میں درج کیا ہے۔

—— ابوالفرج اصفہانی نے اپنی کتاب مقاتل الطالبین میں محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ:

Marfat.com

وامّہ فاطمۃ بنت الحسین کان عبد اللّٰہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان تزوّجہا بعد وفات الحسن بن الحسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب۔

(۱) مقاتل الطالبین، ص ۷۶، طبع ایران، تذکرہ محمد مذکور
(۲) التنبیہ والاشراف للمسعودی، ص ۲۵۵، تحت ذکر خلافت عثمانؓ بن عفان۔
(۳) شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید، طبع بیروت، ص ۴۷۵، جلد سوم، تحت عبارت نحنا وانکحنا فعل الاکفاء، الخ
(۴)۔ حواشی عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب المقصد الثانی فی عقب حسن المثنیٰ۔
(۵) ناسخ التواریخ، جلد ششم از کتاب دوم، طبع قدیم، ص ۵۴۳ میں درج کیا ہے کہ:
"۔۔۔ وبعد از حسن مثنیٰ فاطمہ بحبالۂ نکاح عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان در آمد۔"

مندرجہ شیعی حوالہ جات کا ترجمہ یہ ہے کہ:
۔۔۔ فاطمہ دختر حسینؓ، حسن مثنیٰ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ کے پوتے عبداللہ کے نکاح میں آئیں۔
اُمید ہے کہ قلبی اطمینان کے لیے اسی قدر حوالہ جات فریقین کی کتابوں سے کافی متصوّر ہوں گے۔

★

Marfat.com

(۷)

سیّدنا حسنؓ کی پوتی (اُمّ القاسم) حضرت عثمانؓ کے پوتے مروان بن اَبان بن عثمانؓ کے نکاح میں تھی

یہ ساتواں رشتہ فاضل مُصعَب زُبیری نے اپنی کتاب "نسبِ قُریش" جلد ثانی، صفحہ ۵۳ میں بعبارتِ ذیل نقل کیا ہے۔ اور ابن حزم اور ابو جعفر بغدادی نے بھی ذکر کیا ہے:۔

وکانت امّ القاسم بنت الحسن بن الحسن عند مروان بن ابان بن عثمانؓ بن عفان فولدت له محمد بن مروان ثم خلف علیها حسین بن عبد الله بن عبید الله بن العباس بن عبد المطلب فتوفیت عنده ولیس لہما منه ولد۔

(۱) کتاب نسب قریش، ص ۵۳، الجزء الثانی لمصعب الزبیری۔

(۲) جمهرة أنساب العرب لابن حزم، ج ۱، ص ۸۵

(۳) کتاب المحبّر لابی جعفر بغدادی، ص ۴۳۸۔

مطلب یہ ہے کہ سیّدنا امام حسنؓ کی پوتی ام القاسم بنت الحسن بن الحسن کا نکاح حضرت عثمان غنیؓ کے پوتے مسمّٰی مروان بن ابان بن عثمانؓ بن عفانؓ کے ساتھ ہُوا ان سے ایک لڑکا محمد پیدا ہُوا۔ اس کے بعد امّ القاسم کا نکاح حسین بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن العباس بن عبد المطّلب سے ہُوا، ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی اور اُمّ القاسم کا انتقال حسین بن عبد اللہ مذکور کے پاس ہُوا۔

Marfat.com

تنبیہ

(رشتہ داری کے اثرات)

——— خاندان بنی اُمیّہ اور خاندانِ بنی ہاشم کے درمیان بہت سے رشتے اسلامی تاریخ میں پائے جاتے ہیں بعض رشتے اسلام سے قبل کے ہیں اور بعض رشتے بعد از اسلام کے ہیں لیکن ہم ان تمام کو جمع کرنے کے درپے نہیں ہوئے۔

ہم نے صرف چند رشتے فی الحال ذکر کر دیئے ہیں جن میں حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وساطت براہِ راست پائی جاتی ہے۔

یہ سب رشتے خاندانِ بنی ہاشم نے برضا و رغبت دیئے اور خاندانِ حضرت عثمانؓ نے بخوشی لیے تھے۔ یہاں جبر و اکراہ کو کچھ دخل نہیں۔ اُمّ حکیم بیضاء بنت عبد المطّلب کے رشتہ کے ماسوا سب بعد از اسلام کے نسبی روابط ہیں۔

——— مُنصف طبائع اور انصاف پسند حضرات اب اپنی فہم فراست کے موافق غور و خوض فرما سکتے ہیں کہ

(۱) ——— حضرت عثمانؓ بن عفّان اور ان کا خاندان اچھا قبیلہ ہے اور بہتر خاندان ہے؟ یا بُرا ہے؟ آیا قابلِ تعریف و تحسین ہے؟ یا قابلِ نفرت و مذمّت ہے؟؟

(۲) ——— حضرت عثمانؓ کا نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت علیؓ کے ساتھ کچھ حسبی و نسبی تعلق ہے؟ یا حضرت عثمانؓ بیگانہ تھے؟

(۳) ——— آیا حضرت عثمانؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کو خلافت وغیرہ کے مسائل میں عداوت و خصومت تھی؟ یا ان معاملات میں اتّحاد و اتفاق تھا؟؟؟

(۴) ——— بالفرض اگر حضرت عثمانؓ اور ان کا خاندان بُرا ہے اور قابلِ نفرت

Marfat.com

و مذمت ہے اور حضرت عثمانؓ نبیؐ و علیؓ کے لیے بیگانہ نہ تھے۔ اور مسئلہ خلافت میں ان کی باہمی خصومت و عداوت تھی۔

تو سوال یہ ہے حضرت علیؓ کے خاندان نے اور اولادِ علیؓ نے یہ خاندانی عداوتیں اور یہ نسلی خصومتیں اور قبائلی عصبیتیں کیسے جلد زختم کر ڈالیں؟ باپ دادا کے سب مناقشات کیسے یکسر فراموش کر دیئے؟ اور ایسے لوگوں کو اپنے رشتے ناتے دینے کیسے گوارا کر لیے؟ اور ایک نہیں متعدد رشتے کس طرح دے دیئے؟

اصل گزارش یہ ہے کہ نسلاً بعد نسلٍ علوی، حسنی و حسینی ہاشمی رشتوں کا خاندان عثمانی کو دیا جانا صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ ان حضرات کے اکابر کے درمیان نہ عداوت تھی نہ بغاوت تھی نہ خاندانی خصومت تھی اور نہ قبائلی عصبیت تھی۔ نہ لڑائی تھی، نہ نفرت تھی۔ یہ سب حضرات آپس میں متفق و متحد تھے اور باہم شفیق و مہربان تھے۔

——— لیکن چالاک اور عیّار راویوں نے زیبِ داستاں کے لیے گوناگوں قسم کے قصّے تراش دیئے اور مسلمانوں کے درمیان افتراق و انتشار پھیلانے کے لیے اس قسم کی چیزیں نشر کر دیں، جن میں ان ہر دو خاندانوں کے مابین پرخاش نظر آئے اور قبائلی عصبیتیں نمایاں طور پر معلوم ہوں۔

ہم نے اہلِ فہم و فکر حضرات کے سامنے دونوں خانوادوں کے بعض نسبی تعلقات سامنے رکھ دیئے ہیں اور دعوتِ غور و فکر دے دی ہے۔ منصف مزاج حضرات کے لیے بہترین نتائج پر پہنچنے کے لیے اب کوئی دقّت نہ ہوگی۔ (انشاء اللہ العزیز)

——×——

Marfat.com

باب دوم

مسئلہ بیعت

— باب اوّل میں دونوں خانوادوں کے درمیان نسبی روابط بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد باب دوم میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیعتِ خلافت کا مسئلہ درج کیا جاتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ بخوشی و رضا نعیمًا بیعت خلافت کی تھی، ٹھیک اسی طرح حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بغیر جبر و اکراہ کے بیعت کی تھی۔

چنانچہ اس موقعہ کے واقعات کو محدثین و مؤرخین نے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آخری اوقات میں صحابہ کرام میں سے چھ آدمیوں کو منتخب کیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف۔ فرمایا کہ ان حضرات میں سے جس شخص پر اتفاق رائے ہو جائے اس کو خلیفۃ المسلمین تجویز کر لیا جائے۔

پھر ان میں سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنا اختیار یا اپنی رائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں دے دی۔ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص نے اپنا حقِ اختیار حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کے سپرد کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف نے فرمایا کہ میں اپنے لیے خلافت نہیں چاہتا لہٰذا یہ معاملہ میرے سپرد کیجیے۔

اب صورتِ حال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان محدود ہو گئی۔ حضرت

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ضروری جستجو اور اہم غور و فکر اور دونوں بزرگوں سے گفت و شنید کے بعد مسجد نبوی میں صحابہؓ کرام و دیگر عوام مسلمین کے اجتماع میں ایک مؤثر تقریر کرنے کے بعد حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کر لی۔ پھر ان کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کی اور تمام حاضرین نے بیعت کر لی۔ کسی نزاع و اختلاف کے بغیر یہ اہم مرحلہ طے ہو گیا۔

بہت سے علماء نے بیعت ہذا کے واقعہ کو اپنے اپنے موقعہ پر درج کیا ہے چند ایک حوالہ جات ناظرین کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ طبقات ابن سعد میں مذکور ہے:

(۱) . . . . عن سلمۃ بن ابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن عن ابیہ قَالَ اَوَّلُ مَنْ بَایَعَ لِعُثْمَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ ثُمَّ عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ۔

(طبقات ابن سعد، ذکر بیعۃ عثمان، جلد ثالث، ص ۴۲، طبع لیدن)

(۲) "المصنف" لعبد الرزاق میں بہ الفاظ ذیل یہ مسئلہ درج ہے۔

". . . . فمسح علیٰ یدہٖ فبایعہٗ ثم بایعہ الناس ثم بایعہ علیؓ"

(المصنف مذکور، جلد پنجم، ص ۴۷۸۔ طبع اول بیروتی)

(۳) . . . . حدثنی عمر بن عمیرۃ بن ہنی مولیٰ عمر بن الخطاب عن ابیہ عن جدہٖ قَالَ اَنَا رَاَیْتُ عَلِیًّا بَایَعَ عُثْمَانَ اَوَّلَ النَّاسِ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ فَبَایَعُوْا۔ (بخاری شریف جلد اول، ص ۵۲۵۔ باب قصۃ البیعۃ والاتفاق علیٰ عثمان بن عفان)

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۴۳، ذکر بیعۃ عثمانؓ

(۲) طبقات ابن سعد جلد ثالث تذکرہ عمرؓ ص ۲۴۵ جز ۳ طبع لیدن

Marfat.com

(۳) کتاب التمہید والبیان ص ۱۱۱، الباب الثالث طبع بیروت، لبنان۔

(۴) ——— بخاری شریف میں یہ واقعہ بالفاظِ ذیل مندرج ہے:۔
عبدالرحمٰن بن عوف نے جب دونوں (حضرت عثمانؓ وحضرت علیؓ) سے پختہ عہد وپیمان لے لیا تو فرمایا:

ارفع یدک یا عثمان فبایعہ فبایع لہ علیٌّ وولج اھل الدار فبایعوہ۔

(بخاری شریف، جلد اوّل، ص ۵۲۵ - باب قصۃ البیعۃ والاتفاق علی عثمان بن عفان)
علامہ بیہقیؒ نے کتاب قتال اہل البغی کے تحت سُنن کبریٰ، جلد ہشتم میں ذکر کیا ہے۔
(۵) ——— ...... فلما اخذ المیثاق قال ارفع یدک یا عثمان فبایع لہ علی رضی اللہ عنہما وولج اھل الدار فبایعوہ۔

(السُنن الکبریٰ للبیہقی، جلد ثامن، ص ۱۵۰-۱۵۱ - طبع حیدر آباد دکن باب من جعل الامر شوریٰ بین المستصلحین لہ - کتاب قتال اہل البغی)
(۶) ——— حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ جلد سابع تحت سنۃ اربع وعشرین (۲۴ھ) واقعہ بیعت ذکر کیا ہے ...... وجاء الیہ الناس یبایعونہ وبایعہ علی بن ابی طالب اولاً ویقال آخراً۔

(البدایہ، ج ۷، ص ۱۴۷، تحت سنہ ۲۴ھ)

حوالہ جات ہٰذا کا خلاصہ یہ ہے کہ
جب عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے دونوں حضرات (عثمانؓ بن عفان وعلیؓ بن ابی طالب) سے عہد وپیمان لے لیا تو حضرت عثمانؓ کو کہا کہ آپ بیعت لینے کے لیے ہاتھ بڑھائیے پہلے عبدالرحمٰنؓ نے بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کی۔ پھر تمام حاضرین نے حضرت عثمانؓ سے بیعت کی۔ اگرچہ بعض روایات کے اعتبار سے تقدیم وتاخیر منقول ہے لیکن

Marfat.com

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت علیؓ سمیت سب حضرات نے اِس مجلس میں حضرت عثمانؓ سے بیعت کر لی تھی۔

(۷)۔۔۔ اور علامہ ابن تیمیہؒ الحرانی نے منہاج السنۃ، جلد ثالث میں اس مسئلہ کے متعلق امام احمدؒ بن حنبل کا بیان ذکر کیا ہے وہ ناظرین کرام کے معلومات میں اضافہ کے لیے پیش خدمت ہے۔

قال الامام احمد بن حنبلؒ لم یتفق الناس علیٰ بیعۃ کما اتفقوا علیٰ بیعۃ عثمانؓ ولّاہ المسلمون بعد تشاورھم ثلاثۃ ایّام وھم مؤتلفون متفقون متحابّون متوادّون معتصمون بحبل اللہ جمیعًا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فلم یعدلوا بعثمان غیرہ کما اخبر بذالک عبد الرحمٰنؓ بن عوف۔ الخ

(منہاج السنۃ لابن تیمیہؒ، جلد ثالث، ص ۲۳۳-۲۳۴ تحت الخلاف الثامن فی امرۃ الشوریٰ)

یعنی امام احمدؒ نے فرمایا کہ جس طرح بیعتِ عثمانؓ پر لوگوں نے اتفاق کر لیا اس طرح کسی بیعت پر اتفاق نہیں ہوا۔ اہلِ اسلام نے تین روز کی باہم مشاورت کے بعد حضرت عثمانؓ کو اپنا والی و حاکم تسلیم کیا۔ اس مسئلہ (یعنی خلافتِ عثمانی) پر مسلمان متفق و متحد ہو گئے۔ انہوں نے آپس میں محبت و دوستی کے ساتھ اللہ کے دین کی رسّی کو مجتمع ہو کر مضبوط پکڑ لیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور کسی دوسرے شخص کو عثمانؓ کے برابر نہ تجویز کیا جیسا کہ حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف نے (اپنے فیصلہ میں) اس چیز کی خبر دی۔"

(۸)۔۔۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر حضرت علیؓ کے بیعت کرنے کو حافظ ابن حجرؒ نے "الاصابہ فی تمییز الصحابہؓ" میں اور ابن اثیر الجزری نے "اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہؓ" (تذکرہ عثمانؓ بن عفان) میں ذکر کیا ہے۔ اختصار کی بنا پر صرف حوالہ

Marfat.com

کا ماخذ بیان کر دینا کافی سمجھا ہے۔ تذکرہ عثمانی کی طرف رجوع فرمالیں۔

مسئلہ ہٰذا کی تائید از کتب شیعہ

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰؓ کی بیعت حضرت سیّدنا عثمانؓ کے ساتھ شیعہ بزرگوں کے ہاں مسلمات میں سے ہے، مختلف فیہ مسائل میں سے نہیں لیکن ان بزرگوں کے نزدیک جیسے حضرت ابوبکر الصدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ بیعت مجبوری کے طور پر ہوئی تھی اسی طرح حضرت عثمانؓ کے ساتھ بھی حضرت علیؓ کی بیعت مقہوری کے طور پر ہوئی۔ یہ ان حضرات کا دیرینہ شیوہ ہے کہ حضرت شیرِ خدا حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے ہر کردار اور ہر عمل کو مجبوری و مقہوری کا رنگ دے کر پیش کرتے ہیں۔ اور ہر واقعہ کے لیے ایسی روایات مجوّز فرمایا کرتے ہیں کہ جن میں شیرِ خدا کی بیچارگی و بے بسی نمایاں ہوتی ہے۔ یہ چیز بندہ اپنی جانب سے نہیں عرض کر رہا بلکہ شیعہ کتب کے ہر مطالعہ کرنے والے منصف مزاج پر یہ بات واضح ہے۔

مختصر یہ ہے کہ شیعہ کے سب بزرگوں نے اس بیعت کو تسلیم کیا ہے لیکن اسی طرز و طریق کے ساتھ جس طرح ہم سابقاً عرض کر چکے ہیں۔

سر دست ہم مندرجہ ذیل چند شیعی حوالہ جات پر اکتفاء کرتے ہیں۔ ان میں حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے ساتھ بیعتِ خلافت کرنا بالتصریح مذکور ہے۔

(۱)

شیخ الطائفہ شیخ ابوجعفر الطوسی (محمد بن حسن بن علی، المتوفی ۴۶۰ھ) نے اپنی مستند کتاب "امالی" مجلد ثانی (الجزء ثامن عشر) میں واقعہ بیعت خلافت کو مندرجہ ذیل الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ:۔

Marfat.com

..... لَمَّا قُتِلَ جَعَلَنِي سَادِسَ سِتَّةٍ فَدَخَلْتُ حَيْثُ أَدْخَلَنِي وَكَرِهْتُ اَنْ اُفَرِّقَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَشُقَّ عَصَاهُمْ فَبَايَعْتُمْ عُثْمَانَ فَبَايَعْتُهُ الخ۔

یعنی جب عمر بن الخطاب پر قاتلانہ حملہ ہوا تو انہوں نے مجلس شوریٰ کے چھ منتخب آدمیوں میں مجھے چھٹا آدمی مقرر کیا تو میں ان کے شامل کرنے پر ان میں شریک ہو گیا۔ اور میں نے مسلمانوں کی جماعت میں تفریق کو ناپسند کیا اور اتفاق کی لاٹھی کو توڑ ڈالنا مکروہ جانا پس تم لوگوں نے حضرت عثمانؓ سے بیعت کی میں نے بھی عثمانؓ بن عفان سے بیعت کی۔

(امالی الشیخ الطوسی، ص ۱۲۱، مجلد ثانی (جزء ثامن عشر) مطبوعہ "مطبع النعمان" نجف اشرف، عراق۔ سن طباعت ۱۳۸۴ھ و ۱۹۶۴ء)

(۲)

ابن ابی الحدید شیعی معتزلی مدائنی المتوفی ۶۵۶ھ نے اپنی شرح "نہج البلاغۃ" میں بالفاظ ذیل اس مسئلہ کو بیان کیا ہے اور اپنی مخصوص تدبیر کی صورت میں تحریر کیا ہے۔

قال عبدالرحمٰن بن عوف لِعَلِیٍ بایع اِذَنْ وَاِلَّا کُنْتَ مُتَّبِعًا غیر سبیل المؤمنین وانفذنا فیک ما امرنا بہ فقال لقد علمتم اِنِّیْ اَحَقُّ بِھَا مِنْ غَیْرِی ..... ثُمَّ مَدَّ یَدَہٗ فَبَایَعَ۔

(۱) شرح نہج البلاغۃ حدیدی، جلد ثانی، ج ۲ ص ۹۷۔ طبع بیروت تحت کلامہ علیہ السلام لَمَّا عزموا علی بیعت عثمانؓ۔

Marfat.com

(۲)۔۔۔ ناسخ التواریخ از لسان الملک مرزا محمد تقی، جلد دوم
از کتاب دوم ص ۹۴۹ طبع قدیم ایران ۔ تحت
بحث بیعت با عثمان بن عفان ۔

یعنی عبد الرحمٰنؓ بن عوف نے علی المرتضیٰ سے کہا کہ اس وقت بیعت کیجیے ورنہ آپ مومنوں کے راستہ پر چلنے والے نہیں ہوں گے اور آپ کے حق میں ہم وہی حکم نافذ کریں گے جس کے ہم مامور ہیں تو علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ تم یقین سے جانتے ہو کہ کسی دوسرے شخص سے خلافت کا میں زیادہ حقدار ہوں . . . . . پھر اپنا ہاتھ پھیلایا اور عثمانؓ سے بیعت کی ۔

(۳)

اور دوسرے مقام میں اسی شرح حدیدی میں (من کلام لہٗ علیہ السّلام فی وقت الشُوریٰ) کے عنوان کے ذیل میں متن (لن یسرع احد قبلی الی دعوۃ حقٍ وصلۃ رحم الخ) کے تحت اس مسئلہ کی طویل بحث کی ہے اپنے پسندیدہ اندازِ گفتگو میں تحریر کیا ہے :

فَقَامُوا الیٰ عَلیٍّ فَقَالُوا قُمْ فَبَایِعْ عُثْمَانَ قَالَ فَاِنْ لَمْ اَفْعَلْ قَالُوْا نُجَاھِدُکَ قَالَ فَمَشیٰ اِلیٰ عُثْمَانَ حَتّٰی بَایَعَہٗ ۔ الخ

(۳)۔۔۔ حدیدی شرح نہج البلاغۃ، جلد ۲، ص ۶۱۷۔
طبع بیروت، بحث فی شان الشُوریٰ ومبایعتہٖ لعثمانؓ ۔

مندرجۂ بالا کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگوں نے حضرت علیؓ کو مجبور کر کے کہا : اُٹھو حضرت عثمانؓ سے بیعت کرو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر میں بیعت نہ کروں تو؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ سے جہاد کریں گے تو اس صورت میں حضرت علیؓ اُٹھے اور عثمانؓ کے پاس جا کر بیعت کی ۔"

Marfat.com

دُوسری گذارش

شیعہ کے ہاں حضرت علی رضؓ بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہج البلاغۃ میں انتخابِ خلیفہ اور امام المسلمین کے تجویز کرنے کے لیے قاعدہ اور ضابطہ بیان فرمایا ہے۔ اس کے اعتبار سے بھی حضرت عثمان رضؓ کا خلیفہ منتخب ہونا بالکل درست ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں: انّما الشوریٰ للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علیٰ رجلٍ وسمّوہ اماماً کان ذالک للّٰہ رضیً۔

(نہج البلاغۃ، جلد ثانی، ص ۷، طبع مصری)

یعنی خلافت کے مشورہ کا حق و اختیار صرف مہاجرین و انصار کے لیے ہے اور کسی کے لیے نہیں۔ اگر مہاجر و انصار ایک شخص پر مجتمع ہو کر اس کو امام نامزد کریں تو وہ خدا کے نزدیک پسندیدہ امام ہوگا۔"

مندرجات بالا کے ذریعہ واضح ہو گیا کہ

(۱) ___ ایک تو یہ کہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمان رضؓ کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کی تھی اور مہاجرین و انصار و دیگر مسلمانوں کے ساتھ متفق ہو کر بیعت کی تھی۔

(۲) ___ دوسرا یہ کہ یہ بیعت درست تھی۔ انتخابِ خلیفہ کے ضابطہ کے مطابق تھی۔ اصل مشورہ کا اختیار اور حق اکابر مہاجرین و انصار کو تھا انہوں نے حضرت عثمان رضؓ کو تجویز کیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضؓ نے منظور کر لیا۔ فلہٰذا خلافتِ عثمانی کی صحت اور درستگی میں کوئی اشتباہ نہ رہا اور اس کی حقانیت و صداقت مسلّم ثابت ہوئی۔

(۳) ___ تیسرا مرتضوی فرمانِ بالا سے یہ ثابت ہو گیا کہ خلفاء حضرات کی خلافت انتخاب و مشورہ سے قائم ہوئی تھی خدا کی طرف سے کسی نص پر مبنی نہیں تھی۔

Marfat.com

کلام ہٰذا الزامی نہیں ہے

اس کے بعد ناظرین یاد رکھیں کہ حضرت علیؓ کا یہ کلام (جس میں ضابطۂ انتخاب بیان کیا گیا ہے) حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ ہُوا تھا۔ یہ تحقیقی مقولہ ہے، اس کلام کے الزامی ہونے پر کوئی لفظ (مثلاً لکُم، وعندکم وغیرہ وغیرہ) بطور قرینہ موجود نہیں۔ بلکہ اس کے الزامی ہونے کے خلاف اس میں لفظ انّما مستقل قرینہ ہے جو اس کلام کا تحقیقی و تاکیدی ہونا ثابت کرتا ہے۔

اور کسی خارجی کتاب کی عبارت ساتھ ملا کر ان کلمات کو الزامی قرار دینا سراسر تکلّف بارد ہے اور توجیہ القول بمالا یرید بہ قائلہ کا مصداق ہے اور کلامِ مرتضوی میں خواہ مخواہ بے جا تصرّف ہے اور عقیدت مندی کے تقاضوں کے برخلاف ہے۔

رفعِ اشتباہ

رطب و یابس جمع کرنے والے بعض مؤرخین نے حضرت سیّدنا عثمانؓ کی بیعت کے موقعہ پر حضرت سیّدنا علی بن ابی طالبؓ کی طرف ایسی چیزیں منسوب کر دی ہیں جن سے ان حضرات (علیؓ، عثمانؓ اور عبدالرحمٰنؓ) کی باہم سوءِ ظنّی اور بے اعتمادی بلکہ آپس میں چپقلش نظر آتی ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے حق میں حضرت علیؓ کا سخت کلامی کرنا اور ان کو دھوکہ باز اور فریب دہندہ کہنا وغیرہ وغیرہ پایا جاتا ہے۔ اس کے متعلق مختصراً تحریر ہے کہ:

(۱)

علامہ حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی کتاب البدایہ جلد سابع تحت سنتہ ۲۴ھ (اربع و عشرین) میں اس موقعہ کی رطب و یابس قسم کی روایات پر خوب نقد کیا ہے فرماتے ہیں

Marfat.com

کہ اس نوع کی مرویات ایسے لوگوں سے منقول ہیں کہ (رِجَالٌ لَا یُعْرَفُوْنَ) یعنی یہ ایسے راوی ہیں کہ رجال وتراجم کی کتابوں میں ان کا تذکرہ دستیاب ہی نہیں ہوتا اور ان کا کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کیسے بزرگ تھے؟

اور اس بحث کے اختتام میں لکھا ہے کہ الاخبار المخالفۃ لما ثبت فی الصحاح فھی مردُودۃ علی قائلیھا وناقلیھا۔

یعنی صحیح روایات کے خلاف جو روایات بھی منقول ہیں وہ ان کے قائلین وناقلین پر رد کر دینے کے قابل ہیں اور غیر مقبول ہیں۔ ان کا کوئی وزن نہیں۔

(البدایہ، ج ۷، ص ۱۴۷)

(۲)

دوسری گذارش یہ ہے، حضرت سیّدنا فاروق اعظمؓ کی وفات کے بعد بیعت کے مسئلہ کے لیے اکابر صحابہؓ خصوصاً اہلِ شوریٰ حضرات میں موقعہ بموقعہ مشورہ کی مجالس منعقد ہوئیں ان میں باہم اس مقصد پر مذاکرات ہوتے وہ اکابر علماء نے نقل کیے ہیں وہ منقولات ان مناقشہ نما روایات کی تردید وتغلیط کرتی ہیں۔ لہٰذا مخالفت انگیز و مناقشہ خیز روایات کو (جنہیں منکر کہا جاتا ہے) ناقابلِ اعتماد سمجھا جائے گا۔ اور معروف مرویّات پر اعتماد کیا جائے گا۔ اس مقام کی معروف روایات میں سے ایک روایت ہم یہاں بطور نمونہ نقل کرتے ہیں جس کو علاّمہ سفارینی حنبلی نے "عقیدۃ السفارینی" میں اس بحث کے تحت نقل کیا ہے۔ اور مشہور مؤرّخ ابن خلدون نے بحث بیعت کے مقام میں اس کو درج کیا ہے:

"۔ ۔ ۔ ۔ وکانت مبایعتہٗ بعد موت عمرؓ بثلاث لیالٍ وکان عبدالرحمٰن بن عوف قبل ان یتخلّٰی عنھا احدٌ قَدْ خَلَا بِعُثْمَانَ فَقَالَ لَہٗ فان لم ابایعک فمن تشیر عَلَیَّ؟ قال علیؓ وقال لعلیؓ ان لم

نبایعک فمن تشیر علیّ؟ قال عثمان ثم دعا الزبیر فقال ان لم
نبایعک فمن تشیر علیّ؟ قال علیؓ او عثمانؓ الخ

(۱) تاریخ ابن خلدون جلد ثانی ص ۹۹۶ بحث مقتل عمرؓ
وامر الشوریٰ وبیعۃ عثمانؓ طبع بیروت لبنان۔

(۲) "لوائح الانوار البہیۃ" المعروف بعقیدۃ السفارینی
للشیخ محمد بن احمد السفارینی جلد ۲، ص ۳۱۷ بحث
مذکور، مطبوعہ مصر۔ سن طباعت ۱۳۲۴ھ

حاصل یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ کی وفات کے بعد تین یوم کے اندر حضرت عثمانؓ سے بیعتِ خلافت کی گئی۔ عبد الرحمٰنؓ بن عوف نے حضرت عثمانؓ کو خلوت میں لے جاکر ان سے کہا کہ اگر ہم لوگ آپ سے بیعت نہ کریں تو آپ دوسرے کس شخص کے حق میں مشورہ دیتے ہیں؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ پھر علیؓ بن ابی طالب کے حق میں مشورہ دیتا ہوں۔ اسی طرح حضرت علیؓ سے الگ ہو کر عبد الرحمٰنؓ بن عوف نے مشورہ طلب کیا کہ اگر ہم آپ سے بیعت نہ کریں تو کس شخص کے حق میں آپ کی رائے ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا کہ عثمانؓ بن عفان سے بیعت کی جائے، پھر عبد الرحمٰن نے حضرت زبیرؓ بن عوام کو بلا کر دریافت کیا کہ اگر ہم لوگ آپ سے بیعت نہ کریں تو آپ کا کیا خیال ہے؟ تو زبیرؓ نے کہا کہ علیؓ یا عثمانؓ سے بیعت کی جائے۔"

خلاصہ

یہ ہے کہ فریقین کے حوالہ جات سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں اکابرین سیدنا عثمانؓ و سیدنا علیؓ کے درمیان مسئلہ خلافت خوش اسلوبی سے طے ہو گیا تھا۔ اس

Marfat.com

موقع پر کوئی ہنگامہ آرائی نہیں ہوئی، کوئی فتنہ و فساد نہیں ہوا۔

- اور کسی واقعہ پر رائے زنی کرنا اہل فہم و فکر کے نزدیک کوئی قبیح امر نہیں اور کسی چیز کے متعلق اظہارِ خیالات کرنا عقلمندوں کے ہاں کوئی جرم نہیں بلکہ اس کو مستحسن سمجھا جاتا ہے۔ بس اسی قدر واقعات پیش ہوئے اور انہی حدود کے اندر اندر بیعتِ عثمانی کا مسئلہ اتمام پذیر ہو گیا تھا۔
- مسئلہ خلافت میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوئی انقباض واقع نہیں ہوا اور کسی قسم کی روگردانی نہیں پائی گئی۔ واقعہ ہٰذا سے پہلے یہ حضرات جس طرح باہم متفق تھے اس کے بعد بھی اسی طرح ان کے بہترین تعلقات قائم رہے عثمانی دور کے تمام ایام میں (جو بارہ یوم کم بارہ سال تھے) حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے ساتھ امورِ خلافت میں معاون و مددگار رہے۔

یہ سب چیزیں صاف تبلاتی ہیں کہ حضرت عثمان ذی النورینؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کی بیعت شرحِ صدر کے ساتھ واقع ہوئی تھی، کسی مجبوری و مقہوری کے تحت نہیں ہوئی تھی۔

- نیز یہ چیز بھی فریقین کے بیانات سے واضح ہوتی ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰؓ اور سیدنا عثمانؓ کے درمیان قبائلی تعصب اور خاندانی گروہ بندی ہرگز نہ تھی اور نہ ہی یہ مسائل نسلی عصبیت کے زاویۂ نگاہ سے طے کیے جاتے تھے۔

★

Marfat.com

باب سوم

اس باب میں سیّدنا عثمان ذوالنّورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سیّدنا علی المرتضیٰؓ کے ساتھ مختلف نوعیّت کے روابط نیز فضائل و مناقب اور تعلقات ذکر کیے جائیں گے جو سیّدنا علی المرتضیٰؓ کی زبانِ مبارک سے منقول ہیں یا دیگر ہاشمیوں نے بیان کیے ہیں۔ آخر بحث میں شیعہ حضرات کی معتبر کتب سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت کی چند چیزیں نقل کی جائیں گی۔

—— اس نوع کی ایک ایک فضیلت مستقل عنوان کی حیثیت رکھتی ہے اور اس میں اس چیز کی دعوتِ فکر موجود ہے کہ سیّدنا حضرت علی المرتضیٰؓ، سیّدنا عثمانؓ ذُوالنورین کو کیا کچھ سمجھتے تھے؟ کس مقام پر فائز المرام خیال فرماتے تھے؟ ان بزرگوں کا باہم رشتہ عقیدت کس درجہ مضبوط تھا؟ اور تعلقِ مودّت کس طرح مربوط تھا؟

یہ تمام عنوانات ان مندرجات میں حقیقتہً موجود ہیں منصفانہ غور و خوض کی ضرورت ہے! واقعات کی شکل میں حقائق پیشِ خدمت ہیں، تدبر فرما دیں۔

—— ہر فضیلت کے بعد نتائج ذکر کرنے کے بجائے آخر بحث میں یکجا مستخرجات تحریر کیے جائیں گے جو نہایت قابلِ التفات ہونگے اور انہیں بنظرِ غائر ملاحظہ کرنا مفید ہوگا۔

Marfat.com

(۱)

حضرت علیؓ کے نکاح اور شادی میں حضرت عثمانؓ کی طرف سے مخلصانہ اعانت اور امداد

——جب حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ کے ساتھ نکاح ہوا اس کی ضروری تفصیلات "حصہ صدیقی" میں (بحث نکاح ہٰذا) کے تحت قبل ازیں درج کر دی گئی ہیں۔ اب یہاں صرف یہ ذکر کرنا ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمۃ الزہرا کی شادی کے لیے جو سامان خرید کیا گیا یا اس موقع کی دیگر ضروریات مہیا کی گئی تھیں وہ تمام تر نقدی حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو ہدیۃً وہبۃً عنایت فرمائی تھی اور انہوں نے بخوشی قبول کر لی تھی پھر نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں جب عثمانی ہدیہ کی خبر پہنچائی گئی تو نبی کریم نے حضرت عثمانؓ کو بہت بہت دعائیں دیں۔

سُنّی و شیعہ کتابوں میں یہ واقعہ درج ہے ملاحظہ فرمایا جائے۔

اختصاراً صرف چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

شرح مواہب اللدُنیہ سے

مواہب اللدُنیہ مع شرح زرقانی جلد ثانی بحث تزویج علیؓ میں منقول ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی و نکاح کی ضروریات پورا کرنے کے لیے حضرت علیؓ کو ارشاد فرمایا کہ:

فبعها (الدرع) فبعتها من عثمان بن عفان باربعمائۃ وثمانین درھمًا ثم ان عثمانؓ ردّ الدرع الی علیؓ فجاء بالدرع والدراھم الی المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم فدعا لعثمان بدعوات - الخ

(زرقانی علی المواہب، ج ۲ ص ۳ - بحث تزویج علی بفاطمہ
طبع مصر الطبعۃ الاولیٰ، سن طباعت ۱۳۲۵ھ)

"یعنی تو اپنی زرہ کو فروخت کر دے حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی زرہ عثمانؓ بن عفان کو چار سو اسی درہم میں بیچ دی۔ اس کے بعد عثمانؓ بن عفان نے وہ زرہ پھر علیؓ المرتضیٰ کو واپس کر دی۔ حضرت علیؓ نے زرہ اور دراہم (نقدی) دونوں چیزیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر پیش کر دیں اور عثمانؓ کا یہ تمام ماجرا بیان کیا تو سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کے حق میں بہت دعائیں فرمائیں۔"

"کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ" اور "بحار الانوار" سے

ساتویں صدی ہجری کے شیعہ عالم علی بن عیسیٰ الاربلی نے اپنی کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول (ذکر تزویج علیؓ بفاطمہؓ) میں اور مجلسی نے "بحار الانوار" میں اس واقعہ کو مفصل نقل کیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے علیؓ بن ابی طالب کو فرمایا کہ اپنی زرہ بیچ ڈالیے۔

قال علی فانطلقت وبعتہ باربع مائۃ دراھم (سود ھجریۃ) من عثمانؓ بن عفان فلما قبضت الدراھم منہ وقبض الدرع منی قال یا ابا الحسن الستُ اولیٰ بالدرع منک؟ وانت اولیٰ بالدراھم منی؟ فقلت بلیٰ! قال فان الدرع ھدیۃٌ منّی الیک۔ فاخذت الدراھم والدرع واقبلت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطرحت الدرع والدراھم بین یدیہ واخبرتہٗ بما کان من امر عثمان فدعالہ بالخیر۔

(۱) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ از علی بن عیسیٰ الاربلی جلد اول ذکر تزویج علی بفاطمہؓ ج ۱ ص ۴۸۵ مع ترجمۃ المناقب فارسی - طبع جدید طہران)

Marfat.com

(۲) بحار الانوار ملّا باقر مجلسی، ص ۳۹-۴۰، جلد عاشر، باب تزویج فاطمہؓ لعلیؓ۔

"یعنی حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ (حسبِ ہدایتِ نبوی) مَیں نے جا کر اپنی زرہ عثمانؓ بن عفان کو چار صد درہم کے عوض میں فروخت کر دی۔ جب درہم مَیں نے وصول کر لیے اور زرہ عثمانؓ بن عفان نے لے لی تو اس کے بعد عثمانؓ فرمانے لگے کہ اے ابن ابی طالب! زرہ اب میری ہو چکی اور دراہم آپ کے ہو چکے؟ مَیں نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔

اس کے بعد عثمانؓ نے فرمایا کہ یہ زرہ آپ کو میری طرف سے بطورِ ہدیہ و تحفہ پیشِ خدمت ہے۔ تو مَیں نے دراہم اور زرہ دونوں چیزیں سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی خدمت اقدس میں لا کر حاضر کر دیں اور عثمانؓ کا میرے ساتھ یہ حُسنِ معاملہ بھی بیان کیا تو سردارِ دوجہاںؐ نے عثمانؓ بن عفان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔"

حضرت عثمانؓ کا حضرت علیؓ کے نکاح کا شاہد و گواہ ہونا

—— حضرت علی المرتضیٰؓ کے نکاح کے لیے جو مجلس منعقد ہوتی اس میں دیگر صحابہ کرامؓ کے ساتھ حضرت عثمان غنیؓ کو بھی مدعو کیا گیا اور نکاح ہٰذا (علی المرتضیٰؓ کی تزویج حضرت فاطمہؓ کے ساتھ ہونے کا گواہ اور شاہد قرار دیا گیا۔ فریقین کی کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے۔

محب الطبری نے ریاض النضرۃ و ذخائر العقبیٰ ہر دو کتابوں میں یہ مسئلہ ذکر کیا ہے۔

—— سردارِ دو عالم نبی کریم علیہ السّلام والتسلیم نے حضرت انسؓ کو فرمایا کہ اُخْرُجْ اُدْعُ لِی اَبَا بَکْرٍؓ وَعُمَرؓ وَعُثْمَانؓ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِؓ بْنَ عَوْفٍ وَسَعْدؓ

ابی وقاصؓ وطلحۃؓ والزبیرؓ وبعدۃٍ من الانصارؓ قال فدعوتھم فلما اجتمعوا عندہٗ کلھم واخذوا مجالسھم...... ثم قال النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ان اللہ تعالیٰ اَمَرَنی اَنْ اُزَوِّجَ فاطمۃ ...... من علیٍ بن ابی طالبؓ فاَشْھَدُوا اَنِّی قَدْ زَوَّجْتُہٗ علی اربعمائۃ مثقال فضۃ... الخ

(۱) ریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ، ص ۱۴۱، ج ۲، باب تزویج فاطمہؓ من علیؓ۔

(۲) ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ للمحب الطبری، ص ۳۰ باب تزویج فاطمہ۔

حاصل یہ ہے کہ

"انسؓ کہتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و عبدالرحمٰنؓ و سعدؓ و طلحہؓ و زبیرؓ کو اور چند آدمی انصار سے بلا لاؤ۔ حضرت انسؓ ان تمام حضرات کو بلا لائے جب یہ سب حضرات حاضر خدمت ہو کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؓ کا نکاح علی بن ابی طالب سے کر دوں پس تم لوگ اس چیز کے گواہ اور شاہد ہو جاؤ کہ میں نے علیؓ سے فاطمہؓ کا نکاح کر دیا۔ اور چار سو مثقال مہر مقرر کر دیا ہے۔" الخ

—— اس واقعہ کو شیعہ علماء نے بھی اپنی عمدہ تصانیف میں قریباً اسی طرح نقل کیا ہے۔ اختصار عبارت کے ساتھ اس کو درج کیا جاتا ہے ملاحظہ فرما دیں "کشف الغمہ" میں علی بن عیسٰی اربلی ذکر کرتے ہیں کہ:

Marfat.com

ـــــــ عن انس رضؓ قال کنت عند النبیؐ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم

.......رقال) فانطلق فادع لی ابا بکر وعمر وعثمان و

علیاً وطلحۃ والزبیر وبعدد ھم من الانصار قال فانطلقت

فدعوتھم لہٗ فلما ان اخذوا مجالسھم قال رسول اللّٰہ صلّی

اللّٰہ علیہ وسلّم .... ثم انی اُشہِدُکُم اَنِّی قد

زوّجتُ فاطمۃؓ من علیؓ علیٰ اربع مائۃ مثقال فضۃٍ۔ الخ

(۱) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ لعلی بن عیسیٰ الاربلی المتوفی ۶۸۷ھ

جلد اوّل، ص ۴۷۱-۴۷۲۔ ترجمۃ المناقب فارسی۔ باب

تزویج فاطمہ۔ طبع جدید طہرانی۔

(۲) المناقب للخوارزمی، ص ۲۴۲۔ باب تزویج مذکور۔ الفصل

العشرون، ص ۲۵۲ و ۲۵۳۔ مطبع حیدریہ نجف اشرف

عراق۔ سن طباعت ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء

(۳) بحار الانوار ملا باقر مجلسیؒ جلد عاشر، ج ۱۰، ص ۳۷-۳۸

باب تزویج فاطمہ۔ طبع ایران۔

خلاصہ یہ ہے کہ:

"انسؓ کہتے ہیں کہ مَیں نبی اقدس صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر تھا......... نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلّم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جاؤ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ کو اور اتنی تعداد میں انصار کو میرے پاس بلا لاؤ۔ مَیں چلا گیا اور ان سب حضرات کو حضور نبی کریم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کی خدمت میں بلا لایا۔ جب یہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا......... مَیں تم سب حاضرینِ مجلس کو اِس بات کا گواہ اور

شاہد قرار دیتا ہوں کہ میں نے چار سو مثقال مہر کے عوض میں فاطمہؓ کا نکاح علی بن ابی طالبؓ سے کر دیا۔"

(۲)

حضرت عثمانؓ کے مومن، صالح، متقی، محسن ہونے کی مرتضوی شہادت

——حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ ان کی جماعت کے ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ اگر لوگ مجھ سے سوال کریں کہ آپ کے امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے متعلق کیا خیالات ہیں؟ تو میں جواب میں کیا ذکر کروں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ:

——اخبرھم ان قولی فی عثمان احسن القول ان عثمان کان مِنَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَاَحْسَنُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔

یعنی فرمایا کہ عثمانؓ کے حق میں میرا بہت عمدہ خیال ہے یقیناً عثمانؓ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے حق میں قرآن مجید میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا کہ:

"وہ لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، پھر پرہیزگاری کی۔ اور یقین کیا، پھر تقویٰ اختیار کیا اور نیکوکاری کی، اللہ نیکوکاری کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

حضرت علیؓ کا یہ فرمان مندرجہ ذیل کتب میں اپنے اپنے الفاظ میں مذکور ہے اور

Marfat.com

مضمون واحد ہے۔

(۱) ـــــ "المصنف" لابن ابی شیبۃ جلد رابع (قلمی)، ص ۱۰۱۱، سطر ۷۔ باب الجمل،
(کتب خانہ، پیر جھنڈا سندھ)

(۲) ـــــ کتاب انساب الاشراف للبلاذری۔ باب امر عثمانؓ بن عفان، ج ۵، ص
طبع جدید (یروشلم)۔

(۳) ـــــ المستدرک للحاکم، ج ۳، ص ۱۰۴۔ کتاب معرفۃ الصحابہ۔ باب مقتل
عثمانؓ۔ طبع اوّل دکن۔

(۴) ـــــ "الاستیعاب" لابن عبد البر۔ معہ اصابہ، جلد ثالث، ص ۷۲۔ تذکرہ عثمانؓ،
طبع مصر۔

(۵) ـــــ "کنز العمال" لعلی المتقی الہندی۔ (بحوالہ ابن مردویہ۔ کر۔) جلد سادس، ص ۳۷۹،
باب فضائل ذی النورین عثمانؓ بن عفان۔ روایت ۵۸۷۹۔ طبع اوّل۔

حافظ ابن کثیر عماد الدین دمشقی نے اپنی مشہور تصنیف البدایہ والنہایہ جلد سابع[۱] میں سیّدنا عثمانؓ بن عفان کے حالات کے تحت حضرت علی المرتضیٰؓ کی ایک اور روایت ذکر کی ہے اس میں حضرت عثمانؓ کے چند مزید خصالِ حمیدہ کا بیان ہے، عبارت ملاحظہ ہو:

وفی روایۃٍ انہ قال کان عثمان رضی اللہ عنہ خیرنا، واوصلنا للرحم واشدّنا حیاءً واحسننا طهوراً، واتقانا للرب عزّ وجلّ" ـــــ وفی "الاصابۃ" قال علیؓ کان عثمانؓ اوصلنا للرحم الخ

(۱) البدایہ، ج ۷، ص ۱۹۴۔ تحت حالات عثمانؓ۔

(۲) الاصابہ معہ استیعاب، ج ۲، ص ۴۵۵۔ تذکرہ عثمانی۔

یعنی علی المرتضیٰؓ نے فرمایا کہ عثمانؓ بن عفان ہم میں سے بہترین شخص تھے اور صلہ رحمی کرنے والے تھے اور زیادہ حیادار اور پاکیزہ تھے۔ اللہ سے بہت

Marfat.com

خوف کرنے والے تھے"۔

اس فرمان کی ایک اور روایت سے بھی تائید ہوتی ہے جسے ابوالقاسم السہمی المتوفی ۴۲۷ھ نے اپنی تصنیف "تاریخ جرجان" میں حضرت علیؓ سے ذکر کیا ہے۔

"۔۔۔۔۔فقال لہ علیؓ بابی انت وامی یا رسول اللہ قد کنا عندک جماعۃ فما غطیتہا وجاء عثمان فغطیتہا فقال انی استحیی ممن استحیت منہ الملائکۃ"

(تاریخ جرجان، ص ۳۲۷، تالیف ابوالقاسم حمزہ بن یوسف السہمی طبع دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن)

"۔۔۔۔۔یعنی حضرت علیؓ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ آپ نے ہماری موجودگی میں پاؤں نہیں ڈھانکے مگر عثمانؓ کے آنے پر آپ نے کپڑا ڈال لیا ہے تو جواب میں فرمایا کہ عثمانؓ سے خدا کے ملائکہ حیا کرتے ہیں، میں بھی اس سے حیا کرتا ہوں"۔

(۴)

حضرت علیؓ کے بیانات کی روشنی میں حضرت عثمانؓ کا لقب "ذوالنورین" چند دیگر فضائل کے ساتھ

——اس مضمون کے اثبات کے لیے یہاں مندرجہ ذیل روایات نقل کی جاتی ہیں۔ایک نزال بن سبرۃ سے مروی ہے۔اس کو متعدد علماء نے تخریج کیا ہے دوسری کثیر بن مرۃ سے منقول ہے۔

Marfat.com

پہلی روایت

روی ابو الخیثمۃ فی فضائل الصحابۃ من طریق الضحاک عن النزال بن سبرۃ قلنا لعلیؓ حدثنا عن عثمان قال ذاک امرء یدعی فی الملاء الاعلیٰ ذا النورین "

(۱) الاصابہ معہ استیعاب، ج ۲، ص ۴۵۵، تذکرہ عثمانؓ

واخرج ابو خیثمۃ فی فضائل الصحابۃ وابن عساکر عن علیؓ بن ابی طالب انہ سئل عن عثمانؓ فقال ذاک امرأ یدعی فی الملاء الاعلیٰ ذا النورین کان ختن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابنتیہ۔

(۲) تاریخ الخلفاء للسیوطی، ص ۱۰۵۔ تذکرہ عثمان بن عفان، مطبع مجتبائی دہلی۔

(۳) کنز العمال، ج ۶، ص ۳۷۳، روایت ۵۸۰۶۔ باب فضائل ذی النورین عثمانؓ۔

خلاصہ روایات یہ ہے کہ "نزال بن سبرۃ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت علی المرتضیٰؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ عثمانؓ بن عفان کے مقام کے متعلق بیان فرماویں تو آپ نے فرمایا کہ عثمانؓ وہ شخص ہیں جن کو "ملأ اعلیٰ" (یعنی آسمانوں پر فرشتوں کی جماعت) میں "ذوالنورین" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضور علیہ السلام کے داماد ہیں۔ نبی کریم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے ان کے نکاح میں آئیں۔"

دوسری روایت

کثیر بن مرہ ناقل ہے، علی متقی ہندی نے ابن عساکر کے حوالہ سے کنز العمال میں

Marfat.com

اس کو ذکر کیا ہے۔

——— عن کثیر بن مرۃ قال سئل علی بن ابی طالب عن عثمان قال نعم یسمّٰی فی السماء الرابعۃ ذاالنورین وزوّجہٗ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واحدۃً بعد واحدۃٍ ثم قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم من یشتری بیتًا یزیدہ فی المسجد غفر اللہ لہٗ فاشتراہ عثمان فزادہٗ فی المسجد فقال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم من یبتاع مربد بنی فلان فیجعلہٗ صدقۃً للمسلمین غفر اللہ لہٗ فاشتراہ عثمان فجعلہٗ صدقۃً علی المسلمین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم من یجهّز ھٰذا الجیش یعنی جیش العسرۃ غفر اللہ لہٗ فجهّزھم عثمان حتی لم یفقدوا عقالاً۔

(کنز العمال، ج ۶، ص ۳۷۹ (بحوالہ ابن عساکر) روایت ۵۸۷۵ باب فضائل ذی النورین عثمانؓ، طباعت، اوّل، دکن)

حاصل کلام یہ ہے کہ:

حضرت علی المرتضیٰؓ سے بعض آدمیوں نے حضرت عثمانؓ کے حق میں سوال کیا تو

۱ ـــ آپ نے فرمایا وہ بہترین شخص تھے، چوتھے آسمان پر ان کا نام "ذوالنورین" تحریر کیا گیا۔ اور نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیاں نکاح کر دیں۔

۲ ـــ پھر رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو شخص ایک مکان خرید کر مسجد میں اضافہ کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت فرما دیں گے۔ عثمانؓ نے وہ مکان خرید کر مسجد میں ملا دیا۔

۳ ـــ پھر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمان دیا کہ فلاں قبیلہ کا مربد (یعنی باڑہ) خرید کر

Marfat.com

عام مسلمانوں کے لیے جو آدمی وقف کرے گا اُس کے لئے بخشش و مغفرت ہو گی۔ عثمانؓ بن عفان نے وہ مکان خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

۴ — پھر حضور علیہ السّلام نے فرمان جاری کیا کہ جیش العسرۃ یعنی غزوۂ تبوک والے لشکر کے لیے تیاری کا سامان جو شخص پیش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو بخش دینگے، تو عثمانؓ نے پالان کسنے کی رسّی تک سامانِ لشکر مہیا کر دیا۔"

علماء کا ایک قول

علّامہ سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء (بحث فضائل عثمانی) میں علماء کا ایک قول نقل کیا ہے ہم بھی ناظرین کے افادہ کے لیے یہاں درج کرتے ہیں۔ قبل ازیں باب اوّل میں اس کا بعض حصّہ نقل ہو چکا ہے۔

"قال العلماء ولا یعرف احد تزوّج بنتی نبیٍ غیرہ ولذالک سمّی ذا النورین فھو من السابقین الاوّلین واوّل المھاجرین واحد العشرۃ المشھود لھم بالجنۃ واحد الستّۃ الذین توفی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم وھو عنھم راضٍ واحد الصحابۃ الّذین جمعوا القرآن الخ"

(تاریخ الخلفاء سیوطی، ص ۱۰۵ طبع مجتبائی دہلی ذکر عثمانؓ)

خلاصہ یہ ہے کہ علماء اُمّت فرماتے ہیں:

(۱) — کہ حضرت عثمانؓ بن عفان کے بغیر کوئی شخص ایسا نہیں گزرا جس کے نکاح میں نبی کی دو دختر آئی ہوں، اسی وجہ سے ان کا نام "ذوالنورین" رکھا گیا۔

(۲) — عثمانؓ پہلے پہلے ایمان والے مسلمانوں میں سے تھے جنہیں سابقین اوّلین کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

(۳) ــــــ عثمانؓ اولین مہاجرین میں سے تھے (اور دو ہجرتوں کے ثواب حاصل کرنے والوں میں سے تھے)۔

(۴) ــــــ جن دس صحابہ کرامؓ کو جنت کی بشارت مل چکی ہے، ان میں سے ایک عثمانؓ تھے۔

(۵) ــــــ جن چھ آدمیوں سے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم راضی رخصت ہوئے ان میں ایک عثمان تھے۔

(۶) ــــــ جن صحابہ کرامؓ نے قرآن مجید جمع کیا ان میں سے ایک عثمانؓ تھے۔ رضی اللہ عنہ وعن کل الصحابۃ اجمعین۔

(۴)

اُمّت میں مقامِ عثمانؓ کا تعیّن حضرت علی المرتضیٰؓ کی زبان سے

ــــــ سیّدنا حضرت علیؓ نے اپنے دَورِ خلافت میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اس خُطبہ کو علّامہ ابوبکر عبداللہ بن ابی داؤد بن سلیمان بن اشعث سجستانی المتوفی ۳۱۶ھ نےؒ "کتاب المصاحف" میں باسند نقل کیا ہے، اس میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ ناظرین کرام توجہ فرماویں۔

"۔۔۔۔۔۔ عن عبد خیر قال خطب علیؓ رضی اللہ عنہ فقال افضل الناس بعد النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ابوبکرؓ و افضلہم بعد ابی بکرؓ، عمرؓ، ولو شئت ان اسمّی الثالث لسمّیتہٗ قال فوقع فی نفسی من قولہٖ ان اسمی الثالث لسمّیتہ فاتیتُ

الحسین بن علی فقلت ان امیر المؤمنین خطب فقال ان افضل الناس بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر۔ وافضلھم بعد ابی بکرؓ عمرؓ۔ ولو شئت ان اسمی الثالث لسمیتہ فوقع فی نفسی فقال الحسینؓ فقد وقع فی نفسی کما وقع فی نفسک فسألتہ فقلت یا امیر المؤمنین من الذی لو شئت ان تسمیہ لسمیتہ؟ قال المذبوح کما تذبح البقرۃ۔

(کتاب المصاحف لابی بکر عبداللہ بن ابی داؤد السجستانی ص ۳۵-۳۶ طبع مصر تحت عنوان ماکتب عثمان من المصاحف)

"یعنی عبد خیر ذکر کرتا ہے کہ (ایک دفعہ) حضرت علیؓ نے خطبہ دے کر فرمایا کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابوبکرؓ ہیں اور ان کے بعد سب سے افضل عمرؓ بن الخطاب ہیں۔ اگر میں تیسرے شخص کا نام ذکر کروں تو کر سکتا ہوں۔

عبد خیر کہتا ہے کہ مَیں نے خیال کیا تیسرا شخص کون ہے؟ یہ چیز مَیں نے حضرت حسین بن علیؓ سے دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ میرے دل میں بھی یہ بات گزری تھی۔ پھر مَیں نے امیر المؤمنین علیؓ سے خود دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو لوگوں نے ذبح کر ڈالا جیسے گائے ذبح کی جاتی ہے۔ (یعنی افضلیت میں تیسرے شخص عثمان ہیں جن کو باغیوں نے وحشت ناک کیفیت سے شہید کر دیا)۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن جمیع الصحابۃ اجمعین۔

Marfat.com

(۵)

دینِ عثمان رضؓ کا مقام

علی المرتضیٰ رضؓ کی نظروں میں

—— گذشتہ مسئلہ میں حضرت علیؓ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ کی زبانی حضرت سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کا مقام تمام اُمت میں تیسرے نمبر پر مذکور ہوا۔

اب یہ امر نقل کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے دین کی اہمیت حضرت علیؓ کے قلب میں کیا تھی؟ اور حضرت عثمانؓ کے اسلام کو وہ کس قدر وزنی شُمار کرتے تھے؟

—— ابن عبدالبر نے الاستیعاب فی اسماء الاصحاب (تذکرۂ عثمانی) میں یہ قول نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"..... قال علیؓ رضی اللہ عنہ من تبرّأ من دینِ عثمانؓ فقد تبرّأ من الایمان"

(الاستیعاب" معہ اصابہ، ج ۳، ص ۷۶۔ تذکرہ حضرت عثمانؓ)

"یعنی حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جس شخص نے حضرت عثمانؓ کے دین سے تبرّی و بیزاری اختیار کی یقیناً وہ اپنے ایمان و اسلام سے بری ہوگیا"

مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے بیانات کے ذریعہ یہ مسئلہ فیصلہ شُدہ ہے کہ جو آدمی حضرت عثمانؓ کو ایماندار نہیں جانتا وہ خود ایماندار نہیں۔ جو حضرت عثمانؓ سے بیزار ہوگا وہ دینِ اسلام سے بیزار ہوگا۔

Marfat.com

(۶)

حضرت علیؓ کی جانب سے حضرت عثمانؓ کے متعلق سابق الخیرات اور غیر معذب ہونے اور جنتی ہونے کی گواہی

ذیل میں مرویات مرتضوی نقل کی جاتی ہیں جن میں مندرجہ مسائل درج ہیں۔

(۱) علامہ البلاذری نے اپنی مشہور تصنیف انساب الاشراف جلد خامس ۵، باب امر عثمانؓ میں باسند نقل کیا ہے۔

"۔۔۔۔۔ عن ابی سعید انی محمد بن زیاد قال قال علیؓ انا واللہ علی اثر الذی اتی بہ عثمان لقد سبقت لہ فی اللہ سوابق لا یعذبہ بعدھا ابداً"

(انساب الاشراف بلاذری، ج ۵، ص ۹، طبع یروشلم)

"یعنی حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں اسی نقش قدم پر چل رہا ہوں جس پر عثمانؓ آرہے تھے، اللہ کے دین کے معاملہ میں انہیں (خیرات و حسنات میں) سبقتیں حاصل ہیں جن کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو کبھی بھی عذاب نہیں دے گا۔

(۲) ــــ علی متقی ہندی نے کنز العمال میں متعدد باسند علماء کے حوالہ سے حضرت علیؓ کا یہ قول نقل کیا ہے:۔

ــــ عن ابی سعید مولی قدامۃ بن منعون قال قال علیؓ وذکر عثمان اما واللہ لقد سبقت لہ سوابق لا یعذبہ اللہ بعدھا ابداً"

(۱)۔۔۔۔ کنز العمال، ج۶، ص۳۷۳۔ روایت ۵۸۰۷ بحوالہ ابن ابی الدنیا والحاکم فی الکنیٰ۔ کر۔

(۲)۔۔۔۔ کنز العمال، ج۶، ص۳۷۹۔ روایت ۵۸۷۸ بحوالہ ابن عساکر جلد سادس۔

"مطلب یہ ہے حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کا ذکر کیا فرمانے لگے کہ اللہ کی قسم ان کو بہت سے امورِ خیر میں سبقت حاصل ہے اس کے بعد ان کو اللہ تعالیٰ کبھی بھی عذاب نہیں دے گا۔

(۳)۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔عن یوسف بن سعید مولیٰ حاطب عن محمد بن حاطب وکان قدم البصرۃ مع علیؓ ان علیاً ذکر عثمان فقال و معہٗ عود ینکت بہ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤی اُولٰٓئِکَ عَنْھَا مُبْعَدُوْنَ۔ اولٰئک عثمانؓ واصحاب عثمانؓ"

(انساب الاشراف بلاذری، ج۵، ص۱۰۔ باب امر عثمان بن عفان۔ طبع جدید یروشلم)

حاصل یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کا ذکر کیا اور آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اس سے زمین کرید رہے تھے۔ آیت ہٰذا (تحقیق وہ لوگ جن کے لیے ہماری جانب سے وعدہ حسنیٰ یعنی جنت مقرر ہو چکی ہے وہ دوزخ سے دور کر دیتے جائیں گے) پڑھ کر فرمایا کہ یہ لوگ عثمانؓ اور ان کے ساتھی ہیں۔"

(۷)

عثمانی خلافت میں حضرت علیؓ کا قرآن سنانا

۔۔۔۔ نوافل میں قرآن خوانی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں ہمیشہ

Marfat.com

ہوتی تھی اور بعض اوقات جماعت سے ہوتی تھی۔ رمضان المبارک میں یہ مبارک کام باقاعدگی سے مسجد نبوی میں جاری رہتا تھا۔ خلافتِ عثمانی کے ایام میں بعض دفعہ حضرت علی المرتضیٰؓ یہ جماعت کراتے تھے، جو خلیفہ کے ساتھ ان کے درست تعلقات ہونے کا بہترین ثبوت ہے۔

چنانچہ یہ واقعہ مُحدّثین نے مندرجہ ذیل عبارت میں درج کیا ہے:

"...... قتادة عن الحسنؒ اَمّنا علیّ بن ابی طالبؓ فی زمن عثمانؓ عشرین لیلة ثم احتبس فقال بعضهم قد تفرّغ لنفسه ثم اَمّهم اَبُو حَلِیْمَةَ مُعَاذُ القاری فکان یقنت"

(کتاب قیام اللیل وقیام رمضان والوتر، ص ۱۵۵، از محمد بن نصر المروزی المتوفی ۲۹۴ھ۔ باب صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم جماعۃ لیلاً تطوعاً فی شہر رمضان)۔

حاصل یہ ہے کہ:

"قتادہ نے حسن سے نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دوران حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ہمیں بیس راتیں (تراویح) کی امامت کرائی اور نماز پڑھائی، پھر (بقایا راتوں میں) رُک گئے (نہ تشریف لاتے)۔ بعض لوگ کہنے لگے کہ حضرت مرتضیٰ الگ ہو کر اپنی عبادت میں لگ گئے۔ پھر ابو حلیمہ معاذ القاری نے ان لوگوں کی امامت کرائی وہ دعائے قنوت پڑھتے تھے۔"

حضرت علیؓ کا قراۃ عثمانی کی سماعت کرنا

مُحدّث عبدالرزاق نے اپنے "مصنّف" جلد ثانی میں یہ واقعہ نقل کیا ہے:-

Marfat.com

—— عبد الرزاق عن ابن عیینة عن مسعر عن الحسن بن سعد عن ابیه قال اقبلت مع علی بن ابی طالب من ینبع، قال فصام علیؓ وکان علی راکبًا و افطرت لانی کنت ماشیًا حتّی قدمنا المدینة لیلًا فمررنا بدار عثمانؓ بن عفان فاذا هو یقرأ قال فوقف علیؓ یستمع قرأته ثم قال علیؓ انّہ یقرأ وهو فی سورة او قال فی سورة النحل- قال ابوبکر (عبد الرزاق) اُخبِرتُ ان بین ینبع و بین المدینة اربعة ایام-

(المصنّف لعبد الرزاق، جلد ۲، ص ۵۰۰، طبع بیروت منجانب مجلس علمی کراچی، ڈابھیل)

"یعنی حسن بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ینبع کے مقام سے حضرت علیؓ کے ساتھ میں واپس آیا، حضرت علیؓ روزہ دار تھے اور سواری پر سوار تھے اور میں پیدل ہونے کی وجہ سے روزہ دار نہ تھا، رات کے وقت ہم مدینہ پہنچے، حضرت عثمانؓ بن عفان کے مکان کے پاس سے گزر ہوا وہ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ حضرت علیؓ ٹھیر گئے اور ان کی قرآت سننے لگے، پھر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ فلاں سورة (یعنی سورة نحل) سے تلاوت کر رہے ہیں۔
ابوبکر عبد الرزاق (صاحبِ کتاب) کہتا ہے کہ مدینہ طیبہ اور مقامِ ینبع کے درمیان چار یوم کی مسافت تھی۔"

تنبیہ

ناظرین کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ ینبع کے مقام میں حضرت علیؓ کی جاگیر مزروعہ زمین تھی جو خلافتِ فاروقی میں حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کے لیے متعین [illegible] دی تھی،

Marfat.com

اس کی نگہداشت کے لیے گاہے گاہے حضرت علی وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔
قبل ازیں حصّہ فاروقی کے باب دوم کے آخر میں صفحہ ۱۸۹، ۱۹۰ پر اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

(۸)

حضرت عثمانؓ کا حضرت علیؓ کو سواری عنایت فرمانا

—— اس واقعہ کو حافظ ابو نعیم اصفہانی (احمد بن عبد اللہ) المتوفی ۴۳۰ھ نے اپنی مشہور تصنیف اخبار اصفہان یا تاریخ اصفہان جلد ثانی میں محمد بن محمد بن یوسف المکی الجرجانی کے تذکرہ کے تحت لکھا ہے، یہ تمام کتاب باسند ہے۔ اور واقعات کو سند کے ساتھ ہی درج کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"........ عن انس قال جاء علی رضی اللہ عنہ الی النبیّ صلّی علیہ وسلّم و معہٗ ناقۃٌ فقال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ماھذہ الناقۃ؟ قال حملنی علیہا عثمانؓ فقال النبیّ علیہ السّلام یا علیّ اتق الدنیا فان من کثر نشبہٗ کثر شغلہٗ ومن کثر شغلہ اشتدّ حرصہٗ ومن اشتدّ حرصہ کثر ھمہٗ و نَسِیَ رَبَّہٗ فَمَا ظَنُّکَ یَا عَلِیُّ بِمَنْ نَسِیَ رَبَّہٗ۔"

(اخبار اصفہان، ج ۲، ص ۲۸۹ تحت تذکرہ محمد بن محمد بن یوسف المکی الجرجانی)

"یعنی انسؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں ایک دفعہ حضرت علی المرتضیٰؓ ناقہ (یعنی اونٹنی) پر سوار ہو کر پہنچے۔ آپ نے فرمایا یہ کس کی اونٹنی ہے؟ کیسی ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض

Marfat.com

کیا کہ عثمانؓ بن عفان نے مجھے سواری کے لیے دی ہے۔

(پھر نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ترک ما سوی اللہ اور تعلّق باللہ کے متعلق چند نصائح فرماتے) ۔ فرمایا اے علیؓ! دنیاداری سے بچو! جس کا دُنیا سے تعلق کثیر ہو جاتا ہے اس کے شغل و مشاغل زیادہ ہو جاتے ہیں۔ جتنے مشاغل ہوں تو حرص بڑھ جاتی ہے۔ جب حرص و لالچ بڑھ جائے تو افکار و غم بہت ہو جاتے ہیں اور اپنے رب کو انسان فراموش کر دیتا ہے۔ جو شخص اپنے ربّ کو بھلا دے اے علیؓ! تو اس کے حق میں کیا گمان رکھے گا؟"

(۹)

حضرت عثمانؓ کا حضرت علی المرتضیٰؓ کو دعوتِ طعام دینا

——— حدیث کی مشہور کتاب سُننِ ابی داؤد، جلد اوّل، ابواب الحج میں دعوتِ طعام کا واقعہ ہذا مذکور ہے:

"...... وکان الحارث خلیفۃ عثمان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ علی الطائف فصنع لعثمان طعامًا فیہ من الحجل والیعاقیب ولحم الوحش فبعث الی علیّ رضی اللّٰہ عنہ فجاءہ الرسول و ھو یخبط لاباعر لہٗ فجاء وھو ینفض الخبط عن یدہٖ فقالوا لہٗ کُل فقال اطعموہ قومًا حلالًا فانا حرم الخ"

(السُّنن لابی داؤد، ج ۱، ص ۲۶۳۔ باب لحم الصید للمحرم۔ کتاب الحج۔ طبع مجتبائی دہلی)

حاصل یہ ہے کہ حضرت امیر المؤمنین عثمانؓ کی طرف سے طائف کے علاقہ پر الحارث نامی ایک شخص امیر تھا۔ اس نے حضرت عثمانؓ کے لیے

Marfat.com

طعام تیار کر کے ارسال خدمت کیا۔ طعام میں چکور وغیرہ پرندے اور جنگلی حلال جانور (گورخر وغیرہ) پکے ہوئے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کی طرف آدمی بھیجا کہ طعام کے لیے تشریف لائیے۔ اس وقت حضرت علیؓ اپنے اونٹوں کے لیے درختوں کے پتے جھاڑ کر ہاتھ صاف کر رہے تھے۔ عرض کیا گیا کھانا تیار ہے، تناول فرمائیے۔ آپ نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ اِحرام نہیں باندھے ہوئے (غیر محرم ہیں) ان کو یہ طعام کھلائیے۔ ہم لوگ اِحرام باندھے ہُوئے ہیں (مُحرِم کے لیے شکار کے گوشت کا کھانا درست نہیں)"۔

حضرت عثمانؓ کے حق میں ہاشمیوں کے بیانات

قبل ازیں عموماً حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمودات اور واقعات حضرت عثمانؓ کے متعلقہ نقل کیے گئے ہیں، اس کے بعد حضرت علیؓ کی اولاد اور چچازاد بھائیوں کے بیانات میں سے چند اشیاء درج کی جاتی ہیں۔ ان میں حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی فضیلت و عظمت و اہمیت کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۱۰)

حضرت عبداللہؓ بن عباس کا بیان

علامہ محمد بن یحییٰ بن ابی بکر الاندلسی المتوفی ۷۴۱ھ نے اپنی تصنیف "کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمان" میں کتاب الشریعۃ کے حوالہ سے ابن عباس کی روایت نقل کی ہے اور محب الطبری نے ریاض النضرۃ میں بھی ذکر کی ہے۔ اور کتاب ازالۃ الخفا میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اس روایت کو درج کیا ہے۔

Marfat.com

روی الآجری فی کتاب الشریعۃ باسنادہٖ عن میمون بن
مہران عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال قحط المطر
(علیٰ عہد ابی بکر الصدیق) فاجتمع الناس الیٰ ابی بکرؓ فقالوا
السماء لم تمطر والارض لم تنبت والناسُ فی شدۃٍ شدیدۃٍ
فقال ابو بکر الصدیقؓ انصرفوا واصبروا فانکم لا تمسون حتی
یفرج اللہ الکریم عنکم فما لبثنا الا قلیلاً ان جاء اُجراءُ عثمانؓ
من الشام - فجاءتہ مائۃ راحلۃٍ بُرّاً اوقال طعاماً فاجتمع
الناسُ الی باب عثمان فقرعوا علیہ الباب - فخرج الیہم عثمانؓ
فی ملأٍ من الناس فقال ما تشاؤن ؟ قالوا الزمان قد قحط
اَلسَّمَآءُ لَمْ تُمْطِرْ وَالْاَرْضُ لَا تُنْبِتُ وَالنَّاسُ فی شدۃٍ شَدِیْدَۃٍ
وقد بلغنا ان عندک طعاماً فبعناہ حتیٰ نوسّع علی فقراء
المسلمین فقال عثمان حُبّاً وَکَرَامَۃً اُدْخُلُوا فاشتروا فدخل
التجار فاذا الطعام موضوعٌ فی دار عثمانؓ - فقال معشر التجار
کم توبحونی علی شرائی من الشام ؟ قالوا للعشرۃ اثنا عشر!
قال عثمانؓ زادونی قالوا للعشرۃ اربعۃ عشر قال عثمانؓ قد
زادونی قالوا للعشرۃ خمسۃ عشر قال عثمانؓ قد زادونی
قال التجار یا ابا عمرو ما بقی فی المدینۃ تجار غیرنا فَمَنِ
الّذِیْ زَادَکَ ؟ قال زادنی اللہ عزّوجلّ بکل درہم عشرۃ
اعندکم زیادۃ ؟ قالوا اللّٰہم لا ! قال فانّی اشہد اللہ انی قد جعلت
ھذا الطَّعَامَ صَدَقَۃً علیٰ فقراء المسلمین قال ابن عباس رضؓ
فرأیت من لیلتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی فی

Marfat.com

المنام وھو علی برذونٍ ابلق علیہ حلۃ من نورٍ وھو مستعجلٌ فقلت یا رسول اللہ فقد اشتدّ شوقی الیک والی کلامک فاین تبادر؟ فقال یا ابن عباس ان عثمانؓ بن عفان قد تصدّق بصدقۃ وانّ اللہ عزّوجلّ قد تقبّلھا منہ وزوّجہ بھا عروسًا فی الجنۃ وقد دعینا الی عرسہ... الخ

(۱) کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمانؓ ص ۲۴۲-۲۴۳ طبع بیروت لبنان - از محمد بن یحییٰ اندلسی)

(۲) الریاض النضرہ لمحب الطبری، جلد ۲، ص ۱۴۵-۱۴۶ - ذکر صدقاتہ -

(۳) ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ دہلویؒ، فارسی کامل مقصد دوم ص ۲۲۴، تحت مآثر عثمانی، طبع قدیم بریلی) -

خلاصہ روایت ہٰذا یہ ہے

کہ میمون بن مہران ابن عباسؓ سے ذکر کرتا ہے کہ حضرت سیّدنا صدیق اکبرؓ کے دورِ خلافت میں ایک دفعہ قحط رونما ہوا، بارش نہ ہوئی، لوگ مجتمع ہو کر حضرت صدّیق اکبرؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ کہنے لگے کہ آسمانی بارش نہ ہونے کی وجہ سے زمین نے کچھ نہیں اگایا، لوگ بہت تنگی و مصیبت میں گرفتار ہیں۔ سیّدنا ابوبکرؓ نے فرمایا صبر کرتے ہوئے واپس جائیے۔ اللہ تعالیٰ کریم ذات ہے، شام تک شاید کشادگی کی کوئی صورت پیدا فرما دیں۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت عثمانؓ کے کارندے (جو شام کے علاقہ میں تجارتی غلّہ کے لیے گئے ہوتے تھے) مدینہ پہنچ گئے۔ ایک صد سواری گندم کی لدی ہوئی ملک شام سے لے آتے۔ (اطلاع ملنے پر) مدینہ کے لوگ حضرت عثمانؓ

Marfat.com

کے دروازہ پر جمع ہوگئے ۔ دروازہ پر دستک دی، حضرت عثمانؓ باہر تشریف لائے (دیکھتے ہیں) کہ ایک کثیر انبوہ مدینہ کے تجّار کا دروازہ پر پہنچا ہُوا ہے۔ عثمانؓ ذوالنّورین نے دریافت فرمایا کیا بات ہے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ بارش نہ ہونے کے باعث شہر میں قحط پڑ گیا ہے ۔ لوگوں میں خوراک کے متعلق سخت اضطراب ہے ۔ ہمیں معلوم ہُوا ہے کہ جناب کے ہاں غلّہ آیا ہے، آپ ہمیں فروخت کر دیں تاکہ مسلمان فقراء کے لیے فراخیٔ طعام کی صورت پیدا کی جائے ۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا بہت اچھا! آیئے خرید کیجیے ۔ مدینہ کے تجّار اندر آئے، مکان میں غلّہ کا سٹاک موجود تھا ۔ حضرت ذوالنّورین نے فرمایا کہ میری خرید پر آپ لوگ کس قدر منافع دے سکتے ہیں؟ تو تاجر کہنے لگے کہ دس۱۰ کی خرید پر بارہ (عـــہ ۱۲) روپیہ دے سکتے ہیں ۔ عثمانؓ فرمانے لگے مجھے اس سے زیادہ نفع مل سکتا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ دس۱۰ کے عوض چودہ روپیہ (للعـــہ ۱۴) لے لیں ۔ پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ منفعت حاصل ہوسکتی ہے ۔ انہوں نے کہا کہ پندرہ (ـــہ ۱۵) لے لیں ۔ عثمانؓ نے فرمان دیا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ ملتا ہے ۔ اس وقت انہوں نے عرض کیا کہ مدینہ کے تاجر تو ہم لوگ ہیں آپ کو اس قدر زائد نفع کون دے رہا ہے؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روپیہ کے بدلہ میں دس۱۰ مل رہے ہیں، تم اس قدر زیادہ دے سکتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ یہ نہیں ہوسکتا تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ مَیں اللہ تعالیٰ کو اس بات پر شاہد قرار دیتا ہوں کہ مَیں نے یہ سارا غلّہ فقراء مسلمانوں پر لِلّٰہ صدقہ کر دیا ۔ کوئی قیمت وصول نہیں کی جائے گی ۔

Marfat.com

—— ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ مَیں اسی رات خواب میں رسُولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت سے مشرّف ہُوا۔ آپؐ ایک عمدہ ترکی ابلق اسپ پر سوار ہیں، نوُرانی لباس زیبِ تن ہے، جلدی تشریف لے جانے کی سعی فرما رہے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ یا رسُول اللہ! مجھے آپؐ کے دیدار کا بہت شوق تھا، گفتگو کرنے کی تمنّا تھی، کہاں عجلت فرما رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اَے ابنِ عباسؓ! عثمانؓ بن عفان نے صدقہ کیا ہے، اللہ نے اس کو قبولیت بخشی ہے، اِس سلسلہ میں جنت میں اجتماعِ خوشنودی ہو رہا ہے، مجھے شمولیت کے لیے بُلایا گیا ہے۔"

(۱۱)

سیّدنا حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب کا بیان

فضیلت وعظمتِ عثمانی کے سلسلہ میں سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کا ایک بیان اکابر علماء نے ذکر کیا ہے۔ وہ ناظرین کے افادہ کی خاطر نقل کیا جاتا ہے۔

اس روایت کو حافظ ابن کثیرؒ نے "البدایہ" جلد سابع میں تحت حالاتِ عثمانؓ محدّث ابی یعلیٰ کے حوالہ سے درج کیا ہے، اور علّامہ نوُرالدّین الہیثمی نے "مجمع الزوائد" جلد تاسع، بابِ وفاتِ عثمانؓ میں اِس روایت کو ذکر کیا ہے۔ اور اس کو شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ نے ازالۃ الخفاء، جزءِ اوّل میں نقل فرمایا ہے۔ ازالۃ الخفاء کے الفاظ میں یہاں اندراج کیا جاتا ہے۔ ان بیانات کے فوائد آخر بحث میں یکجا عرض کیے جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

—— .... قال (رضیع الجارود) کنت بالکوفۃ فقام الحسن بن علی خطیباً فقال یا ایّھا النّاس! رأیت البارحۃ فی منامی عجباً

Marfat.com

رأیت الربّ تعالیٰ فوق عرشہٖ فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم حتیّٰ قام عند قائمۃٍ من قوائم العرش فجاء ابوبکرؓ فوضع یدہٗ علیٰ منکب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ثم جاء عمرؓ فوضع یدہٗ علیٰ منکب ابی بکرؓ ثم جاء عثمانؓ فکان بیدہٖ رأسہٗ فقال ربّ سل عبادک فیمَ قتلوُنی قال فانبعث من السماء میزابانِ من دمٍ فی الارض قال فقیل لعلیؓ الا ترٰی ما یحدّث به الحسن قال یحدّث بما رأی۔"

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء فارسی۔ جزء اوّل قدیم طبع بریلی، ج ۱، ص ۱۰۷)۔

"...... من طریق آخر عن الحسن بن علیؓ قال لا اقاتل بعد رؤیا رأیتها رأیت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واضعًا یَدَہٗ علی العرش و رأیت ابا بکرٍؓ واضعًا یدہٗ علی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و رأیت عمرؓ واضعًا یدہٗ علیٰ ابی بکرؓ و رأیت عثمانؓ واضعًا یدہٗ علیٰ عمرؓ و رأیت دماءً دونهم فقلت ما هٰذہ الدماء فقیل دماء عثمان یطلب اللہ بہٖ۔"

(۱) "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" از شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، ج ۱، ص ۱۰۷۔ جزء اوّل فارسی، طبع قدیم۔

(۲) "البدایہ والنہایہ" لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۹۴-۱۹۵، تحت حالات سیّدنا عثمانؓ بن عفان۔

(۳) "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" للہیثمی، ج ۹، ص ۹۶ باب وفات سیّدنا عثمانؓ۔

Marfat.com

روایات کا حاصل یہ ہے کہ :۔

"ایک دفعہ کوفہ میں سیّدنا حسنؓ بن علیؓ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا، فرمایا کہ اے لوگو! رات کو میں نے عجیب خواب دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر قائم ہیں۔ سردار دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے عرش کے ایک پایہ کے پاس قیام فرما ہوئے۔ پھر ابو بکرؓ تشریف لائے اور انہوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دوشِ مبارک پر اپنا ہاتھ رکھا، پھر عمرؓ آئے انہوں نے ابو بکرؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ پھر عثمانؓ بن عفان آئے (بروایتِ دیگر) انہوں نے عمرؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ عثمانؓ اپنا سر بُریدہ ہاتھ میں لیے ہوئے تھے اور آ کر عرض کیا کہ یا اللہ اپنے بندوں سے دریافت فرمائیے کہ کس بنا پر انہوں نے مجھے قتل کر ڈالا؟

پھر سیّدنا حسنؓ فرمانے لگے کہ آسمان سے زمین کی طرف خون کے دو میزاب (پرنالے) اُترتے دکھائی دیتے (کہا گیا کہ یہ خونِ عثمانؓ ہے اس کا مطالبہ ہوگا)۔

اس کے بعد حضرت علیؓ سے لوگوں نے کہا کہ آپ دیکھتے نہیں کہ حسنؓ کیا بیان کر رہے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو کچھ دیکھا ہے وہی بیان کر رہے ہیں۔"

——— نیز اسی مضمون کے موافق سیّدنا حسن بن علیؓ کا بیان کتاب "التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمان، ص ۲۳۵ پر مفصّل مذکور ہے۔ دیگر مناقبِ عثمانی کے ساتھ یا مذکور کا ذکر کیا ہے۔ ذیل میں حوالہ بیان کر دینا کافی سمجھا گیا ہے۔ اہلِ شوق رجوع فرما کر تسلّی کر لیں۔ کتاب التمہید کے مصنف محمد بن یحییٰ بن ابی بکر المتوفی ۷۴۱ھ ہیں اور اندلس کے

Marfat.com

مشہور علماء میں سے گزرے ہیں۔

—— وفی روایۃ عن عبد العزیز بن الولید بن سلیمان بن ابی السائب قال سمعت ابی یذکر عن الحسنؓ بن علی رضی اللہ عنہ انہ سمع اعمیٰ یذکر عثمان (رضی) و یتنا ولہ فقال الحسن (رضی) أ لعثمان یقولون؟ لقد قتل رحمہ اللہ وما علی الارض افضل منہ وما علی الارض من المسلمین اعظم حرمۃً منہ ......

...... لولم یکن الا ما رأیت فی منامی لکفانی فانی رأیت السماء انشقّت فاذا انا برسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وابو بکرؓ عن یمینہ وعمرؓ عن یسارہ والسماء تمطر دمًا فقلت ما ھٰذا فقیل ھٰذا دم عثمان قتل مظلومًا ؛

(کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمانؓ طبع بیروت۔ لبنان، ص ۲۳۵)

(۱۲)

سیّدنا زین العابدین بن سیّدنا حسینؓ کا بیان

—— حضرت زین العابدینؒ کی اس مندرجہ روایت کو ابو نعیم اصفہانی نے اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء جلد سوم تذکرہ زین العابدین میں ذکر کیا ہے اور شیعہ بزرگوں کے مشہور فاضل علی بن عیسیٰ اربلی نے ۶۸۷ھ میں اپنی تالیف کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد ثانی میں تذکرہ زین العابدین کے تحت درج کیا ہے۔ کشف الغمہ سے نقل پیش خدمت ہے تاکہ شیعہ دوستوں کے لیے زیادہ اطمینان کا باعث ہو۔

قدم علیہ نفرٌ من اھل العراق فقالوا فی ابی بکر و عمر و عثمان رضی

Marfat.com

اللہ عنہم فلمّا فرغوا من کلامہم قال لھم الا تخبرونی انتم المهاجرون الاوّلون الذّین اخرجوا من دیارھم واموالہم یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانًا وینصرون اللہ ورسولہ اولٰئک ھم الصادقون؟ قالوا لا! قال فانتم الذین تبوّؤا الدّار والایمان من قبلہم یحبّون من ھاجر الیہم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃً مما اوتوا ویؤثرون علٰی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ؟ قالوا لا! قال اما انتم قد تبرّأتم ان تکونوا من احد ھٰذین الفریقین وانا اشھد انکم لستم من الذین قال اللہ فیہم والّذین جاؤا من بعد ھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الّذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلًّا لِلّذین آمنوا اُخْرُجُوْا عَنِّی فَعَلَ اللہُ بِکُمْ۔"

(۱) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ از علی بن عیسٰی اربلی شیعی ص ۲۶۷ جلد ثانی مع ترجمۃ المناقب فارسی، طبع تہران۔

(۲) "حلیۃ الاولیاء" از ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی۔ (المتوفی سنہ ۴۳۰ھ)۔ جلد ثالث، ج ۳ ص ۱۳۷ طبع مصر

حاصل یہ ہے کہ:۔

"(ایک دفعہ) زین العابدین کے پاس عراق کی ایک پارٹی آئی اور ابوبکر الصدّیقؓ، عمرؓ و عثمانؓ کے حق میں طعن و اعتراضات کیے، جب وہ مطاعن سے فارغ ہوئے تو زین العابدینؒ نے فرمایا کہ یہ بتلاؤ کیا تم اوّلین مہاجرین میں سے ہو جن کے حق میں قرآن مجید میں آیا ہے کہ وہ اپنے مکانات و جائیدادوں سے نکال دیئے گئے، محض اللہ کی رضامندی اور فضل کے

طلبگار تھے اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے تھے وہ لوگ صادق و مخلص تھے "عراقیوں نے جواب دیا کہ ہم ان سے نہیں ہیں۔

پھر زین العابدین نے دریافت کیا کہ کیا تم وہ لوگ ہو جن کے متعلق کتاب اللہ میں مذکور ہے کہ جنہوں نے دارالاسلام مدینہ کو وطن بنایا اور مہاجرین میں سے پہلے انہوں نے ایمان میں جگہ پیدا کی جو ان کی طرف ہجرت کر کے آئے اس کو پسند کرتے ہیں اور اپنے دلوں میں کوئی خلش نہیں محسوس کرتے اس چیز سے جو مہاجر دیتے جائیں۔ اپنے نفسوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان کو تنگی ہو۔ عراقی کہنے لگے کہ ہم ان میں سے بھی نہیں ہیں!

سیّدنا زین العابدین نے فرمایا کہ تم نے ان دونوں فریق میں سے ہونے سے بیزاری اختیار کی اب میں تمہارے حق میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے بھی ہرگز نہیں جن کے لیے خدا تعالیٰ فرمان دیتا ہے (جو لوگ بعد میں آئے کہتے ہیں اے اللہ ہم کو اور ہمارے سابق ایمان لانے والے بھائیوں کو بخش دے اور ہمارے قلوب میں مومنوں کے حق میں کھوٹ اور کینہ نہ ڈال دینا)۔ تم ہمارے یہاں سے نکل جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ وہی معاملہ کرے جس کے تم اہل ہو۔"

(۱۴)

سیّدنا جعفر صادق بن سیّدنا محمد باقر کا بیان

—— ابن سعد نے اپنی مشہور تصنیف "طبقات ابن سعد" میں حضرت سیّدنا امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ وہاں ان کے لباس و پوشاک وغیرہ تک کا بیان کیا ہے اس مقام میں جعفر صادق سے نقل کر کے حضرت

Marfat.com

عثمانؓ کے حق میں یہ لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ بن عفانؓ اپنی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں زیب تن کیا کرتے تھے۔ عبارت ذیل ہے :

——— عن جعفر بن محمد عن ابیہ انّ عثمان تختّم فی الیسار "

"یعنی جعفر صادقؒ اپنے والد محمد باقرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ اپنی انگشتری (انگوٹھی) بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے "

(طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۴۰۔ تحت ذکر لباس عثمان طبع لیدن)

معلوم ہوا حضرت علیؓ کی اولاد شریف اور ائمہ کرام سیدنا عثمانؓ کو صرف اچھا ہی نہیں سمجھتے تھے بلکہ مسائلِ دینیہ میں حضرت عثمانؓ کی شخصیت کو قابل نمونہ سمجھتے تھے اور ان کے اعمال کے ساتھ شرعی مسئلہ میں استدلال پکڑتے تھے۔

نتائج و فوائد

باب سوم میں عثمانی متعلقات کی بہت سی چیزیں درج ہو چکی ہیں۔ آخر میں ان کے فوائد اور ما حصل کو یکجا پیش کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کا استفادہ مکمل ہو سکے۔ یہ تمام چیزیں حضرت علی المرتضیٰؓ اور دیگر ہاشمیوں کے فرمودات کی روشنی میں ثابت ہو رہی ہیں۔

(۱)

جب علی المرتضیٰؓ کی حضرت فاطمہؓ کے ساتھ تزویج ہوئی تو حضرت عثمانؓ نے چار صد درہم خیر خواہی و احسان کے طور پر پیش کیے جن سے شادی کے تمام اخراجات کی کفالت ہوئی اور یہ کام انجام پایا۔

(۲-۳)

"حضرت عثمان بن عفانؓ مومن، کامل متقی، صالح، احسان کنندہ، حیادار، صلہ رحمی کرنےوالے، متورع و پرہیزگار، خوفِ خدا رکھنے والے تھے۔

——— "ذو النورین" کے لقب سے شرف یاب ہوئے یعنی نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بار داماد ہوئے اور اس عزت و شرف میں تمام لوگوں سے ممتاز تھے

اور اولادِ آدم میں یہ شرف عثمانؓ کے بغیر کسی آدمی کو نہیں نصیب ہُوا۔ نیز مسلمانوں کے بڑے بڑے مشکل اوقات میں انہوں نے متعدد بار نصرتیں کیں اور بخشش و مغفرت کا تمغہ حاصل کیا۔

(۴)

——اُمّتِ اسلامیہ میں شیخینؓ کے بعد ان کا مقام تھا یعنی جس طرح "خلیفۂ ثالث" تھے اسی طرح افضلیّت میں تیسرے مقام پر فائز تھے اور سرکشوں و ظالموں نے ان کو ظلماً شہید کیا یقیناً وہ شہید فی سبیل اللہ ہیں۔

(۵)

——حسنات و "امورِ خیر" میں سبقت لے جانے والے تھے اس کی وجہ سے ان کو کبھی عذاب نہ ہوگا۔ جنت ان کو نصیب ہو گی اور جہنّم سے بعید رہیں گے۔

(۶-۷)

——حضرت علیؓ و حضرت عثمانؓ ایک دوسرے کے بارے میں درست معاملہ تھے اور بہتر تعلقات رکھتے تھے ایک دوسرے کے ایّام میں امامت کراتے تھے اور عند الضرورۃ سواری مہیّا کرتے اور دعوتِ طعام دیتے تھے۔

(۸)

——ابنِ عباسؓ کے بیان سے معلوم ہُوا کہ مسلمانوں پر تنگی و شدّت کے اوقات میں حضرت عثمانؓ نے بڑی فیّاضی سے اہلِ اسلام اور اہلِ مدینہ کی امداد کی جو عند اللہ مقبول ہوئی۔ اور اس پر ان کو عجیب بشارتیں نصیب ہوئیں جو ان کے لیے آخرت میں کامیابی کے نشانات ہیں۔

(۹)

——سیّدنا حسن بن علیؓ کے بیان سے متعدّد چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔ حضرت

Marfat.com

صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ، حضرت عثمانِ غنیؓ کی خلافتیں علی الترتیب بالکل صحیح تھیں ان کے تسلسل خلافت میں کسی قسم کے غصب وبغاوت وعداوت کو کچھ دخل نہ تھا اور تغلب سینہ زوری کا یہاں کوئی شائبہ نہ تھا۔

اُمتِ اسلامیہ میں حضرت عثمانؓ کا مقام درجہ سوم میں ہے، فضیلت، اور خلافت دونوں اعتبار سے یہی ترتیب درست ہے۔

قتلِ عثمانؓ ظالمانہ تھا، حضرت عثمانؓ مظلوماً شہید ہوئے، قاتلوں کو عند اللہ سزا ملے گی۔

سیدنا حسنؓ کے اس بیان کی حضرت علیؓ نے تردید نہیں فرمائی بلکہ تائید کر دی۔ لہٰذا ہاشمیوں کے بیانات مزید وزنی ہو گئے۔

(۱۰)

حضرت زین العابدینؓ کے بیان سے واضح ہوا کہ

(۱) علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد شریف میں تمام حضرات عثمانؓ کے متعلق حُسنِ عقیدت رکھتے تھے۔ جس طرح شیخین کے لیے طعن وتشنیع نہیں سُنتے تھے اسی طرح حضرت عثمانؓ کے حق میں مطاعن سُننا ناپسند کرتے اور اعتراضات کو قبیح جانتے تھے۔

(۲) جو لوگ حضرات خلفاء ثلاثہؓ سے تبرّی وبیزاری کرتے ان سے اولادِ علیؓ بھی بیزاری اختیار کرتی اور اجتناب کرتی تھی۔

(۳) نیز خلفاء ثلاثہؓ کے طاعنین ومخالفین کا اپنے ہاں سے اخراج کر دیتے تھے یہ ان حضرات کے ساتھ ہاشمیوں کی حسنِ عقیدت کی بہترین علامت ہے۔ اور مخالفین کے ساتھ قطع تعلق کا عملی مظاہرہ ہے۔

Marfat.com

(۱۱)

حضرت جعفر صادقؒ کے بیان نے واضح کر دیا کہ حضرت عثمانؓ کی شخصیت مسائلِ دینیہ میں قابلِ استدلال ہستی ہے اور حضرت عثمانؓ کا کردار بطور نمونہ کے مقبول اور لائق اتباع ہے۔

ہاشمی اکابر کی زبانی حضرت عثمانؓ کا مقام

(بحوالہ کتب شیعہ)

—— سیدنا امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل و مکارمِ شیعہ کے علماء و مجتہدین نے بھی اپنی معتبر تصانیف میں ذکر کیے ہیں۔ ناظرین کی توجہ کی خاطر چند ایک چیزیں یہاں درج کی جاتی ہیں۔

غور و فکر کے بعد فضیلتِ عثمانی کا مسئلہ آشکارا ہو جائے گا اور اندازہ ہو سکے گا کہ بنی ہاشم کے اکابرین حضرت عثمانؓ کو کس قدر احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ان کے حق میں کس قدر خوش عقیدہ تھے۔

(۱)

سیدنا حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب کا بیان

—— ابن بابویہ القمی (شیخ صدوق) نے اپنی کتاب "معانی الاخبار" میں حضرت سیدنا حسنؓ کی مرفوع روایت نقل کی ہے اس میں خلفاء ثلاثہ (حضرت صدیقؓ، حضرت فاروقؓ، حضرت عثمانؓ) کی عظمت کا بیان ہے۔

...... عن الحسنؓ بن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابا بکر منی بمنزلۃ السمع وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان

Marfat.com

عثمان منی بمنزلۃ الفؤاد"، الخ

(کتاب" معانی الاخبار" للشیخ الصدوق المتوفی ۳۸۱ھ ص ۱۱۰

طبع ایران - قدیم طبع) - (کذا فی تفسیر الحسن العسکری)

"یعنی حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے

فرمایا کہ ابوبکرؓ میرے گوش کی طرح ہے اور عمر بمنزلہ میری چشم کے ہے اور

عثمانؓ میرے دل کے قائم مقام ہے"

(۲)

سیّدنا جعفر صادق کی زبانی حضرت عثمانؓ کی فضیلت

—— قیامت کے قریب امام مہدی کے ظہور کے دور میں چند علامات (عند الشیعہ) رُونما ہونگی۔ ان نشانات میں ایک نشان یہ بھی ہوگا کہ اُس وقت آسمان سے (قدرت کی طرف سے) اوّل و آخر یوم میں ایک آواز آئے گی :۔

"قال (الصادقؑ) ینادی منادٍ من السماء اوّل النہار الا انّ علیاً صلوات اللہ علیہ وشیعتہٗ ھم الفائزون، قال وینادی منادٍ آخر النہار الا انّ عثمان وشیعتہٗ ھم الفائزون"۔ رواہ الکلینی فی فروعہ الجزء الثالث کتاب الروضۃ"

(فروع کافی الجزء الثالث کتاب الروضہ ص ۱۴۶ طبع نولکشور لکھنؤ

کتاب الروضۃ من الکافی جلد ثانی مع ترجمہ فارسی، ج ۲، ص ۲۰۹،

بحساب علامات ظہور امام قائم، طبع جدید طہرانی)

"یعنی جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ (امام مہدی کے دور میں) اوّل دن میں آسمان سے آواز سنائی دے گی کہ اچھی طرح سُن لو! علی اور ان کی جماعت

Marfat.com

کامیاب اور فائز المرام ہے اور آخر دن میں آسمان سے یہ ندا آئے گی کہ گوش ہوش سے سُنو! عثمانؓ اور ان کی جماعت کامیاب و مقصود یافتہ ہے۔"

(۳)

امام جعفر صادقؒ کا ایک اور بیان

—— فروع کافی کتاب الروضۃ میں شیعی فاضل کلینی رازی نے سیّدنا جعفر صادقؒ کی ایک طویل روایت باسند نقل کی ہے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانۂ اقدس میں صلح حُدَیبیہ کے موقعہ پر جو واقعات پیش آئے ان میں حضرت عثمانؓ کی خدماتِ جلیلہ درج کی ہیں، فرماتے ہیں:

—— قال (ابو عبد اللہ) فارسل الیہ (عثمانؓ بن عفّان) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ فقال انطلق الی قومک من المؤمنین فبشّرھم بما وعدنی ربّی من فتح مکۃ فلمّا انطلق عثمان لقِیَ ابان بن سعید فتأخر عن السرج فتحمّل عثمان بین یدیہ ودخل عثمان فاعلمھم وکانت المنا وشۃ فجلس سھیل بن عمرو عند رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وجلس عثمان فی عسکر المشرکین وبایع رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ المسلمین و ضرب باحدیٰ یدیہ علی الاخریٰ لعثمان وقال المسلمون طوبیٰ لعثمان قد طاف بالبیت وسعیٰ بین الصفا والمروۃ و اَحَلَّ فقال رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ ما کان لیفعل فلمّا جاء عثمان قال لہٗ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ اُطفتَ بالبیتِ؟

Marfat.com

فقال ماکنت لاطوف بالبیت ورسول اللہ صلعم لم یطف۔

(فروع کافی جلد سوم کتاب الروضہ، ج ۳، ص ۱۵۱ طبع نول کشور لکھنؤ۔ حالات غزوۂ حدیبیہ۔ وطبع جدید طہرانی، ج ۲، ص ۳۲۸۔

مُلّا باقر مجلسی نے "حیات القلوب" جلد دوم، باب سی و ہشتم ۳۸ میں "غزوۂ حدیبیہ" کے حالات کے تحت مندرجہ واقعات کو بعبارت ذیل بیان کیا ہے۔

"کلینی بسند حسن کالصحیح از حضرت صادق علیہ السّلام روایت کردہ است چوں حضرت رسولؐ بغزوہ حُدَیبیہ در ماہ ذیقعدہ بیروں رفت .... پس حضرت رسولِ کریمؐ بنزد عثمان فرستاد کہ بر و بسوئے قوم خود از مومناں و بشارت دہ ایشانرا بآنچہ وعدہ دادہ است مرا خدا از فتح مکہ۔ چوں عثمان روانہ شد ابان بن سعید را در راہ دید پس ابان از زین برجست و در عقب زین نشست و او را بر روئے زین سوار کرد پس عثمان داخل شد و رسالہ حضرت را رسانید و ایشاں مہیائے جنگ بودند پس سہیل نزد حضرت رسولؐ نشست و عثمان نزد مشرکان و حضرت دراں وقت از مسلماناں بیعتِ رضوان گرفت و بروایت شیخ طبرسی چو مُشرکاں عثمان را حبس کردند و خبر بحضرت رسید کہ او را کشتند حضرتؐ فرمود کہ ازیں جا حرکت نمی کنم تا بایشاں قتال کنم و مردم را بسوئے بیعت دعوت نمائم و برخاست و پشت مبارک بدرخت داد و تکیہ کرد و صحابہ بآنحضرت بیعت کردند کہ با مشرکاں جہاد کنند و نگریزند و بروایت کلینی حضرتؐ یکدست خود را بر دست دیگر زد و برائے عثمان بیعت گرفت ..... پس مسلماناں گفتند کہ خوشا حال عثمان کہ طواف

کعبہ کرد و سعی میان صفا و مروہ کرد و مُحل شد، حضرت فرمود کہ نخواہد کرد چوں عثمان آمد حضرت پُرسید کہ طواف کردی؟ گفت چون تو طواف نہ کردہ بودی من نہ کردم۔"

(حیات القلوب از مُلّا محمد باقر بن محمد تقی مجلسی جلد دوم، باب سی و ہشتم در بیان غزوہ حدیبیہ، ج ۲، ص ۴۸۹-۴۹۰ طبع نول کشور لکھنؤ۔

مندرجہ روایات کا حاصل یہ ہے کہ:

"حضرت جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے عثمانؓ کو بُلوا کر فرمایا کہ مکّہ میں اپنی قوم کی طرف جائیے ان کو خوشخبری دیجیے کہ اللہ کا وعدہ ہو چکا ہے کہ مکہ فتح ہوگا۔ عثمانؓ چل پڑے۔ راستہ میں ایک شخص ابان بن سعید ملا۔ وہ (عثمانؓ کے احترام میں) سواری کی زین سے متأخر ہو گیا اور عثمانؓ بن عفان کو اپنے آگے زین پر سوار کر لیا۔ عثمانؓ مکہ میں مشرکین کے ہاں پہنچے۔ اہلِ مکہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا پیغام سنایا اور مقصد سے آگاہ کیا۔ وہ لوگ جنگ کے لیے تیار تھے۔

اور مشرکین کا فرستادہ آدمی (سہیل بن عمرو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آپہنچا۔ اور عثمانؓ اہلِ مکّہ کے ہاں پہنچ گئے (اس دوران میں مسلمانوں کے ہاں خبر پہنچی کہ مشرکوں نے عثمانؓ کو قتل کر ڈالا تو اس چیز پر نبی کریم علیہ السّلام نے فرمایا کہ ہم اس جگہ سے نہیں ہٹیں گے جب تک ہم ان سے قتال کر کے بدلہ نہ لے لیں)۔

پس آپ ایک درخت کی طرف پُشت لگا کر بیٹھ گئے اور سب حاضرین صحابہؓ نے (اس مقصد پر) بیعت کی۔ اور حضرتؐ نے اپنا ایک

Marfat.com

ہاتھ لے کر دوسرے ہاتھ پر لگایا۔ یہ عثمانؓ کے لیے بیعت قرار دی۔(اس کے بعد خبر ملی کہ عثمانؓ قتل نہیں ہوئے زندہ ہیں) تو بعض مسلمانوں نے کہا کہ عثمانؓ کو بڑی سعادت نصیب ہوئی کہ کعبہ کا طواف کیا ہوگا، صفا و مروہ میں سعی کی ہوگی، پھر احرام کھولا ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ نے فرمایا کہ عثمانؓ نے ایسا نہیں کیا ہوگا۔

جب عثمانؓ آئے تو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دریافت فرمایا: "تم نے بیت اللہ کا طواف کیا تھا؟" تو انہوں نے عرض کیا کہ خدا کے نبیؐ نے طواف نہ کیا ہو تو میں طواف نہیں کر سکتا تھا۔"

جعفر صادق کے بیان کے فوائد

(۱)۔ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمانؓ کو خصوصیت سے بلوا کر اہلِ مکہ کی طرف بشارت و پیغامات دے کر ارسال کرنا مقبولیت و عظمت عثمانی کو آشکارا کرتا ہے۔

(۲)۔ صلح و جنگ جیسے مواضع و مواقع میں پیغامات کے لیے جانبین کے معتمد علیہ آدمی کو مجوّز کیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا حضرت عثمانؓ کی دیانتداری و راست گوئی پر نبوّت کو کامل اعتماد تھا۔

(۳)۔ قتلِ عثمانؓ کی خبر پر حضرت عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لیے بیعت کا اہتمام فرمانا، (جس کو بیعتِ رضوان سے تعبیر کیا جاتا ہے) مقامِ عثمانؓ کو واضح کرتا ہے۔

(۴)۔ (پھر حضرت عثمانؓ کے بخیر و عافیت زندہ رہنے کی خبر معلوم ہونے کے باوجود) نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعتِ رضوان جاری رکھی اور بیعت کے اجر و ثواب میں عثمانؓ کو شامل کیا، اس طرح کہ اپنے ایک ہاتھ مبارک کو عثمانؓ کا

Marfat.com

ہاتھ قرار دے کر اپنے ہاتھ پر عثمانؓ کی جانب سے بیعت کی۔ یہ شرف اور کسی صاحب کو نصیب نہیں ہو سکا۔

(۵) - موانع و عوائق کی وجہ سے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ میں سعی نہیں کر سکے تو حضرت عثمانؓ نے بھی دونوں کام باوجودِ عدم موانع کے نہیں سر انجام دیئے۔ حضرت عثمانؓ کی کمالِ اطاعتِ نبویؐ اور کمالِ محبّت کا یہ بیّن ثبوت ہے۔

خلاصۃ المرام یہ ہے کہ سیدنا جعفر صادقؓ نے حضرت عثمانؓ کے یہ تمام فضائل و مکارم اُمّت کو بیان فرما کر اپنے اخلاص و مودّت کا اظہار فرما دیا اور بتا دیا کہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ ہم بنی ہاشم کی پُوری عقیدت ہے اور ان سے کسی قسم کی عداوت و نفرت و بیزاری نہیں۔

(۴)

سیّدنا عثمانؓ کے حق میں عبداللہ بن عباسؓ کا بیان

—— ایک دفعہ سیّدنا امیر معاویہؓ کی خدمت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ تشریف لے گئے۔ شرفاءِ قریش اور بھی موجود تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عباسؓ سے چند چیزیں دریافت کیں۔ ان میں یہ بات بھی ذکر کی کہ عثمانؓ بن عفان کے حق میں آپ کا کیا خیال ہے؟ تو عبداللہ بن عباسؓ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں حضرت عثمانؓ کی صفات بیان فرمائیں۔

—— . . . . قال (ابن عباس) رحم اللہ ابا عمرو کان واللہ اکرم الحفدۃ و افضل البررۃ ھجاداً بالاسحار کثیر الدموع عند ذکر النار۔ نھاضا عند کل مکرمۃ۔ سباقاً الی کل منحۃ۔ حییاً۔ ابیاً

Marfat.com

وَفِیّاً، صاحبُ جیش العسرۃ۔ ختنُ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وآلہٖ فاعقب اللّٰہ علیٰ من یلعنہٗ لعنۃ اللاعنین الیٰ یوم الدین۔"

(۱) — تاریخ المسعودی الشیعی، بلد الثالث، ج ۳، ص ۶۰، طبع جدید مصری، سن طباعۃ (۱۹۶۰ء)

(۲) — ناسخ التواریخ از مرزا محمد تقی لسان الملک۔ کتاب ۲ جلد ۵، ص ۱۴۴۔ طبع طہران قدیم طبع۔

یعنی ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ عثمانؓ (ابو عمرو) پر اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے:

(۱) اپنے خدّام و غلاموں پر مہربانی کرنے والے تھے۔
(۲) نیکی کرنے والوں میں سے افضل تھے۔
(۳) شب خیز و شب زندہ دار تھے۔
(۴) دوزخ کے ذکر پر نہایت گریہ کرنے والے تھے۔
(۵) عزّت و وقار کے اُمور میں اٹھ کھڑے ہونے والے تھے۔
(۶) بخشش و عطاء کی طرف سبقت کرنے والے تھے۔
(۷) جبار ار تھے۔
(۸) بُرائی سے انکار کرنے والے تھے۔
(۹) وفادار تھے۔
(۱۰) اسلامی لشکر کے تنگی کے مواقع میں امداد کرنے والے تھے۔
(۱۱) نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے داماد تھے۔ جو شخص عثمانؓ پر لعن وطعن کرے اس پر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تک لعنت جاری رکھے۔

Marfat.com

——— حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جو گیارہ عدد یہاں فضائلِ عثمانی بیان فرمائے ہیں یہ خود بخود واضح ہیں ان میں مزید کسی تشریح کی حاجت نہیں۔ صرف ایک چیز یہاں ناظرین یاد رکھیں کہ شیعہ بزرگوں کی مستند و معتبر کتابوں میں درج ہے کہ ابن عباسؓ کا علم حضرت علیؓ کے علم سے آیا ہے اور حضرت علیؓ کا علم نبی علیہ السلام کے علم سے حاصل ہوا اور نبی کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

..... فقال ابن عباس علیّ علّمنی و کان عِلمُہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و رسول اللہ عِلمُہ من اللہ من فوق عرشہ فعلم النبیّ من اللہ و علم علیٍ من النبیّ و علمی من علم علیؓ۔

۱۔ کشف الغمہ، ج ۱، ص ۵۰۷، بمع ترجمہ فارسی المناقب طبع جدید طہرانی۔

۲۔ امالی شیخ طوسی، ج ۱، ص ۱۱ طبع نجف اشرف عراق۔

دوستو! یاد رکھو کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے انہی علوم میں سے مندرجہ بالا روایت بھی ہے جس میں حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے فضائل و کمالات کو نہایت احسن طریقہ سے ابن عباسؓ کی زبانِ مبارک سے بیان فرمایا گیا ہے۔

انتباہ

(۱) اگر کسی شیعہ دوست کو مسعودی مؤرخ کے تشیّع میں شبہ ہو تو تھوڑی سی تکلیف فرما کر اپنی کتاب "تنقیح المقال فی احوال الرجال" للشیخ عبداللہ المامقانی ج ۲، ص ۲۸۳، تحت علی بن الحسین بن علی المسعودی ملاحظہ فرماویں نہایت تسلّی ہو جائے گی۔ یہ گزارش قبل ازیں بھی ہم نے عرض کر دی ہوئی ہے۔

Marfat.com

یاددہانی کے لیے پھر یہاں تحریر کر دیا ہے۔

(۲)۔ نیز شیخ عباس قمی نے اپنی تصنیف تحفۃ الاحباب صفحہ ۲۲۷ پر (تحت علی بن الحسین بن علی الھذلی المعروف المسعودی) فاضل مسعودی کے حق میں درج کیا ہے کہ:

"این شیخ جلیل از اجلّہ امامیہ است و بر بعضے از علماء اشتباہ شدہ و آنجناب را از علماء عامہ محسوب نمودہ اند"

یعنی مسعودی امامیہ کے بڑے بزرگوں میں سے ہے اور بعض علماء پر یہ بات مشتبہ ہو گئی کہ انہوں نے مسعودی کو سُنّی علماء سے شمار کر دیا"

—— مختصر یہ ہے کہ

شیعہ کے اکابر علماء و مؤرخین نے مندرجہ بالا ابن عبّاس کی روایت کو نقل کیا ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ بنی ہاشم کے کبار علماء میں سے ہیں جن کی ساری زندگی حضرت علیؓ کی نصرت و حمایت میں گزری۔

ان کا یہ بیان ہم نے دوستوں کی کتابوں سے پیش کیا ہے۔ حضرت سیدنا عثمانؓ کا مقام (جو ہاشمی حضرات کے نزدیک ہے) معلوم کرنے کے لیے امید ہے یہ بیان کافی ہو گا۔

Marfat.com

باب چہارم

—— باب ہٰذا میں سیدنا امیر المومنین عثمانؓ ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا علی المرتضیٰؓ و ہاشمی بزرگوں کے مابین مختلف انواع کے روابط و تعلقات ذکر کیے جائیں گے۔

(۱) باہمی مشورہ سے احکامِ شرعی کا نفاذ۔ اسلامی حدود کا اِجراء، شراب نوشی، زنا وغیرہ جرائم پر سزائیں۔

(۲) خلافتِ عثمانی میں اہم عہدوں اور مناصب پر ہاشمی بزرگوں کا تعین کیا جانا۔

(۳) ہاشمی حضرات کا عدالتِ عثمانی کی طرف رجوع کرنا اور فیصلوں کا مشاورت سے طے پانا۔

(۴) حضرت سیدنا عثمانؓ کا ہاشمی جنازوں کا پڑھانا۔

(۵) خلافتِ عثمانی کے دوران جہاد اور جنگی واقعات میں ہاشمی احباب کا شریکِ کار رہنا۔

(۶) رشتہ دارانِ نبیؐ اور اولادِ علیؓ کے "مالی حقوق" کی ادائیگی کا خیال رکھنا وغیرہ عنوانات کے تحت اس باب میں کلام کیا جائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

—— اختصار کے پیشِ نظر باب کے آخر میں مندرجہ واقعات کے فوائد و ثمرات یکجا عرض کیے جائیں گے۔ جن میں اُلفت و رفاقت کا ثبوت اور خاندانی تعصّب کا فقدان واضح ہو جائے گا۔

Marfat.com

—(۱)—

جرائے احکام میں حضرت عثمانؓ و علی المرتضیٰؓ کا عملی تعاون

—— قبل ازیں بھی یہ چیز واضح کی گئی کہ سیدنا صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کے دورِ خلافت میں قضا کے عہدہ پر علی المرتضیٰؓ مامور و متعین کیے جاتے تھے۔ حدود اللہ جاری کرنے کی ضرورت پیش آتی تو کئی دفعہ یہ خدمت حضرت علیؓ کی نگرانی میں انجام پاتی تھی۔

اسی طرح حضرت سیدنا عثمانؓ کی خلافت میں معاملات کے فیصلے اور اجراءِ احکام کی ضرورت پیش آتی تو حضرت علی المرتضیٰ کو ان مواقع میں شامل رکھا جاتا تھا۔ اور حد جاری کرنے، جرائم قبیحہ پر سزا دینے کا موقعہ پیش آتا تو حضرت عثمانؓ کئی بار یہ کام حضرت علیؓ کے سپرد فرمایا کرتے تھے۔

"خلیفۃ المسلمین" کے لیے بیک وقت تمام کام خود سر انجام دینے مشکل ہوتے ہیں۔ بنا بریں نظامِ خلافت میں تقسیم کار کے طور پر اسی قسم کے مسائل متعدد دفعہ حضرت علی المرتضیٰؓ کے ذمہ لگاتے جاتے تھے اور وہ باحسن وجوہ ان کو تمام فرماتے تھے۔

قضایا کی مشاورت میں حضرت علیؓ کی شمولیت

علامہ بیہقیؒ نے عثمانی دور کے مقدمات کے فیصلہ کرنے کے طریقِ کار کا بعبارتِ ذیل ذکر کیا ہے۔

اپنی سند کے ساتھ فرماتے ہیں:

Marfat.com

——— عن عمر بن عثمان بن عبد اللہ بن سعید وکان اسمہ الصرم فسماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعیداً قال حدثنی جدی قال کان عثمان رضی اللہ عنہ اذا جلس علی المقاعد جاءہ الخصمان فقال لاحدھما اذھب ادع علیاً وقال للآخر اذھب فادع طلحۃ والزبیر ونفراً من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یقول لھما تکلما ثم یقبل علی القوم فیقول ما تقولون فان قالوا ما یوافق رأیہ امضاہ والا نظر فیہ بعد فیقومان وقد سلما۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۱۰، ص ۱۱۲
باب من یشاور، کتاب آداب القاضی)

——— ...... عمر بن عثمان بن عبد اللہ بن سعید کہتے ہیں کہ میرے پردادا کا نام الصرم تھا نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تبدیل فرما کر سعید نام تجویز فرمایا، پھر ان کے دادا نے ذکر کیا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کے تنازعات کے فیصلہ کے لیے تشریف فرما ہوتے تو ان کی خدمت میں فریقین (مدعی، مدعا علیہ) پہنچتے، ایک کو فرماتے کہ جا کر علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلا لائیے اور دوسرے کو حکم دیتے کہ ایک جماعت صحابہ کو بمعہ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے بلا کر لائیے۔ اس کے بعد فریقین کو ارشاد فرماتے کہ اب اپنے اپنے بیانات پیش کیجیے۔ بیانات کی پیشی کے بعد ان صحابہ کرام (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ و طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہم) کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ آپ حضرات کی اس مقدمہ کے فیصلہ کے متعلق کیا رائے ہے؟ (اس معاملہ میں) اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے

Marfat.com

ان حضرات کی رائے کے موافق ہو جاتی تو اسی وقت اس کا فیصلہ فرما کر اِجرا کر دیتے تھے۔ اگر رائے میں اختلاف ہوتا تو بعد میں غور و فکر کرتے۔

پس دونوں فریق اٹھ کر واپس ہوتے دراں حالیکہ وہ اپنے فیصلہ کے متعلق راضی ہو چکے ہوتے۔"

شیعہ علماء نے لکھا ہے کہ خلفاء ثلاثہؓ کے دور میں حدود اللہ جاری کرنے کا کام حضرت علیؓ کے سپرد ہوا کرتا تھا۔ کتاب قرب الاسناد مع جعفریات میں یہ روایت باسند درج ہے۔

...... جعفر بن محمد عن آباءہٖ ان ابابکر و عمر و عثمان کانوا یرفعون الحدود الی علی بن ابی طالب الخ

(قرب الاسناد لعبد اللہ بن جعفر الحمیری۔ باب دیۃ الہاشمیۃ وغیرہا، ص ۱۳۳، طبع طہرانی)

یعنی حضرت جعفر صادق اپنے آباؤ اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمان حدیں جاری کرنے کے مقدمات کو حضرت علی بن ابی طالب کے سپرد کر دیتے تھے۔"

—— اس طرح اشتراکِ عمل سے اور ایک دوسرے کے ساتھ عملی تعاون سے ان حضرات کے درمیان دینی روابط قائم تھے۔ اس پر چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

شراب نوشی پر سزا۔ ولید بن عقبہ کا واقعہ

...... عن حصین بن ساسان الرقاشی قال حضرت عثمان بن عفان واتی بالولید بن عقبۃ قد شرب الخمر وشہد علیہ حمران بن ابان ورجل آخر فقال عثمان لعلیؓ اقم علیہ الحد فامر علی عبد اللہ بن جعفر ان یجلدہٗ فاخذ فی جلدہٖ وعلیؓ

Marfat.com

یعد حتّٰی جلد اربعین ثمّ قال لہٗ اَمسِکْ قال جلد رسُول اللّٰہ علیہ وسلّم اربعین وجلد ابو بکر اربعین وعمر صدراً من خلافتہٖ ثم انتمّہا عمر ثمانین وکلٌّ سنّۃٌ وھٰذا احبّ الیّ ۔"

(کنز العمّال، ج ۳، ص ۱۰۲، روایت ۱۸۷۵، جلد ثالث طبع اوّل - دکن)

اور بخاری شریف جلد اول باب مناقب عثمان میں یہ واقعہ مختصراً با لفاظ ذیل موجود ہے۔

..... ان عثمانؓ دعا علیاً فامرہٗ ان یجلدہٗ فجلدہ ثمانین ۔"

(بخاری شریف، جلد اول، ص ۵۲۲ - باب مناقب عثمانؓ)

خلاصہ یہ ہے کہ حصین بن ساسان رقاشی نے کہا کہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس حاضر ہُوا، اُس وقت حضرت ولیدؓ بن عقبہ کو پیش کیا گیا اس نے شراب نوشی کی تھی اس پر دو گواہوں (حمران بن ابان اور ایک اور شخص) نے شہادت دی۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ اس پر حد قائم کی جائے۔ حضرت علیؓ نے اپنے بھتیجے عبداللہؓ بن جعفر کو فرمان دیا کہ ولید کو حد لگایئے۔ عبداللہ بن جعفر نے دُرّے لگانے شروع کیے۔ حضرت علیؓ ساتھ ساتھ شمار کرتے گئے حتّٰی کہ چالیس؟ دُرّے لگاتے گئے۔ پھر فرمایا ٹھہریئے! فرمانے لگے کہ نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چالیس دُرّے لگاتے تھے اور ابو بکرؓ الصدّیق نے چالیس لگائے اور عمرؓ بن الخطاب نے اپنی خلافت کی ابتدا میں چالیس دُرّے لگائے پھر اَسّی عدد کر دیئے اور تمام عدد سُنّت کا طریقہ ہے اور یہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔"

اور بخاری کی روایت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ ولیدؓ کو حد لگایئے تو حضرت علیؓ نے ولید کو اَسّی دُرّے لگائے۔"

Marfat.com

ناظرین کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ مذکورہ واقعہ کی تائید شیعہ حضرات کی معتبر کتابوں میں موجود ہے۔ فاضل کلینی نے "فروع کافی باب مایجب فیہ الحد من الشراب" میں اور ابن شہر آشوب نے اپنے مناقب میں اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ میں ذکر کی ہے۔

.... قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول ان الولید بن عقبۃ حین شھد علیہ بشرب الخمر قال عثمان لعلیؓ صلوات اللہ اقض بینہٗ و بین ھٰؤلاء الذین یزعمون انہ شرب الخمر فامر علیؓ فجلد بسوطٍ لہٗ شعبتان اربعین جلدۃً۔

(۱) فروع کافی جلد ثالث، ج ۳، ص ۱۱۷۔ باب مایجب فیہ الحد من الشراب۔ طبع نول کشور لکھنؤ۔

(۲) مناقب ابن شہر آشوب، ج ۲، ص ۱۲۰ فصل مسابقتہ علیہ السّلام بالحزم وترک المداہنۃ۔ طبع ہند

(۳) شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید، ج ۴، ص ۲۶۷ بحوالہ ابی الفرج الاصفہانی الشیعی، طبع بیروت۔ ذکر الولید ما فعلہ حتی استوجب الحد و العزل۔

(۴) تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۱۶۵، جلد ثانی، طبع بیروت

یعنی محمد باقر فرماتے ہیں کہ ولید بن عقبہ کے خلاف جب شراب پینے کی شہادت دی گئی تو حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ ولید اور اس کے شہادت دہندہ کے درمیان فیصلہ کیجیے پس حضرت علیؓ نے ولید کو چالیس کوڑے لگوائے۔ اس کوڑے کی دو شاخیں بنی ہوئی تھیں۔

Marfat.com

ایک وضاحت

سیّدنا امیر المومنین عمر بن الخطابؓ نے شراب نوشی کی سزا میں جو اضافہ کر کے اسّی درّہ تک کر دیا تو یہ پیش آمدہ حالات کی بنا پر تھا اور زجر و توبیخ میں سختی کی ضرورت تھی۔ نیز یہ چیز تمام اکابر صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں ان کی رضامندی سے ہوئی۔ اس پر قرینہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے دَورِ خلافت میں اس پر عمل درآمد رہا اور حضرت علیؓ نے اس بات کی قولاً و فعلاً تائید کی اور فرمایا کہ وکلٌّ سنۃٌ ھٰذا احب الیّ (یعنی اضافہ شدہ سزا یہ سب سنّت کے موافق ہے اور مجھے بہت پسندیدہ ہے)۔

اندریں حالات کسی صحابی نے (ہاشمی ہو یا غیر ہاشمی) اس قسم کے اضافہ کو سُنّت کے طریقے کے خلاف نہیں قرار دیا۔

احباب کی تسکینِ خاطر کے لیے مزید عرض کیا جاتا ہے کہ اگر عند الضرورۃ سزا میں اس طرح اضافہ کرنا بدعت ہے (جیسا کہ حضرت عمرؓ سے صادر ہوا) تو

ع   این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند"

یعنی "ائمۂ معصومین نے بھی شراب خور کی سزا اسّی عدد دُرّے ہی ذکر کی ہے۔

عبارتِ ذیل ملاحظہ فرماویں۔ شیعہ کی کتاب فروع کافی میں ہے کہ:

—— ....عن اسحٰق بن عمار قال سألت اباعبد اللہ علیہ السّلام عن رجلٍ شرب حسوۃ خمر قال یجلد ثمانین جلدۃ قلیلہا وکثیرہا حرامٌ"۔

(فروع کافی، ج ۳، ص ۱۱۷ باب مایجب فیہ الحد من الشراب۔ طبع لکھنؤ۔

دوسری روایت میں ہے کہ:

Marfat.com

ابو عبد اللہ علیہ السّلام یقول ان فی کتاب علیٍ صلوات اللہ علیہ یضرب شارب الخمر ثمانین و شارب النبیذ ثمانین ۔"

(فروع کافی، ج ۳، ص ۱۱۷، جلد ثالث باب مذکور)

" یعنی حضرت جعفر صادق رضؓ نے فرمایا کہ شراب پینے والے کی سزا اَسّی دُرّے ہے خواہ تھوڑی پیئے خواہ زیادہ ۔ اور نبیذ پینے کی سزا بھی اسّی دُرّے ہیں "

جعفر صادقؒ کے فرمان سے معلوم ہُوا کہ شراب خوری کی سزا جو عند الضرورۃ بڑھا دی گئی تھی وہ ہرگز بدعت نہیں تھی ۔

تنبیہ

ولید بن عقبہ کی شراب نوشی اور اس پر سزا کی مزید بحث انشاء اللہ تعالیٰ جواب مطاعنِ عثمانی کے تحت بحث ثانی میں آئے گی ۔ وہاں ولید پر تراشیدہ الزامات کے جوابات مفصل درج ہوں گے ۔ وہاں آپ اس مسئلہ کی باقی بحث ملاحظہ فرما سکیں گے ۔

زنا پر حد لگانے کا واقعہ

مُسند امام احمد جلد اوّل میں مُسندات مرتضوی کے تحت مندرجۂ ذیل واقعہ مذکور ہے :-

" . . . . عن الحسن بن سعد عن ابیہ ان یحنس وصفیّۃ کانا من سبی الخمس فزنت صفیّۃ برجلٍ من الخمس فولدت غلامًا فادّعاہ الزانی ویحنس فاختصما الی عثمانؓ فرفعھما الی

Marfat.com

علیؓ بن ابی طالب فقال علیؓ اقضی فیھما بقضاء رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم الولد للفراش وللعاھر الحجر وجلدھما خمسین خمسین۔"

(مُسند امام احمد، ج ۱ ص ۱۰۴ تحت مسنداتِ علیؓ طبع مصر۔ معہ منتخب کنز)

"یعنی (خلافتِ عثمانی میں) ایک شخص مسمّٰی یحنّس اور مسمّاۃ صفیّہ مالِ غنیمت میں سے بطورِ خمس کے قیدی بنا کر لائے گئے۔ (اس دوران) میں صفیّہ نے قیدیوں میں ایک شخص کے ساتھ زنا کیا اس کا بچہ متولّد ہُوا۔ بچّہ کے متعلق زانی نے اور یحنّس مذکور نے حضرت عثمانؓ کی عدالت میں تنازعہ پیش کیا۔ حضرت عثمانؓ نے اس مقدمہ کو حضرت علیؓ کی طرف روانہ کر دیا (کہ ان کا فیصلہ کیجیے)۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مَیں نبوی فیصلہ کے مطابق فیصلہ کرتا ہُوں، بچّہ نکاح والے کو ملے گا اور زانی کو پتھر نصیب ہو گا، پھر زانی و زانیہ کو پچاس پچاس تازیانے لگائے گئے۔"

بدفعلی کی سزا کا واقعہ

مندرجہ ذیل واقعہ میں حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور حضرت علیؓ کا باہم مشورہ ہُوا، اس کے بعد مجرم کو سزا دی گئی۔

——عن سالم بن عبد اللہ و ابان بن عثمان و زید بن حسن ان عثمان بن عفان اتی برجل قد فجر بغلام من قریش فقال احصن؟ قالو اقد تزوج بامرأۃ ولم یدخل بھا بعد

فقال علیؓ لعثمانؓ لو دخل بھا لحل علیه الرجم فاما اذا لم یدخل بھا فاجلدہ الحدّ فقال ابو ایوبؓ اشھد انی سمعت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یقول الذی ذکر ابو الحسن فامر بہ عثمان فجُلد مأتہً“۔

(۱) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد لنور الدّین الہیثمی (علی بن ابی بکر المتوفی ۸۰۷ھ بحوالہ الطبرانی ۔ ج ۶ ص ۲۷۲۔ باب ماجاء فی اللواط۔

(۲) کنز العمال، ج ۳، ص ۹۹ بحوالہ (طب)۔ روایت ۱۸۳۰، طبع اوّل قدیم۔

حاصل کلام یہ ہے کہ:

”سالم بن عبد اللہ۔ ابان بن عثمان۔ زید بن حسن ان تینوں نے کہا کہ حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جس نے ایک قریش کے غلام کے ساتھ بدفعلی کی تھی (حضرت علیؓ بھی موجود تھے) حضرت عثمانؓ نے دریافت فرمایا کہ یہ شخص شادی شدہ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اس کا نکاح ہوا ہے البتہ رخصتی نہیں ہوئی۔ اس وقت حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر یہ شخص شادی شدہ ہوتا (یعنی رخصتی ہو چکی ہوتی) تو اس پر رجم واجب تھا (یعنی سنگسار کرکے اس کو جان سے مار دیا جاتا)۔

جب اس کی بیوی کی رخصتی نہیں ہوئی تو اس پر حد لگانی چاہیے۔ (یعنی دُرّے لگاتے جائیں) ابو ایوب رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ جس طرح ابو الحسن (علی بن ابی طالبؓ) نے مسئلہ بیان

Marfat.com

کیا ہے اسی طرح میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے سنا تھا۔
اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے (اس کے اجراء کا) حکم صادر فرمایا اور بدکار شخص کو ایک سو دُرّے لگائے گئے۔"

چشم تلف کر دینے کا ایک مقدمہ

شیعہ علماء نے اس واقعہ کو فروع کافی میں امام جعفر صادقؓ سے نقل کیا ہے:

—— عن ابی عبد اللہ علیہ السّلام قال ان عثمان اتاہ رجل من قیس بمولی لہ قد لطم عَینَہٗ فانزل الماء فیہا وھی قائمۃ لیس یبصر بہا شیئًا فقال لہٗ اُعطِیکَ الدیۃ فابیٰ قال فارسل بھما الی علی علیہ السّلام وقال احکم بین ھٰذین فاعطاہ الدیۃ فابیٰ قال فلم یزالوا یعطونہٗ حتیٰ اعطو دیتین قال فقال لیس ارید الّا القصاص الخ

(فروع کافی جلد ثالث، ص ۱۷۵، باب ان الجروح قصاص، طبع نول کشور لکھنؤ)

یعنی حضرت جعفر صادقؒ کہتے ہیں کہ قبیلہ قیس کا ایک شخص اپنے مولیٰ کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے پاس تنازع لے کر آیا کہ اس نے یعنی مولیٰ نے اس کی آنکھ پھوڑ ڈالی ہے آنکھ سے بینائی جاتی رہی ہے اس میں پانی بھر گیا لیکن آنکھ اپنی جگہ موجود تھی۔

حضرت عثمانؓ نے (مصالحت کی کوشش کرتے ہوئے) فرمایا کہ میں تجھے (آنکھ کے عوض میں) دیت دلاتا ہوں۔ اس شخص نے عوضانہ لینے سے انکار کر دیا۔ جعفر صادق کہتے ہیں کہ عثمانؓ نے ان

Marfat.com

دونوں کو علی بن ابی طالب کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ آپ ان کا فیصلہ کریں حضرت علیؓ نے بھی پہلے دیت (یعنی جرم کا عوضانہ) دینا چاہا وہ انکاری ہوا حتیٰ کہ دو دیتیں (دوگنا عوضانہ) اس کو دینے کے لیے تیار ہوئے مگر اس شخص نے قصاص لینے کے بغیر کوئی چیز قبول نہ کی۔"

(۲)

عثمانی خلافت میں ہاشمی حضرات کے عُہدے اور مناصب

—— سابقہ واقعات سے معلوم ہوا کہ اجراءِ احکامات کے سلسلہ میں عہدِ عثمانی میں حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ کے ساتھ دستِ راست کے طور پر کام کرتے تھے۔

—— اب یہ چیز ذکر کی جاتی ہے۔ خلافتِ عثمانی میں دیگر ہاشمی بزرگوں کو بھی (جو حضرت علی المرتضیٰؓ کے چچا زاد بھائی ہیں اور حضور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی عم زاد برادران ہیں) عہدۂ قضا پر قاضی تجویز کیا جاتا تھا اور وہ بخوشی اس منصب کو قبول کر کے نظامِ خلافت میں شریکِ کار رہتے تھے۔

اور بعض اوقات ہاشمی نوجوانوں کو اہم مواضع کا والی و حاکم بنایا جاتا تھا۔ وہ حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوتے تھے اور نظامِ حکومت میں شامل ہو کر عمدہ نظم قائم رکھتے تھے۔

—— ان حضرات کے پیشِ نظر "اسلامی نظام" کا اجراء و قیام تھا جسے وہ بحسن و خوبی سر انجام دیتے تھے اور "دینی نظام" کا احیاء و ابقاء تھا جس کو "

اعلیٰ پیمانہ پر قائم کیے ہوتے تھے۔

ان کے سامنے قبائلی تفریق، نسلی امتیازات اور خاندانی عداوتیں ہرگز نہ تھیں یہ بعد کی پیدا کردہ چیزیں ہیں۔ ناظرین کرام اس عرضداشت کو خوب ملحوظ رکھیں۔

ـــــ ذیل میں چند واقعات اس مسئلہ پر پیش کیے جاتے ہیں، امید ہے اطمینان کا باعث ہونگے۔

قضاء کا عہدہ

(۱) ـــــ ابوطالب کے برادر حارث بن عبدالمطّلب کے پوتے مغیرہ بن نوفل بن الحارث قرشی ہاشمی عہد نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام) میں ہجرت سے قبل مکہ مکرّمہ میں پیدا ہوئے۔ یہ بڑے زیرک، باہمّت اور مدبّر جوان تھے حضرت علی المرتضیٰؓ کے بعد انہوں نے حضور علیہ السّلام کی نواسی (امامہؓ بنت ابی العاص) کے ساتھ نکاح کیا تھا۔ حضرت امامہؓ کی ماں حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تھیں۔

ـــــ مغیرہؓ بن نوفل کے متعلق تراجم صحابہ کی کتابوں میں لکھا ہے ..

...... وکان المغیرۃ بن نوفل قاضیاً فی خلافۃ عثمان؂

یعنی خلافتِ عثمانی میں مغیرہؓ بن نوفل قاضی اور جج تھے۔

(۱) ـــــ الاستیعاب لابن عبدالبر، ج۳ ص ۳۶۶۔
مع اصابہ تحت مغیرہ بن نوفل القرشی الہاشمی۔

(۲) ـــــ اُسدالغابہ لابن اثیر الجزری، ج ۴، صفحہ ۴۰۸
تحت مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم

(۳) الاصابہ (مع استیعاب) ج ۳، ص ۴۳۳ ۔تحت مغیرہ بن نوفل بن الحارث ۔ الخ ۔

Marfat.com

گورنری کا عہدہ

(۲) ابو طالب کے بھائی حارث بن عبد المطلب کے پڑپوتے عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب القرشی الہاشمی ہیں ان کی ماں کا نام ہند بنت ابی سفیان ہے۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں عبداللہ کا تولد ہوا ان کو ان کی ماں (ہند) اپنی بہن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا (بنت ابی سفیان) جو نبی کریم علیہ السلام کی حرم محترم تھیں، کے پاس لائیں۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لاتے۔ فرمایا امّ حبیبہ! یہ کون بچہ ہے؟ تو امِ حبیبہ نے عرض کیا کہ یہ آپ کے چچازاد برادر کا اور میری بہن کا بچہ ہے۔ پھر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بابرکت لعابِ دہن عبداللہ کے منہ میں ڈالا اور ان کے حق میں کلماتِ دعاء فرماتے۔

انہی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مذکور ہے کہ

"۔۔۔۔ انّہ کان علی مکۃ زمن عثمان"

"۔۔۔۔ خلافتِ عثمانی کے دوران حضرت عبداللہ بن الحارث مکہ شریف پر حاکم اور والی تھے"

(۱) الطبقات الکبیر لابن سعد، ج ۵، ص ۱۵ تحت عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم۔

(۲) تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی، ج ۵ ص ۱۸۱ جلد خامس، تحت، عبداللہ المذکور

مکہ میں اہم کاموں پر تعیّنات

(۳) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے تراجم ذکر کرنے والے علماء نے لکھا ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

مذکور کے والد الحارثؓ بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب ہاشمی، صحابی تھے اور مکہ شریف میں بعض اہم کاموں پر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو متعیّن فرمایا تھا۔ پھر عہدِ صدّیقی اور فاروقی میں حسبِ سابق مامور تھے اور عثمانی دَورِ خلافت میں بھی حضرت عثمانؓ کی طرف سے بعض اُمور پر اسی طرح متعیّن و مقرر رہے۔ اس کے بعد بصرہ کی طرف منتقل ہو گئے، اور خلافتِ عثمانی کے آخر میں بصرہ میں ہی ان کا انتقال ہُوا۔

یہ مسئلہ عبارتِ ذیل میں درج ہے:

—— .... واستعمل رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم الحارث بن نوفل علی بعض اعمال مکة ثم ولّاہ ابو بکرؓ و عمرؓ وعثمانؓ مکة . الخ

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۴ - ق ۱، ص ۳۶ - تحت الحارث بن نوفل بن الحارث۔

—— فاستعمله علی بعض عمله بمکة واقرّہ ابو بکرؓ وعمرؓ وعثمان ثم انتقل الی البصرة ...... ومات بها فی آخر خلافة عثمان ؎

(۲) الاصابہ لابن حجر، ج اول، ص ۲۹۲ - تحت الحارث بن نوفل بن الحارث۔

Marfat.com

(۴)

عدالتِ عثمانی کی طرف ہاشمیوں کا رجوع کرنا اور فیصلہ طلب مقدمات کا باہم مشورہ طے پانا اور عثمانی فیصلوں کی تصدیق و تائید کرنا

مندرجہ عنوانات پر ذیل میں روایات کی کتابوں سے واقعات نقل کیے ہیں۔ انصاف پسند حضرات ان چیزوں پر نظر غائر فرمائیں گے تو عثمانی خلافت کی حقانیت و صداقت جیسے نتائج و فوائد پر بآسانی مطلع ہو سکیں گے۔

—— (۱) ——

اس واقعہ کو عبدالرزاقؒ نے المصنّف میں اور بیہقیؒ نے السنن الکبریٰ میں ذکر کیا ہے۔

.... ھشام بن عروہ یحدث عن ابیہ قال اتی عبداللہ بن جعفر الزبیر فقال انی ابتعت بیعًا بکذا وکذا وان علیاً یرید ان یاتی عثمانؓ فیسألہ ان یحجر علیؓ فقال لہ الزبیرؓ فانا شریک فی البیع فاتی علیؓ عثمانؓ فقال لہٗ ان ابن جعفر ابتاع کذا کذا فاحجر علیہ فقال الزبیر انا شریکہ فی البیع فقال عثمانؓ کیف احجر علی رجلٍ فی بیع شریکہٗ الزبیر۔

(۱) ــ المصنّف لعبدالرزاق، ج ۸، ص ۲۶۷-۲۶۸ باب المفلّس والمحجور علیہ۔

(۲) ــ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۶، ص ۶۱، باب مذکور

Marfat.com

"ہشام بن عُروہ اپنے باپ عُروہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن جعفرؓ طیار ایک روز حضرت زُبیرؓ بن عوام کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ مَیں نے فلاں زمین اتنے اتنے (دراہم) سے خرید کی ہے (اور حضرت علیؓ کو یہ خرید ناپسند ہے اور وہ اس کے خلاف ہیں)۔ حضرت علیؓ خلیفۂ وقت عثمانؓ کے پاس جا کر میرے خلاف مجھ پر حجر کرانا یعنی (پابندی) لگوانا چاہتے ہیں۔ تو حضرت زبیرؓ نے کہا کہ مَیں اس بیع میں تیرے ساتھ شریک ہو جاتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے پاس تشریف لاتے اور کہا کہ (ہمارے برادرزادے) عبداللہ بن جعفرؓ نے فلاں چیز خرید کی ہے آپ ان پر حجر (یعنی پابندی) لگا دیجیے۔ اور حضرت زبیرؓ بھی وہاں پہنچ گئے فرمانے لگے کہ اس خرید میں میں بھی شریک ہوں اس وقت حضرت عثمانؓ نے فرمایا جس بیع میں حضرت زبیرؓ جیسے بزرگ شریک ہو جائیں اس پر میں حجر کیسے کر سکتا ہوں؟ (یعنی پابندی لگانا مناسب نہیں)"۔

(۲)

دوسرا واقعہ امام مالکؒ کی مشہور کتاب مؤطا امام مالکؒ میں مذکور ہے اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے بھی اس کو نقل کیا ہے:۔

...... عن محمد بن یحیی بن حبان قال کانت عند جدی حبان امرأتان هاشمية وانصارية فطلق الانصارية وهی ترضع فمرت بها سنة ثم هلك ولم تحض فقالت انا ارثه لم احض فاختصما الى عثمان بن عفان فقضى لها بالميراث فلامت الهاشمية

Marfat.com

عثمان فقال ہٰذا عمل ابن عمک ھو اشار علینا بہٰذا یعنی علیؓ بن ابی طالب -

(۱) مؤطا امام مالک ص ۲۰۸، باب طلاق المریض ۔ مطبوعہ مجتبائی دہلی

(۲) المصنّف لابن ابی شیبہ ج ۵، ص ۲۱۰، باب ما قالوا فی الرجل یطلق امرأتہ، فترتفع حیضتھا ۔ طبع حیدر آباد دکن -

(۳) کتاب السنن لسعید بن منصور، ص ۳۰۸ - القسم الاوّل من المجلد الثالث ۔ مجلس علمی ڈابھیل -

(۴) المؤطا لامام محمد، ص ۲۶۹ طبع مصطفائی قدیم ۔ باب المرأۃ یطلقھا زوجھا طلاقاً ... الخ -

حاصل یہ ہے کہ :

محمد بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ میرے دادا حبانؓ بن منقذ کے نکاح میں دو عورتیں تھیں، ایک ہاشمیّہ دوسری انصاریّہ ۔ حبّان نے انصاریہ کو طلاق دے دی ۔ وہ مرضعہ تھی، یعنی بچّہ کو دودھ پلاتی تھی ۔ حبانؓ اندریں حالات فوت ہو گئے ۔ انصاریہ کو ایک سال تک حیض نہ آیا ۔ اس نے اپنے متوفی خاوند کے مال میں میراث کا دعویٰ دائر کر دیا ۔ ہاشمیّہ و انصاریہ دونوں یہ مقدمہ حضرت عثمانؓ کی عدالت میں لے گئیں ۔ انصاریہ کو میراث سے حضرت عثمانؓ نے حصّہ دے دیا تو ہاشمیّہ حضرت عثمانؓ کو ملامت کرنے لگی ۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تیرے چچا زاد بھائی علیؓ بن ابی طالب نے اس میں اسی طرح رائے دی، یہ ان کا فیصلہ ہے جس کو نافذ کیا گیا ۔"

تنبیہ ۔ اس ہاشمیہ عورت کا نام ہند بنت ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب تھا ۔ اس کا تذکرہ الاستیعاب جلد چہارم میں اور الاصابہ میں بھی درج ہے ۔ وہاں

Marfat.com

یہ قصہ بھی منقول ہے اور اُسد الغابہ میں ہند بن ربیعہ بن عبد المطلب کے تحت قصۂ مندرجۂ بالا مذکور ہے۔

اس واقعہ کو شیعہ علماء نے بھی حسبِ عادت قطع و برید کر کے اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو مناقب ابن شہر آشوب، ج ۲ ص ۱۲۔ جزء ثالث طبع ہند قضایاہ (علیہ السلام) فی عہد الثالث۔

(۴۷)

"مُصنّف عبد الرزاق" جلد سادس میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت عقیل بن ابی طالبؓ کی اپنی زوجہ فاطمہ بنت عتبہ سے ایک دفعہ ناچاقی ہو گئی۔ بیوی خاوند سے ناراض ہو کر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں شکایت لے کر پہنچی۔ (روایت میں ہے) کہ

فشدت علیہا ثیابہا فجاءت عثمانؓ فذکرت ذالک لہٗ فضحک فارسل الی ابن عباس و معاویۃؓ فقال ابن عباسؓ لافرقن بینہما فقال معاویۃ ماکنت لا فرّق بین شیخین من بنی عبد مناف فاتیا فوجداہما قد اغلقا علیہما ابوابہما واصلحا امرہما فرجعا۔

(۱) (المصنف لعبد الرزاق جلد ۶ ص ۵۱۲ - طبع مجلس علمی)

(۲) الاصابہ لابن حجر ص ۳۷۲ ج ۴ تحت فاطمہ بنت عتبہ۔

(یعنی عقیل کی بیوی (فاطمہ بنتِ عتبہ) نے بُرقع پہن لیا اور حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پہنچی۔ اپنا تمام قصہ بیان کیا۔ (سُن کر) حضرت عثمان ذوالنورینؓ ہنس پڑے اور اس جھگڑے کا فیصلہ ابن عباسؓ اور امیر معاویہؓ کے سپرد فرمایا۔ (میاں بیوی کے بیانات سُن کر) عبد اللہ بن عباسؓ

Marfat.com

نے کہا کہ میری رائے میں ان دونوں کے درمیان تفریق و جدائی کر دی جاتے ۔ اور امیر معاویہؓ نے کہا کہ میں بنی عبد مناف کے دو عمر رسیدہ ہستیوں کے درمیان تفریق کرانا نہیں چاہتا ۔ (اس کے بعد) دونوں فیصل حضرات (ابن عباسؓ و امیر معاویہؓ) عقیل بن ابی طالب کے گھر تشریف لے گئے ۔ وہاں پہنچ کر کیا دیکھتے ہیں کہ میاں بیوی نے گھر کا دروازہ بند کر رکھا ہے اور باہم صلح کر لی ہے تو یہ حضرات واپس تشریف لائے۔

(۴)

عبدالرزاق نے "المصنف" جلد سابع ، ابواب الطلاق میں مندرجہ ذیل واقعہ ذکر کیا ہے :-

...... عن ایوب قال کتب الولید الی الحجاج ان سل من قبلک عن المفقود اذا جاء وقد تزوّجت امرأته فسأل الحجاج ابا ملیح بن اسامة فقال ابو ملیح حدّثتنی بنیہمة بنت عمر الشیبانیّة انها فقدت زوّجها فی غزوةٍ غزاها فلم تدر أهلک ام لا ؟ فتربّصت اربع سنین ثم تزوّجت فجاء زوجها الاوّل وقد تزوّجت قالت فرکب زوجای الی عثمان فوجداه محصورًا فسألاه وذکرا له امرهما فقال عثمانؓ أعلی هٰذه الحال ؟ قالا قد وقع ولابد قال فخیّر الاوّل بین امرأته وبین صداقها قال فلم یلبث ان قتل عثمان فرکبا بعد حتّیٰ اتیا علیًا بالکوفة فسألاه فقال أعلیٰ هٰذه الحال ؟ قالا قد کان ما تریٰ ولابد من القول فیه قالت و اخیراه بقضاء عثمان فقال ما اریٰ لهما الّا ما قال عثمان ۔

Marfat.com

فاختار الاوّل الصداق قالت فاعنت زوجی الآخر بالفین کان الصداق اربعۃ آلافٍ۔

(المصنّف لعبد الرزاق، ج ۷، ص ۸۸-۸۹- باب الّتی لاتعلم مہلک زوجہا)

"... ابوملیح بن اُسامہ کہتے ہیں کہ ایک عورت نبیہمہ بنت عمر شیبانیہ نے مجھے بیان کیا، ایک غزوہ میں اس کا خاوند مفقود الخبر ہو گیا۔ پتہ نہیں چلتا تھا کہ مرگیا یا زندہ ہے؟ وہ عورت چار برس تک انتظار کرتی رہی (تاکہ کوئی خبر مل سکے) اس کے بعد اس نے دوسری جگہ نکاح کر لیا (جب شادی ہو چکی تو) پہلا شوہر پہنچ گیا (تنازعہ رونما ہو گیا) نبیہمہ بنت عمر نے کہا کہ (فیصلہ کرانے کے لیے) میرے دونوں خاوند حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پہنچے۔ ان ایّام میں حضرت عثمانؓ باغیوں کی وجہ سے محصُور تھے۔ زوجین نے اپنا مسئلہ پیش کیا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ ان حالات میں دریافت کرتے ہو؟ انہوں نے (معذرت کرتے ہوئے) عرض کیا کہ یہ واقعہ پیش آ گیا اس کا فیصلہ ضروری ہے۔ تو حضرت عثمانؓ نے فیصلہ فرمایا کہ پہلے خاوند کو دو صورتوں میں سے ایک اختیار کرنی ہوگی۔ یا تو عورت کو اختیار کرے، یا اپنا مہر لے لے، کچھ دن گزرے تو حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے۔ اور (حضرت علیؓ خلیفہ مقرر ہوئے)۔

پھر دونوں خاوند حضرت علیؓ کے پاس کوفہ میں مقدمہ لے گئے حضرت مرتضیٰؓ سے فیصلہ طلب کیا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ ان پریشان کن حالات میں دریافت کرتے ہو؟ جواب میں دونوں نے عذر خواہی کرتے ہوئے فیصلہ کے لیے اصرار کیا اور حضرت عثمانؓ کا سابقہ فیصلہ بھی بتایا تو اس وقت

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس مقدمہ کے متعلق میرا وہی فیصلہ ہے جو عثمانؓ نے دیا۔ میری وہی رائے ہے جو عثمانؓ نے قائم کی۔ تو پہلے خاوند نے مہر لینے کو پسند کیا۔ ابنیہمہ کہتی تھی کہ مہر چار ہزار درہم تھا۔ مہر ادا کرنے میں میں نے دو ہزار دے کر دوسرے خاوند کی اعانت کی۔"

(۴)

امیر المؤمنین سیّدنا عثمانؓ بن عفّان کا ہاشمی حضرات کی عظمت کو ملحوظ رکھنا اور ہاشمیوں کے جنازے کی نماز پڑھانا

____عنوان بالا کے سلسلہ میں چند چیزیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں ان میں حضرت عثمان ذوالنّورینؓ اور اکابر ہاشمی حضرات کے خوش تر مراسم درج ہیں اور دونوں خاندانوں کے مابین عمدہ تعلقات مذکور ہیں۔

(۱)

حضرت عبّاس بن عبد المطّلب کا احترام

سیّدنا عبّاسؓ جس طرح علی المرتضیٰؓ کے عم محترم ہیں اسی طرح سیّد الکونین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے چچا ہیں۔ بنی ہاشم کے اکابر بزرگ ہیں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کی حد درجہ تعظیم فرماتے تھے اور ان کے اکرام کا پورا پورا خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ روایات کی کتابوں میں منقول ہے کہ

(۱)____ وقد کان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یجلّہ و

Marfat.com

يعظّمه وينزلهٗ منزلة الوالد من الولد ويقول هٰذا
بقية آبائیؔ

(البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۶۱ تذکرہ عباس بن عبدالمطلب تحت سنۃ ۳۲ھ)

"یعنی رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم عبّاس بن عبدالمطلب کا اِجلال و احترام کرتے تھے، جیسے اولاد اپنے والد کی عزت و توقیر کرتی ہے۔ اور آپ فرماتے تھے حضرت عباسؓ ہمارے آباء و اجداد کے بقایا ہیں (یہ باقی رہ گئے ہیں دوسرے فوت ہو چکے ہیں)۔

(۲) —— نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی متابعت و تابعداری کرتے ہوتے حضرات صحابہ کرامؓ بھی حضرت عباسؓ کا اِکرام و اجلال ملحوظ رکھتے تھے۔ حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کے متعلق مذکور ہے۔

—— ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه وعثمانؓ بن عفان کانا اذا مرّا بالعباس وهما راكبان نزلا اِكراماً لهٗ۔

(۱) البدایہ، ج ۷، ص ۱۶۲۔ تذکرہ عباس تحت ۳۲ھ

(۲) الاستیعاب لابن عبدالبر، ج ۳، ص ۹۸، معہ اصابہ تذکرہ عباس بن عبدالمطلب۔

(۳) تہذیب التہذیب، ج ۵، ص ۱۲۳۔ تحت عباس بن عبدالمطلب۔

"یعنی سیدنا عمر فاروقؓ و سیدنا عثمان ذوالنورینؓ جب سوار ہونے کی حالت میں حضرت عباسؓ کے پاس گزرتے تو سواری سے اُتر جاتے اور پیادہ پا چلنے لگتے۔ یہ حضرت عباسؓ کے احترام کے پیشِ نظر کرتے تھے۔"

Marfat.com

(۳) ـــــ حضرت عثمان ذوالنورین کی خلافت کے زمانہ میں ایک شخص نے حضرت عباسؓ کی توہین کی، اس پر حضرت عثمانؓ نے اس کو سزا دی تھی۔ طبری اور کنز العمّال میں یہ قصّہ مندرج ہے۔

ـــــ ... عن القاسم بن محمد قال کان مما احدث عثمان فرضی به منه انه ضَرَبَ رَجُلًا فِی مُنَازَعَةٍ اِسْتَخَفَّ فِیْهَا بالعباس بن عبد المطّلب فقیل لهٗ فقال اَیفخم رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم عَمَّهٗ وَاُرَخِّصَ فِی الْاِسْتِخْفَافِ بِهٖ لَقَدْ خَالَفَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم مَنْ رَضِیَ فِعْلَ ذَالِکَ فرضی بِهٖ مِنْه۔

حاصل یہ ہے کہ قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ ذوالنّورین نے ایک جدید کام کیا اور وہ پسند کیا گیا۔ وہ یہ کہ ایک شخص کا عم نبوی حضرت عباسؓ کے ساتھ تنازعہ ہو گیا۔ اس نے حضرت عباسؓ کے حق میں خفت آمیز کلمات استعمال کیے۔ اس پر حضرت عثمان ذوالنّورین نے اس کو زدوکوب کیا۔ لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو کہا (کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟) جواباً فرمانے لگے کہ نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم تو اپنے چچا عباس کی تعظیم کریں اور میں ان کے استخفاف واستحقار کی رخصت دے دوں؟

جو شخص ایسے فعل پر راضی ہو اور اس کو پسند کرے اس نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مخالفت کر دی۔"

(۱) تاریخ ابن جریر طبری، ج ۵، ص ۱۳۶۔ تحت ذکر بعض سیر عثمانؓ۔

(۲) کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمانؓ ص ۸۵-۸۶۔

Marfat.com

(۳) کنز العمّال، ج ۷، ص ۶۹، طبع اوّل کتاب الفضائل۔
ذکر عباس بن عبد المطلب۔

(۲)

حضرت ذُوالنّورین نے حضرت عباسؓ کی نماز جنازہ پڑھائی

(۱)— ابن عبد البرّ نے الاستیعاب میں اور ابن کثیرؒ نے البدایہ میں مسئلہ ہذا کو درج کیا ہے، فرماتے ہیں :

"..... توفّی العباس بالمدینہ یوم الجمعۃ لاثنتی عشرۃ لیلۃً خلت من رجب وقیل بل من رمضان سنۃ اثنتین و ثلاثین (۳۲ھ) قبل قتل عثمان رضی اللہ عنہ بسنتین و صلّی علیہ عثمان رضی اللہ عنہ ودفن بالبقیع وھو ابن ثمان وثمانین سنۃً "

(۱) الاستیعاب لابن عبد البر جلد ثالث، ص ۱۰۰،
تذکرہ عبّاس بن عبد المطلب۔
(۲) البدایہ لابن کثیر، جلد ۷، ص ۱۶۲، تحت سنۃ ۳۲ھ
ذکر عباس۔

"یعنی ۳۲ھ (بتیس ہجری) ۱۲ رجب یا (عند البعض) رمضان المبارک بروز جمعہ مدینہ طیّبہ میں حضرت سیّدنا عباس بن عبد المطلبؓ کا انتقال ہُوا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے قریبًا دوؔ برس قبل یہ واقعہ پیش آیا۔ نماز جنازہ حضرت ذوالنّورین عثمانؓ نے پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون

Marfat.com

ہوتے۔ اٹھاسی سال کی عمر پائی۔"

حضرت علیؓ کے صاحبزادہ محمد بن حنفیہؒ کی نماز جنازہ حضرت عثمانؓ غنی کے صاحبزادے ابان بن عثمانؓ نے پڑھائی۔

(۲) — محمد بن حنفیہؒ کی والدہ (خولہ بنت جعفر بن قیس) قبیلہ بنی حنیفہ سے تھی۔ جنگِ یمامہ کے قیدیوں میں قید ہو کر آئی تھی۔ حضرت صدیقِ اکبرؓ کے حکم سے حضرت سیدنا علیؓ کو عطا کی گئی۔

محمد بن حنفیہؒ کی وفات محرّم الحرام کی ابتداء ۸۱ھ میں ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر (۶۵) پینسٹھ سال کی تھی۔ خلیفۂ وقت عبدالملک بن مروان تھا۔ خلیفۂ وقت کی جانب سے مدینہ طیبہ کے والی و حاکم حضرت اَبان بن عثمان بن عفان تھے۔ جب محمد بن حنفیہ کا جنازہ لایا گیا اس وقت ابان بن عثمان غنیؓ بھی تشریف لائے۔ محمد بن حنفیہؓ کے بیٹے ابو عبداللہ وغیرہ موجود تھے، انہوں نے ابان بن عثمانؓ کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

"نحن نعلم انّ الامام اولیٰ بالصلوٰۃ ولو لا ذالک ما قدّمناک فقال زید بن السائب ھکذا سمعت ابا ھاشم یقول فتقدم فصلّی علیہ۔

(طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۸۶ - طبع لیدن، تذکرہ محمد بن حنفیہ)

"یعنی ہم کو معلوم ہے کہ (مسلمانوں کا) امام اور حاکم نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔ اگر یہ مسئلہ اس طرح نہ ہوتا تو ہم آپ کو

مقدم نہ کرتے۔ پھر آبان بن عثمان بن عفان آگے بڑھے اور محمد بن حنفیہ کی نماز جنازہ پڑھائی ۔"

تنبیہ

ناظرینِ کرام کی خدمت میں ہم یہاں ایک سابقہ مسئلہ کی یاد دہانی کرانا مناسب خیال کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ دین اسلام کا قاعدہ اور قانون یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھانے کا حق امیر المؤمنین اور حاکمِ وقت کو ہوتا ہے جیسا کہ یہاں یہ مسئلہ حضرت علیؓ کے پوتے اور محمد بن حنفیہ کے لڑکے بیان کر رہے ہیں یا پھر وہ شخص پڑھا سکتا ہے جسے حاکمِ وقت کی اجازت حاصل ہو۔ اس قاعدہ شرعی کے تحت حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراءؓ کا جنازہ حضرت سیّدنا امیر المؤمنین صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھایا تھا اور کسی صاحب نے نہیں پڑھایا۔ اور جہاں کہیں روایات کی کتابوں میں صدیقِ اکبرؓ کے ماسوا اس جنازہ پڑھانے کا ذکر پایا جاتا ہے وہ راوی کا اپنا ظن وگمان ہے اور قاعدہ شرعی (مسلّم بین الفریقین) کے مقابلہ میں روایت کرنے والے کا اپنا گمان وظن متروک ہوتا ہے قبل ازیں کتاب ہذا کے صدیقی حصہ (بحث جنازہ سیدہ فاطمہؓ) میں یہ مسئلہ مفصل و مدلل بیان کر دیا گیا ہے۔ رجوع فرما دیں۔

عبداللہ بن جعفر طیّار کا جنازہ حضرت اَبّان بن عثمانؓ نے پڑھایا

(۴۳) حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب حضرت علی المرتضیٰؓ کے حقیقی بھتیجے اور داماد تھے۔ بنی ہاشم کے مشہور بزرگ اور نیک صالح آدمی تھے۔ اکثر مورخین اور اہلِ التراجم نے لکھا ہے کہ ان کا انتقال سن اسّی (۸۰ھ) ہجری میں مدینہ طیّبہ میں ہوا۔ خلیفہ عبدالملک کی طرف سے اس وقت مدینہ کے حاکم اور امیر ابان بن سیّدنا عثمانؓ بن عفان تھے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار فوت ہوتے تو ان کی نماز جنازہ حضرت ابان موصوف

نے پڑھائی۔ یہ اُس سال کا واقعہ ہے جس سال مکّہ میں بہت بڑا سیلاب آیا تھا اور لدے ہوئے اونٹوں کو بھی بہا کرلے گیا تھا (اس کو عام الجحاف کہتے تھے)۔

(۱) الاستیعاب لابن عبدالبرؒ، ج ۲، ص ۲۶۷ معہ الاصابہ، تذکرہ عبداللہ بن جعفر)۔

(۲) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۱۳۵۔ تذکرہ عبداللہ۔

(۳) الاصابہ فی احوال الصحابہ لابن حجرؒ، ج ۲، ص ۲۸۱ معہ استیعاب، تذکرہ عبداللہ بن جعفر طیّارؓ۔

(۵)

خلافتِ عثمانی میں ہاشمی حضرات کا شریکِ جہاد ہونا

حضرت سیّدنا ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَورِ خلافت میں دیگر صحابۂ کرام کی طرح ہاشمی حضرات بھی ہر مرحلہ پر امیر المؤمنین عثمانؓ کے ساتھ ہوتے تھے اور ہر مقام میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار رہتے تھے۔ اور ان حضرات کے درمیان قبائلی تعصب اور باہمی عصبیّت کا شائبہ تک نہ تھا۔ چنانچہ اس نوع کے چند واقعات ذکر کیے جاتے ہیں جن میں حضرت علیؓ کے صاحبزادوں (سیّدنا حسنؓ و سیّدنا حسینؓ) بھتیجوں و چچازاد بھائیوں وغیرہ ہاشمی حضرات کا جنگی مواقع میں شریک کار رہنا اور شریک جہاد ہونا ثابت ہے۔

Marfat.com

(۱)

غزوۂ طرابلس وافریقیہ وغیرہ

(۲۶ھ)

مشہور مؤرخ ابن اثیر الجزری نے الکامل میں اور ابن خلدون نے تاریخ ابن خلدون میں نقل کیا ہے کہ :

(۱) ۔ ۔ ۔ ۔ فاستشار عثمانؓ من عندہ من الصحابۃ فاشار اکثرھم بذالک فجھّز الیہ العساکر من المدینۃ وفیھم جماعۃٌ من اعیان الصحابۃ منھم عبد اللہ بن العباس وغیرہٗ فسار بھو عبد اللہ بن سعد الیٰ افریقۃ فلما وصلو الیٰ برقۃ لقیھم عقبۃ بن نافع فیمن معہٗ من المسلمین الخ

(الکامل لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۴۵ ۔ تحت سنۃ ست وعشرین (۲۶ھ) ۔ طبع مصر

(۲) ۔ ۔ ۔ ۔ ثم لمّا ولیَ عبد اللہ بن ابی سرح استأذن عثمان فی ذالک واستمدّہٗ فاستشار عثمانؓ الصحابۃؓ فاشاروا بہٖ فجھّز العساکر من المدینۃ وفیھم جماعۃٌ من الصحابۃ منھم ابن عباس وابن عمرو وابن عمرو بن العاص وابن جعفر والحسن والحسین وابن الزبیر وساروا مع عبد اللہ بن ابی سرح سنۃ ست وعشرین (۲۶) ولقیھم عقبۃ بن نافع فیمن معہ من المسلمین ببرقۃ ثم ساروا الیٰ طرابلس فنھبوا الروم عندھا ثم ساروا الیٰ افریقیۃ وبثوا السرایا فی کل ناحیۃٍ ۔

Marfat.com

(تاریخ ابن خلدون، ج ۲، ص ۱۰۰۳۔ تحت عنوان ولایۃ عبداللہ بن ابی سرح علی مصر و فتح افریقیہ)

ان روایات کا مطلب یہ ہے کہ:

"۲۶ھ (چھبیس) میں جب عبداللہ بن سعد بن ابی سرح (مصر کے علاقے کے) امیر اور والی مقرر ہوئے تو (خلیفۂ وقت) حضرت عثمان ذوالنورینؓ سے (مغربی ممالک طرابلس وغیرہ) اور افریقیہ کی طرف جہاد پر جانے کے لیے اذن طلب کیا۔

صحابہ کرامؓ سے مشورہ

حضرت عثمانؓ نے اس معاملہ میں حضرات صحابہ کرامؓ سے مشورہ طلب کیا۔ ان حضرات نے جہاد پر جانے کا مشورہ دیا (کہ ان اطراف میں اسلامی لشکر جانا چاہیے)۔ اندریں حالات مدینہ طیبہ سے جہاد کے لیے ایک لشکر مرتب کیا گیا جس میں صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت شامل ہوئی۔

عبداللہ بن العباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، عبداللہ بن جعفرؓ، الحسن بن علی المرتضیٰ، الحسین بن علی المرتضیٰ، عبداللہ بن الزبیرؓ وغیرہم حضرات اس میں شریک و شامل تھے۔ اور یہ جیش اسلامی (۲۶ھ) میں عبداللہ بن ابی سرح کی نگرانی و قیادت میں جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ اور برقہ کے مقام پر عقبہ بن نافع سے ان کی ملاقات ہوئی اس کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت تھی۔ پھر یہ تمام حضرات طرابلس وغیرہ کی طرف چل پڑے۔ اور علاقہ روم سے ان کو غنائم حاصل ہوئے اس کے بعد (یہ کثیر) جماعت افریقیہ کی مہم کی طرف روانہ ہو گئی۔ اور اس ملک کے مختلف علاقہ جات کی طرف انہوں نے اپنے مجاہدین پھیلا دیتے۔"

Marfat.com

تنبیہ :- افریقہ کی ان جنگوں کو بعض مؤرخین نے ۲۷ھ (سبع وعشرین) کے تحت درج کیا ہے۔ چنانچہ خلیفہ ابنِ خیاط نے اپنی تاریخ کے جلد اوّل میں ۲۷ھ کے واقعات میں ان کو ذکر کیا ہے۔

(تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱ ص ۱۴۳ تحت سنۃ ۲۷ھ سبع وعشرین)۔

(۲)

غزوۂ خراسان وطبرستان وجرجان وغیرہ میں شریک ہونا

(۳۰ھ)

اس کے چند برس بعد مندرجۂ ذیل ممالک کی طرف سعید بن العاص اموی کی قیادت میں ایک لشکر اسلامی کوفہ سے سنۃ تیس ۳۰ ہجری میں روانہ ہوا۔ اس میں بھی اکابر ہاشمی حضرات پوری طرح شریکِ کار ہوئے، مدتوں جہاد میں شریکِ عمل رہے۔ فتوحات حاصل کیں، غنائم میں سے حصّہ لیا اور بخیر و عافیت واپس ہوئے۔

ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں ابن اثیر جزری نے الکامل میں اور ابن کثیر نے البدایہ میں اپنی اپنی عبارات میں ان واقعات کو درج کیا ہے اور ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں اس کو نقل کیا ہے۔

(۱) ــــــ ۔۔۔۔۔۔ عن حنش بن مالك قال غزا سعيد بن العاص من الكوفة سنة (۳۰ھ) يريد خراسان ومعه حذيفة بن اليمان وناس من اصحاب رسول الله ومعه الحسن والحسين وعبد الله بن العباس وعبد الله بن عمر وعبد الله بن عمرو بن العاص و

Marfat.com

عبداللہ بن الزبیر۔ الخ

(تاریخ الامم والملوک لابن جریر الطبری، ج ۵، ص ۵۷، تحت سنۃ ثلاثین ۳۰ ۔ طبع قدیم مصر)۔

(۲) ــــ ..... فان سعیداً غزاھا من الکوفۃ سنۃ ثلاثین ۳۰ و معہ الحسنؓ والحسینؓ وابن عباس وابن عمر بن الخطاب و عبداللہ بن عمرو بن العاص وحذیفۃ بن الیمان وابن الزبیر و ناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ الخ

(تاریخ ابن اثیر الجزری (الکامل)، ج ۳، ص ۵۴ - ذکر غزوہ طبرستان)

(۳) ــــ ذکر المدائینی ان سعید بن العاص رکب فی جیشٍ فیہ الحسن والحسین والعبادلۃ الاربعۃ وحذیفۃ بن الیمان فی خلقٍ من الصحابۃ وسار بھم فمرّ علی بلدان شتّی یصالحونہٗ علی اموالٍ جزیلۃٍ حتیٰ انتھیٰ الی بلد معاملۃ جرجان فقاتلوہ حتّی احتاجوا الی صلوٰۃ الخوف۔"

البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۵۴ ۔ تحت سنۃ ثلاثین من الھجرۃ۔

(۴) تاریخ ابن خلدون، ج ۲، ص ۱۰۱۸ ۔ تحت عنوان، غزوۂ طبرستان، طبع بیروت۔

مندرجاتِ بالا کا حاصل یہ ہے کہ

سن تیس ۳۰ ہجری میں کوفہ کے مقام سے جہاد کے لیے ایک جیشِ اسلام تیار ہوکر خراسان وغیرہ ممالک کی طرف روانہ ہُوا۔

لشکر کی کمان اور قیادت سعید بن العاص اموی نے کی (جو حضرت عثمانؓ کی جانب

سے کوفہ کے حاکم تھے)۔اس لشکر میں بہت سے اکابر حضرات شریک ہوئے۔شریک ہونے والوں میں حضرت حسن بن علیؓ، حضرت حسین بن علیؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص۔حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ۔ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ۔ وغیرہم حضرات تھے۔

مختلف مواضعات اور شہروں پر ان کا گذر ہوا۔اموالِ کثیرہ پر صلح و مصالحت ہوتی گئی۔حتیٰ کہ جرجان کے علاقہ میں جا پہنچے۔

وہاں جنگ و قتال کی نوبت پیش آئی اور اس موقعہ پر صلوٰۃ الخوف بھی پڑھی گئی۔"

(۳)

سن بتیس ۳۲ ہجری میں شرکتِ جہاد کا ایک واقعہ

سن ۳۲ھ میں سیدنا عثمان بن عفانؓ کے دورِ خلافت میں سعید بن العاص (اموی) کی ماتحتی میں اسلامی لشکر بلنجر کے علاقہ میں پہنچا۔اہلِ بلنجر اور ترک قوم دونوں نے مل کر مسلمان فوجوں کا مقابلہ کیا اور شدید قتال پیش آیا۔مسلمانوں کے ایک عظیم آدمی عبدالرحمٰن بن ربیعہ شہید ہو گئے۔ (وقتی طور پر) مسلمانوں کو شکست کا سامنا ہوا۔

—— پھر مسلمانوں نے اپنی فوج کے دو حصے کر لیے۔فوج کا ایک حصہ بلادِ خزر کی طرف روانہ ہو گیا۔اور فوج کا دوسرا حصہ علاقہ جیلان و جرجان کی جانب چل دیا۔لشکر کے اس دوسرے حصہ میں حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت ابوہریرہؓ شامل و شریک تھے۔

مؤرخ ابن جریر طبری اور ابنِ اثیر جزری اور ابنِ کثیر دمشقی نے اپنے

Marfat.com

الفاظ میں واقعہ ہذا کو نقل کیا ہے۔ اور مندرجہ ذیل عبارت البدایہ سے منقول ہے۔

..... فقتل یومئذٍ عبدالرحمٰن بن ربیعہ کان یقال لہٗ ذوالنور و انھزم المسلمون فافترقوا فرقتین ففرقۃٌ ذھبت الی بلاد الخزر۔ وفرقۃٌ سلکوا ناحیۃ جیلان و جرجان و فی ھٰؤلاء ابوھریرۃ و سلمان الفارسی رضی اللہ عنھم۔

(۱)۔۔۔ تاریخ ابن جریر الطبری، ج ۵، ص ۸۷۔ تحت سنۃ ۳۲ھ۔ طبع مصر قدیمی۔

(۲)۔۔۔ الکامل لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۶۶ تحت سنۃ ۳۲ھ۔ طبع مصر۔

(۳)۔۔۔ البدایہ، ص ۱۶۰، لابن کثیر، جلد سابع تحت سنۃ ۳۲ھ طبع مصر۔

جہاد میں شرکت اور اس قسم کے واقعات اسلامی تاریخ میں بہت پائے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے اکابر صحابہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے دور میں ہمیشہ شریکِ جہاد رہتے تھے۔ مندرجہ واقعہ میں حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کا شریکِ غزوات ہونا مذکور ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ وہ بزرگ ہیں جو شیعہ احباب کی روایات کی رُو سے ہمیشہ ہر کام میں حضرت علی المرتضیٰؓ کی منشاء اور رضامندی کو سامنے رکھتے تھے۔ اور ان کے مشورہ کے بغیر کوئی عملی پروگرام نہیں جاری کرتے تھے۔ اور حضرت علیؓ کے خاص ہم نواؤں میں سے تھے۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح خود ہاشمی حضرات خلافتِ عثمانی میں شریکِ جہاد

Marfat.com

رہتے تھے اسی طرح ہاشمیوں کے ہم نوا حضرات بھی اس دورِ مبارک میں شرکتِ جہاد کو کارِ خیر جانتے تھے اور جہاد میں عملاً حصہ لیتے تھے۔

(۴)

۳۵ھ کا ایک واقعہ

—— حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلبؓ کے ایک فرزند معبدؓ بن العباس ہیں۔ ان کی کنیت ابو العباس ہے۔ ان کی والدہ کا نام امّ الفضل ہے۔ امّ الفضل حضرت میمونہ (امّ المومنینؓ) کی ہمشیرہ تھیں۔

حضرت معبد بن العباسؓ حضور علیہ السّلام کے عہدِ مبارک میں متولّد ہوئے تھے۔ بچپن تھا نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث محفوظ نہیں کر سکے۔ ان کے متعلق علماء تراجم نے لکھا ہے کہ سیّدنا عثمان بن عفانؓ کے عہدِ خلافت میں یعنی ۳۵ھ میں عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کی ماتحتی میں افریقہ کے علاقہ میں شریکِ جہاد ہوئے اور وہاں شہید ہو گئے۔ بعض علماء نے معبد بن عباس کے شرکتِ جہاد کے واقعہ کو ۳۵ھ سے قبل بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ بلاذری نے فتوح البلدان میں لکھا ہے۔

مندرجہ ذیل عبارت میں یہ واقعہ منقول ہے۔ اہلِ علم کی تسلی کے لیے عبارت ذکر کی جاتی ہے۔

—— معبد بن العباس بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی الہاشمی یکنّٰی ابا العباس ولد علیٰ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یحفظ عنہ قتل بافریقیۃ شہیدًا سنۃ

Marfat.com

خمس و ثلاثین فی زمن عثمان رضی اللہ عنہ وکان قد غزاھا مع ابن ابی سرح و امہ ام الفضل لبابۃ بنت الحارث اخت میمونۃ زوج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

(۱) الاستیعاب لابن عبد البر (معہ اصابہ) ج ۳، ص ۴۳۶-۴۳۷ تحت معبد بن العباس۔

(۲) — الاصابہ لابن حجر (معہ استیعاب) جلد ثالث ص ۴۵۷ تحت معبد بن العباس۔

(۳) — اسد الغابہ، جلد رابع لابن اثیر الجزری، ص ۳۹۲۔ تحت معبد مذکور۔

(۴) — فتوح البلدان بلاذری، ص ۲۳۴۔ تحت فتح افریقیہ۔ طبع اُولیٰ، مصر۔

ناظرین کرام!

— ان تاریخی حقائق نے بتلا دیا کہ حضرت عثمانؓ کے دَورِ خلافت میں ہاشمیوں اور اُمویوں کے درمیان قبائلی تعصب نہ تھا اور قبیلہ پرستی کا تصوّر پیشِ نظر نہ تھا اور نہ ہی ہاشمی، اموی امتیازات ان کے سامنے تھے، صرف اللہ کے دین کی سربلندی کی خاطر باہم متفق و متحد ہو کر کام کرتے تھے اور اسلام کی اشاعت کے لیے جہاد میں شامل ہوتے تھے۔

(۶)

سیّدنا عثمانؓ کی خلافت میں نبی کریمؐ کے رشتہ داروں کے مالی حقوق

سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے دَورِ مقدس میں حضور کے رشتہ داروں کے

Marfat.com

مالی حقوق خمس سے۔ فدک کی آمد سے۔ اور دیگر فتوحات وعطیات وغیرہ سے ادا کیے جاتے تھے۔ پھر سیدنا صدیق اکبرؓ کے دور میں بھی نبوی دستور کے موافق ذوی القربیٰ کے مالی حقوق پورے کیے جاتے تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت میں بھی اقارب رسولؐ کے یہ واجبات احسن طریقہ سے پورے ہوتے۔ ان کی تفصیلات فریقین کی کتب کے حوالہ جات کے ساتھ قبل ازیں حصہ صدیقی و حصہ فاروقی میں ہم درج کر چکے ہیں۔

اب حصہ عثمانی میں "مالی حقوق" کی ادائیگی کے مسئلہ کو دہرانا مناسب خیال کیا ہے تاکہ ناظرین باتمکین پر واضح ہو جائے کہ حضرت عثمانؓ بھی اپنی خلافت میں "مالی حقوق" کو صحیح طور پر ادا کرتے تھے۔ خلفاء ثلاثہؓ میں سے کسی خلیفہ نے بھی یہ حقوق نہ تو ضائع کیے اور نہ غصب کیے بلکہ اموالِ مفتوحہ میں سے موقع بموقع ادا کرتے رہے۔

——— جمہور اہلِ اسلام کے نزدیک یہ چیز مسلّم ہے کہ حضرات خلفاء ثلاثہؓ عادل اور منصف تھے ظالم اور غاصب نہیں تھے۔ حضرت عثمانؓ نے کسی شخص پر ظلم اور ستم روا نہیں رکھا۔ عدل وانصاف ان کی صفت تھی۔ حقداروں کا حق ادا کرنا اپنا فریضہ سمجھتے تھے۔ حق تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے ساتھیوں کی قرآن مجید میں یہ صفت بیان کی ہے کہ:

"یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔ الخ

یعنی اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضا طلب کرنا ان کا شیوہ ہے۔"

تو یہ حضرات ایسے کام کرتے تھے جن سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ اور جن کاموں سے حق تعالیٰ ناراض ہوں وہ ان کے نزدیک بھی نہیں جاتے تھے۔ لہٰذا قرآن مجید کی ان تصریحات کے بعد واقعات اور حوالہ جات کی شکل میں چند چیزیں پیش خدمت ہیں جو اصل مضمون کے لیے مؤید ہیں۔ اور تاریخ اسلامی کے اوراق پر ثبت ہیں۔

Marfat.com

اس مسئلہ کے اثبات کے لیے پہلے چند ایک واقعات اپنی کتابوں سے ناظرین کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد شیعہ احباب کی کتابوں سے اس مسئلہ کی تائید سامنے رکھی جائے گی۔

حضرت علیؓ کے لیے عثمانی عطیات

(۱)—— سعید بن العاص حضرت عثمانؓ کی طرف سے کوفہ کے والی و حاکم تھے۔ ایک دفعہ کوفہ سے مدینہ پہنچے۔ اس موقع کا واقعہ لکھا ہے:

"قَدِمَ سعید بن العاص المدینۃ وافداً عَلٰی عثمانؓ فبعث الٰی وجوہ المہاجرین والانصار بصلاتٍ وکُسیً وبعث الٰی علی بن ابی طالبؓ ایضاً فقبل ما بُعِثَ اِلَیْہِ۔

"یعنی سعید حضرت عثمانؓ کی خدمت میں کوفہ سے مدینہ پہنچے اور مہاجرین و انصار کے سرکردہ لوگوں کی طرف عطیات بھجوائے اور کپڑے پوشاکیں ارسال کیں اور حضرت علیؓ کی طرف بھی عطیے اور ہدیے ارسال کیے حضرت علیؓ نے ان کو قبول فرمایا"۔ (طبقات ابن سعد ج ۵، ص ۲۱ تحت سعید بن العاص)

(۲)—— اسی طرح سنہ ۳۱ھ میں جب خراسان کا علاقہ اور رآمل اور مرو وغیرہ مقامات عبداللہ بن عامر فاتح کی نگرانی کے تحت مفتوح ہوئے اور ان مہموں کے بعد عبداللہ بن عامر واپس مدینہ طیبہ پہنچے تو امیر المؤمنین عثمانؓ کی خدمت میں حاضری دی۔ (اس کے بعد) اہلِ مدینہ کو عطیات دینے شروع کیے۔ حضرت علیؓ کو تین ہزار درہم بھجوائے۔ حضرت عثمانؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے عبداللہ ابن عامر کو فرمایا کہ تیرا بُرا ہو تو نے علیؓ بن ابی طالب کے لیے صرف یہ قلیل رقم ارسال کی۔ عبداللہ بن عامر نے عرض کیا کہ ایک شخص کو زیادہ دینے کو میں نے ناپسند کیا اور

Marfat.com

اس کے متعلق آپ کی رائے بھی مجھے معلوم نہ تھی۔

امیر المومنین عثمانؓ نے فرمایا کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ کو زیادہ دیجیے۔ اس کے بعد عبداللہ نے حضرت علیؓ کی طرف بیس ہزار درہم ارسال کیے اور اس کے ساتھ دیگر اشیاء بھی بھجوائیں۔

—— مسجد نبوی میں ایک حلقہ لگا ہوا تھا۔ اس کے پاس حضرت علیؓ تشریف لاتے۔ وہ لوگ قریش کے متعلق عبداللہ بن عامر کے ہدایا وعطایا کا باہم تذکرہ کر رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ عبداللہ بن عامر قریشی جوانوں کے سردار ہیں۔ ان کی بات مزاحمت کے قابل نہیں۔

طبقات ابن سعد کی عبارت ذیل میں یہ واقعہ مذکور ہے:

..... فقال (عثمانؓ) لابنِ عامر قبّح الله رأيك أترسل الى عليٍّ بثلاثة آلاف درهم قال كرهت ان اغرق ولم ادر ما رأيك قال فأغرِقْ قال فبعث اليه بعشرين الف درهم وما يتبعها قال فراح عليٌّ إلى المسجد فانتهى الى حلقته وهم يتذاكرون صِلاتِ ابن عامر هذا الحيّ من قريش فقال علي هو سيّد فتيان قريش غير مدافع۔

(طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۳۲۔ تذکرہ عبداللہ بن عامر، طبع لیدن۔

(۳) مطلبی ہاشمی کے لیے ایک خاص رعایت

—— تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی جاہلیت کے دور میں (اسلام سے قبل) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تجارتی کاموں میں

Marfat.com

شریکِ کار رہتے تھے ۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو اس زمانہ میں ربیعہ مذکور کے لڑکے عباسؓ بن ربیعہ نے امیر المؤمنین عثمانؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ بصرہ کے حاکم عبداللہ بن عامر بن کریز کو تحریر فرما دیں کہ وہ مجھے ایک لاکھ درہم قرض دے دے ۔ دوسرے یہ کہ مجھے رہائش کے لیے مکان کی ضرورت ہے ۔

چنانچہ حضرت سیّدنا عثمانؓ نے عبداللہ بن عامر بن کریز کو تحریراً فرمان دیا اور ابنِ عامر نے ایک لاکھ درہم عباس کو دے دیا ۔ اور مکانات کے لیے ایک حویلی ان کے لیے متعین کر دی ۔ اس کو دار عباس بن ربیعہ آج تک کہا جاتا ہے ۔ یہ واقعہ عبارتِ ذیل میں منقول ہے :-

"..... عن سُحَیم بن حفص قال کان ربیعة بن الحارث بن عبد المطلب شریک عثمان فی الجاهلیّة فقال العباس بن ربیعة لعثمان اکتب لی ابن عامر یسلفنی مائة الفٍ فکتب فاعطاه مائة الفٍ وصله بها واقطعهٗ دارهٗ دار العباس بن ربیعة الیوم "

(تاریخ الامم والملوک للطبری، ص ۱۳۸ - ۱۳۹ - جلد خامس تحت سنة ۳۵ھ ۔ ذکر بعض سیر عثمان بن عفانؓ طبع مصر)

مالی حقوق کی ادائیگی کا مسئلہ

(شیعہ کتب سے)

حضرت عثمانؓ کے ماموں زاد برادر عبداللہ بن عامر بن کریز فتحِ خراسان کی مہم پر گئے ہوتے تھے ۔ خراسان کو فتح کیا ۔ غنائم حاصل ہوتے ۔ اس علاقے کے بادشاہ یزدجرد کی دو لڑکیاں مالِ غنیمت میں محبوس ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ آئیں ۔

Marfat.com

پھر خلیفۂ وقت حضرت عثمانؓ نے انہیں حضرات حسنینؓ کو عطا فرمایا۔ یہ تمام واقعہ شیعہ علماء نے امام علی رضاؒ کی زبانی درج کیا ہے۔ ذیل میں ان کی معتبر کتاب سے نقل کیا جاتا ہے۔ اس واقعہ میں مضمونِ بالا کی تائید ہے۔

کتاب تنقیح المقال میں "شہر بانو" کے تحت لکھا ہے کہ:

.... عن سهل بن القاسم البوشنجانی قال قال لی الرضاؒ بخراسان ان بیننا و بینکم نسباً قلت وما هو؟ ایها الامیر! قال ان عبد الله بن عامر بن کویز لما افتتح خراسان اصاب ابنتین لیزدجرد ابن شهریار ملک الاعاجم فبعث بهما الی عثمان بن عفان فوهب احدٰهما للحسن و الاُخریٰ للحسینؓ فماتتا عندهما نفسا وین و کانت صاحبة الحسین نفست بعلی بن الحسین علیهما السلام۔ الخ

"یعنی سہل بن قاسم بوشنجانی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضاؒ نے مجھے خراسان کے علاقہ میں فرمایا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان نسبی رشتہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ کیسے؟ تو علی رضاؒ نے فرمایا کہ جب عبداللہ بن عامر نے (جو حضرت عثمانؓ کی طرف سے افواج کے امیر تھے) خراسان فتح کیا تو عجمیوں کے بادشاہ یزدجرد بن شہریار کی دو لڑکیاں اس کو ہاتھ لگیں، اس نے دونوں لڑکیوں کو حضرت عثمانؓ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ پھر حضرت عثمانؓ نے ایک لڑکی حضرت حسن بن علیؓ کو بخش دی اور دوسری حضرت حسین بن علی کو دے دی۔ یہ دونوں لڑکیاں حضرت حسنؓ و حسینؓ کے ہاں صاحبِ اولاد ہو کر فوت ہوئیں۔ اور جو لڑکی

Marfat.com

حضرت حسینؓ کی اہلیہ[1] تھیں ان سے حضرت علی بن حسینؓ (زین العابدین) متولد ہوئے۔"

(تنقیح المقال فی علم الرجال للشیخ عبداللہ المامقانی ص۸۰۔ ج ۳، من فصل النساء، باب السین والشین تحت شہربانو طبع طہران۔ (آخر جلد ثالث)

(۱/۲) ابن ہیثم بحرانی نے شرح نہج البلاغہ میں بلیٰ کانت فی ایدینا فدک الخ متن کے ذیل میں ایک طویل بحث کی ہے۔ اٹھارہ مقاصد بیان کیے ہیں۔ مقصد ثامن میں یہ روایت نقل کی ہے، اس میں حضرت سیدہ فاطمہؓ اور حضرت صدیق اکبرؓ

---

[1] قولہ اہلیہ الخ۔ کہا جا سکتا ہے کہ شہر بانو کا یہ واقعہ قبل ازیں حصہ صدیقی و حصہ فاروقی میں حضرت عمرؓ کے فتوحات و غنائم میں درج ہو چکا ہے یہاں حضرت عثمانؓ کے فتوحات میں نقل کرنا تضاد بیانی ہے۔ اس شبہ کے ازالہ کے لیے صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ ہم نے شیعہ علماء کا بیان بطور الزام نقل کر دیا ہے۔ اگر یہ تضاد بیانی ہے تو اُن کے علماء نے ذکر کی ہے ہم ناقل ہیں۔ یہ ان کے ائمہ کے فرمودات ہیں۔ اگر ضرورت سمجھیں تو اس کا رفع تضاد خود ہی فرما دیں۔ ہمارے استدلال میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ شہر بانو (بنت یزدجرد) کا واقعہ اگر خلافتِ فاروقی میں پیش آیا تھا تب بھی ٹھیک ہے۔ اگر خلافتِ فاروقی میں نہیں بلکہ خلافتِ عثمانی میں ہوا تب بھی درست ہے۔ مقصود یہ ہے کہ خلیفہ دوم و خلیفہ سوم نے ہاشمیوں کے مالی حقوق غنائم وغیرہ سے ادا کیے، ضائع نہیں کیے۔ اور ان حضرات کے باہمی تعلقات و روابط ٹھیک طرح قائم تھے۔ ھٰذا ھو المرام۔

(منہ)

Marfat.com

کی فدک کے متعلق جو گفتگو ہوئی وہاں مذکور ہے۔

کان رسول اللہ صلعم یأخذ من فدک قوتکم و یقسّم الباقی ویحمل منہ فی سبیل اللہ و لک علی اللہ ان اصنع بھا کما کان یصنع فرضیت بذالک و اخذت العھد علیہ بہ وکان یأخذ غلّتہا فیدفع الیھم منہا ما یکفیھم ثُمَّ فعلت الخلفاء بعدہٗ کذالک الخ

(۱) شرح نہج البلاغہ لابن میثم بحرانی، ج ۵، ص ۱۰۷ طبع جدید طہرانی۔ تحت مقصد ثامن، ذکر فدک

(۲) "دُرۃ النجفیہ" لابراہیم بن حاجی حسین، ص ۳۳۲ طبع قدیم ایران، ذکر فدک، تحت متن مذکور بلیٰ کانت فی ایدینا فدک۔

"یعنی ابوبکر الصدّیق نے حضرت فاطمہؓ سے کلام کرتے ہوئے فرمایا کہ رسُول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم آپ لوگوں کے مصارف فدک سے لے لیتے تھے اور باقی مال کو تقسیم کر دیتے اور اللہ کی راہ میں لگا دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر میں آپ کے حق میں وہی صورت جاری رکھوں گا جو آپ کے والد شریف آپ کے حق میں جاری رکھتے تھے۔ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ اس بات پر رضا مند ہوگئیں، اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اس چیز پر پختہ عہد لیا۔ حضرت ابوبکرؓ فدک کی آمدنی کا غلہ لے کر آلِ نبیؐ کو دیتے تھے جتنا قدر ان کی ضرورت کو پُورا کرسکے اور کافی ہو جائے۔ پھر حضرت ابوبکر الصدّیقؓ کے بعد خلفاء (عمر بن الخطابؓ وعثمان بن عفانؓ وعلی بن ابی طالبؓ) اسی طرح

Marfat.com

عمل کرتے رہے اور دیتے رہے "

ـــــ شیعہ احباب کی دو معتبر کتابوں کے حوالہ کے بعد شیعہ کا ایک مزید حوالہ درج کرنا ضروری خیال کیا ہے اس وجہ سے کہ مندرجۂ ذیل عبارت میں ابن ابی الحدید شیعی نے ہر ایک خلیفہ کا الگ الگ نام تحریر کر کے یہ مضمون بیان کیا ہے :۔

(۳) .... کان ابوبکر یأخذ غلّتها و یدفع الیهم منها ما یکفیهم و یقسم الباقی و کان عمر کذالک ثم کان عثمان کذالک ثم کان علی کذالک الخ "

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید الشیعی، ج ۴، ص ۱۱۱۔ طبع بیروت ۔ باب ما فعل ابوبکرؓ بفدک و ما قالہ فی شانہا)۔

خلاصہ یہ ہے " فدک کی آمد کا غلّہ لے کر حضرت ابوبکرؓ آل نبیؐ کو دیتے تھے جو ان کو کافی ہوتا تھا اور باقی کو تقسیم کر دیتے تھے اور حضرت عمرؓ بن الخطّاب بھی اسی طرح کرتے تھے اور حضرت عثمانؓ بن عفان بھی اسی طرح کرتے تھے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب بھی اسی طرح کرتے تھے "

(۴) ـــــ چودھویں صدی کے مشہور شیعہ عالم و مجتہد سید علی نقی فیض الاسلام نے اپنی فارسی شرح نہج البلاغہ میں یہی مسئلہ بالفاظ ذیل درج کیا ہے :۔

" ... خلاصہ ابوبکر غلّہ و سود آں گرفتہ بقدر کفایت باہل بیت علیہم السلام میداد و خلفاء بعد از وہم برآں اسلوب رفتار نمودند "

یعنی فدک کی آمدن (غلہ وغیرہ) بقدر کفایت اہل بیت کو حضرت ابوبکرؓ دیا کرتے تھے اور آپ کے بعد والے خلفاء نے بھی اسی کے

Marfat.com

موافق عمل جاری رکھا"

(ترجمہ وشرح فارسی نہج البلاغہ، ج ۵ ص ۹۶۰ طبع طہرانی۔
تحت عبارت بلیٰ کانت فی ایدینا فدک من کل ما اظلتہ السماء الخ)

فوائد و نتائج

باب چہارم میں جو واقعات درج کیے گئے ہیں وہ حضرت علی المرتضیٰ اور دیگر ہاشمی حضرات اور حضرت عثمانؓ کے مابین تعلقات کے چند نمونے ہیں ان سے مندرجہ ذیل چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔

(۱)

احکامِ خداوندی کے اجراء ونفاذ میں ان حضرات (یعنی عثمان ذوالنورینؓ و علی المرتضیٰ) کے باہم مشورے ہوتے تھے اور اشتراکِ عمل سے حدود اللہ جاری کرتے تھے۔ اسلامی احکام کے اجراء میں ایک دوسرے کے ساتھ پوری طرح تعاون کرتے تھے۔ ان بزرگوں یعنی عثمانی و ہاشمی حضرات کا آپس میں کوئی عناد نہ تھا۔ اور خلافت کے معاملات میں اور اجرائے احکام میں کوئی اختلاف نہ تھا بلکہ باہم عملی تعاون قائم تھا۔

(۲)

عہدِ عثمانی میں ہاشمی احباب کو بھی حکومت میں عہدے و مناصب دیئے گئے تھے جیسا کہ بنو اُمیّہ اور دیگر قبائل کو دیتے گئے۔ ہاشمیوں کو اس مسئلہ میں نظر انداز نہیں کیا گیا اور ان کے ساتھ خاندانی تعصّب کا برتاؤ نہیں کیا گیا۔

(۳)

ہاشمی حضرات (یعنی حضرت علی بن ابی طالب و دیگر ہاشمی لوگ) عند الضرورۃ عدالتِ عثمانی کی طرف رجوع کرتے اور فیصلے طلب کرتے تھے۔ یہ واقعات بتلاتے

Marfat.com

ہیں کہ بنو ہاشم کے نزدیک بھی خلافت عثمانی برحق تھی اور عدالت عثمانی صحیح تھی۔ اس کے فیصلے شریعتِ اسلامی کے مطابق تھے۔ نیز واضح ہُوا کہ خلافتِ عثمانی غاصبانہ اور باغیانہ نہ تھی بلکہ منصفانہ اور عادلانہ تھی۔ اس کی عدالت کے فیصلے خلافِ شرع نہیں ہوتے تھے۔ ان کی خلافت و عدالت کو غیر شرعی اور اسلامی قواعد کے برخلاف کہنا حقائق کو جھٹلانا اور انصاف کا خون کرنا ہے۔

(۴)

حضرت عثمانؓ ہاشمی اکابر حضرت عباسؓ بن عبد المطلب وغیرہ کی عظمت و احترام کو پُوری طرح ملحوظ رکھتے تھے۔ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قرابت و رشتہ داری کی بنا پر یہ سب معاملہ کیا جاتا تھا اور ہاشمیوں کے جنازے کا موقعہ آتا تو خود امیر المومنین حضرت عثمانؓ یا ان کے نائب نماز جنازہ پڑھانے کا حق ادا کرتے تھے۔ امامت نماز کا حق خلیفہ کو ہوتا ہے۔ اس اسلامی قاعدے کے تحت عمل ہُوا کرتا تھا۔ مختصر یہ کہ ان ایّام میں ہاشمیوں کے جنازوں کو ہاشمی نہیں پڑھاتے تھے بلکہ عثمانی حضرات پڑھاتے تھے جو ان کے باہمی اتحاد مذہب و اتفاق مسلک کی بیّن دلیل ہے۔

(۵)

حضرت عثمان بن عفانؓ کی خلافت کے ایّام میں کفّار کے ساتھ جہاد کی ضرورت پیش آتی تو ہاشمی بزرگ (اور حضرت علیؓ کی اولاد حضرت حسنؓ و حسین وغیرہما) خلیفۂ وقت کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے اور مہم سر کرنے میں دوش بدوش ہو کر جنگ کرتے تھے اور غنائم سے حصّہ پاتے تھے۔ اس دَور میں غنائم قواعد شرعی کے خلاف نہیں تقسیم ہوتے تھے بلکہ صحیح طریقہ کے مطابق ان کی تقسیم ہوتی تھی۔ اکابر ہاشمیوں کو اس تقسیم پر کوئی اعتراض نہ ہوتا تھا۔ ان حضرات کا غزوات میں یکے بعد دیگرے بار بار شرکت کرنا ہی اس مسئلہ کی صحت کے لیے نہایت عمدہ قرینہ ہے۔ اور

Marfat.com

افریقیہ کے غنائم میں غلط تقسیم کا طعن معترضین کی طرف سے درست نہیں ہے۔ نیز ان بزرگوں کا اشتراکِ عمل جس طرح باہمی اتفاق و اتحاد پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ خلافتِ عثمانی ان اکابر کے نزدیک بھی برحق تھی نیز حضرت عثمانؓ کے صحیح و برحق خلیفہ ہونے میں ہاشمی حضرات کو کوئی شبہ نہ تھا۔ خلافت کے معاملات میں سب ہاشمی حضرات امیرالمومنین عثمانؓ بن عفان کے ساتھ ہوتے تھے۔ قبائلی عصبیّت کا اس دور میں نام و نشان تک نہ تھا، اور خاندانی عداوتیں یکسر مفقود تھیں۔ یہ چیزیں بعد کی پیدا کردہ ہیں۔

(۶)

نیز واضح ہوا کہ چاروں خلفاء (صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمانؓ ذوالنورین، حضرت علیؓ) کی خلافتوں کے دور میں خمس و فدک کی آمد کی تقسیم میں کوئی فرق نہ تھا۔ آل نبیؐ و اولادِ علیؓ کی ضروریات کو فدک کی آمدنی سے پورا کیا جاتا تھا۔ رشتہ دارانِ نبوت کے مالی حقوق بشمول حضرت عثمانؓ کے کسی خلیفہ سابق نے ضائع نہیں کیے۔ حقوقِ مالیہ کے غصب کیے جانے کا یہ پروپیگنڈا صرف صحابہ کرامؓ کے متعلق بدظنی و بدگمانی پھیلانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ جو حقائق کے بالکل برعکس ہے۔

Marfat.com

○

ع صِدّیقؓ عکسِ حُسنِ کمالِ محمدؐ است
فارُوقؓ ظلِّ جاہ وجلالِ محمدؐ است
ع عُثمانؓ ضیاءِ شمعِ جمالِ محمدؐ است
حیدرؓ بہارِ باغِ خصالِ محمدؐ است

○

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی
بُوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ
ہم مشرب ہیں یارانِ نبی
کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

○

Marfat.com

باب پنجم

مُحاصرۂ عثمانی کے مُتعلقات

(۱)

سیدنا امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے واقعہ سے قبل تمام مسلمان آپس میں متفق و متحد تھے۔ ان کے درمیان کوئی رخنہ اندازی نہ تھی کفر کی طاقتوں کو ختم کرنے میں ہمہ تن مصروف تھے۔ واقعہ ہذا پیش آنے کے بعد مسلمانوں میں اختلافات برپا ہو گئے۔ مسلمانوں کی متفقہ قوت جو اعداء اسلام کے مٹانے میں صرف ہوتی تھی وہ باہمی آویزش اور نزاع میں صرف ہونے لگی۔ آپس میں جنگ و جدال کا دروازہ کھل گیا اور جو برکات نبوت مسلمانوں میں پہلے موجود تھیں وہ اس واقعہ کے بعد بطریق سابق قائم نہ رہ سکیں اور رفتہ رفتہ ختم ہونے لگیں۔

(۲)

حضرت عثمانؓ کی خلافت کے آخری ایام میں بعض لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے چند کارندوں سے بعض انتظامی معاملات میں کچھ شکایات پیدا ہو گئیں۔ شر پسند افراد نے جن کا سرغنہ عبداللہ بن سبا ایک یہودی بصورت نو مسلم منافق تھا، ان چیزوں کو ہوا دے کر اعتراضات اور مطاعن کی شکل دے دی۔ پھر آہستہ آہستہ فسادیوں نے

Marfat.com

بغاوت[1] کا رنگ اختیار کر لیا۔ ان اَشرار کا اصل مقصد مرکزِ اسلام پر ضرب لگا کر اہلِ اسلام میں پھوٹ ڈالنا تھا جو انہوں نے خلیفۂ اسلام کے قتل کے ذریعہ پورا کیا۔ چنانچہ دار الحکومت (مدینہ طیبہ) پر انہوں نے چڑھائی کر دی۔ بیتِ خلافت کا محاصرہ کر لیا۔ کچھ مدت محاصرہ رکھا۔ محاصرہ کے دوران ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ سنہ ہجری کو خلیفۂ ثالث حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو ظلماً شہید کر ڈالا۔

مضمون ہذا کی مزید تفصیل تاریخ الکامل لابن اثیر الجزری ص۷۷ جلد ثالث تحت ذکر مسیر من سار الی حصر عثمانؓ :۔
میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳)

ہاشمی حضرات نے جو اس موقعہ پر حضرت عثمانؓ کے ساتھ رفاقت کا ثبوت دیا اور ان کی ہمدردی کی۔ اس چیز کو یہاں باب پنجم میں چند عنوانات کی صورت میں اندراج کیا جاتا ہے تاکہ قارئینِ کرام حضرت عثمانؓ کے آخری ایّام تک موافقت اور رفاقت کے واقعات کو ایک تسلسل کے ساتھ ملاحظہ فرما سکیں۔ اور واضح ہو جائے کہ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے درمیان آخری مراحل تک اتفاق و اتحاد قائم تھا۔ تمام عمر ان میں کوئی عداوت و بغاوت نہیں تھی۔ خاندانی منافشات ان میں بالکلیہ موجود نہ تھے اور قبائلی عصبیّتیں یکسر مفقود تھیں اور خاندانی و نسلی تفریق اس دور میں ہرگز پیشِ نظر نہ تھی۔ ان چیزوں نے بعد میں جنم لیا ہے۔ مندرجہ واقعات اس چیز کی شہادت دے رہے ہیں۔

---

[1] انتظامی شکایات کی بنا پر بغاوت پیدا ہونے کے اسباب و علل کیا تھے؟ فتنہ و فساد اٹھانے والے کون لوگ تھے؟ اہلِ مدینہ نے محاصرہ کے دوران خلیفۂ وقت کی حمایت کی یا مخالفت؟ یہ تمام چیزیں تفصیل طلب ہیں۔ ہمارے سابق مضمون اور کتاب کے موضوع سے یہ الگ بحثیں ہیں اس لیے ہم نے ان کو یہاں قصداً انہیں ذکر کیا۔ (منہ)

Marfat.com

چند عنوانات

نیابتِ حج اور ابن عباسؓ کا انتخاب

باغیوں نے مدینہ شریف کی ناکہ بندی کر لی تھی اور سیّدنا عثمان ذوالنّورین کے مکان کا محاصرہ کر لیا گیا۔ حضرت عثمانؓ کی آمد و رفت رُک گئی۔ گھر سے باہر مسجد نبوی تک جانا دشوار ہو گیا۔ انہی ایّام میں حج کا موسم قریب آگیا۔ باغیوں سے بچاؤ کرنے کے لیے دارِ عثمانی کے دروازے پر جو حضرات نگرانی کر رہے تھے ان میں ہاشمی حضرات بھی تھے (جیسا کہ تفصیل آرہی ہے) اور حضرت علیؓ کے عمِ محترم سیّدنا عباس بن عبدالمطلبؓ کے صاحبزادے عبداللہ بن عباسؓ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ انہوں نے حتی المقدور فسادیوں کو باغیانہ حرکات سے سخت منع کیا اور دارِ عثمانؓ کی پوری طرح نگرانی کی۔

ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ ما زال ابن عباسؓ ینھیٰ عن قتل عثمان و یعظم شانہٗ۔ "یعنی باغیوں کو ابن عباس ہمیشہ ہمیشہ قتلِ عثمانؓ سے منع کرتے رہے اور ان کی عظمتِ شان بیان فرماتے رہے۔ (انساب الاشراف بلاذری، ج ۵، ص ۱۰۱)۔

اسی دوران میں ایک روز حضرت عثمانؓ اپنے مکان کی چھت پر چڑھے اور آواز دے کر عبداللہ بن عباسؓ کو بلوایا، ان کو خطاب کر کے فرمانے لگے کہ حج کا موسم آگیا ہے آپ میری طرف سے امیرِ حج بن کر انتظاماتِ حج کے لیے جائیے! ابنِ عباسؓ نے جواباً عرض کیا کہ اللہ کی قسم ان فسادی باغیوں کے ساتھ جہاد کرنا میرے نزدیک حج بیت اللہ سے زیادہ پسند ہے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے ان کو خداوند تعالیٰ کی قسم دے کر فرمایا کہ آپ ضرور جائیں۔ چنانچہ سن پینتیس (۳۵ھ) میں ابن عباس امیرِ حج بن کر روانہ ہوتے اور حضرت عثمانؓ کی جانب سے امیرِ حج کے فرائض سرانجام دیئے۔

Marfat.com

یہ مضمون مندرجہ ذیل کتب میں مصنفین نے اپنی اپنی عبارات میں نقل کیا ہے اختصار کے پیش نظر صرف تاریخ ابن جریر طبری کی عربی عبارت لکھی جاتی ہے۔ باقی حضرات کا حوالہ دے دینا کافی ہوگا۔

..... فاشرف عثمانؓ علی الناس فقال یا عبداللہ بن عباس فَدُعِیَ لہٗ فقال اذھب فانت علی الموسم وکان ممن لزم الباب فقال واللہ یا امیرالمومنین لجہاد ھٰؤلاء احبّ الیّ من الحجّ فَاَقْسَمَ علیہ لینطلقن فانطلق ابن عباس علی الموسم تلک السنۃ (۳۵ھ)۔

(۱) "تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۲۷۔ طبع مصری

..... عن ابنِ عباسٍ قال دعانی عثمان فَاسْتَعْمَلَنِیْ علی الحجّ فخرجت الی مکۃ فاقمت لِلنّاسِ الحج وقرأت علیھم کتاب عثمان الیھم ثم قدمت المدینۃ قد بُویِع لِعَلِیٍّ۔ الخ

(۲)۔ تاریخ ابن جریر طبری جلد ۵، ص ۱۵۹ تحت حالات سنۃ خمس وثلاثین۔

(۳)۔ انساب الاشراف للبلاذری، ص ۲۳۔۲۴۔ جلد پنجم طبع جدید

(۴) الکامل لابن اثیر الجزری، جلد ۳، ص ۸۰۔ ذکر مقتل عثمانؓ۔

(۵) کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمان لمحمد بن یحیٰی الاندلسی ص ۱۲۴، ذکر منع عثمان من الماء۔ طبع بیروت۔

(۶)۔ البدایہ لابن کثیر ج ۷، ص ۱۸۷، تحت صفۃ قتل عثمانؓ

(۷)۔ تاریخ ابن خلدون جلد ثانی ص ۱۰۵۱ بحث حصار عثمان ومقتلہٗ۔

(۸) اسد الغابہ فی احوال الصحابہ، ج ۳، ص ۱۹۵، تذکرہ عبداللہ بن عباس۔

Marfat.com

(۹) کتاب المحبّر لابی جعفر بغدادی ۔ص ۳۵۸ ۔طبع حیدرآباد دکن ۔

شیعہ مؤرخین سے تائید

مشہور شیعی مؤرخ (یعقوبی) نے لکھا ہے کہ محاصرہ عثمانی کے دوران عبداللہ بن عباسؓ بن عبدالمطلب نے ۳۵ھ میں لوگوں کو حج کرایا۔عبارت یہ ہے :

والسنۃ التی قتل فیھا فانّہ حجّ بالناس عبد اللہ بن عباس وھی سنۃ ۳۵ھ ۔

(تاریخ یعقوبی ۔ص ۱۷۶ ،جلد ثانی ،طبع بیروت ،بحث آخر ایام عثمان بن عفان) ۔

——ابن عباسؓ سیدنا عثمانؓ کو اضطرار و پریشانی کے عالم میں چھوڑ کر سفر کے لیے ہرگز آمادہ نہ تھے لیکن خلیفۂ برحق کی اطاعت و فرمانبرداری کو مقدم رکھتے ہوئے بطور نائب خلیفہ کے حج کرانے کے لیے مکہ مکرّمہ تشریف لے گئے بعد میں باغیوں نے حضرت عثمانؓ کو ناحق قتل کر ڈالا ۔

عبداللہ بن عباسؓ کو جب حضرت عثمانؓ مظلوم کی شہادت کی اطّلاع ملی تو نہایت رنجیدہ خاطر اور غمناک ہوتے اور اپنے تأثرات ان الفاظ میں ظاہر فرماتے ، فرمایا کہ لو ان الناس اجمعوا علیٰ قتل عثمان لَرُمُوا بالحجارۃ کَمَا رُمِیَ قوم لوط ۔

(۱) طبقات ابن سعد ، ج ۳ ،ص ۵۶ ، تذکرہ عثمان بن عفان ۔طبع لیدن

(۲) انساب الاشراف للبلاذری ، ج ۵ ،ص ۱۰۱ ۔طبع جدید ۔

(۳) کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمانؓ ،ص ۲۳۴ طبع بیروت

یعنی اگر تمام لوگ حضرت عثمانؓ کے قتل پر اتفاق و اجماع کر لیتے تو ان پر اسی طرح پتھروں کی بارش برسائی جاتی جس طرح قومِ لُوط پر سنگباری کی گئی تھی ۔

Marfat.com

حضرت علی المرتضیٰ اور اُن کی اولاد کی مدافعانہ کوششیں

محاصرہ کے دوران باغیوں کی مدافعت کے لیے بار بار کوشش ہوتی رہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے متعدد دفعہ اپنی اپنی جگہ اس شرارت کو دُور کرنے کی سعی کی حضرت علیؓ اور ان کی اولاد شریف نے مسئلہ ہٰذا کو حل کرنے میں بڑی ہمت صرف کی لیکن حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے کسی فرد کو اس سلسلہ میں ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں دی۔

(۱) ـــــ عبداللہ بن رباح حضرت سیّدنا حسن بن علیؓ کی کوشش کا ذکر کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں کہ:

"۔۔۔۔ فلقیتُ الحسن بن علیٍؓ داخلاً علیہ فرجعنا معہٗ لنسمع مایقول قال اَنَا ھٰذا یا امیر المؤمنین فَاْمُرْنِی بامرِک قال اِجْلِسْ یا اِبْنَ اَخِیْ حتی یاتی اللہ بامرہٖ فَاِنَّہٗ لاحاجۃ لِیْ فی الدُّنیا او قال فی القتال"

(المصنّف لعبدالرزاق، ج ۱۱، ص ۴۴۷، طبع مجلس علمی)

"یعنی ابن رباح کہتے ہیں کہ میری حسن بن علیؓ سے ملاقات ہوتی۔ محاصرہ کے دوران وہ حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچے۔ ہم لوگ بھی دونوں حضرات کی گفتگو سننے کے لیے ان کے ساتھ واپس آگئے۔ سیّدنا حسن بن علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو کہا کہ اے امیرالمومنین! آپ جو حکم مجھے فرمادیں وہ بجالاؤں گا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اے بھتیجے اپنی جگہ تشریف رکھیے! یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکمِ تقدیر پورا فرمادیں۔ مجھے دُنیا کی کوئی حاجت نہیں یا فرمایا مجھے جنگ وجدال کی کوئی حاجت نہیں"

Marfat.com

(۲) ——— اسی طرح عبداللہ بن عمرؓ کے غلام اور شاگرد مسمیٰ نافع اس موقع کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"..... عن عبید اللہ عن نافع عن ابن عمرؓ قال اُقبل ھُوَ والحسن بن علیؓ یوم قُتِل عثمانؓ فقالا لو اَمَرنا لقاتلنا ولکنہٗ قال کُفّوا۔"

(کتاب "اخبار اصفہان" لابی نعیم الاصفہانی، ج ۲، ص ۱۳۹ طبع لیدن)

"مطلب یہ ہے کہ جس روز عثمانؓ بن عفان شہید کر دیئے گئے اس روز حضرت حسنؓ و عبداللہ بن عمرؓ دونوں نے کہا کہ اگر حضرت عثمانؓ ہمیں حکم دیتے تو ہم قتال اور جنگ کرتے لیکن انہوں نے حکم دیا کہ سب (اپنے ہاتھ) روک لیں (اور کوئی میری خاطر جنگ نہ کرے)۔"

——— سیدنا حسن بن علیؓ کی کوشش مذکور کو حضرت شیخ سید علی الہجویری لاہوریؒ نے اپنی مشہور تصنیف "کشف المحجوب" باب سابع میں عبارت ذیل میں درج کیا ہے۔

"..... چوں حسن اندر آمد و سلام گفت و ویرا بداں بلیّت تعزیت کرد و گفت یا امیر المؤمنین من بے فرمانِ تو شمشیر بر مسلمانان نتوانم کشید و تو امام برحقّی مرا فرمان دہ تا بلائے این قوم از تو دفع کنم۔ عثمانؓ ویرا گفت یا ابن اخی! ارجع واجلس فی بیتک حتیٰ یاتی اللہ بامرہٖ فلا حاجۃ لنا فی اہراق الدماء۔ ای برادر زادۂ من! بازگرد و اندر خانۂ خود بنشیں! تا فرمانِ خداوند تعالیٰ و تقدیر وی چہ باشد؟ کہ ما را بخون ریختنِ مسلمانان حاجت نیست۔"

Marfat.com

(کشف المحجوب از شیخ سید علی بن عثمان بن علی الغزنوی الہجویری اللاہوری - باب السابع فی ذکر ائمتہم من الصحابۃ - طبع سمرقند ص ۸۶ - طبع قدیم لاہور، ص ۵۲) -

حاصل یہ ہے کہ :

سیدنا حسن بن علیؓ نے اندر داخل ہو کر سلام کہا اور مصیبت پیش آمدہ پران کی تعزیت کی اور کہا کہ اے امیر المومنین! میں آپ کے حکم کے بغیر تلوار بے نیام نہیں کرنا چاہتا، آپ "امام و خلیفہ برحق" ہیں - اجازت فرمائیے تاکہ ہم آپ سے یہ مصیبت دفع کریں -

حضرت عثمانؓ نے فرمایا اے برادر زادہ! آپ واپس تشریف لے جائیے اور اپنے مکان پر تشریف رکھیے! حتیٰ کہ خداوند کریم کا حکم تقدیر جس طرح ہو پورا ہو جائے - مسلمانوں کی خوں ریزی کی ہم کو ضرورت نہیں"

(۳) ــــ مشہور مؤرخ خلیفہ ابن خیاط (المتوفی ۲۴۰ھ) نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے کہ محاصرۂ عثمانی کے موقعہ پر حضرت حسنؓ کے ساتھ حضرت حسینؓ بن علی اور صحابہ کرامؓ اور تابعین بھی مدافعت میں شریک تھے - لکھتے ہیں کہ :

. . . . عن یحیی بن عتیق عن محمد بن سیرین قال انطلق الحسن والحسین وابن عمر وابن الزبیر ومروانُ کلھم شاکٍ فی السلاح حتیٰ دخلوا الدار فقال عثمان اعزم علیکم لما رجعتم فوضعتم اَسلحتکم ولزمتم بیوتکم -

(تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ص ۱۵۱-۱۵۲ - جلد اوّل - طبع عراق)

مطلب یہ ہے کہ :

Marfat.com

"محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت حسنؓ و حسینؓ و عبداللہ بن عمرؓ و عبداللہ بن زبیرؓ و مروان یہ تمام حضرات ہتھیار بند ہو کر (مدافعت کے لیے) حضرت عثمانؓ کے مکان میں پہنچے۔ حضرت عثمانؓ نے ان لوگوں کو فرمایا کہ میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ واپس چلے جائیں اور اسلحہ رکھ دیں۔ اور اپنے اپنے گھروں میں جا کر بیٹھ جائیں (یعنی مدافعانہ کارروائی ترک کر دیں)۔"

(۴) —— مندرجہ بالا روایات کے بعد اب علامہ ابن کثیرؒ کی روایات نقل کی جاتی ہیں جن میں مضمون بالا ذرا مفصل درج ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

"—— کذالک کان عثمانؓ بن عفان یُکرم الحسنؓ و الحسینؓ و یحبُّھما۔"

"(یعنی حضرت عثمانؓ بن عفان، حسنین شریفین) دونوں کے ساتھ اکرام و اعزاز کے ساتھ پیش آتے تھے اور دونوں سے محبّت کرتے تھے۔"

—— پھر لکھا ہے کہ:

"وقد کان الحسن بن علیؓ یوم الدار و عثمان بن عفان محصُور۔ عندہٗ و معہٗ السیف متقلداً بہٖ یحاجف عن عثمان فخشی عثمان علیہ فاقسم علیہ لیرجعنّ الی منزلہم تطُیبًا لقلب علیؓ و خوفاً علیہ رضی اللہ عنہم۔"

(البدایہ لابن کثیر، ص ۳۶-۳۷، جلد ثامن تحت حالات امام حسنؓ در ۴۹ھ)

یعنی جس وقت حضرت عثمانؓ محصُور تھے اس وقت حضرت حسن بن علیؓ ان کی نگرانی اور حفاظت کرنے والوں میں موجود تھے۔ تلوار گلے میں ڈالے ہوئے حضرت

Marfat.com

عثمانؓ کی ڈھال بن کر ان کی مدافعت کر رہے تھے۔ حضرت عثمانؓ کو خوف ہوا کہ (تقابل و مقابلہ ہو جانے کی وجہ سے) حسن بن علیؓ کو گزند نہ پہنچ جائے۔ اس پر قسم دے کر ان کو کہا کہ ضرور بالضرور آپ واپس گھر تشریف لے جائیں۔ یہ اقدام حضرت علیؓ کے قلب کے اطمینان کی خاطر اور ازالۂ خوف کے لیے کیا۔"

—— ابن کثیرؒ نے موقعہ ہٰذا کی مزید تفصیل کرتے ہوئے مندرجۂ ذیل وضاحت بھی لکھی ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

—— کان الحصار مستمرًا من اواخر ذی القعدة الی یوم الجمعة الثامن عشر ذی الحجة (۳۵ھ) للذین عندہٗ فی الدار من المهاجرین والانصار ..... فیهم عبد الله بن عمرؓ وعبد الله بن الزبیر والحسن والحسین ومروان وابو هریرةؓ وخلقٌ من موالیه ولو ترکهم لمنعوہ فقال لهم اقسم علی من لی علیه حق ان یکف یدہ وان ینطلق الی منزله وعندہٗ من اعیان الصحابة وابنائهم جم غفیرٌ وقال لرقیقه من اغمد سیفهٗ فهو حرٌ"

(البدایہ لابن کثیرؒ، ج ۷، ص ۱۸۱، تحت سنۃ خمس وثلاثین)

"یعنی اواخر ذوالقعدہ سے لے کر روز جمعہ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ تک مسلسل محاصرہ جاری رہا۔ مہاجرین وانصار میں سے ان کے مکان میں (حفاظت وخیر خواہی کے طور پر) موجود تھے۔

ان حضرات میں عبد اللہ بن عمرؓ، عبد اللہ بن زبیرؓ، حسن بن علیؓ، حسین بن علیؓ، مروان، ابو ہریرۃؓ اور ان کے خدام وغلام وغیرہ تھے۔

اگر حضرت عثمانؓ ان لوگوں کو نہ روکتے تو باغیوں کو منع کر سکتے تھے (لیکن عثمانؓ نے) ان لوگوں کو قسم دے کر کہا کہ جس شخص پر میرا حق ہے وہ (باغیوں کے مقابلہ سے) اپنے ہاتھ کو روک لے اور اپنے گھر روانہ ہو جاتے۔ حالانکہ اکابر صحابہؓ اور ان کی اولاد کا ایک جمِ غفیر حضرت عثمانؓ کے ہاں موجود تھا۔ اور حضرت عثمانؓ نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ جس نے اپنی تلوار نیام میں کر لی وہ آزاد ہے۔" (سبحان اللہ)

محاصرہ کے واقعات کیلئے مزید حوالہ جات ایک ترتیب سے ملاحظہ ہوں

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاشمی وغیر ہاشمی تمام حضرات کو اپنی حمایت کی خاطر کسی اقدام کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ جیسا کہ مندرجہ بالا حوالہ جات میں مذکور ہے۔ اس کے باوجود ازراہِ ہمدردی وخیر خواہی یہ حضرات باغیوں کو ہٹانے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو محفوظ رکھنے کی امکانی صورتوں کو اختیار کرتے رہے۔

محاصرہ کافی ایام تک جاری رہا۔ اس کے دوران متعدد دفعہ مدافعت کی صورتیں پیش آتی رہیں۔ حضرت علیؓ اپنے عزیزوں کو بار بار بھیجتے رہے۔ اور خود بھی کئی دفعہ بنفسِ نفیس تشریف لے جا کر شریروں سے مدافعت کرتے رہے۔

اس حالت میں بعض اوقات ہاشمی حضرات کو مجروح اور زخمی ہونے کی بھی نوبت آئی اور اگر بعض دفعہ پانی کی قلت واقع ہو گئی تو حضرت مرتضیٰؓ نے پوری قوت کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے مکان میں پانی پہنچانے کا انتظام کیا اگرچہ اس سلسلہ میں ہاشمیوں کے خُدّام کو زخمی ہونا پڑا۔

Marfat.com

باغیوں اور مفسدین نے موقعہ پاکر آخر کار حضرت عثمانؓ کو شہید کر ڈالا تو یہ وحشتناک اطلاع پاکر حضرت علیؓ بمع دیگر صحابہ کرامؓ کے حسرت و افسوس کرتے ہوئے حضرت عثمانؓ کے مکان پر پہنچے۔ باب عثمانؓ پر اپنے عزیزوں کو حفاظت کے لیے کھڑا کیا ہوا تھا، ان کو غضبناک ہو کر زد و کوب کیا اور سخت غمناک ہوئے۔

واقعات ہٰذا ایک شکل میں پیش کرنے کے لیے اجمالاً درج کیے جاتے ہیں جو اہلِ سنّت و شیعہ دونوں کی کتابوں سے منقول ہیں۔ دونوں بزرگوں کے مابین ہمدردی و تعلقات کا ایک نقشہ اس طریقہ سے ٹھیک طور پر سامنے آجاتا ہے۔

(۱)

"وقال للحسنؓ والحسینؓ اذھبا بسیفکما حتی تقوما علیٰ باب عثمان فلا تدعا احداً یصل الیہ وبعث الزبیر ابنہ عبد اللہ وبعث طلحۃ ابنہٗ . . . . وبعث عدۃ من اصحاب النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ابناءھم لیمنعوا الناس الدخول علی عثمان"

(کتاب انساب الاشراف بلاذری، ص ۶۸-۶۹، جلد ۵ - طبع جدید، باب مسیر اہل الامصار الی عثمانؓ۔)

"یعنی حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنے لڑکوں حسنؓ و حسینؓ کو فرمایا کہ تلواریں لے کر حضرت عثمانؓ کے مکان کے دروازے پر کھڑے ہو جائیں۔ کوئی شخص (اعداء میں سے) اندر نہ جا سکے۔ اسی طرح حضرت زبیرؓ نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو اور حضرت طلحہؓ نے اپنے لڑکے کو حفاظتی طور پر بھیجا۔ اور متعدد صحابہؓ کرام نے اپنی اولادوں کو حکم دیا

Marfat.com

کہ حضرت عثمانؓ کے مکان کی مدافعت کرنے کا کام سر انجام دیں"۔

ــــ وسار الیہ جماعۃ من ابناء الصحابۃ عن امر آبائھم منھم الحسن و الحسین وعبداللہ بن الزبیر . . . . وعبداللہ بن عمر وصاروا یحاجّون عنہ ویناضلون دونہٗ ان یصل الیہ احد منھم"۔ (البدایہ)

"یعنی صحابہ کرامؓ کے لڑکوں کی ایک جماعت حضرت عثمانؓ کی طرف اپنے آباء کے حکم کے موافق حفاظت کی خاطر پہنچی ہوئی تھی، ان میں حضرت حسنؓ و حسینؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، عبداللہ بن عمرؓ شامل تھے۔ اس مقصد کی خاطر کہ اگر کوئی حضرت عثمان کی حویلی پر حملہ آور ہو تو اس کی مدافعت و مزاحمت کریں"۔

یہ مضمون مندرجہ ذیل مقامات میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

(۱) البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۷۶، ذکر حصر امیر المومنین عثمانؓ۔

(۲) الکامل لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۸۷ ذکر مقتل عثمانؓ۔

(۳) کتاب التمہید والبیان فی مقتل عثمان، ص ۷۵ ا طبع بیروت از محمد بن یحییٰ بن ابی بکر اندلسی۔

(۴) کتاب التمہید لابی الشکور السالمی، ص ۱۶۴ طبع لاہور۔ بحث القول الرابع فی خلافۃ عثمان۔

شیعہ کی طرف سے تائید

(۱)

محاصرہ کے دوران سیدنا عثمانؓ بن عفان سے مدافعت کے مضمون کو شیعی

Marfat.com

علماء و مجتہدین نے اپنے طرز بیان کی شکل میں لکھا ہے تاہم اتنی چیز انہوں نے بھی تسلیم کی ہے کہ حضرت علیؓ اور ان کی اولاد اور ان کے عزیزوں نے محاصرہ کے ایام میں حضرت عثمانؓ بن عفان سے باغیوں کو دفع کرنے کا فریضہ بار بار سرانجام دیا اور اپنی خیر خواہی و ہمدردی کا پورا پورا ثبوت دیا۔ ہاتھ سے مدافعت کی۔ زبان سے مفسدین کو فہمایش کی لیکن باغیوں نے کوئی بات تسلیم نہ کی اور شر سے باز نہ آئے۔

— ابن ابی الحدید شیعی نے شرح نہج البلاغہ میں بہت سے مقامات پر یہ مسئلہ بیان کیا ہے چند عبارات ملاحظہ ہوں۔

(۱) ...... وما نعہم الحسن بن علی وعبداللہ بن الزبیر ومحمد بن طلحۃ ومروان وسعید بن العاص وجماعۃ معہم من ابناء الانصار فزجرھم عثمان وقال انتم فی حلٍّ من نصرتی فابوا ولم یرجعوا الخ

(شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید، ج ۱ص ۱۹۷۔
تحت محاصرۃ عثمان ومنعہ الماء، طبع بیروت، جلد اول)

یعنی (مصری وغیرہ مفسدین کو) حسن بن علیؓ وعبداللہ بن الزبیر محمد بن طلحہ و مروان و سعید بن العاص نے منع کیا اور (اس منع کرنے میں) ان کے ساتھ انصار کے بیٹوں کی بھی ایک جماعت تھی۔ حضرت عثمانؓ نے سب کو اس کام سے روک دیا اور کہا کہ تم میری نصرت و امداد کرنے سے آزاد ہو۔ لیکن ان سب حضرات نے حضرت عثمانؓ کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور ان کے مکان سے واپس نہ ہوئے۔ (یعنی حفاظت کرتے رہے)۔“

(۲) ... فقد حضر ھو بنفسہ مراداً وطرد الناس

Marfat.com

عنه و انفذ الیه ولدیه و ابن اخیه عبد اللہ۔ الخ

"یعنی (محاصرہ کے موقعہ پر) حضرت علیؓ، عثمانؓ بن عفان کے ہاں کئی بار خود حاضر ہوئے اور لوگوں کو دارِ عثمانؓ سے ہٹایا اور اپنے لڑکوں اور بھتیجے عبد اللہ بن جعفر کو ان کی معاونت کے لیے بھیجا"

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید الشیعی المعتزلی ۔ ج ۱۰ ص ۵۸۱، جزء عاشر طبع قدیم ایران) ۔

(۳) ـــــ ...... وقد نھی علیؑ اھل مصر وغیرھم عن قتل عثمان قبل قتله مراراً، نابذھم بیدہٖ ولسانه وباولادہٖ فلم یغن شیئاً وتفاقم الامر حتیٰ قتل ۔ الخ

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید شیعی، ج ۱۴ ص ۱۶۱ ۔ قدیم طبع ایرانی و طبع بیروتی، ج ۳، ص ۹۴۴ ۔ تحت تتن انه بالیعنی القوم الذین بایعوا ابا بکرؓ)

"یعنی حضرت عثمانؓ کے قتل ہونے سے پہلے علی بن ابی طالب نے (لوگوں کو) قتلِ عثمانؓ سے کئی بار منع کیا۔ حضرت علیؓ نے اپنے ہاتھ سے ان کو ہٹایا اور اپنی زبان سے روکا۔ اور اپنی اولاد شریف کے ذریعہ مدافعت کرائی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا اور معاملہ عظیم ہو گیا۔ حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے"۔

ـــــ شیعی فاضل ابن میثم بحرانی نے بھی شرح نہج البلاغہ میں اس مضمون کو بعبارت ذیل درج کیا ہے:۔

"... لم ینقل عن علیؑ فی امر عثمان الا انه لزم بیته و اعتزل عنه بعد ان دافع عنه طویلاً بیدہٖ ولسانه فلم یمکن الدفع ۔ الخ

Marfat.com

(شرح نہج البلاغہ لابن میثم بحرانی، ج ۳۱، ص ۴۸۳ طبع قدیم ایرانی و طبع جدید، ج ۴، ص ۳۵۴ طہرانی۔ تحت عبارت نہج یا معاویہ اِن نَظَرتَ بِعَقلِکَ دُونَ ھَوَاکَ الخ)

"یعنی حضرت عثمانؓ کے معاملہ میں علیؓ بن ابی طالب سے یہی منقول ہے کہ علیؓ نے عثمانؓ کی بہت ہی مدافعت کی کوشش کی، ہاتھ سے بھی، زبان سے بھی، لیکن جب کوئی صورت کارگر نہ ہو سکی تو علی المرتضیٰؓ الگ ہو کر بیٹھ گئے۔"

شیعہ علماء کے بیانات نے ہمارے مندرجات کی تائید کر دی۔ مذکورہ مسئلہ کی تصدیق کی صورت میں یہ بیانات ہم نے یہاں نقل کیے ہیں تاکہ قارئین کرام کو تسلی ہو جائے۔

(۲)

محاصرہ ہٰذا کافی طویل تھا، اس میں بعض اوقات شدّتِ حالات کی صورت میں سنگباری تک نوبت پہنچی۔ حضرت عثمانؓ کے صاحبزادے ابان بن عثمانؓ نے آکر حضرت علیؓ کو اس چیز کی اطلاع کی۔ ذیل میں یہ واقعہ مذکور ہے۔

"... عن اسحاق بن راشد عن ابی جعفر انبأنا ابان بن عثمان بن عفانؓ قال کثر علینا الرمی بالحجارۃ اتیت علیاً فقلت یا عمّ قد کثرت علینا الحجارۃ فمشیٰ معی فرما ھم حتیٰ فترت یدہٗ ثم قال یا ابن اخی اجمع موالیکم و من کان منکم بسبیلٍ ثم لتکن ھٰذہ حالکم۔"

(انساب الاشراف البلاذری، طبع جدید، ج ۵، ص ۷۰)

"یعنی حضرت عثمانؓ کے لڑکے ابان نے کہا کہ جب ہم پر باغیوں کی جانب سے

Marfat.com

سنگباری زیادہ ہوگئی تو میں نے حضرت علیؓ کے پاس پہنچ کر عرض کیا کہ اے چچا جان! ہم پر تو بہت پتھر برسائے جا رہے ہیں تو حضرت علیؓ خود میرے ساتھ چل پڑے اور تشریف لا کر ان کی طرف جوابی طور پر سنگباری کی حتیٰ کہ حضرت علیؓ کے ہاتھ تھک گئے، پھر فرمایا اے بھتیجے! اپنے خدام اور جو لوگ آپ کی حمایت میں ہیں ان کو جمع کر لو، پھر تم اس طرح اجتماعی صورت میں ہو کر رہو۔“

اسی طرح محاصرہ میں حضرت علیؓ کی جانب سے نصرت و امداد کا ذکر صاحب کنز العمّال نے بھی اس موقعہ پر کیا ہے مندرجۂ ذیل مقام ملاحظہ ہو۔

(کنز العمّال، ج ۶، ص ۳۸۶ - طبع اول، روایت ۵۹۳۷ -

(۳)

حضرت امام حسنؓ کا مجروح ہونا

محاصرہ کے دوران حفاظتی تدابیر کرتے ہوئے ایک دفعہ حسن بن علیؓ بن ابی طالب زخمی ہو گئے - یہ واقعہ بلاذری اور ابن کثیر نے ذکر کیا ہے -

(۱) : ... ” وقد رمی الناس عثمان بالسهام حتیٰ خضب الحسن بالدماء علی بابه .... وشج قنبر مولی علیؓ “ - الخ

(۲) — ..... عن سعدان بن بشر الجهنی عن ابی محمد الانصاری قال شهدت عثمان فی الدار والحسن بن علی یضارب عنه فجرح الحسن فکنت فیمن حمله جریحاً - الخ

(انساب الاشراف بلاذری، ج ۵، ص ۹۵/۶۹، طبع جدید)

(۱) یعنی لوگوں نے عثمانؓ پر تیر اندازی کی، حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ کے

Marfat.com

دروازہ پر حضرت حسنؓ خون آلود ہو گئے اور حضرت علیؓ کے غلام قنبر کے سر پر زخم آتے۔

(دیگر عبارت کا مطلب یہ ہے کہ) ابو محمد انصاری کہتے ہیں کہ جس روز عثمانؓ بن عفان قتل کیے گئے ہیں، میں اس واقعہ میں حاضر تھا۔ حضرت حسن بن علیؓ بن ابی طالب، عثمانؓ بن عفان کی مدافعت کرتے کرتے زخم خوردہ ہو گئے اور زخمی حالت میں میں نے انہیں اٹھایا۔"

(۳) —— وَجُرِحَ عبد اللہ بن الزُبیر جراحاتٌ کثیرۃٌ و کذالک جُرِحَ حسن بن علی و مروان بن الحکم"۔

(البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۸۸، باب صفۃ قتلہ دعثمانؓ)

"یعنی (بعض حالات میں) ابن زبیر بہت زخمی ہو گئے اور اسی طرح حضرت حسن بن علیؓ اور مروان بن حکم بھی زخمی ہوتے"۔

(۴)

بعض دفعہ حضرت عثمانؓ کے مکان میں پانی کی قلت ہو گئی۔ سخت پریشانی کا سامنا ہوا۔ حضرت علیؓ کو اطلاع ملی کہ پانی کی کمیابی کی وجہ سے حالت دگرگوں ہو رہی ہے۔ فوراً حضرت علیؓ نے پانی پہنچانے کا انتظام کیا، اگرچہ اس سلسلہ میں سخت دشواریاں پیش آئیں۔ بعض دفعہ ہاشمی خدام زخمی ہوتے۔ حضرت مرتضیٰ نے پوری پوری معاونت کی اور پانی ارسال کیا۔

بلاذری کی عبارت برائے ملاحظہ ذکر کی جاتی ہے اور طبری کے اس مقام کا صرف حوالہ ذکر کر دینا کافی ہے۔

"........ قال جبیر بن مطعم حصر عثمان حتیٰ کان لا یشرب الا من فقیرٍ فی دارہ فدخلت علی علیٍ فقلت أرضیت

بھذا ؟ ان محصرا ابن عمتک حتیٰ واللہ مایشرب الا من فقیرٍ فی دارہٖ فقال سبحان اللہ او قد بلغوا بہٖ ھٰذہ الحال قلت نعم! فعمد الی روایا ماء فادخلہا الیہ فسقاہ ۔"

(انساب الاشراف بلاذری، ج ۵، ص ۷۷۔ تحت امر عمرو بن العاص وغیرہ)

حاصل یہ ہے کہ جبیر بن مطعم نے کہا کہ حضرت عثمانؓ اس طرح محصور کر دیئے گئے کہ پینے کے لیے پانی ان کو نہیں ملا۔ ان کی حویلی میں ایک فقیر و قلاش شخص تھا۔ مجبوری کی حالت میں اس سے پانی لیتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر میں نے حضرت علیؓ کے پاس جا کر کہا کہ آپ کی پھوپھی زاد بہن کے بیٹے (عثمانؓ) اس حالت میں اس طرح محصور ہیں۔ کیا آپ اس حالت پر راضی ہیں ؟ پانی پینے کو نہیں مل رہا۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ سبحان اللہ انہوں نے یہاں تک نوبت پہنچا دی ؟ میں نے کہا کہ بالکل! تو اس وقت حضرت علیؓ نے پانی لانے والے جانوروں پر پانی ارسال کر کے پلانے کا انتظام کیا۔"

دوسری جگہ بلاذری نے یہ روایت بھی درج کی ہے کہ:

"...... فبلغ ذالک علیاً فبعث الیہ بثلاث قِرَبٍ مملوءۃٍ ماءً فما کادت تصل الیہ وجرح بسببہا عدۃ من موالی بنی ہاشم وبنی امیّۃ حتی وصلت الخ۔

(انساب الاشراف، ج ۵، ص ۶۸-۶۹- باب مسیر اہل الامصار الی عثمان)

"یعنی حضرت علیؓ کو پانی کی تنگی کی خبر پہنچی تو حضرت عثمانؓ کی طرف پانی

Marfat.com

کی تین مشکیں پُر کرکے بھجوائیں۔ پانی کا پہنچانا بہت مشکل ہورہا تھا، اس وجہ سے بنی ہاشم و بنی امیہ کے کئی خدام مزاحمت میں زخمی ہوئے تب جاکر پانی پہنچا"

—— تاریخ طبری و تاریخ ابن اثیر میں بھی پانی پہنچانے کی مساعی کا مضمون موجود ہے۔ ملاحظہ فرمادیں۔

(۱) تاریخ الامم والملوک للطبری، ج ۵، ۱۲۷، تحت ۳۵ھ مطبوعہ مصری

(۲) تاریخ ابن اثیر للجزری، ج ۳، ص ۸۷، ذکر مقتل عثمانؓ۔ طبع مصر۔

پانی پہنچانے کے واقعہ کی تائید شیعہ کتب سے

شیعہ کے مشہور مؤرخ مرزا محمد تقی لسان الملک نے ناسخ التواریخ میں بعبارت ذیل اس کو لکھا ہے:

—— نگذاشتند کہ کس آب بسرائے او برد۔ عثمان بربام سرائے آمد ندا در داد کہ آیا علی بن ابی طالب درمیان فتما جائے دارد گفتند نیست۔ عثمانؓ خاموش شد و از بام فرود آمد ایں خبر بعلی علیہ السلام بردند علی غلام خویش قنبر را بدو فرستاد و پیام داد کہ شنیدم مرا ندا کردہ ای بگو حاجت چیست؟ گفت ایں قوم آب از من باز گرفتہ اند و گروہے از فرزنداں و عزیزانِ من تشنہ اند اگر توانی مرا آب فرست علی علیہ السلام آن جماعت را خطاب کرد فقال ایھا الناس! ان الذی تفعلون لا یشبہ امر المؤمنین ولا امر الکافرین ان الفارس

والروم لتائسر فتنطعم فتسقی فواللہ لاتقطعوا الماء عن الرجل۔ فرمود کہ اے مردم کردارِ شما نہ با مسلماناں ماندہ ست و نہ با کافراں ہمانا کافراں فارس و روم را اسیر میکنند لیکن آب و ناں می دہند۔ و آب را ازیں مردم باز نگیرید۔ قوم ابا داشتند و رضائی دا دند۔ لاجرم علی علیہ السلام[۳] مشک آب بدست چند تن از بنی ہاشم بدو فرستاد تا ہمگاں بخورند و سیراب شدند۔"

(۱) ناسخ التواریخ جلد دوم کتاب دوم ، ص ۵۳۱۔ طبع قدیم طہران۔ تحت واقعہ ہذا۔

—— اور شیخ عباس قمی شیعہ نے منتہی الآمال کے حاشیہ میں مختصراً اس واقعہ کو عبارتِ ذیل میں درج کیا ہے :۔

—— "مکشوف باد کہ عثمان بن عفان را مصریاں در مدینہ محاصرہ کردند و منع آب از وے نمودند خبر با امیر المومنین علیہ السلام رسید آنجناب متغیّر شدند و از برائے او آب فرستادند و شرح قضیۂ او در تواریخ مسطور ست ۔"

(۲) — حاشیہ منتہی الآمال ، ج ۱، ص ۳۳۵۔ تختی خورد طبع ایران۔ تحت مقصد سوم فصل اوّل ، در بیان آمد امام حسین بزمین کربلا و گفتگو امام با عمر بن سعد۔

(۳) فوائد الرضویہ ، جلد دوم ، ص ۴۳۷۔ طبع ایران۔

خلاصۂ روایت

"عثمان رضؓ بن عفان کے ہاں باغی لوگ پانی نہیں پہنچنے دیتے تھے (ایک دفعہ) عثمان رضؓ نے اپنے مکان کے اوپر چڑھ کر آواز دی کہ علی بن ابی طالب

Marfat.com

موجود ہیں ؟ حاضرین نے جواب دیا کہ موجود نہیں! عثمانؓ خاموش ہو کر نیچے چلے گئے۔ کسی نے اس بات کی علی المرتضیٰ کو اطلاع کی۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنے قنبر غلام کو عثمانؓ کی خدمت میں بھیجا اور پیغام دیا کہ آپ نے مجھے بلایا تھا کیا ضرورت ہے ؟ بیان کیجیے۔ عثمانؓ نے کہا کہ مخالف قوم نے ہمارا پانی روک رکھا ہے۔ میرے فرزند اور دیگر عزیز پیاسے ہیں، تشنگی غالب آگئی ہے۔ اگر ہو سکے تو پانی بھجوائیے۔ حضرت علی بن ابی طالب نے باغی قوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! جو معاملہ تم کر رہے ہو نہ مومنوں کا طریق کار ہے نہ کافروں کا۔ فارسی اور رومی قیدیوں کو قید میں کھانا دیتے ہیں، پینے کو پانی دیتے ہیں۔ اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ اس شخص (یعنی عثمانؓ) کا پانی بند نہ کرو۔ باغیوں نے (بات تسلیم کرنے سے) انکار کر دیا۔ اور اس پر رضامند نہ ہوئے۔ بہر کیف حضرت علی بن ابی طالب نے بنی ہاشم کے چند آدمیوں کے بدست پانی کی تین مشکیں حضرت عثمانؓ کی طرف روانہ کیں تب وہ سب لوگ پانی سے سیراب ہوئے۔"

— اور دوسری روایت کا حاصل یہ ہے کہ

"جب مصری وغیرہ لوگوں نے حضرت عثمانؓ کا مدینہ میں محاصرہ کر لیا اور پانی تک انہوں نے بند کر دیا تو حضرت علیؓ کو اس چیز کی خبر پہنچی، آنجناب پریشانی سے متغیر ہو گئے۔ اور حضرت عثمانؓ کے لیے انہوں نے پانی بھجوایا۔ اس قصہ کی تفصیل تواریخ میں لکھی ہے۔"

(حاشیہ منتہی الآمال از شیخ عباس قمی۔ تحت مقصد سوم، فصل اول، در بیان ورود امام حسین بکربلا۔ گفتگو نمودن امام با عمر بن سعد)

Marfat.com

(۵)

حفاظتی تدابیر کارگر نہ ہوسکیں، تمام مساعی بے سُود ثابت ہُوئے۔ آخر کار اشرار الناس باغیوں نے اپنا مقصود ایک طویل محاصرے کے بعد پُورا کر ڈالا یعنی حضرت عثمان ذوالنّورین کو شہید کر ڈالا۔ یہ وحشتناک خبر معلوم کرکے تمام صحابۂ کرام (جو مدینہ میں موجود تھے) اور حضرت علی المرتضیٰ سب مضطربانہ صورت میں دارِ عثمانؓ کی طرف پہنچے۔ حضرت علیؓ تو غصّہ میں آکر اپنوں کو ضرب و شتم کرنے لگے کہ آپ لوگوں کی موجودگی میں یہ واقعہ کیسے پیش آگیا؟ اور حضرت علیؓ بے ساختہ روتے تھے۔

یہ المناک واقعہ مندرجۂ ذیل مقامات میں دستیاب ہے۔

بلاذری نے انساب الاشراف جلد خامس میں لکھا ہے کہ:

"...... وصعدت امرأته الى الناس فقالت ان امير المؤمنين قد قتل فدخل الحسنؓ والحسين ومن كان معهما فوجدوا عثمان مذبوحًا فانكبوا عليه يبكون وخرجوا ودخل الناس فوجدوه مذبوحًا وبلغ الخبر عليًّاؓ وطلحة والزبير وسعدًا ومن كان بالمدينة فخرجوا وقد ذهب عقولهم للخبر الذى اتاهم حتى دخلوا على عثمان فوجدوه مقتولًا فاسترجعوا وقال عليؓ لابنيه كيف قتل امير المؤمنين وانتما على الباب؟ ورفع يده فلطم الحسن وضرب صدر الحسين وشتم محمد بن طلحة وعبد الله بن الزبير وخرج عليؓ وهو غضبان حتّٰى اتى منزله"

(۱) انساب الاشراف احمد بن یحییٰ، ص ۶۹-۷۰، جلد ۵ (طبع یروشلم)

(۲) تاریخ الاسلام للذہبی ج ۲ ص ۱۳۹ تحت محاصرہ عثمانی ۳۵ھ

Marfat.com

(۲) تاریخ الخلفاء سیوطی بحوالہ ابن عساکر، ص ۱۱۳ طبع دہلی
فصل فی خلافۃ عثمانؓ۔

(۳) عقیدۃ السفارینی للشیخ محمد بن احمد السفارینی الحنبلی
ج ۲، ص ۳۲۶ - طبع مصر۔

خلاصہ یہ ہے کہ

(شہادت کے بعد) حضرت عثمانؓ کی عورت (نائلہ) مکان پر چڑھ کر کہنے لگیں کہ امیر المؤمنین (عثمانؓ) قتل کر دیئے گئے۔ تو اس وقت حضرت حسنؓ و حسینؓ اور جو آدمی ان کے ساتھ (حویلی کے دروازہ پر) موجود تھے مکان کے اندر داخل ہوئے۔ دیکھا کہ حضرت عثمانؓ ذبح کر دیئے گئے ہیں غم کی وجہ سے ان پر گر گئے اور رونے لگے۔ پھر باقی لوگ اندر آئے۔ حضرت عثمانؓ کو مذبوح پایا۔ یہ خبر حضرت علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ و سعدؓ کو پہنچی، اور جو بھی مسلمان مدینہ میں موجود تھے سب کو معلوم ہوا سب لوگ حیرانی کے ساتھ اپنے گھروں سے باہر نکل آئے، ہوش اُڑے ہوئے تھے۔ سب کلمہ ترجیع (اِنَّا للہ و انا الیہ راجعون) پڑھ رہے تھے اور حضرت عثمانؓ مذبوح ان کے سامنے تھے۔

(اضطراب کے عالم) میں حضرت علیؓ نے اپنے بیٹوں کو فرمایا کہ امیر المؤمنین کیسے قتل ہو گئے؟ حالانکہ تم (حویلی کے) دروازہ پر موجود تھے۔ اور ان کو ضرب و شتم کی۔ حسنؓ کو طمانچہ مارا اور حضرت حسینؓ کے سینے پر مارا۔ ابن طلحہؓ و ابن زبیرؓ کو سخت سُست کہا۔ اسی غضبناکی کی حالت میں عثمانؓ کے مکان سے باہر آگئے اور اپنے مکان کی طرف چلے گئے۔" الخ

Marfat.com

اِس مقام کی ایک دوسری روایت

حادثہ ہٰذا کے واقعات کو نقل کرتے ہوئے مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ بے ساختہ روتے ہوئے حضرت عثمانؓ شہید پر گر گئے۔ البدایہ میں ہے :-

—— روی الربیع بن بدر عن سیار بن سلامۃ عن ابی العالیۃ ان علیاً رضی دخل علی عثمان فوقع علیہ وجعل یبکی حتی ظنوا انہ سیلحق بہ ۔"

(البدایہ جلد ۷، ص ۱۹۳ تحت حالات شہادت عثمانؓ)

"یعنی (جب عثمانؓ بن عفان شہید کر دیئے گئے) تو حضرت علیؓ ان کے ہاں پہنچے اور روتے ہوئے ان پر بے ساختہ گر گئے (ان کی وارفتگی کی حالت دیکھ کر) دیکھنے والے گمان کرنے لگے کہ علیؓ بھی عثمانؓ کے ساتھ لاحق ہونے ہیں (یعنی ان کا بھی دم یہیں نکلتا ہے)۔

—— نیز سانحہ ہٰذا کے بعد حضرت علیؓ کے گھرانے میں بھی حضرت عثمانؓ مظلوم پر نالہ و بکاء کے واقعات تاریخی کتابوں میں ملتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کا مظلومانہ قتل حضرت علیؓ کے نزدیک کس قدر اندوہناک و المناک تھا۔ اور حضرت علیؓ اور اُن کے گھرانے کے لوگ ان کی مظلومیّت پر رویا کرتے تھے۔ چنانچہ بلاذری نے اپنی سند سے واقعہ ذیل نقل کیا ہے :-

..... عن سلمۃ بن عثمان عن علی بن زید عن الحسن قال دخل علیؓ یوماً علی بناتہ وھنّ یمسحن عیونھن فقال ما لکن تبکین؟ قلن نبکی علی عثمان فبکی وقال اِبْکِیْنَ ۔"

(انساب الاشراف بلاذری، ج ۵، ص ۱۰۳ بحث رؤیا عثمان ومقتلہ)

Marfat.com

"یعنی ایک روز حضرت علیؓ اپنی بیٹیوں کے پاس تشریف لائے تو وہ رو رہی تھیں اور آنکھوں سے آنسو صاف کر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیوں رو رہی تھیں؟ صاحبزادیوں نے عرض کیا کہ (مظلومیتِ) عثمانؓ پر رو رہی تھیں (یہ سن کر) حضرت علیؓ خود رو پڑے اور فرمایا کہ (ان پر) رو سکتی ہو"

جنازہ عثمانی و دفن وغیرہ میں حضرت علیؓ و اولادِ علیؓ کی شمولیت

—— اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہر چیز پر غالب ہے۔ اس کی حکمت و قدرت کے تحت شہادتِ عثمانی واقع ہو گئی۔ اس کے بعد بھی باغی مفسدین کی نارِ عداوت نہ بجھی۔ حضرت عثمانؓ مظلوم کا کفن دفن اور جنازہ پُرامن طریق سے ہو جانا ان کے لیے ناگوار تھا۔ نامساعد حالات کے باوجود صحابہ کرام نے بڑی ہمت کر کے آخری احکام (جنازہ، کفن دفن) کو نہایت مستعدی سے سر انجام دیا۔ ان حضرات میں حضرت علی المرتضیٰؓ اور سیدنا حسن بن علیؓ برابر کے شریک کار تھے۔

—— مؤرخین نے اپنی طرزِ نگارش کے موافق اس موقعہ پر بھی کئی رطب و یابس مختلف قسم کی روایات جمع کر ڈالی ہیں۔ تاہم یہ چیزیں بھی ذکر کی ہیں کہ حضرت عثمانؓ مظلوم کے متعلقہ آخری مراحل میں حضرت علی المرتضیٰؓ و سیدنا حسن بن علیؓ نے شامل ہو کر حقِ رفاقت ادا کیا۔

—— غور و فکر کرنے کے بعد (بشرطِ انصاف) عقل اس بات کی متقاضی ہے کہ محاصرہ کی طویل میعاد میں پریشان کن حالات کے تحت جب یہ حضرات

حضرت عثمانؓ کی حمایت و معاونت برابر کرتے رہے تھے (جیسا کہ عنوانات بالا کے ذریعہ ہم نے تفصیل ذکر کی ہے) تو جنازہ و دفن جیسے ضروری معاملات میں بھی یقیناً شریک و شامل ہونگے۔

ذیل میں مقصد ہذا کو بیان کرنے والی روایات نقل کی جاتی ہیں ملاحظہ فرما دیں طبری میں ہے۔

(۱) .... خرج مروان حتیٰ اتیٰ دار عثمان فاتاہ زیدؓ بن ثابت وطلحۃ بن عبید اللہ وعلیؓ والحسن وکعب بن مالک وعامۃ من ثم من اصحابہ فتوافی الی موضع الجنائز صبیانٌ و نساءٌ فاخرجوا عثمان فصلّی علیہ مروان ثم خرجوا بہ حتیٰ انتھوا الی البقیع فدفنوہ فیہ مما یلی حش کوکب۔"

(۱) الفتنۃ ووقعۃ الجمل صہ ۸۴ تحت دفن عثمانؓ

(۲) (تاریخ ابن جریر طبری، ج ۵۔ص ۱۴۴۔ تحت ذکر الخبر عن الموضع الذی دفن فیہ عثمانؓ)

حاصل یہ ہے کہ:

"مروان، زیدؓ بن ثابتؓ، طلحہؓ، علیؓ بن ابی طالب، حسن بن علی، کعب بن مالک اور بھی جو لوگ عثمانؓ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ عثمانؓ کے مکان پر پہنچے اور کچھ لڑکے اور عورتیں بھی (جنازہ کے لیے) آملے۔ حضرت عثمانؓ کو گھر سے باہر لائے۔ مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد یہ تمام احباب جنازہ کو بقیع کے مقام میں لائے جو حش کوکب کے قریب تھا وہاں دفن کر دیا۔"

کتاب "التمہید والبیان" میں بحوالہ امام احمد مذکور ہے کہ

(۲) وخرج بہ ناس یسیر من اھلہ والزبیرؓ والحسن بن علیؓ

Marfat.com

وابوجہم ومروان بن الحکم بین العشائین فاتوا بہ
حائطاً من حیطان المدینۃ یقال لہٗ حش کوکب خارج
البقیع فصلّی علیہ جبیر بن مطعم وقیل حکیم بن
حزام وقیل مروان وقیل صلی علیہ الزبیر کذا ذکرہ
الامام احمد فی المسند ۔"

(۱) کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمانؓ ص ۱۴۲ (طبع بیروت) ۔
(۲) مسند امام احمدؒ صہ ۲، ج اتحت من اخبار عثمانؓ ۔

اور یہ روایت بھی درج کی ہے کہ

(۳) ...... وقیل شہد جنازتہٗ علی وطلحۃ وزید بن
ثابت وکعب بن مالک وعامۃ من کان ثم من اصحابہ "

(۱) کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمانؓ
ص ۱۴۲، طبع بیروت ۔
(۲) الکامل لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۹۱ ۔ ذکر
الموضع الذی دفن فیہ ومن صلّی علیہ ۔
(۳) تاریخ ابن خلدون، ج ۲، ص ۱۰۵۳ البحث
حصار عثمانؓ ومقتلہ، طبع جدید بیروت ۔

"البدایہ" میں ابن کثیر نے نقل کیا ہے کہ

(۴) ...... قیل بل دفن من لیلتہ ثم کان دفنہ ما بین
المغرب والعشاء خفیۃً من الخوارج وقیل بل استؤذن
فی ذالک بعض رؤسائہم ۔ فخرجوا بہ فی نفر قلیل من الصحابۃ
فیہم حکیم بن حزام وحویطب بن عبد العزّٰی وابو الجہم

بن حذیفة ونیار بن مکرّم الاسلمی و جبیر بن مطعم و زید بن ثابت وکعب بن مالک وطلحة والزبیر وعلی بن ابی طالب وجماعة من اصحابہ ونسائہ منھنّ امرأتاہ نائلة (بنت الفرافصہ) وام البنین بنت عبداللہ بن حصین وصبیان ۔۔۔۔۔۔ و جماعة من خدمہ حملوہ علی باب بعد ما غسلوہ وکفنوہ و زعم بعضھم انہ لم یغسل ولم یکفن والصحیح الاوّل ۔

(البدایہ لابن کثیر ج ۷ ص ۱۹۱)

خلاصۂ کلام

(۲) "یعنی عثمانؓ کے گھر والوں سے کچھ لوگ اور چند مزید آدمی حضرت زبیرؓ بن عوام ۔ حضرت حسن بن علیؓ ۔ حضرت ابوجہم بن حذیفہؓ ۔ مروان بن حکم وغیرہم حضرت عثمانؓ کو مغرب وعشاء کے درمیان گھر سے جنازہ کے لیے باہر لائے اور حش کوکب نامی جگہ جو باغوں میں سے ایک باغ تھا اور بقیع سے خارج تھا اس کے پاس لے آئے ۔ جبیر بن مطعم نے نماز جنازہ پڑھائی یا حکیم بن حزام نے یا مروان نے یا زبیرؓ نے ، علی اختلاف الاقوال نماز پڑھائی (اور وہاں دفن کیے گئے)"

(۳) ـــــ یعنی مؤرخین کا قول ہے کہ حضرت عثمانؓ کے جنازہ میں حضرت علیؓ بن ابی طالب ۔ طلحہؓ بن عبیداللہ ۔ زیدؓ بن ثابت ۔ کعبؓ بن مالک ۔ اور عام لوگ جو ان کے ساتھیوں میں سے موجود تھے حاضر ہوتے (اور نماز پڑھی گئی) ۔

(۴) ـــــ ۔۔۔۔ یعنی اسی رات کو حضرت عثمانؓ کو دفن کیا گیا ۔ باغیوں سے بچاؤ کر کے مغرب وعشاء کے درمیان دفن کیا گیا ۔ بعض نے کہا ہے کہ باغیوں کے رؤسا سے اذن طلب کر کے حضرت عثمانؓ کے جنازہ کو لوگ باہر لاتے ۔ بعض صحابہؓ کرامؓ

Marfat.com

حکیم بن حزامؓ ۔ حویطب بن عبدالعزیٰ و ابوالجہم بن حذیفہؓ و نیاربن مکرمؓ اسلمی و جبیرؓ بن مُطعم و زیدؓ بن ثابتؓ و کعبؓ بن مالک و طلحہؓ و زبیرؓ و علیؓ بن ابی طالب اس موقعہ پر شامل و حاضر تھے اور ان کے ساتھیوں کی ایک جماعت اور ان کی عورتوں میں سے حضرت نائلہؓ و اُمّ البنینؓ اور لڑکے بھی شامل تھے .... حضرت عثمانؓ کے خدام کی ایک جماعت غسل دلانے اور کفنانے کے بعد ان کو اٹھا کر دروازہ پر لائی ۔ اور بعض کا خیال ہے کہ ان کا غسل و کفن نہیں کیا گیا لیکن (یہ صحیح نہیں ہے) بلکہ اوّل بات صحیح ہے ۔

شیعہ کتب سے تائید

ابن ابی الحدید شیعی نے شرح نہج البلاغہ میں اس واقعہ کو یُوں نقل کیا ہے کہ

"..... وخرج بہ ناسٌ یسیرٌ من اہلہ ومعہم الحسن بن علی وابن الزبیر وابوجہم بن حذیفۃ بین المغرب والعشاء فاتوا بہ حائطاً من حیطان المدینۃ یعرف بحش کوکب وھو خارج البقیع فصلّوا علیہ ۔ الخ

(شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید الشیعی ، ج ۱، ص ۹۷ طبع قدیم ایرانی و طبع بیروتی، ج ۱، ص ۱۹۸ تحت تتمن من خلطبتہ لہ علیہ السلام فی معنی قتل عثمان بن عفان ۔

"یعنی حضرت عثمانؓ کے گھر والے چند آدمی ان کو (دفن کرنے کے لیے) گھر سے باہر لائے ۔ ان لوگوں کے ساتھ حضرت حسن بن علیؓ ، عبداللہؓ بن زبیرؓ ابوجہمؓ وغیرہ تھے مغرب و عشاء کے درمیان (جنازہ باہر لے جانے کی صورت کی گئی) جنت البقیع کے باہر "حش کوکب" کے نام سے ایک

مقام تھا وہاں لاکر عثمانؓ پر انہوں نے نماز جنازہ پڑھی۔

اختتام بحث محاصرہ

——یہ تمام واقعات ایک ایک کرکے بتلا رہے ہیں کہ اس دردناک حادثہ میں حضرت علیؓ اور ان کی اولاد شریف نے کس قدر خدمات سرانجام دیں۔ اور اپنے حقوقِ مودّت اور برادرانہ روابط کا کس طرح اِتمام کیا؟ حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے آخری ایام میں باغیوں کی مدافعت کی خاطر حضرت علی المرتضیٰؓ نے قدم قدم پر پُرزور کوشش صرف کی۔ سنگباری کا جواب سنگباری سے دیا۔ ان کی اولاد جوابی کارروائی میں زخمی ہوئی۔ حضرت عثمانؓ کے گھر میں پانی ارسال کیا۔ اگرچہ پانی پہنچانے والوں نے زخم کھائے۔ ان مراحل سے گزر کر جب باغی اپنے ظالمانہ مقصد میں کامیاب ہو گئے تو حضرت علیؓ سخت اندوہناک وغمناک ہوئے اور اپنے عزیزوں کو زجر و توبیخ کی اور ضرب و شتم کی۔ پھر اس کے بعد سب سے آخری مرحلہ (یعنی جنازۂ عثمانی و دفن وغیرہ میں برابر کے شریکِ کار و شاملِ حال رہے۔ یہ تمام چیزیں حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کے درمیان دائمی مودّت ومحبّت کا بیّن ثبوت ہیں جو آخری ایّام تک قائم و دائم رہی ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کی اولاد میں سیّدنا عثمانؓ کا نام مروّج تھا

یہ ایک فطری امر ہے کہ آدمی اپنی اولاد کے نام تجویز کرتے وقت پوری احتیاط

Marfat.com

سے کام لیتا ہے۔ اپنے بیٹے بیٹیوں کے نام اسی نوعیت کے رکھتا ہے کہ وہ اس کی زندگی میں باعثِ عزت و افتخار رہیں۔ نام تجویز کرنے سے اس کے ذہن و قلب اور فطری لگاؤ کا پتہ چلتا ہے۔ اس ضمن میں بالعموم قابلِ احترام، معزز اور معروف ایسی ہستیوں کے ناموں کو ترجیح دی جاتی ہے جن کے ساتھ اُسے اُنس اور محبت ہو اور انہیں مبارک و عظیم سمجھا جاتا ہو۔ اور جن لوگوں کے بارے میں دل کے اندر کسی قسم کی کدورت پائی جاتی ہو، غیظ و غضب ہو یا ان سے نفرت ہو، ان کے اسماء کو اپنی اولاد میں رواج دینا پسند نہیں کیا جاتا۔

اس نفسیاتی اصول اور قلبی لگاؤ کے آئینہ میں جب ہم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ کی اولاد میں سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مبارک اسماء ملتے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلفاء ثلاثہ یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں دل کے کسی کونے کے اندر کسی قسم کی عداوت یا بغض نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ انہیں معزز و محترم، اور بزرگ ہستیاں سمجھتے تھے۔ تب ہی تو آپ نے اپنی اولاد میں ان اسماء کو رواج دیا۔

کتاب کے حصّہ اوّل (صدّیقی)، اور حصّہ دوم (فاروقی) میں شیعہ و سُنّی دونوں فریق کی مشہور و معتبر کتابوں کے حوالہ جات سے ہم نے ثابت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر ہاشمی بزرگوں کی اولاد میں ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ نام پائے جاتے ہیں۔ کتاب کے حصّہ سوم (عثمانی) میں بتلایا جاتا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد شریف میں عثمان رضی اللہ عنہ کا نام بھی پایا جاتا ہے۔ جس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ان بزرگوں (حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر ہاشمیوں) کو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے بھی صحیح عقیدت تھی۔ اور اس مبارک اسم کو مستحسن و متبرک سمجھتے تھے۔

ذیل میں اس مسئلہ پر چند حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں۔ پہلے اپنی کتابوں،

Marfat.com

سے درج کیے جائیں گے۔ اس کے بعد شیعی کتابوں سے تائید پیش کی جائے گی۔

(۱) — ابوعبداللہ المصعب بن عبداللہ الزبیری (متوفی ۲۳۶ھ) نے اپنی کتاب "نسبِ قریش" میں حضرت علی المرتضیٰؓ کی اولاد شمار کی ہے۔ وہاں ذکر کیا ہے۔

"۔۔۔۔۔ عمرؓ بن علیؓ و رقیہ وھما توأم، امھما الصھباء من سبی، خالد بن الولید وکان عمر آخر ولد علی بن ابی طالبٍ۔۔۔ العباسؓ بن علی ۔۔۔۔۔ اخوتہ لابیہ و امّہ بنو علی، وھم عثمانؓ وجعفرؓ وعبداللہ فقتل قبلہٗ۔ الخ

"حضرت علیؓ کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں، عمرؓ بن علیؓ اور رقیہؓ جڑواں تھے۔ ان کی والدہ صہباءؒ تھیں۔ جو خالدؓ بن ولید کے قید کردہ غلاموں (لونڈیوں) میں آئی تھیں۔ پانچویں نمبر پر عباسؓ بن علیؓ اور ان کے حقیقی بھائیوں کو ذکر کیا ہے۔ اور وہ عثمانؓ بن علیؓ جعفرؓ بن علیؓ اور عبداللہ بن علیؓ ہیں جو (میدانِ کربلا میں) عباسؓ بن علیؓ سے پہلے شہید ہوئے"

(کتاب نسبِ قریش، ص ۴۳، طبع مصر ذکر اولاد علی بن ابی طالب)

(۲) — ابومحمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی (متوفی ۴۵۶ھ) اپنی معروف کتاب "جمھرۃ انساب العرب" میں اولاد علیؓ ابن ابی طالب کے تحت لکھتے ہیں:

"۔۔۔۔۔ والعباسؓ ۔۔۔ وابوبکرؓ و عثمانؓ و جعفرؓ ۔۔

Marfat.com

وقتل ابوبکر وجعفر وعثمان والعباس ... اخیھم الحسین الخ

ترجمہ ..... چھٹے نمبر پر عباس، ساتویں نمبر پر ابوبکر، آٹھویں نمبر پر عثمان اور نویں نمبر پر جعفر ہیں ..... ابوبکر، جعفر، عثمان اور عباس اپنے بھائی حسین کے ساتھ (میدانِ کربلا) میں شہید ہوئے "

(جمہرۃ انساب العرب لابن حزم ص ۳۸-۳۷
جلد اوّل طبع جدید مصری۔ ذکر اولاد امیر المومنین)

(۳) ۔۔ طبقات ابنِ سعد جلد ثالث میں سیّدنا علی المرتضیٰ کی اولاد کے تذکرہ میں لکھا ہے:

"...... وابوبکر بن علی قُتل مع الحسین ...... و العباس الاکبر بن علی وعثمان وجعفر الاکبر وعبد اللہ قتلوا مع الحسین بن علی الخ ....

ترجمہ:۔ اولادِ حضرت علیؓ سے ابوبکر بن علی حضرت حسینؓ کے ساتھ (کربلا میں شہید ہوئے ..... اور عباس اکبر بن علی، عثمان، جعفر الاکبر اور عبداللہ (برادرانِ حسینؓ) اپنے بھائی حسین کے ساتھ (کربلا میں) شہید ہوئے "

(طبقات ابن سعد، ص ۱۱-۱۲۔ جلد ۳۔ طبع لیدن
تحت ذکر علی ابن طالب رضی اللہ عنہ)

(۴) ۔۔۔ تاریخ خلیفہ بن خیاط میں سنۃ احدیٰ وستین (۶۱ھ) کے تحت شہداء کربلا کے ضمن میں لکھا ہے:

...... قال ابو الحسن وقتل معہ عثمان بن علی، امّہ ام البنین ایضاً۔

ترجمہ :- ابوالحسن نے کہا ہے کہ حضرت حسینؓ کے ساتھ اُن کے بھائی عثمان بن علی بھی شہید ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام ام البنین تھا۔
(تاریخ خلیفہ بن خیاط ص ۲۲۴ طبع نجف اشرف عراق
تحت سنۃ احدیٰ و ستین ذکر مقتل الحسین و اصحابہ)

حضرت عثمانؓ کا نام اولادِ علیؓ میں
(شیعہ کتب سے)

(۵) ــــ احمد بن یعقوب (الشیعی) نے اپنی مشہور تاریخ یعقوبی میں حضرت علیؓ کی نرینہ اولاد ۱۴ انفر ذکر کی ہے۔ ان میں عثمان نام دو بار ذکر کیا ہے۔

"...... والعباس و جعفر قتلا بالطف و عثمان و عبداللہ امھم ام البنین بنت خرام الکلابیہ ...... و عثمان الاصغر و یحییٰ و امھما اسماء بنت عمیس الخثعمیہ .. الخ

ترجمہ :- حضرت حسین کے دو بھائی عباس اور جعفر کربلا میں شہید ہوئے۔ اور عثمان اور عبداللہ ان چاروں کی والدہ ام البنین بنت خرام الکلابیہ تھی۔ ...... اور عثمان الاصغر اور یحییٰ فرزندانِ علیؓ تھے۔ ان کی والدہ کا نام اسماء بنت عُمَیس خثعمیہ تھا۔

(تاریخ یعقوبی، ص ۲۱۳، جلد ثانی، مطبوعہ بیروت
از احمد بن یعقوب الکاتب العباسی (الشیعی)
(المتوفی ۲۵۸ھ) تحت ذکر اولاد علی)

(۶) ــــ ابوالفرج اصفہانی (الشیعی) نے اپنی کتاب مقاتل الطالبیین میں کربلا کے

Marfat.com

شہداء میں حضرت حسینؓ کے بھائیوں کے نام الگ الگ درج کیے ہیں جن کو شہادت نصیب ہوئی۔ ان میں عثمانؓ بن علی کا نام بھی ہے۔ عبارت ذیل ملاحظہ فرمائیں

"۔۔۔۔ وعثمان بن علی بن ابی طالب علیہم السلام و امہ ام البنین ۔۔۔۔۔۔ قُتِل عثمان بن علی وھو ابن احدیٰ وعشرین سنۃ۔ الخ

ترجمہ: حضرت علیؓ کے منجملہ صاحبزادوں میں سے ایک عثمان بن علی تھے ان کی والدہ کو امّ البنین کہتے تھے ۔۔۔۔۔۔ اور عثمان جس وقت (کربلا میں) شہید ہوئے ان کی عمر اکیس برس تھی۔

(مقاتل الطالبین، ص ۲۳ طبع قدیم ایران
تحت شمار شہداء کربلا)

(۷) ــــ مشہور شیعی مؤرخ مسعودی نے اپنی تصنیف "التنبیہ والاشراف" میں حضرت علیؓ کی خلافت کے تحت ان کی اولاد شمار کی ہے۔ وہاں حضرت علی المرتضیٰ کے گیارہ لڑکے درج کیے ہیں۔ ان میں آٹھویں نمبر پر عثمان نامی لڑکے کا ذکر کیا ہے۔

(التنبیہ والاشراف للمسعودی، ص ۲۵۸
تحت ذکر خلافت علی بن ابی طالب،
(سن طباعت ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء)

(۸) ــــ اسی طرح مسعودی نے ایام یزید بن معاویہ کے تحت کربلا کے شہداء کے اسماء کی فہرست درج کی ہے۔ وہاں تیسرے نمبر پر عثمان بن علی کا نام ذکر کیا ہے۔

"۔۔۔۔ وقتل معہ من ولد ابیہ ستۃ وھم العبّاس و جعفر وعثمان ومحمد الاصغر وعبد اللہ وابوبکر۔ الخ

Marfat.com

(التنبیہ والاشراف، ص ۲۶۳ للمسعودی تحت
ذکر شہداء کربلا)

"یعنی کربلا میں سیدنا حسینؓ کے ساتھ ان کے والد کی اولاد میں سے (بھائیوں میں سے) چھ بھائی شہید ہوئے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں عباسؓ، جعفرؓ، عثمانؓ، محمد اصغر، عبداللہ اور ابوبکرؓ۔ حاصل یہ ہے کہ ایک تو ثابت یہ ہوا کہ عثمان نامی حضرت علیؓ کے صاحبزادے ہیں۔ دوسرا یہ کہ وہ صاحبزادے (عثمان بن علی) اپنے بھائی حسین کی معیت میں کربلا میں شہید ہوئے تھے۔ اسلامی تاریخ میں ان کا نام شہداء کربلا میں درج ہے۔"

(۹) — شیخ مفید نے اپنی کتاب "الارشاد" میں حضرت علیؓ کی اولاد کے نام لکھے ہیں۔ ان میں عثمان نام مذکور ہے۔

"..... وعثمان وعبداللہ الشہداء مع اخیہم حسین بطف۔ امہم ام البنین الخ ....."

ترجمہ: حضرت علیؓ کے بیٹے عثمانؓ اور عبداللہ اپنے بھائی حسینؓ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔ ان کی ماں کا نام ام البنین تھا۔

(الارشاد للشیخ المفید (محمد بن محمد بن النعمان الملقب بالمفید، ۱۶۷-۱۶۸ طبع جدید تہران تحت اولاد امیر المومنین)

(۱۰) فاضل علی ابن عیسیٰ اربلی نے اپنی کتاب "کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ" میں حضرت علیؓ کی نرینہ اولاد چودہ بتائی ہے۔ ان میں ساتویں نمبر پر عثمان بن علی کو شمار کیا ہے۔

Marfat.com

(کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ بمعہ ترجمہ فارسی المناقب

ص ۵۹۰، جلد اوّل، طبع جدید ایران۔ باب ذکر

اولاد امیر المومنین)۔

(۱۱) سید جمال الدین احمد بن علی المعروف ابن عنبہ نے اپنی کتاب "عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب" کے فصل رابع اور خامس میں حضرت علیؓ کے صاحبزادوں کا ذکر کیا ہے۔

...... امّہ (ام عباس) و ام اخوتہ عثمان و جعفر و

عبد اللہ ام البنین فاطمۃ بنت حزام ابن خالد الخ۔

ترجمہ: عباس ابن علی اور اُن کے بھائیوں عثمان، جعفر اور عبداللہ پسرانِ حضرت علیؓ کی والدہ کو ام البنین فاطمہ بنت حرام بن خالد کہتے تھے۔

(عمدۃ الطالب، ص ۳۵۶۔ طبع نجف اشرف عراق

الفصل الرابع فی ذکر عقب العباس بن امیر المومنین علیہ السلام)

(۱۲)۔ — گیارھویں صدی کے مجتہد ملا باقر مجلسی معتبر تصنیف "جلاء العیون" میں شہداء اہلِ بیت کی تعداد جو یوم عاشورا کو شہید ہوئے، ذکر کی ہے لکھتے ہیں۔

"...... نونفر از فرزندانِ امیر المومنین علیہ السّلام حضرت سیّد الشہداءؑ و عباسؑ و پسراو محمدؒ و عمرؓ و عثمانؓ و جعفرؒ و ابراہیمؒ و عبداللہ الاصغر و محمد الاصغر الخ۔

ترجمہ: یوم عاشورہ میں امیر المومنین حضرت علیؓ کی اولاد سے درجِ ذیل نو افراد شہید ہوئے۔ ایک حضرت حسین (سید الشہداء) دوسرے عباس، تیسرے آپ کے فرزند محمد، چوتھے عمر، پانچویں عثمان، چھٹے جعفر، ساتویں ابراہیم، آٹھویں عبداللہ الاصغر اور نویں محمد الاصغر۔ الخ

Marfat.com

(جلاء العیون از محمد باقر مجلسی، ص ۴۶۴ - طبع
طہران - تحت ذکر شہداء کربلا از اولاد علی المرتضیٰ)

مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کا مبارک نام حضرت علیؓ کی اولاد میں پایا جاتا ہے۔ جس کو اہل سنت علماء و مؤرخین اور شیعہ علماء اور شیعہ مورخین نے بے شمار کتابوں میں تحریر کیا ہے جن میں سے مندرجہ بالا چند ایک حوالہ جات شیعہ و سنی کتب سے ہم نے نقل کر دیئے ہیں۔ نقل صحیح ہے، اہلِ علم مراجعت فرما کر تسلی کر سکتے ہیں۔

اور بے شمار مصنفین نے اس مسئلہ کو اپنی اپنی تصنیفات میں درج فرمایا ہے سب کتابوں سے نقل کرنا دشوار تھا اس لیے صرف بارہ عدد شیعہ و سنی حوالہ جات پر اکتفا کر دینا کافی سمجھا گیا ہے۔ بارہ۱۲ کا عدد شیعہ احباب کے ہاں متبرک بھی ہے۔ ان کو فرحت حاصل ہو گی۔ گویا یہ مسئلہ مسلمات میں سے ہے کہ سیدنا علیؓ نے اپنے فرزندوں کا نام عثمان رکھا ہے۔ اور حضرت علیؓ کے گھر میں عثمان نام موجود تھا۔

جیسے ابوبکر و عمر نام حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادوں کے تجویز فرمائے تھے، اسی طرح عثمان کا مبارک نام بھی اپنے فرزندوں کے لیے منتخب فرمایا۔

حضرت علیؓ کے فرزندوں کے یہ نام تجویز ہونا خلفاء ثلاثہؓ اور ان کے درمیان انس و محبت کی بیّن دلیل ہے۔ اور باہمی تعلق و ارتباط کا واضح ثبوت ہے۔ اس قسم کے روشن دلائل کا انکار کرتے ہوتے پھر بھی خیال جمائے رکھنا کہ ان حضرات کے درمیان دشمنی و عداوت تھی۔ اور قبائلی عصبیت موجود تھی یہ نام تو ویسے ہی رکھ دیئے تھے انصاف کا خون کرنا اور حق بات کو ٹھکرا دینے کے مترادف ہے۔ بلکہ نفس الامر میں واقعات سے اباکرنا ہے جو عقلمند آدمی کے لیے زیبا نہیں۔

Marfat.com

خاتمۂ کتاب

کتاب "رحماءُ بینہم" کے حصّہ اوّل (صدّیقی) اور حصّہ دوم (فاروقی) کے بعد اب حصّہ سوم (عثمانی) بحمدہٖ تعالیٰ تمام ہوگیا۔

کتاب کے ہر سہ حصص پر نظر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ حضرات خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور حضرت علی المرتضیٰؓ (بمع ان کے خاندان کے) درمیان اخوتِ دینی و محبّتِ اسلامی قائم تھی۔ ان میں کوئی عداوت و عناد نہ تھا (نہ مسئلہ خلافت میں اور نہ غیر خلافت میں)۔

—— نیز ان حضرات کے لیے اِحیائے دین و بقائے اسلام مقصودِ زندگی تھا۔ نسلی امتیازات، خاندانی عداوتیں، قبائلی تفریق و عصبیّت اور حصولِ اقتدار وغیرہ وغیرہ جیسے حقیر نظریات ان کے پیش نظر نہ تھے۔

کتاب اللہ قرآن مجید اس پر شاہدِ عادل ہے اور کتاب ہٰذا کے ہر سہ حصّہ کے مندرجات اس مسئلہ پر مستقل گواہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

—— جن لوگوں نے اسلام کے اس بہترین دَور میں قبائلی تعصب کے تصورات دکھلانے کی سعی کی ہے انہوں نے اپنے زورِ قلم سے حقائق و واقعات کا رنگ بدل کر از خود تاریخ سازی کی ہے اور اپنا مافی الضمیر منوانا چاہا ہے۔ ھداھم اللہ تعالیٰ وعافاھم۔

مالک کریم جل شانہٗ کا بے حد و شمار شکر ہے جس نے اپنے ناچیز بندے کو خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے بارے میں تعلقات کے عجیب مضمون کو

Marfat.com

مرتب کرنے کی توفیق نصیب فرمائی۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کتاب سے انتفاع کا موقعہ عنایت فرماتے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم، آپ کے اہلِ بیت اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی محبّت و اطاعت نصیب فرمائے اور ان کے ساتھ حسنِ ظن قائم رکھنے کی عادت بخشے اور خاتمہ بالایمان میسّر فرماکر آخرت و عافیت میں ان کی شفاعت اور معیّت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین۔ اور کتاب سے استفادہ کرنے والے احباب سے امید کی جاتی ہے کہ دعاتے مغفرت سے فراموش نہیں فرمائیں گے۔

ع بر کریماں کارہا دشوار نیست

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ وحبیبہٖ وخلیلہٖ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ و اتباعہٖ باحسان الی یوم الدین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

ربیع الاول ۱۳۹۸ھ — دعا جو ناچیز محمد نافع عفا اللہ عنہ

(مارچ ۱۹۷۸ء) — جامعہ محمدی۔ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ

(پاکستان)

مراجع برائے کتاب "رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ" حصّہ سوم عثمانی

نمبر شمار	نام کتاب	سن وفات صاحب کتاب
۱	الموطا لامام مالکؒ	سنہ ۱۷۹ھ
۲	المصنف لعبد الرزاق بن ہمام (۱۱ جلد)	سنہ ۲۱۱ھ
۳	کتاب السنن لسعید بن المنصور (مجلس علمی)	سنہ ۲۲۷ھ
۴	طبقات ابن سعد از محمد بن سعد ۸ جلد۔ طبع لیدن	سنہ ۲۳۰ھ
۵	المصنف لابن ابی شیبہ (قلمی پیر جھنڈا سندھ) ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان بن ابی شیبہ	سنہ ۲۳۵ھ
۶	کتاب نسب قریش لمصعب الزبیری (ابو عبداللہ المصعب بن عبداللہ بن مصعب الزبیری)	سنہ ۲۳۶ھ
۷	تاریخ خلیفہ ابن خیاط (ابو عمرو خلیفہ ابن خیاط) طبع نجف اشرف عراق۔	سنہ ۲۴۰ھ
۸	مُسند امام احمد بن حنبل الشیبانی معہ منتخب کنز العمال (۶ جلد) ۔طبع قدیم مصر	سنہ ۲۴۱ھ
۹	کتاب المحبّر لابی جعفر بغدادی از محمد بن حبیب بن امیّہ طبع حیدر آباد دکن	سنہ ۲۴۵ھ
۱۰	صحیح بخاری شریف امام محمد بن اسمٰعیل البخاریؒ	سنہ ۲۵۶ھ
۱۱	تاریخ کبیر لامام بخاری محمد بن اسمٰعیل البخاریؒ (۸ جلد)	سنہ ۲۵۶ھ

Marfat.com

۱۲ - السنن لابی داود سلیمان بن اشعث سجستانی رح — سنہ ۲۷۵ھ

۱۳ - المعارف لابن قتیبہ دینوری (ابو محمد عبد اللہ بن مسلم الکاتب الدینوری - — سنہ

۱۴ - انساب الاشراف للبلاذری (از احمد بن یحییٰ طبع بغداد) — سنہ ۲۷۷ھ / ۲۷۹

۱۵ - فتوح البلدان للبلاذری (احمد بن یحییٰ بلاذری) — سنہ ۲۷۷ھ / ۲۷۹

۱۶ - کتاب قیام اللیل وقیام رمضان والوتر از محمد بن نصر المروزی — سنہ ۲۹۴ھ

۱۷ - التاریخ لابن جریر الطبری ابو جعفر محمد بن جریر — سنہ ۳۱۰ھ

۱۸ - المصاحف لابی بکر عبد اللہ بن ابی داؤد سجستانی — سنہ ۳۱۶ھ

۱۹ - کتاب الجرح والتعدیل از ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابی حاتم الرازی (۸ جلد) — سنہ ۳۲۷ھ

۲۰ - المستدرک للحاکم ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ النیشاپوری، طبع دکن - — سنہ ۴۰۵ھ

۲۱ - تاریخ جرجان لابی القاسم حمزہ بن ابی یوسف السہمی - — سنہ ۴۲۷ھ

۲۲ - کتاب اصفہان (یا تاریخ اصبہان) لابی نعیم الاصفہانی — سنہ ۴۳۰ھ

۲۳ - حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الاصفہانی — سنہ ۴۳۰ھ

۲۴ - کتاب کشف المحجوب للشیخ علی ہجویری لاہوری (علی بن عثمان بن علی غزنوی الہجویری رح — سنہ ۴۵۶ھ

۲۵ - جمہرۃ انساب العرب لابن حزم، طبع جدید - ابو محمد علی بن احمد بن سعید المعروف ابن حزم الظاہری اندلسی - — سنہ ۴۵۶ھ

۲۶ - السنن الکبریٰ للبیہقی ابی بکر احمد بن حسین — سنہ ۴۵۸ھ

۲۷ - الکفایہ فی علم الروایہ خطیب بغدادی — سنہ ۴۶۳ھ

۲۸ - تاریخ بغداد للخطیب بغدادی (۱۴ جلد) — سنہ ۴۶۳ھ

۲۹ - الاستیعاب معہ الاصابۃ لابن عبد البر (طبع مصری)، ابو عمر و یوسف بن البر النمری الاندلسی — سنہ ۴۶۳ھ

Marfat.com

۳۰ - ابوالقاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ المعروف ابن عساکر (تاریخ ابن عساکر) سنہ ۵۷۱ھ

۳۱ - اسد الغابہ لابن اثیر الجزری (طبع طہران) از محمد بن محمد بن عبدالکریم الشیبانی الشہیر عزالدین الجزری - } سنہ ۶۳۰ھ

۳۲ - الکامل لابن اثیر الجزری سنہ ۶۳۰ھ

۳۳ - ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ ابوجعفر احمد المحب الطبری سنہ ۶۹۴ھ

۳۴ - منہاج السنّہ لابن تیمیہ احمد بن عبدالحلیم الحرانی الدمشقی الحنبلی سنہ ۷۲۸ھ ۷۲۸

۳۵ - کتاب التمہید والبیان از محمد بن یحییٰ بن ابی بکر الاندلسی سنہ ۷۴۱ھ

۳۶ - تذکرۃ الحفاظ للذہبی (ابوعبداللہ بن عثمان شمس الدین الذہبی) سنہ ۷۴۸ھ

۳۷ - البدایہ لابن کثیر عماد الدین ابوالفدا الدمشقی - سنہ ۷۷۴ھ ۷۷۵

۳۸ - تاریخ ابن خلدون (عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون الحضرمی) سن تالیف سنہ ۷۷۹ھ

۳۹ - مجمع الزوائد ہیثمی نورالدّین الہیثمی (۱۰ جلد) سنہ ۸۰۷ھ

۴۰ - الاصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر (معہ الاستیعاب) سنہ ۸۵۲ھ

۴۱ - تہذیب التہذیب ابوالفضل احمد بن علی العسقلانی المعروف ابن حجر سنہ ۸۵۲ھ

۴۲ - تاریخ الخلفاء جلال الدین السیوطی، طبع مجتبائی دہلی - سنہ ۹۱۱ھ

۴۳ - الصواعق المحرقہ لابن حجر المکّی (شہاب الدین احمد حجر الہیثمی المکی سنہ ۹۷۳ھ ۹۷۵

۴۴ - کنز العمّال از علی متقی الہندی (۸ جلد) طبع اوّل دکن - سنہ ۹۷۵ھ

۴۵ - شرح مواہب اللدنیہ لمحمد بن عبدالباقی الزرقانی المالکی - سن تالیف سنہ ۱۱۱۷ھ

۴۶ - لوائح الانوار البہیہ شیخ محمد بن احمد السفارینی الحنبلی المعروف بعقیدۃ السفارینی } سنہ ۱۱۷۳ھ

۴۷ - ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سنہ ۱۱۷۶ھ

Marfat.com

أُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ۞ (قرآن مجید - سورۃ حجرات)

ایں جماعت ایشانند راہ یافتگاں - (شاہ ولی اللہ رح)

یہ لوگ وہ ہیں بھلائی پانے والے - (شاہ رفیع الدین رح)

مسئلہ اقربا نوازی

ملحق بکتاب

رحماء بینہم حصہ عثمانی

کتاب ہذا میں خلیفۂ راشد حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے اقربا نوازی کے طعن کو صاف کرنے کی مخلصانہ کوشش کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت عثمانؓ کا دامن خلافت اس سے داغدار نہیں اور حضرت عثمانؓ حد جواز سے متجاوز نہیں - نیز عثمانی خلافت کی ایک گونہ مختصر تاریخ اس میں آگئی ہے اور ایسے حضرت عثمانؓ کے عہد دار منصب یافتہ رشتہ داروں کی خدمات اور کردار کو صحیح طریقے سے پیش کیا گیا ہے

تالیف حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ

محمدی شریف ضلع جھنگ (پنجاب)

Marfat.com

فہرست مضامین

ابتدائی معروضات	۲۳
تمہیدات	۲۵
— امیر المومنین کا رشتہ دار حاکم نہیں ہو سکتا یہ کوئی قانونِ شرعی نہیں ہے	۲۵
— حکّام کا عزل و نصب اجتہادی مسئلہ ہے اور امیر کی رائے پر موقوف ہے	۲۵
— حضرت عمرؓ نے بھی حسبِ ضرورت عزل و نصب کیا	۳۲
— اس کی چند مثالیں	//
چند اہم بحثیں (اوّل۔ ثانی۔ ثالث۔ رابع۔ خامس)	۳۵
ابتدا بحث اوّل	۳۸
— عہدِ عثمانی کے مناصب و حکّام کا باہمی تناسب معلوم کرنا	۳۸
— چند عہدے اور مناصب	۳۹
— عہدۂ قضا	۳۹
— بیت المال یا خزانہ سرکاری	۴۰
— خراج و عُشر وغیرہ کی وصولی کا صیغہ	۴۱
— فوجی آفیسرز	۴۲
— پولیس	۴۳

Marfat.com

— الکاتب (منشی و محرّر) ۴۳
— تنبیہ (ایک واقعہ کی یاد دہانی) ۴۴
— بعض اہم مقامات اور ان کے حکام (عہدِ عثمانی میں) ۴۶
— اعتراض کنندگان کی نظروں میں چند مقامات ۵۵
— الکوفہ (حکام کی ضرورت کے تحت متعدد تبدیلیاں) ۵۵
— تنبیہ (شیعہ کے نزدیک بھی کوفہ کے حاکم ابو موسیٰ اشعریؓ تھے) مندرجہ کوائف کی روشنی میں ۵۷
— البصرہ (ابو موسیٰ اشعریؓ کی معزولی اور عبداللہ بنؓ عامر کا تقرر) اور اس کے متعلق قابلِ توجہ توضیحات ۵۹
— الشام (امیر معاویہؓ کا تقرر) ۶۱
— عہدِ نبوی (میں امیر معاویہؓ کو منصب دیا گیا) ۶۲
— عہدِ صدیقی (میں امیر معاویہؓ امیر لشکر بنائے گئے) ۶۲
— عہدِ فاروقی (امیر معاویہؓ عہدِ فاروقی میں شام کے امیر بنائے گئے) ۶۳
— عہدِ عثمانی (میں منصبِ سابق پر امیر رکھے گئے) ۶۴
— حضرت امیر معاویہؓ کا اپنا ایک بیان ۶۴
— مصر (عمرو بنؓ العاص کی جگہ عبداللہ بن سعدؓ کو مقرر کرنا) ۶۶
— کاتب کا منصب ۶۹
— تنبیہ (الکاتب کے لیے ایک تاریخی اصطلاح) ۷۰
— عزل و نصب کے معاملہ میں امام بخاریؒ کی ایک روایت ۷۳
— تنبیہ (مروان کی بے اعتدالیوں کے بیشتر قصے بے اصل ہیں) ۷۵
اختتام بحث اوّل ۷۵

Marfat.com

بحث ثانی

— ولاۃ وحکام کی اہلیت پر گفتگو ۷۷
— تمہیدات (تین عدد) ۷۸

ولید بن عقبہؓ کے متعلقات ۸۰

— نسب اور اسلام ۸۰
— ولید کی طبعی لیاقت ۸۲
— نبوی، صدیقی اور فاروقی ادوار میں حاکم و عامل بنایا جانا ۸۳
— ولید کی کارکردگی اور کارنامے ۸۴
— بعض اشکالات اور ان کا حل ۸۹
— ولید کو شیطان کی دھوکہ دہی ۹۱
— تنبیہ (متعدد مفسرین نے شیطانی دھوکہ کا ذکر کیا) ۹۱
— ولید پر "فاسق" کا اطلاق ٹھیک نہیں اس کے لیے علماء کے بیانات ۹۲
— رفع اشتباہ (اگر حضرت عثمانؓ کو وصیت کی تھی تو حضرت علیؓ کو بھی وصیت کی تھی) ۹۵
— الاشتباہ (اہلِ علم کے لیے) ۹۸
— یعنی استیعاب کی روایت سے اعتراض اور اس کا جواب قابل دید ہے۔ ۱۰۰
— اوّل (باعتبار روایت کے بحث) ۱۰۰
— محمد بن اسحق پر کلام ۱۰۱
— ابن اسحاق کی تدلیس ۱۰۱

Marfat.com

— ایک قاعدہ برائے مدلّس	۱۰۱
— ابنِ اسحاق کا تفرّد اور شذوذ	۱۰۲
— دوم (باعتبار درایت و عقل کے بحث)	۱۰۴
— تیسرا طعن یعنی ولیدؓ پر شراب خوری کا الزام اور اس کی مدافعت	۱۰۷
— دیگر علماء کے اقوال	۱۱۱
سعید بن العاصؓ کے متعلقات	۱۱۲
— نام و نسب اور صحابی ہونا	۱۱۲
— ان کی علمی قابلیت	۱۱۳
— کریمانہ اخلاق	۱۱۳
— ان کے کارنامے	۱۱۴
— سعیدؓ اور آلِ ابی طالب کا تعلق	۱۱۵
— آخری گذارش (یعنی گذشتہ عنوانات کا اجمالی خاکہ)	۱۱۷
عبداللہ بن عامرؓ کے متعلقات	۱۱۸
— نام و نسب	۱۱۸
— ایّامِ طفولیّت اور حصولِ برکات	۱۱۹
— سخاوت، شجاعت اور شفقت	۱۲۰
— جنگی کارنامے (تقریباً ۳۲ مقامات فتح کیے)	۱۲۰
— امورِ رفاہِ عامہ	۱۲۲
— اہلِ مدینہ کے لیے خدمات	۱۲۲
— ابنِ عامر ابن تیمیہؒ کی نظروں میں	۱۲۳
سیّدنا امیر معاویہؓ کے متعلقات	۱۲۴

Marfat.com

— نام ونسب اور قبولِ اسلام	۱۲۵
— خاندان امیر معاویہؓ اور بنوہاشم کے چھ عدد نسبی روابط	۱۲۷
— امیر معاویہؓ کے حق میں زبانِ نبوت سے دعائیں	۱۳۱
— لیاقت وعلمی قابلیت	۱۳۷
— کاتبِ نبوی ہونا	۱۳۷
— ابن عباسؓ ہاشمی اور ابن الحنفیہؒ ہاشمی کا علمی استفادہ کرنا	۱۳۸
— صاحبِ فتاوی میں امیر معاویہؓ کا شمار تھا۔	۱۴۱
— امیر معاویہؓ سے متعدد صحابہ کرام کا روایت حاصل کرنا	۱۴۲
— امیر معاویہؓ ایک سو تریسٹھ (۱۶۳) حدیث کے راوی تھے	۱۴۳
— ملی خدمات اور اسلامی فتوحات	۱۴۴
— حدودِ حرم کی تعیین اسلامی حکومت کا وسیع حلقہ	۱۴۹
— کریمانہ اخلاق وعمدہ کردار	۱۵۰
— عوام کی خبرگیری کے لیے ایک شعبہ	۱۵۳
— امیر معاویہؓ کے عدل وانصاف پر اکابرینِ ملت کی شہادتیں	۱۵۴
— ان کے حق میں ناصحانہ کلام اور حق گوئی کا مسئلہ	۱۵۷
— اسلامی خزانہ امیر معاویہؓ کے دور میں	۱۵۹
— مثالی شخصیت اور عمدہ معاشرہ	۱۶۴
— حضرت امیر معاویہؓ اور ان کی جماعت	۱۶۶
— حضرت علیؓ اور ان کے خاندان کی نظروں میں	۱۶۶
— ایک حاشیہ (یعنی حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ میں صلح ہوگئی تھی)	۱۶۷
— حضرت امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھی سب مومن تھے۔ ان میں سے فوت شدہ آدمی کے لیے غسل، کفن، دفن اور جنازہ کیا گیا	۱۶۸

Marfat.com

— صفین کے مقتولین کا حکم حضرت علیؑ کے زبان سے (یعنی سب جنتی ہیں)	۱۷۰
— شرکائے جمل وصفین کا درجہ حضرت علیؓ کے فرمان کی روشنی میں	۱۷۲
— بغی کے مفہوم کی وضاحت حضرت علیؓ کی زبانی	۱۷۴
— خلاصۂ کلام	۱۷۶
— مسئلہ کی تنقیح (شرح مواقف کی عبارت میں تسامح) یہ اہل علم کے مناسب ہے)	۱۷۸
— عدمِ فسق اور عدمِ جور پر اکابر کے بیانات	۱۸۰
— فریقین "دینی معاملہ" میں متفق و متحد تھے۔	۱۸۲
— حضرت علیؓ نے امیر معاویہؓ اور ان کی جماعت کو سبّ وشتم، لعن طعن کرنا ممنوع قرار دیا۔ اس پر اہل السنۃ اور شیعہ کتب سے قابلِ دید حوالہ جات۔	۱۸۴
— حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ حضرات حسنینؓ کا صلح اور بیعت کرنا اور تنازعات کو ختم کر دینا۔	۱۸۸
— حوالہ جات (اہل السُّنہ کی کتابوں سے مسئلہ ہذا کی شیعہ کتب سے تائید وتصدیق	۱۸۹ ۱۹۱
— سیدنا حضرت حسینؓ کا فرمان کہ بیعت کے بعد نقضِ عہد کی کوئی صورت نہیں	۱۹۳
— مزید برآں (باہمی حسنِ سلوک رہا اور شرائط کی پابندی کی گئی)	۱۹۴

Marfat.com

— امیر معاویہؓ کی خلافت کے دوران بنی ہاشم کا عملی تعاون ۱۹۶
— مدینہ طیبہ میں ہاشمی قاضی (عبداللہ) ۱۹۷
— غزوات میں ہاشمی غازی (قثم بن عباس ۔ حضرت حسینؓ) ۱۹۸
— عنوان ہٰذا کا خلاصہ ۲۰۰
— حضرت امیر معاویہؓ کے خزانہ سے حضرات حسنینؓ و دیگر ہاشمی اکابر کے وظائف اور عطیات و ھدایا ۲۰۱
— سیدنا حضرت حسینؓ اور عطیات ۲۰۳
— حسنین شریفین کے ساتھ دیگر ہاشمیوں کو بھی دس لاکھ کے وظائف ملنا ۲۰۵
— مسئلہ ہٰذا شیعہ کے نزدیک ۲۰۵
— حضرت سیدنا حسینؓ و ابن عباسؓ و عبداللہؓ بن جعفر کے وظائف (شیعہ کتب سے) ۲۰۵
— حسنینؓ و عبداللہ بن جعفرؓ کے وظائف (شیعہ کتب سے) ۲۰۶
— تنبیہ (دیگر شیعہ علماء کی تائید ۲۰۷
— برادرِ مرتضیٰ حضرت عقیل کا وظیفہ (شیعہ کتب سے) ۲۰۸
— حضرت زین العابدین کے لیے وظیفہ کا تقرر (شیعہ کتب سے) ۲۰۸
— سیدنا حضرت حسنؓ کو ایک گاؤں کا عطیہ (شیعہ کتب سے) ۲۰۹
— عنوانہائے مذکورہ کے فوائد ۲۱۰
— سب وشتم کا اعتراض اور اس کا ازالہ تمام بحث ہی قابلِ توجہ ہے ۲۱۱
— قابلِ اعتراض تاریخی روایات جو مطاعن کا ماخذ و محور ہیں ۲۱۲
— مندرجہ روایات کا متعلقہ کلام ۲۱۵
— ایک گزارش ۲۲۴

Marfat.com

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے متعلقات ۲۲۶

— نسب و رضاع ۲۲۶

— اسلام کے بعد ارتداد پھر اسلام لانا، ۲
بیعت کرنا، پھر دین پر پختہ رہنا۔ ۲۲۷

— والی و حاکم ہونا۔ ۲۲۹

— فتوحاتِ اسلامی کے کارنامے۔ ۲۲۹

— خاتمہ بالخیر نماز میں ہونا۔ ۲۳۰

— چند شبہات کا ازالہ ۲۳۱

۱۔ مرتد و طرید رسول ﷺ کے نام سے یاد کرنا، پھر اس کا جواب ۲۳۲

۲۔ اور ان کو طلقاء کہہ کر تنفر دلانا پھر اس کا جواب، ۲۳۳

۳۔ عمرو بن العاص صحابی کو ہٹا کر عبداللہ بن سعد کو لگانے
کا اعتراض، پھر اس کا جواب ۲۳۵

— تنبیہ: (خمس افریقیہ کا طعن جو ذکر کیا جاتا ہے
اس کا جواب آئندہ بحث مال میں ذکر ہوگا) ۲۳۸

— افادہ، (طبری کی ایک روایت کا جواب) ۲۳۸

— باعتبار روایت کے گفتگو ۲۳۸

— درایت کے اعتبار سے اس پر کلام ۲۴۱

مروان بن الحکم کے متعلقات ۲۴۳

— مبادیات ۲۴۳

— مختصر حالات ۲۴۴

— دامادِ عثمانؓ حضرت علیؓ کے خاندان اور مروان کے
قبیلہ کی پانچ عدد باہمی رشتہ داریاں ۲۴۵

— علمی قابلیت اور ثقاہت ۲۵۱

Marfat.com

— مؤطا امام مالکؒ میں (مروان سے متعدد مرویات) ۲۵۲
— مؤطا امام محمدؒ میں (مروان سے متعدد مرویات) ۲۵۳
— مصنف عبدالرزاق (مروان کا حضرت علیؓ سے مسئلہ کا نقل کرنا) ۲۵۴
— مسند امام احمدؒ میں (مروان سے متعدد مرویات) ۲۵۵
— بخاری شریف (مروان کی روایت) ۲۵۵
— فائدہ (تاریخ کبیر بخاری و جرح و تعدیل رازی میں نقد کا نہ پایا جانا) ۲۵۷
— مروان کا دینی و علمی مقام اور فقہاء میں شمار کیا جانا ۲۵۷
— دینی مسائل میں صحابہ کرام سے مشورہ ۲۶۰
— مروان کا محتاط رویہ مروان کی عدالت میں صحابہ کرام کا مقدمہ ۲۶۱
— جنگی معاونت اور انتظامی صلاحیت ۲۶۲
— صحابہؓ نے مروان کی نیابت کی (یعنی ابوہریرہؓ نے نیابت کی) ۲۶۳
— حصول ثواب میں رغبت (اذن عام تک ٹھہرنے کا ثواب) ۲۶۴
— مواقف و آثار نبوی کی تلاش ۲۶۴
— مروان کے حق میں حسنین شریفین کی سفارش (سنی و شیعہ علماء نے ذکر کی) ۲۶۵
— مروان کی اقتداء میں حسنین شریفین کی نمازیں ۲۶۶
اموی خلفاء حضرت زین العابدینؒ کی نظر میں ۲۶۸
حضرت علی بن الحسینؓ یعنی زین العابدینؒ مروان کی نظروں میں ۲۶۹
— حضرت زین العابدین عبدالملک بن مروان کی نظروں میں ۲۷۰

Marfat.com

— ازالۂ شبہات ۲۷۳

— اوّل : مروان کے والد کی جلاوطنی کا مسئلہ ۲۷۴

— دوم : مروان کے ہاتھ تمام سلطنت کی باگ ڈور کا ہونا ۲۸۰

— عثمانی شہادت کے ایام اور مروان کا کردار ۲۸۳

— مروان کو مطعون کرنے والی تاریخی روایات کا ایک جائزہ ۲۸۷

— الحکم و بنو امیہ کا مبغوض و ملعون ہونا، پھر اس کا جواب ۲۹۲

— نسبی و غیر نسبی تعلقات و روابط ۲۹۵

— بنو امیہ کے حق میں حضرت علیؓ کے اقوال ۲۹۸

— مذمت کی روایات علماء کی نظروں میں ۳۰۸

بحث ثالث (طریق اوّل) ۳۱۵

— دورِ نبوی میں مناصب دہی کے چند واقعات ۳۱۷

— حضرت عثمانؓ کو متعدد منصب دیئے گئے ۳۱۷

— حضرت ابوسفیان کو چار منصب دیئے گئے ۳۱۹

— تنبیہ (روایات کا تجزیہ) ۳۲۱

— یزید بن ابی سفیان کو تین منصب دیئے گئے ۳۲۲

— امیر معاویہ بن ابی سفیان کے دو عہدے ۳۲۴

— دورِ نبوی میں بنی ہاشم کے عہدہ جات ۳۲۶

— عہد فاروقی میں اقرباء نوازی ۳۲۶

— عہدِ مرتضوی میں خویش نوازی (چھ عدد عہدے اپنوں کو دے دیئے) ۳۲۶ ۳۲۷

— ایک عذر لنگ اور اس کا جواب ۳۳۳

— **بحث رابع** — ۳۳۶

اقرباء کے لیے مالی عطیات کی بحث //

تنبیہ ۳۳۹

Marfat.com

— عثمانی رشتہ داروں کے حق میں مالی عطیات کی روایات ۳۳۹
— مروان بن الحکم اور آل الحکم کے لیے ۳۴۰
— سعید بن العاص کے لیے ۳۴۴
— روایتہً بحث (گذشتہ روایات کے لیے) ۳۴۵
— الواقدی (پر نقد) ۳۴۶
— ابو مخنف لُوط بن یحییٰ (پر نقد) ۳۴۷
— مالی عطیات کی دیگر روایات (خمس افریقیہ وغیرہ کے متعلق) ۳۴۸
— تنبیہ (اِن مناقشہ مؤرخین طبری سے ناقل ہیں) ۳۵۳
— مالی عطیات خلیفہ اپنی رائے واجتہاد سے دے سکتا ہے امام مالکؒ و ابن العربی وغیرہ علماء کی طرف سے جواز کے بیانات ۳۵۳
— حضرت عمرؓ کا حضرت علیؓ کو مقام ینبع عطا کرنا ۳۵۴
— حضرت عثمانؓ کا حضرت علیؓ کو بیس ہزار درہم دینا ۳۵۵
— اقارب عثمانی و ہاشمیوں کے ساتھ یہ مخصوص نہیں بلکہ اس وقت کے اہلِ اسلام کو عطیات سے حصہ ملتا تھا ۳۵۶
— حضرت عثمانؓ کا بیان کہ اقارب کو اپنے مال سے دیتا ہوں دیگر لوگوں کے مال سے نہیں دیتا حتیٰ کہ مشاہرہ بھی نہیں لیتا ہوں۔ ۳۵۷
— عقل و درایت کے اعتبار سے بحث۔ کیا حضرت عثمانؓ تقسیم اموال کے مسائل نہیں جانتے تھے؟ ۳۵۸
"بدِ عثمانی" کی عظمت اور دیانت داری کا لحاظ ۳۶۰
— ۲۷ھ میں فتوحاتِ افریقہ کے موقعہ پر خمسِ افریقہ کا مسئلہ پیش آیا۔ پھر ۳۰ھ میں اکابر صحابہؓ نے دیگر غزوات میں شرکت کی۔ ان کی عملی کارکردگی کے ذریعہ مسئلہ ہذا کا حل ۳۶۱

Marfat.com

— اختتامِ بحث رابع پر بحث رابع کا خلاصہ ۳۶۲

بحثِ خامس ۳۶۴

عثمانی دَور کے آخری مراحل اور ان کا متعلقہ کلام

—— بیان مراحل —— ۳۶۵

——(۱)——

— امام بخاریؒ کی طرف سے صفائی کلیات کہ عثمانی دَور میں منکرات نہ تھے۔ ۳۶۵

— ابن العربی کی طرف سے صفائی کا بیان ۳۶۶

— شیخ جیلانیؒ کی طرف سے صفائی کا بیان ۳۶۷

——(۲)——

— ارسال وفود کا واقعہ اور واپسی رپورٹ ۳۶۸

— ایک قاعدہ اکثریت کے لحاظ کے لیے ۳۷۰

— عثمانی دَور کی کیفیت کے لیے سالم بن عبداللہ کا بیان ۳۷۰

— عبداللہ بن زبیرؓ کا بیان ۳۷۲

——(۳)——

— آغاز تغیرات ۳۷۳

— حسد و عناد پیشِ نظر تھا حضرت علیؓ کے ارشادات ۳۷۴

— قاضی ابوبکر کا قول ۳۷۶

— فساد کھڑا کرنے والے کون لوگ تھے؟ ۳۷۷

— عبداللہ بن سبا کی کارکردگی اور طریقِ کار ۳۷۸

— اس پر ابنِ کثیر کا بیان ۳۷۹

— پھر اس پر ابن خلدون کا بیان ۳۸۰

Marfat.com

ابنِ سبا کی شیعوں کے نزدیک پوزیشن ۳۸۲
حاصلِ کلام (۴) ۳۸۴
مدافعتِ عثمانی میں صحابہؓ اور اہلِ مدینہ کا کردار ۳۸۵
مدافعت کی اجازت متعدد صحابہ نے طلب کی ۳۸۸
تاریخِ شہادتِ عثمانؓ اور قاتلین کے اسماء ۳۹۰
جنازہ، تجہیز و تکفین و تدفین میں تعجیل ״

—— (۵) ——

قاتلینِ عثمانؓ کیسا گروہ تھا؟ ۳۹۲
مُفسد و ظالم و سرکش تھے ۳۹۳
صحابۂ کرام کا شہادتِ عثمانی پر اظہارِ غم ۳۹۴

—— (۶) ——

ان فتنوں میں حضرت عثمانؓ حق پر تھے
ان کا خاتمہ حق پر ہُوا۔ ۳۹۶
بشاراتِ نبوی اور اشارات
حضرت عثمان کے حق میں ۳۹۷
الاختتام بالصواب ۴۰۱

Marfat.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

—— جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ کا معروف دینی ادارہ ہے اور بفضل خدا بین الملی شہرت کا حامل ہے۔ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کی فضا قائم رکھنے میں کوشاں رہنا اس کی منفرد خصوصیت ہے۔ ملک میں شیعہ و سُنّی حضرات کے درمیان کھچاؤ رہتا ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ دونوں فرقوں کے عوام نے خلفائے راشدین کی زندگیوں کا قریب سے مطالعہ نہیں کیا ورنہ وہ قرآن مجید کی اس صداقت سے کھلی چشم پوشی نہ کرتے کہ اللہ نے ان سب کو "رحماء بینہم فرمایا ہے یعنی آپس میں محبت اور مودت کے رشتوں میں منسلک ہیں۔"

—— ضرورت تھی کہ اللہ کا کوئی نیک بندہ جو علم و فضل کی دولت سے مالامال ہو، اس موضوع پر قلم اٹھاتے۔ الحمد للہ کہ مولانا محمد نافع صاحب کو جو دارالتصنیف جامعہ محمدی شریف کے سرکردہ رکن ہیں، خدا نے یہ توفیق دی اور انہوں نے فریقین کی مشہور کتابوں کے حوالہ سے منصفانہ اور مصالحانہ انداز میں "رحماء بینہم" کے نام سے جامع تحقیقی کتاب لکھی۔ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ صدیقی حصہ، فاروقی حصہ اور عثمانی حصہ۔ ہر سہ حصص زیورِ انطباع سے آراستہ ہو کر بفضلہٖ تعالیٰ پورے ملک میں مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ ان میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

Marfat.com

کے تعلقات خلفائے ثلاثہ سے نہایت دوستانہ اور برادرانہ تھے۔ تیسرے حصے میں حضرت عثمانؓ پر مخالفین کی طرف سے کیے گئے "اقربا نوازی" کے اعتراضات کا مسئلہ محتاجِ وضاحت تھا مگر اس اندیشہ سے کہ عثمانی حصہ کا حجم بڑھ جائے گا، یہ طے پایا تھا کہ "مسئلہ اقربا نوازی" کے نام سے جداگانہ کتاب چھاپ دی جائے گی۔ چنانچہ مذکورہ کتاب اب پیش کی جا رہی ہے۔ اُمید ہے احباب کو اس سے استفادہ کرنے میں آسانی رہے گی اور مسائل الجھنے نہیں پائیں گے۔ اس کتاب کے پانچ باب ہیں۔ ہر باب کو بحث کا نام دیا گیا ہے۔ ہر بحث ایک جداگانہ موضوع سے متعلق ہے۔

— بحث اوّل :- اس میں عہدِ عثمانی کے حکّام اور مناصب پھر ان کا باہمی تناسب ذکر کیا گیا ہے۔ ستّرہ مقامات میں بیش عدد غیر اُموی حکّام تھے۔ اور صرف چار مقامات پر چند اموی حاکم تھے۔

— بحث ثانی :- میں عہدِ عثمانی کے ان حکّام کی صلاحیّت و اہلیّت کا تذکرہ ہے۔ جن پر معترضین نے عثمانی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے اعتراض وارد کیا۔ مثلاً ولید بن عقبہ، سعیدؓ بن العاص، عبداللہؓ بن عامر، امیر معاویہؓ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اور مروان بن حکم۔ مؤلف نے ثابت کیا ہے کہ یہ لوگ پختہ مزاج حکّام، عالم و عامل اور انصاف پسند تھے اور اُمّت کے ممتاز دانشور اور باصلاحیّت منتظم تھے۔

— بحث ثالث : میں اس چیز کا بیان ہے کہ صرف عہدِ عثمانی میں ہی اقرباء کو منصب نہیں دیئے گئے بلکہ عہدِ رسالت میں اور عہدِ فاروقی اور مرتضوی میں بھی اپنے اپنے اقرباء کو مناصب دیئے گئے۔ جن کو واقعات کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔

— بحث چہارم :- میں عطیہ جات کے ضمن میں یہ وضاحت معتبر اسناد کے ساتھ کر دی گئی ہے کہ حضرت عثمانؓ اپنے اقرباء کو ذاتی وسائل سے عطیے دیتے تھے بیت المال سے نہیں دیتے تھے۔

Marfat.com

— بحث پنجم :۔ میں اس اعتراض کی صفائی پیش کی گئی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد کے آخری مراحل میں شرعی احکام کی خلاف ورزی کی تھی اور حدود اللہ کو پامال کیا۔ اس سلسلے میں امام بخاریؒ، علامہ ابن عربی اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ وغیرہم کے صفائی کے بیانات پیش کیے گئے ہیں۔

نیز شہادت عثمانی کے اصل اسباب اور موجبات کو واضح کیا گیا ہے کہ اسلام اور اہلِ اسلام کے ساتھ اعداء اسلام کو دشمنی تھی جس کو انہوں نے قتلِ عثمانی کے ذریعہ پورا کیا۔ دَورِ عثمانی کے نقائص اور خامیاں موجبِ شہادت نہیں تھیں۔

— "مسئلہ اقربا نوازی" کا طرزِ استدلال اور اندازِ بیان اتنا واضح ہے کہ مؤید اس کے مطالعہ سے مزید انشراح حاصل کرے گا اور معترض یہ سوچنے پر مجبور ہو جائے گا کہ میں نے ذوالنورین کے نورانی کردار کو دھندلکے میں ڈالنے کی جسارت کیوں کی۔ وباللہ التوفیق۔

ناشرین

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الاوّلین والاٰخرین امام الرسل وخاتم النبیّین وعلیٰ بناتہ الاربعۃ الطاھرات وازواجہ المطھرات وعلیٰ آلہ الطیّبین واصحابہ المزکّین المنتخبین الذین اجتھدوا فی دین اللہ حق اجتہادہٖ ونصروہ فی ھجرتہٖ وھاجروا لنصرتہ وجاھدوا فی سبیل اللہ حق جہادہٖ وعلیٰ جمیع عباد اللہ الصالحین وسائر اتباعہ باحسان الیٰ یوم الدین -

خطبہ مسنونہ کے بعد بندۂ ناچیز محمد نافع عفا اللہ عنہ کی جانب سے ناظرین کی خدمت میں گزارش ہے کہ :

امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلفاء راشدین میں سے خلیفۂ راشد ہیں اور جمہور امتِ مسلمہ میں شیخین کریمینؓ کے بعد تیسرے مقام پر فائز ہیں - اور اسلام میں لاتعداد فضائل کے حامل ہیں - امانت، دیانت، صداقت، سخاوت، حیا، صلہ رحمی وغیرہ صفات میں کامل و اکمل ہیں - ان کے یہ اوصافِ حمیدہ مسلّمات میں سے ہیں -

تاہم بعض لوگ حضرت عثمانؓ کے خلاف ہیں اور یہ مخالفت عناد کی بنا پر ہی معلوم ہوتی ہے اور کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی - حضرت موصوف پر کئی قسم کے مطاعن مرتب کیے گئے ہیں - مخالفینِ عثمانؓ ان کی جو فہرست مرتب کرتے ہیں ان میں سرِ فہرست جو طعن رکھا جاتا ہے وہ "اقربا نوازی کا مسئلہ" ہے یہ طعن قدیمی ہے

Marfat.com

اس کے جوابات بھی باقی مطاعن کے ساتھ ہر دَور میں علماء دیتے رہے ہیں۔

اس دَور میں پھر اس طعن کو جدید زیب و زینت کے ساتھ سجا کر عوام کے سامنے پیش کیا گیا ہے حالانکہ یہ ایک مردہ و فرسودہ بحث تھی، اس کو پھر زندہ کرنے کی اُمّت کو ضرورت نہ تھی اور نہ اس دَور کا تقاضا تھا۔

خدا جانے کن مصالح اور کن مقاصد کے تحت اس خوابیدہ بحث کو باحوالہ مرتب کر کے بیدار کیا گیا۔ اس سے عوام و خواص پریشان و مغموم ہوئے اور مخالفین عثمانؓ مسرور و محظوظ ہُوئے اور مزید افتراق و انتشار کے سوا کچھ حاصل نہ ہُوا۔ جس دَور میں اُمّتِ مُسلمہ کو جوڑنے کی ضرورت ہے اس دَور میں قوم کے توڑنے کے سامان فراہم کرنا دین و ملّت کی خیر خواہی نہیں ہے۔

"مقامِ صحابہ" کی حمایت کے لیے اور "خلیفہ راشد" سے سوءِ ظنی رفع کرنے کی خاطر اس مسئلہ کو مناظرانہ انداز میں نہیں بلکہ واقعات و حقائق کی صورت میں تحریر کیا جاتا ہے۔ بس یہی مقصود ہے۔

ان معروضات کو ملاحظہ فرمانے کے بعد مسئلہ کی حقیقت واضح ہو جائے گی اور طعن مذکور زائل ہو جائے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

ناظرین کرام صرف دو باتوں کی تکلیف کریں۔ ایک تو مسئلہ ہٰذا کی پوری بحث پر نظر ڈالیں۔ دوسرا تعصب دُور فرما کر تھوڑا سا انصاف ساتھ ملا لیں۔ پھر یہ مسئلہ اچھی طرح حل ہو جائے گا۔

(وما توفیقی اِلّا باللہ)

Marfat.com

ابتدائی معروضات

(۱) کتاب ہذا کے مندرجات پیش کرنے سے پہلے چند چیزیں ذکر کی جاتی ہیں:
"مسئلہ اقربا نوازی" سمجھانے کے لیے ہم یہاں ان شاء اللہ تعالیٰ پانچ بحثیں درج کریں گے۔ اور ان میں جہاں اس مسئلہ کو مثبت انداز میں سمجھایا جائے گا وہاں۔ ساتھ ساتھ اس دور کے اکابر بنی ہاشم و بنی امیہ کو ایک دوسرے کے قریب دکھانے کی بھی کوشش کی جائے گی۔

(۲) عام متداول طرز تصنیف کے خلاف اس کتاب میں یہ صورت اختیار کی گئی ہے کہ عموماً ایک مضمون و مفہوم کو عام ناظرین کرام کے لیے حوالہ کتاب کی عبارت سے پہلے خلاصہ کے طور پر درج کر دیا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اصل حوالہ کی عبارت عموماً درج کی گئی ہے تاکہ اہل علم حضرات عبارت ملاحظہ فرما کر مضمون کی تسلی حاصل کر سکیں۔ یہ طرز رواجاً بالکل متروک ہے اور جدید اہل قلم حضرات اس کو پسند بھی نہیں کریں گے۔ چنانچہ بطور معذرت یہ گزارش پیش کی گئی ہے کہ اس کو محسوس نہ فرمادیں۔

(۳) مسئلہ مندرجہ کی تائید کے لیے بعض اوقات حوالہ جات کی کثرت درج کر دی گئی ہے۔ اس سے مضمون مندرجہ کی تائید و توثیق مطلوب ہوتی ہے۔
دوسری بات یہ ہے کہ ہر شخص کے پاس ذخیرۂ کتب مشکل سے دستیاب ہوتا ہے۔ متعدد کتب درج کرنے کا یہ فائدہ ہو گا کہ جو کتاب جس شخص کے پاس موجود

Marfat.com

ہوگی اس کی طرف رجوع کر کے مضمونِ مندرجہ کی تائید حاصل کر سکے گا۔

اس کے بعد چند تمہیدات پیش کی جاتی ہیں اور تمہیدات کے بعد اصل مواد کو پانچ بحثوں کی صورت میں پیش خدمت کیا جائے گا۔

(بعونہٖ تعالیٰ)

Marfat.com

تمہیدات

(۱)

—— پہلے یہاں قابلِ توجہ یہ بات ہے کہ کسی نصِ شرعی (آیت و صحیح حدیث) میں یہ کوئی ضابطہ ہے؟ کہ مسلمانوں کا حاکم اور والی اپنے دورِ حکومت میں اپنے کسی رشتہ دار کو حکومت کے عہدہ پر فائز نہیں کر سکتا۔ اور اسے کسی اپنے قریبی عزیز کو عہدہ دینے کا کوئی اختیار نہیں۔

—— تو یہ واضح چیز ہے کہ اس قسم کا کوئی قانون شرعی موجود نہیں جس کی سیدنا عثمانؓ بن عفان نے مخالفت کر دی ہو اور اس کی خلاف ورزی کے دانستہ طور پر مرتکب ہوتے ہوں۔

دورِ عثمانی کے ناقدین حضرات بھی اس بات کو تسلیم تو کرتے ہیں کہ حضرت ذوالنورینؓ نے اس معاملہ میں کسی ضابطۂ شرعی کو نہیں توڑا، لیکن "اقربا نوازی" کا اعتراض فرمانے سے چوکتے بھی نہیں۔ جدید عنوانات کے ساتھ اس کو خوب تازہ رکھتے ہیں۔ اور بار بار اعادہ کیا کرتے ہیں تاکہ حضرت عثمانؓ کے حق میں تنفّر قائم رہے اور بدظنی جاری رہے۔ (لکل امرٍ ما نوی)

(۲)

دوسری بات یہ ہے کہ حکومت کے عہدہ داروں اور کارندوں (جن کو "عمّال" و "ولاۃ" کہا جاتا ہے) کے نصب و عزل کا مسئلہ ایک اجتہادی امر ہے جو خلیفۂ اسلام

Marfat.com

کی رائے کی طرف تفویض کیا گیا ہے۔ اس معاملہ کے نشیب و فراز کو عام لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ امیر المومنین ان مواقع کی ضرورتوں کو بہتر سمجھتا ہے۔ اپنی بصیرت کے موافق جب حکام کا تقرر و تعین کرتا ہے تو مصلحت کے تحت کرتا ہے۔ یہ چیز اکابر علما نے اپنے کلام میں درج فرما دی ہے۔

(۱) القاضی ابو بکر بن العربی الاندلسی "العواصم من القواصم" میں ایک مقام میں لکھتے ہیں کہ

— "الولایۃ اجتہاد" یعنی کسی کو والی و حاکم بنانا ایک اجتہادی کام ہے۔

(العواصم ص۸۷)

دوسری جگہ تحریر کرتے ہیں کہ

— الوَلَایَاتُ وَالعَزَلَاتُ لَهَا مَعَانٍ وَحَقَائِقُ لَا یَعْلَمُهَا کَثِیْرٌ مِنَ النَّاسِ۔ الخ

یعنی حکام کے نصب و عزل میں کئی مقاصد و حقائق ہوتے ہیں جن کو بہت لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ (مطلب یہ ہے کہ ان تقاضوں کو ذمہ دار حضرات ہی صحیح سمجھ سکتے ہیں۔

(العواصم من القواصم ص ۲۴۴۔ تحت نکتہ طبع لاہور)

(۲) —— اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین میں فرماتے ہیں :-

"۔۔۔ میگویم کہ نصب و عزل مفوض ست برائے خلیفہ اگر اجتہاد خلیفہ مودی شود بآنکہ از فلاں شخص کار امت سر انجام می یابد لازم میشود بروئے نصب او"

یعنی ہم کہتے ہیں کہ نصب و عزل کا کام خلیفۃ المسلمین کی رائے کے سپرد ہے

Marfat.com

اوراس کو تفویض کیا گیا ہے۔ اگر خلیفہ کی رائے یہ ہو جائے کہ اُمّت کا کام فلاں شخص سے سرانجام پا سکتا ہے تو لازم ہوتا ہے کہ اس کو اس عہدہ پر فائز کرے۔"

(قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، ص ۲۷۲۔ بحث مطاعن ختنین۔ طبع مجتبائی دہلی)

——حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے عمّال و حکام کے عزل و نصب کے مسئلہ کو اپنی صوابدید کے موافق بہتر طریق سے سرانجام دیا۔ اور اس میں قوم و ملّت کی خیر خواہی مدنظر رکھی۔ اپنی مجتہدانہ مساعی میں کوئی تقصیر نہیں واقع ہونے دی۔

اس کے باوجود اگر عہد ہٰذا کے حکام (جو نہ فرشتے تھے نہ معصوم عن الخطا تھے) سے اپنے فرائض میں کچھ کوتاہی واقع ہوئی یا ان سے غلطیاں سرزد ہوئیں اور کسی فعلِ قبیح کے مرتکب ہوئے تو ان تمام چیزوں کو حضرت عثمانؓ کے کردار و کارکردگی میں ڈال دینا قرینِ انصاف نہیں۔ جو کچھ امور ان سے سرزد ہوتے وہ سیّدنا عثمانؓ کے ایماء یا فرمان سے نہیں ہوئے۔ اسی مفہوم کو حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ نے اپنی تصنیف قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین کی عبارتِ ذیل میں بطورِ جواب پیش کیا ہے:۔

"...... میگوئیم ہر چہ ازیشاں بوقوع آمد نہ بامر ذی النورینؓ بود و نہ بوفق صلاح دید وے و در خلافت علم غیب خود شرط نیست۔ آنچہ شرطِ خلافت ست اجتہاد ست و ذی النورین در اجتہاد تقصیر نہ کرد۔"

(قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، ص ۲۷۲۔ بحث مطاعن ختنین۔ طبع مجتبائی دہلی)

یعنی ہم کہتے ہیں کہ جو کچھ ان کے کارکنوں اور کارندوں سے صادر ہوا وہ حضرت ذو النورینؓ کے فرمان سے نہیں تھا اور نہ ان کی صوابدید کے موافق

Marfat.com

ہُوا۔ خلافت کے معاملہ میں علمِ غیب شرط نہیں ہے۔ خلافت کے مسائل کے لیے جو چیز شرط ہے وہ اجتہاد ہے اور اجتہادی اُمور میں حضرت عثمانؓ نے کوئی کمی نہیں کی۔"

(۳) —— اشکالِ مذکور رفع کرنے کے لیے حضرت شاہ صاحب موصوفؒ نے اپنی کتاب "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" کے مآثرِ امیر المومنین عثمانؓ میں مزید کلام فرمایا ہے جس کے ملاحظہ کرنے سے معترضین کا مذکورہ بالا شبہ بالکل زائل ہو جاتا ہے۔ منصف احباب کی خاطر ہم کتاب کی اصل عبارت پیش کرتے ہیں اس کے بعد عوام کے لیے اس کا مفہوم اُردو میں ذکر کر دیں گے۔

—— ازاں جملہ آنکہ اصحاب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) را از حکومت بلاد معزول ساخت و حدّاث بنی امیہ را کہ در اسلام سابقت نداشتند حاکم گردانید مثل عزل ابی موسٰی بعبداللہ بن ابی عامر از بصرہ و عزل عمرو بن العاص از مصر بہ ابن ابی سرح۔

وجوابِ ایں اشکال آنست کہ عزل و نصب را خدائے عزّوجل بر رائے خلیفہ باز گذاشتہ است می باید کہ خلیفہ تحرّی کند در صلاح مسلمین و نصرتِ اسلام و بر حسب ہماں تحرّی بعمل آرد اگر اصابت کرد فلہ اجرہٗ مرّتین و اگر در تحرّی خطا واقع شد فلہ اجرہٗ مرّۃً۔ ایں معنی ازاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحدِ تواتر رسید۔ و در بعض احیان مولیٰ را معزول ساختند و دیگرے را بجائے او نصب فرمودند برائے مصلحتے چنانکہ در غزوۂ فتح رائیت انصار از سعد بن عبادہ گرفتند بہ سبب کلمہ کہ از زبانِ او جستہ بود و بہ پسرِ او قیس بن سعد دادند۔

وگاہے مفضول را منصوب می ساختند بنا بر مصلحتے چنانکہ اُسامہ با

امیرلشکر فرمود وکبار مہاجرین را تابع وے گردانیدند در آخر حال۔

وہمچنیں شیخین نیز در ایام خلافت خود بعمل آوردند۔ وبعد حضرت عثمان رضی حضرت مرتضیٰ ودیگر خلفاء ہمیشہ ہمیں دستور کردہ آمدند پس برحضرت ذی النورین رضی ازیں وجہ باز خواست نیست۔ اگر بحکم تحری خود شخصی از حداث را والی کردہ باشد وشخصی از قدماء اصحاب را معزول ساخت خصوصاً درقصص کہ نقل کردہ اند چوں تامل نمودہ می آید اصابت رائے ذی النورین رضی اوضح من الشمس فی رابعۃ النہار بظہور می رسد۔

زیرا آنکہ ہر عزلے وہر نصبے یا متضمن اخماد فتنہ اختلاف جند ورعیت بودہ است یا مثمر فتح اقلیمے از اقالیم دار الکفر لیکن ہوائے نفسانی ابصار بتدعین را اعمیٰ ساختہ سے

وَعَيْنُ الرِّضَا عَنْ كُلِّ عَيْبٍ كَلِيلَةٌ
وَلَكِنَّ عَيْنَ السُّخْطِ تُبْدِي الْمَسَاوِيَا

(کتاب ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء۔ مقصد دوم ص ۲۴۷ تحت مآثر امیر المومنین عثمان بن عفان رضی طبع قدیم بریلی)

یعنی حضرت عثمان رضی کے متعلق جو اشکالات وارد کیے جاتے ہیں ان میں سے ایک یہ اشکال ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بڑے شہروں کی حکومت سے معزول کر کے بنی امیہ کے نوخیز نوجوانوں کو (جو اسلام کے سابقین میں نہ تھے) والی وحاکم بنا دیا۔ مثلاً بصرہ سے ابو موسیٰ اشعری رضی کو معزول کر کے عبداللہ بن عامر کو، اور مصر سے عمرو بن العاص کو معزول کر کے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو حاکم

Marfat.com

بنایا۔

——اس کا جواب یہ ہے کہ عزل ونصب کے معاملہ کو خدا تعالیٰ نے خلیفۂ اسلام کی رائے پر چھوڑ دیا ہے۔ امیر المومنین کو مسلمانوں کی خیر خواہی اور اسلام کی امداد کرنے میں تحرّی اور سعی کرنی چاہیے اور اپنی تحرّی کے موافق عمل درآمد کرے۔ اگر خلیفہ کی رائے درست ہوگئی تو اس کے لیے دگنا اجر ہے۔ اگر اس میں خطا سرزد ہوگئی تو اُسے ایک اجر ملے گا۔

یہ مسئلہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے تواتر معنوی کی حد تک پہنچا ہے۔

——مقامی مصلحت کے پیش نظر بعض اوقات ایک حاکم کو معزول کر دیتے تھے اس کی جگہ دوسرے کو نصب فرما دیتے تھے جیسا کہ غزوۂ فتح میں سعد بن عبادہ سے انصار کا علم لے لیا گیا (ان کی زبان سے ایک کلمہ نکل گیا تھا) اور ان کے فرزند قیس بن سعد کو دے دیا گیا۔

اور وقتی تقاضے کی بنا پر کبھی کم مرتبہ کے آدمی کو امیر بنا دیتے تھے جس طرح اُسامہؓ بن زید کو امیر لشکر بنا دیا اور کبار مہاجرین کو اُسامہ کے تابع و ماتحت کر دیا۔

شیخینؓ حضرات نے اپنے ایام خلافت میں اسی طرح عمل درآمد کیا۔ حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت مرتضیٰؓ نے اور دیگر خلفاء نے یہی دستور جاری رکھا پس حضرت ذوالنورینؓ پر اس وجہ سے باز پرس نہیں۔

اپنی جستجو کی بنا پر نوعمر لوگوں میں سے اگر ایک شخص کو انہوں نے حاکم بنا دیا اور قدیم اصحاب سے بعض کو معزول کر دیا خصوصاً ان مواقع میں

Marfat.com

جنہیں نقل کیا گیا ہے اگر بغور دیکھا جائے تو حضرت عثمانؓ کی رائے کی اصابت و درستگی اظہر من الشمس ہے کیونکہ ان کا عزل و نصب یا تو کسی لشکر و رعیت کے فتنۂ اختلاف کو فرو کرنے کے ضمن میں تھا یا پھر کفار کے ممالک کو اسلام کی فتح مندی کا ثمرہ دینے کے لیے تھا۔ لیکن اہلِ بدعت کی آنکھیں (اس معاملہ میں) ہوائے نفس کی وجہ سے نابینا ہو رہی ہیں ؎

"یعنی رضامندی کی آنکھ عیب بیان کرنے سے تھکی ماندی ہے لیکن ناراضگی کی آنکھ بُرائیوں کو ظاہر کرتی ہے۔"

اسی کے مناسب کسی نے فارسی میں خوب کہا ہے کہ

"ہنر بچشمِ عداوت بزرگ تر عیب است"

(۴) ——— اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ نے بھی اشکال ہٰذا کے جواب میں "تحفہ اثنا عشریہ" میں یہی فرمایا ہے کہ

——— جواب ازیں طعن آنکہ امام را می باید کہ ہر کرا لائق کارے داند۔ آں کار را باو سپارد و علم غیب اصلاً نزد اہل سنت بلکہ جمیع طوائف مسلمین غیر از شیعہ شرطِ امامت نیست۔ و عثمانؓ با ہر کہ حسن ظن داشت و کار آمدنی دانست و امین و عادل شناخت و مطیع و منقاد خود گمان برد ریاست و امارت باو داد۔

(تحفہ اثنا عشریہ فارسی، ص ۳۰۵۔ مطاعن عثمانی تحت جواب طعن اوّل۔ طبع جدید، لاہور)

"یعنی اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ امام و خلیفہ کے لیے چاہیے کہ جس شخص کو اس کام کا اہل سمجھے وہ کام اس کے سپرد کر دے۔ شیعہ کے علاوہ

Marfat.com

تمام اہلِ اسلام کے نزدیک خلافت و امامت کے لیے علمِ غیب شرط نہیں حضرت عثمانؓ نے جس شخص کے حق میں اچھا گمان کیا، کام کرنے والا معلوم کیا، امانت دار، منصف جانا، مطیع اور تابعدار خیال کیا اس کو عہدۂ امارت و حکومت دے دیا"

—— حاصل یہ ہے کہ

اُمّت کے اکابر علماء نے یہ تصریح کر دی ہے کہ

— عزل و نصب کا مسئلہ اجتہادی ہے۔ خلیفۃ المسلمین کی طرف مفوّض ہے بتقاضائے وقت اپنی تحرّی و جستجو کے مطابق خلیفہ اسے سرانجام دے سکتا ہے۔

— عمّال کا انتخاب اگر درست ہُوا تو خلیفہ کو دُگنا ثواب ہے۔ اگر کچھ خطا ہو گئی تو ایک گنا ثواب ہے اور خطا معاف ہے۔

— اگر بالفرض خلیفہ کی صوابدید کے موافق عمّال (یعنی کارندوں) نے کام سرانجام نہیں دیا تو اس میں خلیفہ ماخوذ نہیں۔

(۳)

حکومت کے عاملین (و عمّال) کا عزل و نصب حضرت عمرؓ بھی اپنے دورِ خلافت میں اپنی صوابدید کے موافق کیا کرتے تھے اور بوقتِ ضرورت حکام میں تبدیلی فرمایا کرتے تھے۔

یہ چیز خلیفہ کے لیے ناگزیر ہوتی ہے اور اس سے چارۂ کار نہیں ہوتا حضرت فاروق اعظمؓ کے چند مشہور صحابۂ کرامؓ کو معزول کرنے اور ان کی جگہ دوسرے حضرات کو نصب کرنے پر دو چار مثالیں ناظرین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱)

— بصرہ سے حضرت عمرؓ نے مشہور صحابی مغیرہ بن شعبہؓ کو معزول کر دیا۔ ان کی

Marfat.com

جگہ ابو موسیٰ اشعریؓ کو متعین کیا۔

"الاصابہ" میں درج ہے کہ "۔۔۔۔ واستعمله (اباموسیٰ) عمرؓ

علی امرة البصرة بعد ان عزل المغیرة۔ الخ"

(۱) الاصابہ معہ الاستیعاب، ص ۳۵۲، ج ۲

تحت عبداللہ بن قیس (ابی موسیٰ)

(۲) الاستیعاب معہ الاصابہ، ص ۳۶۳، ج ۲

تحت ابی موسیٰ (عبداللہ بن قیس)

(۳) تاریخ طبری، ص ۲۰۷، جلد رابع تحت

سنہ ۱۷ھ، طبع مصری قدیم۔

(۲)

سیدنا فاروق اعظمؓ نے اسلام کے مشہور سپہ سالار خالدؓ بن الولید کو ایک دفعہ ایک عطیّہ دینے کی وجہ سے معزولی کا حکم دیا اور ابو عبیدہؓ کی طرف فرمان تحریر کیا کہ "اُس منصب سے خالد کو الگ کر دیں اور اس کا کام خود سنبھال لیں"

"۔۔۔ اعزله علی کل حال واضمم الیك عمله۔ الخ"

(۱) تاریخ ابن جریر الطبری، ص ۲۰۵، جلد ۴

تحت سنہ ۱۷ھ۔ طبع مصری قدیم

(۲) کتاب الخراج لامام ابی یوسفؒ، ص ۱۴۸

طبع ثانی، مصری فصل فی الکنائس والبیع

والصلبان۔

(۳)

—— اسلام کے مشہور مجاہد، ملّت کے عظیم کارکُن سعد بن ابی وقاصؓ کو حضرت عمرؓ نے

Marfat.com

اہلِ کوفہ کی شکایت کی بنا پر معزول کر دیا۔ ان کے قائم مقام عمار بن یاسرؓ کو صلوٰۃ پر مقرر فرما دیا۔

وفیہا (سنہ ۲۱ھ) شکا اہل الکوفۃ سعد بن مالک (ابی وقاص) الیٰ عمر فعزلہ وولی عمار بن یاسر بالصلوٰۃ"

(۱) تاریخ خلیفہ بن خیاط (المتوفی سنہ ۲۴۰ھ) جلد اوّل، ص ۱۲۲۔ طبع اوّل عراق۔

(۲) سیر اعلام النبلا للذہبی، ص ۷۹، جلد اول تحت تذکرہ سعد بن مالک۔

البدایہ لابن کثیر صہ ۲، ج ۸ تحت سعد بن ابی وقاص

(۴)

مذکورہ واقعہ سنہ ۲۱ھ میں پیش آیا۔ پھر سنہ ۲۲ھ میں حضرت عمرؓ نے عمار بن یاسر کو کوفہ سے معزول کر دیا۔

"وفیہا (سنہ ۲۲ھ) عَزَل عمرؓ عماراً عن الکوفۃ"

(تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ص ۱۲۵، جلد اوّل مطبوعہ عراق)

—— فاروقی دَور کے یہ چند ایک واقعات بطور مثال عرض کیے گئے ہیں۔ یہاں سے اندازہ ہو گیا کہ یہ سب کچھ وقتی تقاضوں اور مقامی مصلحتوں کے پیشِ نظر ہوا کرتا ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ پر ان تبدیلیوں کے باعث کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا، تو انصاف یہ ہے کہ سیدنا عثمانؓ پر بھی عزل و نصب کے مسئلہ میں طعن نہ کیا جائے۔

—— البتہ یہ چیز باقی ہے کہ فاروق اعظمؓ نے تبدیلیاں کیں تو ان کی جگہ پر اپنے قبیلہ کے آدمیوں کو نہیں نصب کیا لیکن حضرت عثمانؓ بن عفان نے اپنی برادری کے لوگوں کو متعین کر دیا تو اس شبہ کے ازالہ کے لیے قلیل سا انتظار فرما دیں۔

Marfat.com

چند اہم بحثیں

عزل ونصب کا مسئلہ ناظرین کے سامنے وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے مسئلہ کی نوعیت معلوم کرنے کے لیے اس قدر کافی ہے۔

تاہم اس مقام پر مزید بحثیں ہم پیش کرتے ہیں۔ ناظرین کرام تعصب اور گروہ بندی سے الگ ہو کر اگر انصاف کے ساتھ ان پر نظر غائر فرمائیں گے تو انشاء اللہ اطمینان بخش ثابت ہونگی۔ اور سیدنا عثمانؓ کی پوزیشن بے داغ معلوم کرنے کے لیے بے حد مفید رہیں گی۔ معترض دوست کہتے ہیں کہ :

"عثمان بن عفان نے اپنی حکومت کے عہدوں کو اپنے قبیلہ کے لوگوں میں تقسیم کر ڈالا"

"قسم الولایات بین اقاربہ الخ

(منہاج الکرامہ، ص ۶۶ لابن المطہر الحلی الشیعی
طبع لاہور تحت مطاعن عثمانی) مطبوعہ در آخر
منہاج السنہ لابن تیمیہ الحرانی۔

مختصر یہ کہ عثمان نے اپنوں کو غلط مناصب دے دیئے، بے جا تقرریاں کیں اور ناجائز عہدے تقسیم کیے جس کی وجہ سے قبائلی عصبیتوں اور گروہ بندی کی فضا پیدا ہو گئی۔ آخر یہی چیز فتنہ وفساد کا موجب بنی اور قتل عثمانؓ پر منتج ہوئی۔

اس چیز کے متعلق قارئین کرام کے لیے پانچ بحثیں پیش خدمت ہیں۔

اولاً :-

یہ معلوم کرنا چاہیے کہ جن مناصب پر طعن کی بنیاد ہے وہ کتنی تعداد میں اقارب عثمانی کو دیئے گئے؟ اور کتنے مناصب غیر اقرباء کے لیے تجویز کیے گئے نیز اس طرح

Marfat.com

عثمانی رشتہ داروں میں کتنی تعداد میں عمّال وحکام مجوزتھے؟ اور کتنے لوگ غیر رشتہ داروں میں سے مختلف مقامات پر حاکم بنائے گئے تھے؟

ثانیاً:

یہ چیز قابلِ وضاحت ہوگی کہ جن اقرباء کو یہ عہدے اور مناصب دیئے گئے وہ کس قسم کے لوگ تھے؟ کس کردار کے مالک تھے؟ کیا ان کی وجہ سے ملّت اور دین کو نقصان پہنچا؟ اسلام کی بربادی ہوئی؟ یا اس کے برعکس وہ اچھے آدمی تھے۔ عمدہ کردار رکھتے تھے، کئی فضیلتوں کے حامل تھے۔ ان کی وجہ سے ملّتِ اسلامیہ کو بہت فائدہ ہوا۔ مذہب کی ترقی ہوئی، اسلام کا بول بالا ہوا، دین کی آواز اقصائے عالم تک پہنچی۔

ثالثاً:۔

یہ بات لائق توجہ ہوگی کہ اپنے قبیلہ اور خاندان کو مناصب دہی کی رعایت آیا صرف دَورِ عثمانی میں ہوئی ہے؟ یا اس دَور سے قبل یا بعد کسی دوسرے دَور میں بھی یہ حمایت پائی گئی؟ اس مسئلہ میں باقی اَدوار کے ساتھ عثمانی دَور کا تقابل و توازن قائم کرنا مناسب ہے تاکہ عثمانی عہد کے موردِ طعن ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کیا جا سکے۔

رابعاً:

یہ چیز قابلِ بیان ہے کہ حضرت عثمانؓ اگر مالی عطیاتِ کثیرہ اپنے اقرباء کو عطا فرماتے تھے تو کیا حضرت موصوف کا یہ مال دینا شرعاً صحیح تھا اور اس کی نوعیت کیا تھی؟

اس مسئلہ کے لیے عقلاً و نقلاً بحث کی جائے گی جو ازالۂ شبہات کے لیے قابلِ اطمینان ہوگی۔

Marfat.com

خامساً :-

یہ آخری بحث ہوگی کہ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں اقرباء نوازی (منصب کے اعتبار سے ہو یا عطاتے اموال کے اعتبار سے) قبائل میں تعصب و نفرت کا موجب بن کر آخری ایام میں فسادات کا باعث ہوتی؟ یا ان فسادات کے لیے دواعی و اسباب دوسرے امور تھے؟ آخری بحث میں اس چیز کا (انشاءاللہ تعالیٰ) پوری طرح تجزیہ کیا جائے گا جو اصل واقعات کے مطابق ہوگا۔

مندرجہ بالا پانچ ابحاث کی اب کچھ قدر تفصیل درج کی جاتی ہے۔ اطمینانِ قلبی کے ساتھ مطالعہ فرمادیں، فائدہ بخش ثابت ہوگی۔

ان پانچ بحثوں پر کتاب ہٰذا تمام ہوگی۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

Marfat.com

بحث اوّل

عہدِ عثمانی رضؓ کے مناصب اور حکّام پھر ان کا باہمی تناسُب

——حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دَورِ خلافت میں اسلامی مملکت ایک وسیع ترین رقبہ پر مشتمل تھی۔ مصر کا تمام ملک، شام کا علاقہ، افریقیہ کا ایک بہت بڑا حصّہ۔ انتہائے مغرب میں مراکش و اندلس تک۔ ادھر حجاز کے تمام حلقے مکہ و مدینہ اور یمن وغیرہ سمیت۔ دوسری طرف فارس کے تمام علاقے خراسان وغیرہ تک۔ مشرق میں مکران کی حدود تک۔ یہ طویل وعریض اسلامی سلطنت حضرت عثمان رضؓ کے زیرِ انتظام تھی۔

ظاہر چیز ہے کہ اتنے وسیع ملک میں انتظامات قائم رکھنے کے لیے چند عہدے اور چند عمّال و حکام کافی نہیں ہو سکتے۔ بلکہ صرف بڑے بڑے عہدوں کے لیے بھی ایک خاصی جماعت کی ضرورت تھی۔

تو اس صورتِ حال کے پیشِ نظر مسئلہ ہٰذا کی تمام متعلقہ تفصیلات کو صحیح طور پر معلوم کر لینا سخت مشکل ہے اور اوراقِ تاریخ بھی حسبِ منشا ساتھ نہیں دیتے۔

تاہم مالا یدرک کلّہ لا یترک کلّہ کے قاعدہ کے موافق مناصب اور حکّام کے مسئلہ کو ہم کسی قدر بیان کرتے ہیں جو سہولت سے دستیاب ہیں۔ اس سے عہدہ داری میں باہمی تناسب کا مسئلہ بخوبی معلوم ہو سکے گا۔

Marfat.com

چند عہدے اور مناصب

(۱)

قضاء (ججی)

عثمانی خلافت میں قضاء (ججی) کے منصب پر متعدد اکابر مختلف اوقات میں متعین رہے ہیں ان میں مندرجہ ذیل حضرات بھی ہیں۔

(۱) ــــ حضرت سیدنا عثمان رض کی جانب سے مدینہ منورہ میں قضاء کے عہدہ پر زید بن ثابت انصاری رض (صحابی) تھے۔

"... وکان علی قضاء عثمان یومئذٍ زید بن ثابت رض"

(۱) ۔ تاریخ ابن جریر للطبری، ص ۱۴۹، ج ۵ تحت عمال عثمان رض، سنۃ ۳۵ھ

(۲) ۔ الکامل لابن اثیر الجزری، جلد ۳، ص ۹۵ تحت اسماء عمال عثمان رض۔

(۳) ۔ البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۲۲۷ تحت ذکر بیعۃ علی رض بالخلافۃ۔

(۲) ــــ خلافت عثمانی رض میں مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب الہاشمی قاضی تھے۔

"... وکان المغیرۃ بن نوفل قاضیاً فی خلافۃ عثمان رض"

Marfat.com

(۱) — الاستیعاب لابن عبدالبر، ج ۳، ص ۳۶۶
معہ اصابہ ۔ تحت مغیرہ مذکور۔

(۲) — اسد الغابہ لابن اثیر، ج ۴، ص ۴۰۸
تحت المغیرہ مذکور۔

(۳) — الاصابہ لابن حجر، ص ۴۳۲، ج ۳۔
معہ استیعاب تحت المغیرہ بن نوفل

———(۲)———

بیت المال (یا خزانہ)

— مؤرخین نے عہدِ عثمانی میں اسلامی بیت المال پر متعدد لوگوں کا مقرر کیا جانا تحریر کیا ہے۔ ان میں سے بعض حضرات کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

— بیت المال کے منصب پر عبداللہ بن ارقم (صحابی) فائز تھے۔ پھر انہوں نے استعفا پیش کیا تو حضرت عثمانؓ نے اسے منظور کرلیا۔

"...... وکان علی بیت المال عبد اللہ بن ارقم ثم استعفی فعفاہ"

(۱) تاریخ خلیفہ بن الخیاط، ج ۱، ص ۱۵۷
جزء اوّل تحت عمّال عثمانؓ

(۲) اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۱۵ تحت
عبداللہ بن ارقم۔

عہدِ عثمانی میں بیت المال پر عبداللہ بن الارقم کے نگران و ناظر رہنے کو

Marfat.com

حافظ ابن حجرؒ نے بھی الاصابہ جلد ثانی میں درج کیا ہے۔

(الاصابہ، ج ۲، ص ۲۶۵ تحت عبداللہ بن ارقم)

——بعض اوقات اس منصب پر زید بن ثابت انصاریؓ کا متعین ہونا بھی اسماء رجال کی کتابوں میں منقول ہے۔

"... وکان (زید) علی بیت المال لعثمانؓ۔"

(اسد الغابہ لابن اثیر الجزری، ج ۲، ص ۲۲۳
تحت زید بن ثابت انصاری ۔طبع طہران)

——ابن جریر و ابن اثیر و ابن کثیر وغیرہ مورخین نے ذکر کیا ہے کہ عثمانی خلافت میں بیت المال کے عہدہ پر عقبہ بن عمرو فائز تھے۔

"... وعلی بیت المال عقبۃ بن عمرو۔"

(۱)—— تاریخ طبری ج ۵، ص ۱۴۹-تحت
عمال عثمانؓ۔

(۲)—— الکامل لابن اثیر، ج ۳، ص ۹۵۔
تحت عمال عثمانؓ

(۳)—— البدایہ، ج ۷، ص ۲۲۷-تحت ذکر
بیعت علی بالخلافۃ۔

——(۳)——

خراج وعُشر وغیرہ کی وصولی کا صیغہ

——دورِ عثمانی میں بعض لوگوں کو خراج وعشر وغیرہ (اسلامی ٹیکس) کی وصولی پر متقرر کیا جاتا تھا۔ آج کل کی اصطلاح میں ٹیکس کی وصولی کے لیے تحصیلدار

Marfat.com

کا تجویز کیا جانا سمجھ لیا جائے۔

چنانچہ عراق وغیرہ کے علاقے کے لیے جابر بن فلان المزنی اور سماک الانصاری متعین تھے۔

"... وعلی خراج السواد جابر بن فلان المزنی ..... وسماک الانصاری، الخ"

(۱)— تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۴۸۔ تحت عمال عثمان۔ ۳۵ھ

(۲)— الکامل لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۹۵ تحت اسماء عمال عثمانی۔

(۳)— البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۲۲۷ تحت ذکر بیعۃ علی بالخلافۃ۔

(۴) کتاب التمہید والبیان، ص ۱۴۹۔ تحت الباب الثامن۔ طبع بیروت، لبنان

———(۴)———

فوجی افسر

اسلامی فوج کا الگ شعبہ تھا۔ اس میں حسبِ مراتب لوگ متعین کیے جاتے تھے۔ مختلف علاقہ جات کے لیے متعدد جرنیل اور نگران مقرر تھے۔ کوفہ کے علاقہ کے لیے القعقاع بن عمرو نامی فوجی آفیسر تھے۔

"وعلی حربہا القعقاع بن عمرو"

(۱) تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۴۸۔ تحت عمالِ عثمانؓ ۳۵ھ

Marfat.com

(۲) — الکامل لابن اثیر، ج ۳، ص ۹۵ - تحت اسماء عمّالِ عثمانی -

(۳) — البدایہ، ج ۷، ص ۲۲۷ - تحت ذکر بیعتِ علیؓ بالخلافۃ -

(۴) — کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمان، ص ۱۴۹ - الباب الثامن -

—— (5) ——

شرطۃ (پولیس)

پبلک میں مقامی انتظامات درست رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے - اس قسم کے اُمور کے لیے خلافتِ عثمانی میں شرطہ یعنی پولیس کا شعبہ قائم تھا - اس کام پر مجوزہ آفیسر عبداللہ بن قنفذ، قبیلہ بنی تیم کے قریشی تھے -

"... وکان علیٰ شرطہ عبداللہ بن قنفذ من بنی تیم قریشٍ"

(تاریخ خلیفہ بن خیّاط، جزء اول، ص ۱۵۷ - تحت عمّالِ عثمانی - مطبوعہ عراق)

٦

الکاتب (منشی و محرّر)

خلیفۂ اسلام کے لیے تحریری ضروریات کی خاطر ایک محرّر و منشی درکار ہوتا ہے عہدِ عثمانی میں یہ خدمت مروان بن الحکم نے سرانجام دی -

Marfat.com

"..... وكاتبه مروان بن الحكم"

(تاریخ خلیفہ بن خیاط، ص ۱۵۷، جزء اوّل تحت عمّال عثمانی، مطبوعہ عراق)

(۷)

نیابتِ حج

(۳۵ھ)

عہد عثمانی میں جب آخری حج کا موقعہ آیا تو حضرت عثمانؓ کو باغیوں نے اپنے مکان میں محصور کر رکھا تھا۔ خود حج کے لیے تشریف لے جانے سے معذور تھے۔

اس وقت حضرت علیؓ کے چچا زاد برادر حضرت عبداللہ بن عباس مطلبی ہاشمی کو بلوا کر اپنی طرف سے امیرِ حج بنا کر مکہ شریف روانہ کیا۔ ابن عباسؓ نے امیر المومنین عثمانؓ کے حکم سے مکہ شریف میں جا کر مسلمانوں کو حج کروایا۔ یہ ۳۵ھ کا واقعہ ہے۔

"..... عن عکرمة عن ابن عباسؓ ان عثمان بن عفان استعمله على الحج في السنة التي قتل فيها سنة خمس وثلاثين (۳۵) فخرج فحجّ بالناس بامر عثمانؓ۔"

(۱) — طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۴۴ قسم اوّل تحت ذکر بیعت عثمانؓ۔ طبع لیدن

(۲) — تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۵۴ تحت ۳۵ھ۔ طبع عراق۔

تنبیہ: قبل ازیں ہم یہ واقعہ رحماء بینہم کے حصّہ سوم عثمانی کے باب پنجم کی ابتدا

Marfat.com

ہیں ذکر کر چکے ہیں اور ساتھ متعدد کتب سے حوالہ جات درج کر دیتے ہیں۔ یہاں عہدہ جات کے شمار کی خاطر دوبارہ نقل کیا ہے۔

یہ عہدہ حضرت عثمانؓ نے ہاشمی بزرگ کو عنایت فرمایا۔ کسی اموی کو نہیں دیا۔ خاندانی عصبیت کا اندازہ آپ یہاں سے لگا سکتے ہیں کہ اس کی اصلیت کس قدر ہے؟ اور پروپیگنڈے کو کس قدر دخل ہے؟

فائدہ

یہ چند ایک مناصب اور عہدے تاریخ کے اوراق سے ہم نے ناظرین کی خدمت میں پیش کر دیئے ہیں۔

ان میں صرف ایک مروان بن الحکم حضرت عثمانؓ کے چچا زاد برادر اور داماد ہیں۔ باقی مندرجہ بالا اہل مناصب میں سے کوئی صاحب بھی بنی امیہؓ سے نہیں بلکہ بعض بنی ہاشم سے ہیں اور بعض دوسرے قبائل سے ہیں۔

—— اب یہاں رشتہ داروں اور غیر رشتہ داروں کا باہم تناسب لگانا اقرباء و غیر اقرباء کا شمار کرنا ناظرین کرام پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

اپنے انصاف پسند قلب سے قبائلی عصبیت دُور فرما کر خود ہی موازنہ فرمالیں۔ میزانِ عدل آپ کے ہاتھ میں ہے۔

"کاتب" کے منصب کے متعلق اور مروان بن حکم کے لیے چند چیزیں عنقریب ہم انشاء اللہ عرض کریں گے تاکہ یہ مسئلہ بہتر طریق سے واضح ہو جائے۔

Marfat.com

بعض اہم مقامات اور ان کے حکّام

(خلافتِ عثمانی میں)

قبل ازیں سابقہ عنوان میں چند ایک مناصب کا ذکر کیا ہے۔ اب چند مشہور مقامات کے وُلاۃ و حکّام" کا بیان کر دینا مناسب ہے۔ ان مقامات کے والی و حاکم کی حیثیت اس علاقہ کے لیے ڈپٹی کمشنر یا کمشنر کی طرح ہوتی تھی۔ اس حلقہ کے انتظامات ان کے سپرد ہوتے تھے۔

ان تفصیلات کے ذریعے اموی حکّام اور غیر اموی حکّام کا پتہ لگانا آسان ہوگا اور معلوم ہو جائے گا کہ حضرت عثمان رضؓ نے کتنے افراد بنی اُمیہ سے لے کر حاکم بنا دیئے اور کتنی تعداد بنو امیہ کے ماسوا مقرر کی؟

(۱)

مکۃ المکرّمہ

مختلف[1] مواقع پر عہدِ عثمانی میں مکّہ شریف کے لیے مندرجہ ذیل حاکم و والی متعیّن رہے ہیں۔

اوّل :۔ خالد بن العاص بن ہشام المخزومی (صحابی)

الانتباہ [1] قارئین کرام کی خدمت میں معذرت عرض کی جاتی ہے کہ مآخذ کی بعینہٖ عبارات نقل کرنے اور پھر ان کا ترجمہ دینے میں طوالت ہوتی ہے اس وجہ سے بعض مقامات میں صرف اُردو میں مطلب ذکر کرنے کے بعد حوالہ بتا دیا گیا ہے۔ تسلی فرما دیں اپنی طرف سے حوالہ کی صحت کی کوشش کی گئی ہے۔ (منہ)

Marfat.com

(۱) — تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۱۵۶ تحت
عمّال عثمانی ۔

(۲) — تجرید اسماء الصحابہ، ج ۱، ص ۱۶۲، للذہبی
دائرۃ المعارف طبع حیدر آباد دکن تحت خالد
بن العاص ۔

دوم — علی بن عدی بن ربیعہ (صحابی)

(۱) — تاریخ خلیفہ بن خیّاط، ج ۱، ص ۱۵۶ تحت
عمال عثمانی ۔

(۲) — تجرید اسماء الصحابہ، ص ۴۲۴، ج ۱ ۔ للذہبیؒ
دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۔

سوم — عبداللہ بن عمرو الحضرمی

(۱) — تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۴۸ تحت عمال عثمانی ۳۵ھ

(۲) — الکامل لابن اثیر، ج ۳، ص ۹۵ ۔ ″ ″ ″

(۳) — کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمانؓ
ص ۱۵۰، الباب الثامن ۔ طبع بیروت ۔

(۴) — اور صاحب تاریخ یعقوبی (شیعہ) نے ص ۱۷۶ تحت
ایام عثمانؓ ۔ طبع بیروت ۔ لبنان (جلد ثانی) میں عبداللہ
مذکور کا مکہ شریف پر عامل عثمانی درج کیا ہے ۔

چہارم — عبداللہ بن الحارث بن نوفل مطلبی ہاشمی ابو محمد (لقب بَبّہ)

(۱) — طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۱۵ ۔ تحت
عبداللہ مذکور ۔ طبع لیدن ۔

Marfat.com

(۲) تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی، ص ۱۸۱،
جلد ۵۔ تحت عبداللہ بن الحارث۔

(۲)

المدینۃ المنورۃ

پنجم ــــــ جب حضرت عثمانؓ اپنے دورِ خلافت میں حج کو تشریف لے جاتے تو زید بن ثابت انصاریؓ (صحابی)، کو مدینہ طیبہ پر اپنا نائب متعیّن فرما کر جاتے تھے۔

(۱) تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ص ۱۵۶، جزء اوّل
تحت تسمیہ عمالِ عثمانی (طبع نجف اشرف عراق۔
(۲) اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ للجزری، ج ۲، ص ۲۲۲
تحت زید بن ثابتؓ۔

(۳)

الطائف

ششم ــــــ الطائف پر عہدِ عثمانی میں القاسم بن ربیعۃ الثقفی والی اور حاکم تھے۔

(۱) تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۴۸ تحت عمالِ عثمانی
(۲) الکامل لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۹۵۔
تحت اسماء عمّالِ عثمانی۔
(۳) کتاب التمہید والبیان، ص ۱۵۰۔ الباب
الثامن۔ طبع بیروت، لبنان۔
(۴) تاریخ یعقوبی (شیعی)، ج ۲، ص ۱۷۶ تحت ایام عثمانؓ

Marfat.com

(۴)

الصنعاء (یمن)

ہفتم ـــــ صنعاء کے علاقہ پر یعلیٰ بن منیتہ التمیمی صحابی والی و حاکم تھے (جن کو یعلیٰ بن امیتہ بھی کہا جاتا ہے)

(۱) ـ الاستیعاب، ج ۳، ص ۶۲۵، تحت یعلیٰ بن امیتہ التمیمی ـ
(۲) ـ الاصابہ، ج ۳، ص ۶۳۰ ـ مع الاستیعاب تحت یعلیٰ مذکور
(۳) ـ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۴۸ ـ تحت اسماء عمال عثمانؓ ـ
(۴) ـ الکامل لابن اثیر، ج ۳، ص ۹۵ ـ تحت اسماء عمالہ ـ
(۵) ـ کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمانؓ، ص ۵۱ طبع بیروت
(۶) ـ تاریخ یعقوبی (شیعی)، ج ۲، ص ۱۷۶ ـ ذکر ایام عثمانؓ ـ

(۵)

الجند (یمن)

ہشتم ـــــ عہد عثمانی میں جند کے مقام پر عبداللہ بن ابی ربیعۃ المخزومی صحابی والی و حاکم تھے ـ

(۱) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۳، ص ۱۵۵ ـ تحت عبداللہ بن ربیعۃ المذکور، طبع تہران ـ
(۲) الاصابہ، ج ۲، ص ۲۹۷ تحت عبداللہ بن ربیعہ
(۳) تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۴۸ تحت اسماء عمال عثمانؓ
(۴) الکامل لابن اثیر، ج ۳، ص ۹۵ تحت اسماء عمالہ

Marfat.com

(۵) — کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید
عثمانؓ، الباب الثامن، ص ۱۵۰ طبع بیروت۔

—(۶)—

آذربیجان

نہم — آذربیجان کے حلقے پر اشعث بن قیس کندی (صحابی) والی و
حاکم تھے۔

(۱) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۱، ص ۹۸
تحت الاشعث۔

(۲) — تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۴۸، تحت اسماء
عمالِ عثمانؓ۔

(۳) — الکامل لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۹۵
تحت اسماء عمالہ

(۴) — البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۲۲۷۔ تحت
بیعۃ علیؓ بالخلافۃ۔

(۵) — کتاب التمہید والبیان، ص ۱۴۹۔ الباب الثامن

—(۷)—

حلوان

دھم — اور حلوان کے علاقہ کے لیے عتیبہ بن النہاس حاکم تھے۔

(۱) — تاریخ لابن جریر طبری، ج ۵، ص ۱۴۹۔ تحت
اسماء عمالِ عثمانؓ۔

Marfat.com

(۲)۔ الکامل لابن اثیر جزری، ج ۳، ص ۹۵ تحت
اسماء عمال عثمانؓ۔

(۳)۔ البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۲۲۷، تحت
بیعت علیؓ بالخلافۃ۔

(۴)۔ کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید
عثمانؓ، الباب الثامن، ص ۱۴۹ طبع بیروت لبنان۔

—— (۸) ——

ہمذان

یازدہم —— ہمذان پر عہدِ عثمانی میں نُسَیر نامی ایک صاحب والی و حاکم تھے۔

(۱)۔ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۴۹ تحت اسماء عمالِ عثمانؓ
(۲)۔ الکامل لابن اثیر، ج ۳، ص ۹۵ تحت اسماء عمالِ عثمانؓ
(۳)۔ کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمانؓ،
ص ۱۴۹۔ باب ثامن۔

تنبیہ:۔ حافظ ابنِ کثیر نے البدایہ، ج ۸، ص ۵۶ ۵۱ھ ذکر جریر بن عبداللہ البجلی میں لکھا ہے کہ قد کان (جریر) عاملاً لعثمان علی ھمذان۔

یعنی حضرت عثمانؓ کے لیے (ایک مدت تک) ہمذان پر جریر بن عبداللہ بجلی (صحابی) بھی حاکم و والی تھے۔

—— اور مشہور مؤرخ یعقوبی شیعی نے بھی تاریخ یعقوبی میں ہمذان پر حضرت عثمانؓ کی طرف سے جریر مذکور کا حاکم و والی ہونا درج کیا ہے۔

(تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۱۷۶ تحت ایامِ عثمانؓ (عمالِ عثمانی)،

Marfat.com

(۹)

اصبہان

دوازدہم —— اصفہان کے علاقہ پر حضرت عثمانؓ کی جانب سے السائب بن الاقرع والی تھے۔ (یہ صحابی ہیں)۔

(۱) —— تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۴۹ تحت اسماء عمال عثمانؓ

(۲) —— الکامل لابن اثیر، ج ۳، ص ۹۵ تحت اسماء عمالہ

(۳) —— کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمانؓ الباب ثامن، ص ۱۵۰ طبع بیروت

(۱۰)

جرجان

سینردہم —— جرجان کے مقام پر ذوالجوشن الضبابی حاکم تھے۔

(کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمانؓ الباب الثامن، ص ۱۵۰۔ طبع بیروت لبنان)

(۱۱)

ماسبذان

چہاردہم —— "علاقہ ماسبذان پر ایک شخص حُبَیش نامی والی تھے"۔

(۱) —— تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۴۹ تحت اسماء عمال عثمانؓ

(۲) —— الکامل لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۹۵ تحت اسماء عمالہ

Marfat.com

(۳) — کتاب التمہید والبیان، ص ۱۵۰۔ الباب الثامن۔

—— (۱۲) ——

قرقیسا

پانزدھم —— قرقیسا کے مقام پر (بعض اوقات) جریر بن عبداللہ (صحابی) حاکم و والی تھے۔

(۱) — تاریخ ابن جریر طبری، ص ۱۴۸، جلد ۵۔ تحت اسماء عمال عثمان رض

(۲) — تاریخ ابن اثیر (الکامل) ص ۹۵، ج ۳۔ تحت اسماء عمالہ

(۳) — تاریخ ابن کثیر (البدایہ) ج ۷، ص ۲۲۷۔ تحت بیعۃ علی بالخلافۃ۔

(۴) — کتاب التمہید والبیان لمحمد بن یحییٰ بن ابی بکر، ص ۱۴۹۔ باب ہشتم۔

—— (۱۳) ——

ماہ

شانزدھم —— مقام ماہ میں مالک بن حبیب نامی ایک صاحب حاکم تھے۔

(۱) — تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۴۹۔ تحت اسماء عمال عثمان رض

(۲) — تاریخ الکامل لابن اثیر ج ۳، ص ۹۵۔ تحت اسماء عمالہ

(۳) — کتاب التمہید والبیان، ص ۱۴۹۔ الباب الثامن

Marfat.com

(۱۴)

الرَّیُّ

ہفدھم ـــــ رَیّ کے علاقہ پر عہدِ عثمانی میں سعید بن قیس حاکم و والی تھے۔

(۱) تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۴۹ تحت اسماء عمال عثمانؓ

(۲) تاریخ الکامل لابن اثیر، ج ۳، ص ۹۵ تحت اسماء عمال

(۳) کتاب التمہید والبیان، ص ۱۴۹۔ الباب الثامن

(۱۵)

قومس

ہژدھم ـــــ قومس کے مقام پر عثمانی حاکم جبلہ بن حیوۃ الکنانی تھے۔

(کتاب التمہید والبیان، ص ۱۵۰، الباب الثامن، طبع بیروت۔

(۱۶)

الموصل

نوزدھم ـــــ اور موصل کے علاقہ کے لیے حکیم بن سلامۃ والی و حاکم تھے۔

(کتاب التمہید والبیان لمحمد بن یحییٰ بن ابی بکر الاندلسی، ص ۱۴۹، باب ہشتم)

(۱۷)

الصنعاء (شام)

بستم ـــــ صنعاء کے مقام پر ثمامۃ بن عدی (صحابی) حضرت عثمانؓ کی طرف سے

Marfat.com

والی وحاکم تھے۔

".. کان رثمامة) امیں العثمان رضؓ علی صنعاء"

(۱) الاستیعاب معہ الاصابہ، ج ۱، ص ۲۰۵
تحت ثمامہ بن عدی

(۲) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ص ۲۴۸-۲۴۹
جلد اول تحت ثمامہ بن عدی۔ طبع طہران۔

اعتراض کنندگان کی نظروں میں چند مقامات

مشہور مقامات میں سے اب صرف آخری چار مقامات (کوفہ۔ بصرہ۔ شام۔ مصر) کے والیوں کا ذکر باقی ہے وہ اب بیان کیا جاتا ہے۔ اور عہدۂ کتابت کا بھی ساتھ ذکر ہوگا۔ معترضین احباب کی طرف سے یہ مقامات خصوصاً جائے اعتراض تصوّر کیے جاتے ہیں۔ ہم نے ان مقامات کی متعلقہ چیزیں پیش کی ہیں ان پر منصفاً نظر غائر فرما کر حضرت عثمانؓ کے طریق کار کا جائزہ لیں اور معلوم کریں کہ:

آیا یہ سب کچھ کسی تعصّب اور خویش پروری کی بنا پر ہوتا رہا ہے؟ یا مسلمانوں کی بہتری اور وقتی تقاضوں کی بنا پر کیا جاتا رہا ہے؟ چونکہ امیر المؤمنین سیّدنا عثمانؓ کی دیانت داری اور صداقت اور امانت پر جمہور اہلِ اسلام کو یقین اور اعتماد ہے اس وجہ سے ان کی کارکردگی اور پالیسی کو کسی شک و شبہ کی نگاہ سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ اب ان مقامات کی متعلقہ اشیاء کو ملاحظہ فرما دیں۔

(۱۸)

الکوفہ

ناظرین کو معلوم ہونا چاہیے کہ خلافتِ عثمانی کے دَورِ اوّل اور آخری دَور میں

Marfat.com

کوفہ پر غیر اموی حاکم و والی تھے۔ درمیان میں دو عدد عثمانی رشتہ دار (ولید بن عقبہ اور سعید بن العاص) والی بنائے گئے۔

کوفہ میں عزل و نصب کے متعلق تھوڑی سی وضاحت لکھی جاتی ہے جو حقیقت واقعہ سمجھنے کے لیے مفید ہوگی۔

—— فاروقی خلافت کے آخری ایام میں کوفہ پر مغیرہ بن شعبہ (صحابی) حاکم تھے۔ عہد عثمانی میں یہ تقریباً ایک سال تک والی رہے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے انہیں معزول کر کے حضرت سعد بن ابی وقاص کو والی بنایا اور ساتھ یہ فرمایا کہ ان کی یہ معزولی کسی خیانت یا برائی کی وجہ سے نہیں ہے یعنی وقتی مصلحت کے تحت کی گئی ہے۔

(تاریخ ابن خلدون جلد ثانی، ص ۹۹۸ - ۹۹۹۔
طبع بیروت لبنان۔ تحت مقتل عمرؓ و امر الشوریٰ
و بیعت عثمانؓ)

—— پھر ۲۶ھ میں سعد بن ابی وقاص کو معزول کیا اور ولید بن عقبہ کو حاکم بنایا۔

(البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۵۱ تحت ۲۶ھ
طبع اول مصری)

—— اس کے بعد ۲۹ھ میں ولید بن عقبہ کو معزول کر دیا اور سعید بن العاص کو والی و حاکم مقرر کیا۔

(۱) تاریخ خلیفہ بن خیاط، ص ۱۳۸ جزء اول تحت ۲۹ھ
(۲) تہذیب التہذیب، ص ۱۴۳-۱۴۴، جلد ۱۱، تحت
ذکر ولید بن عقبہ۔

—— کچھ مدت کے بعد اہل کوفہ نے سعید بن العاص کے خلاف شورش

Marfat.com

کھڑی کر دی (جیسا کہ عراقیوں کی فطرت ہے) اور سعید کے عزل کا تقاضا کیا تو حضرت عثمانؓ نے ان کے مطالبہ کے پیشِ نظر ۳۴ھ میں سعید کو معزول کر دیا اور ابو موسیٰ اشعریؓ کو کوفہ کا حاکم مقرر کر دیا۔

پھر ابو موسیٰؓ حضرت عثمانؓ کی شہادت تک والی و حاکم رہے۔

یہ مضمون مندرجہ ذیل مقامات میں دستیاب ہے ملاحظہ فرماویں:-

(۱)ـــ تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۱۴۵ تحت ۳۴ھ۔

(۲)ـــ تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۱۵۷۔ تحت تسمیہ عمالِ عثمانؓ۔

(۳)ـــ الاصابہ لابن حجر، ج ۲، ص ۳۵۲۔ معہ الاستیعاب۔ تحت ذکر ابی موسیٰؓ (عبداللہ بن قیس)

(۴)ـــ طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۲۲۔ تحت ذکر سعید بن العاص۔ طبع اوّل لیدن۔

تنبیہ

شیعہ مؤرخین نے بھی تسلیم کیا ہے کہ عثمانی خلافت کے آخری ایام میں کوفہ کے والی و حاکم ابو موسیٰ اشعریؓ تھے۔

"... وعلی الکوفۃ ابا موسیٰ الاشعری"

(تاریخ یعقوبی شیعی، ج ۲، ص ۱۷۶۔ بحث عمالِ عثمانؓ، طبع بیروت لبنان)۔

مندرجہ کوائف کی روشنی میں

ـــ یہ بات عیاں ہو رہی ہے کہ کوفہ پر عثمانی خلافت کے دوران اموی حکام کو ہی مسلط نہیں رکھا گیا بلکہ اوّل و آخر سالوں میں غیر اموی حضرات

Marfat.com

حاکم بنائے گئے تھے۔ صرف درمیانی مدت میں دو عدد اموی اشخاص کو یکے بعد دیگرے والی
حاکم بنایا گیا تھا۔

——— پھر اس مدت میں بھی جب تبدیلی کے لیے حالات متقاضی ہوئے تو حضرت
عثمان رضؓ نے والی کی معزولی فرما دی۔ اس موقعہ پر کسی قسم کی شدت نہیں پیدا ہونے دی۔
معزولی کے اسباب جو بھی لوگوں نے کھڑے کر دیئے۔ ان پر حضرت عثمان رضؓ نے کوئی سختی
نہیں فرمائی۔

ولید بن عقبہ پر ان کے مخالفین نے شراب نوشی کا افترا باندھا حضرت عثمان رضؓ
کے پاس اس بات کی گواہی دے دی۔ تو حضرت عثمان رضؓ نے ولید پر حد لگائی اور اس کو
معزول کر دیا۔ (اس واقعہ کے تفصیلی حوالہ جات ہم انشاء اللہ بحث ثانی میں ذکر کرینگے۔
وہاں اس واقعہ کا پس منظر بہت عمدہ طریقہ سے معلوم ہو سکے گا)۔

——— اسی طرح سعید بن العاص کے خلاف شورش پسندوں نے شورش کھڑی کر
دی۔ (جیسا کہ اہلِ عراق کے طبائع میں عموماً شر و فساد تھا) تو حضرت عثمان رضؓ نے شر کو فرو
کرنے کے لیے سعید کی تبدیلی فرما دی۔

یہ تمام حالات حضرت سیدنا عثمان رضؓ کی انصاف پسندی، عدل گستری، سلامت
روی کی گواہی دیتے ہیں اور حتی المقدور عوام کی بہتری اور پبلک کی رعایت کرنے پر
دلالت کرتے ہیں۔

——— حضرت عثمان رضؓ پر طعن و الزام قائم کرنے والے احباب نے اپنے
معترضانہ ذوق کے مطابق ان تمام چیزوں کو خویش پروری و قبائلی عصبیت کے پلڑے
میں ڈال دیا ہے اور قبیلہ پروری کی تاریخ مرتب کرنے کی خاطر زینہ بنا لیا ہے۔
(فیا للعجب)۔

Marfat.com

البصرۃ

—— عثمانی خلافت میں بصرہ کے حاکم پہلے ابوموسیٰ الاشعری تھے (جن کا نام عبداللہ بن قیس ہے) - پھر ۲۹ھ میں قریباً پانچ سال کے بعد (وقتی تقاضوں کی بناپر) ان کو معزول کیا گیا - ان کی جگہ عبداللہ بن عامر کو حضرت عثمانؓ نے حاکم اور والی بنایا -

"..... و ولّی ابن عامر البصرۃ سنۃ تسع وعشرین"

(۱) تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱ص ۱۵۸ - تحت تسمیۃ عمّالِ عثمانؓ -

"...... و استعملہ عثمان رضی اللہ عنہ علی البصرۃ سنۃ تسع وعشرین بعد ابی موسیٰ - الخ

(۲) - اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ص ۱۹۱، ج ۳ - تحت ذکر عبداللہ بن عامر بن کریز)

—— اس معزولی وتبدیلی کو معترضین حضرات نے خدا جانے کیا کچھ رنگ دے دیا ہے ؟ حالانکہ ان حضرات کے درمیان اس موقعہ پر کسی قسم کی کشیدگی اور رنجیدگی نہیں پیدا ہوئی - اس چیز پر مندرجہ ذیل اشیاء بطور شہادت پیش کی جاتی ہیں ان میں غور فرماویں -

(۱)

—— حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو جب معزول کیا گیا اور عبداللہ بن عامر حاکم مقرر ہو کر بصرہ پہنچے تو اس وقت لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے حضرت ابوموسیٰؓ نے

Marfat.com

عبداللہ بن عامر کے حق میں کلام فرمایا وہ قابلِ شنید ہے اور طعن کرنے والے احباب کے لیے لائقِ عبرت ہے۔

——— حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

"... قد اتاکم فتیً من قریشٍ کریم الامّہات والعمّات والخالات یقوم بالمال فیکم ھٰکذا وھٰکذا ... الخ

(۱) نسب قریش لمصعب الزبیری، ص ۱۴۷-۱۴۸
تحت حالات عامر بن کریز۔

(۲) سیر اعلام النبلاء للذہبی، ص ۱۲، ج ۳ -
تحت عبداللہ بن عامر

(۳) تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۱۳۶ تحت ۲۹ھ

یعنی قریش میں سے ایسے باعزت جوان آپ کے پاس پہنچے ہیں جن کی مائیں، پھوپھیاں، خالائیں، شریف اور سخی ہیں۔ اور اس طرح اس طرح تم کو مال دیں گے" (یعنی خوب سخاوت کریں گے)۔

(۲)

——— اور اس موقعہ پر عبداللہ بن عامر نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ان کا احترام و اکرام ملحوظ رکھتے ہوئے ایسی گفتگو کی جو ان کے اخلاص و صفائی معاملات پر دلالت کرنے کے ساتھ ساتھ باہمی عدم تکدّر و عدم منافقت کا واضح ثبوت ہے۔

"... فاتاہ ابن عامر فقال یا اباموسیٰ ما احد من بنی اخیک اعرف بفضلک منی انت امیر البلد ان اقمت والموصول ان رحلت قال جزاک اللہ یا ابن اخی خیراً ثم ارتحل الی الکوفۃ۔"

Marfat.com

(طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۳۲۔ تحت عبداللہ
بن عامر بن کریز۔ طبع اوّل لیدن۔

"۔۔۔ یعنی عبداللہ بن عامر نے عرض کیا کہ اے ابوموسیٰ آپ کے بھتیجوں میں سے آپ کے فضل و شرف کو مجھ سے زیادہ پہچاننے والا کوئی نہیں۔ اگر آپ یہاں (بصرہ) میں قیام فرما دیں تو آپ کی حیثیت امیرِ شہر کی ہوگی اور اگر یہاں سے (دوسری جگہ) منتقل ہو جائیں تو بھی آپ کے ساتھ تعلق اور ارتباط قائم ہے۔

حضرت ابوموسیٰؓ نے (جواباً) فرمایا اے برادر زادے! اللہ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے، اس کے بعد وہ کوفہ کی طرف منتقل ہو گئے۔"

(۳)

نیز یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ بصرہ سے یہ ان کی تبدیلی رضامندی کے ساتھ ہوئی تھی۔ اس میں کسی جبر و اکراہ یا ناخوشگواری کو دخل نہیں تھا ورنہ دوسری بار ابوموسیٰ اشعریؓ کوفہ میں والی بننا قبول نہ فرماتے۔

ان واقعات نے مسئلہ صاف کر دیا کہ منصب ہٰذا کی تبدیلی آپس میں باعزت طریقہ سے ہوئی تھی۔ کسی قسم کی باہم کشیدگی اور پریشانی نہیں پیش آئی تھی۔

۔۔۔ گروہ بندی اور عصبیّت کی تاریخ سازی کرنے والے حضرات کو اللہ ہدایت بخشے جنہوں نے اصل واقعات کو الٹ پلٹ کر مسئلہ کی تصویر کا رُخ ہی بدل ڈالا۔ یہ ان بزرگوں کا اپنا فنّی کمال ہے۔ ورنہ حقیقت میں حضرت عثمانؓ کے پیشِ نظر قبائلی عصبیت بالکل نہ تھی۔

(۲۰)

الشام

عہدِ نبوی | امیر معاویہؓ کے متعلق اتنی وضاحت ضروری ہے کہ امیر معاویہؓ کا

Marfat.com

کاتبِ نبوی ہونا تو مسلّمات میں سے ہے۔ اس کے علاوہ نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے مبارک عہد میں بعض اوقات امیر معاویہؓ کو عہدہ و منصب عطا فرمایا۔ جب وائل بنؓ حجر اسلام لائے تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو ایک قطعہ اراضی عطا فرمانے کا ارادہ کیا۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے امیر معاویہؓ کو ارشاد فرمایا کہ ان کے ساتھ جا کر وہاں سے ایک حلقۂ زمین ان کے لیے متعیّن کر کے ان کو دے دیں۔ اہلِ علم کی تسلّی کے لیے حوالہ کی اصلی عبارت ذکر کی جاتی ہے۔ وائل خود کہتے ہیں کہ:

"۔۔۔۔ فبعث (رسول اللہ صلعم) معی معاویۃ بن ابی سفیان قال وامرہٗ ان یعطینی ارضًا فید فعہا الیّ"۔

(تاریخ کبیر بخاری، ص ۱۷۵-۱۷۶، ج ۴ ق ۲ تحت وائل بن حجر)

اور اسد الغابہ و اصابہ میں بھی یہ مضمون موجود ہے۔

"۔۔۔۔ واقطعہٗ ارضًا وارسل معہ معاویۃ بن ابی سفیان وقال اعطہا ایّاہ"۔

(اسد الغابہ، ج ۵ ص ۸۱، تحت وائل بن حجر۔ طبع طہران۔)

(الاصابہ، ج ۳ ص ۵۹۲ ۔ معہ استیعاب ذکر وائل بن حجر)

عہدِ صدّیقی | صدّیقِ اکبرؓ کی خلافت میں بھی امیر معاویہؓ کو ایک باعزت منصب حضرت صدیقؓ نے عنایت فرمایا۔

علاقۂ شام میں امیر معاویہؓ کے بڑے برادر یزید بن ابی سفیان فتوحاتِ اسلامی

Marfat.com

کے سلسلہ میں گئے ہوئے تھے ان کی معاونت کے طور پر وہاں ایک امدادی جماعت بھیجنے کی ضرورت پیش آئی تو حضرت صدیق اکبرؓ نے شام کی طرف ایک جماعت روانہ کی اور اس جماعت پر امیر معاویہؓ کو امیر بنا کر رخصت فرمایا۔

عبارت ہٰذا میں یہ مضمون ملاحظہ فرماویں:۔

...... واجتمع الی ابی بکر اناسٌ فامّرعلیهم معاویة وامره باللحاق بیزید فخرج معاویة حتی لحق بیزید... الخ

(۱)۔۔۔ تاریخ الطبری، ج ۴، ص ۳۰، تحت سنہ ۱۳ھ

(۲)۔۔۔ البدایہ لابن کثیرؒ، ج ۷، ص ۴، تحت سنہ ۱۳ھ

عہدِ فاروقی | عہدِ فاروقی میں شام کے علاقہ میں یزید بن ابی سفیان فوت ہو گئے۔ (یہ سنہ ۱۷ھ یا سنہ ۱۸ھ میں طاعون عمواس کا موقعہ ہے)۔

تو ان کے قائم مقام امیر معاویہؓ کو حضرت فاروق اعظمؓ نے اس سلقہ کا امیر متعین فرمایا۔

پھر حضرت عثمانؓ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں شام کے علاقہ کا حاکم امیر معاویہؓ کو ہی برقرار رکھا۔

ذیل میں یہ مضمون درج ہے تسلی فرمالیں۔

"...ثم جمع عمر الشام کلها لمعاویة واقرّہ عثمان"

(۱)۔۔۔ سیر اعلام النبلاء للذہبی، ج ۳، ص ۸۸ تحت معاویہ بن ابی سفیان۔

(۲)۔۔۔ الاصابہ لابن حجرؒ، ص ۴۱۲، ج ۳۔ تحت معاویہ بن ابی سفیان۔

(۳)۔۔۔ تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۱۵۷۔ تحت تسمیۃ عمال عثمانؓ۔

Marfat.com

(۴)___ تہذیب الاسماء واللغات للنووی، ج ۲، ص ۱۰۳

تحت معاویہؓ بن ابی سفیان۔

عہدِ عثمانی | مندرجاتِ بالا کے ذریعہ واضح ہوا کہ حضرت عثمانؓ نے امیر معاویہؓ کو کوئی جدید حاکم نہیں مقرر کیا بلکہ سابق خلفاء کے مقرر شدہ حاکم کو علاقہ شام کے لیے برقرار رکھا۔

امیر معاویہؓ اپنی طبعی صلاحیتوں کی بنا پر اپنے فرائض واجبی کو عمدہ طریقہ سے سرانجام دیتے تھے۔ حکمرانی کا سلیقہ تھا اور عوام کے مسائل حل کرنے میں کوئی خامی نہیں چھوڑتے تھے اور نہ ہی رعایا کی طرف سے کوئی خاص شکایت پیش آتی تھی۔

ان حالات کے تحت اگر مزید علاقے مفتوحہ ان کی تحویل میں دے دیئے گئے تو اس سے فتنے و فسادات کھڑے ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جس آدمی کی شخصیت کے ساتھ عناد ہو تو اس کے متعلق قدم قدم پر اعتراضات قائم کیے جا سکتے ہیں۔

___ گروہی تعصب سے الگ ہو کر اگر انصاف سے کام لیا جائے تو اس مقام میں حضرت امیر معاویہؓ کا ایک اپنا بیان کافی و شافی ہے۔

وہ بھی ہم ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں

حضرت امیر معاویہؓ کا اپنا بیان | "۔۔۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان معصوماً فولانی فادخل فی امرہ ثم استخلف ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فولانی ثم استخلف عمرؓ فولانی ثم استخلف عثمانؓ فولانی فلم اَلِ لِاَحدٍ منھم ولم یولنی اِلّا وھو راضٍ عنّی"۔

Marfat.com

(تاریخ ابن جریر الطبری، ج ۵، ص ۸۷، تحت ۳۳ھ۔ ذکر تسییر من سیّر من اہل الکوفۃ الیہا)

"یعنی امیر معاویہؓ (کوفہ کی ایک جماعت کو خطاب کر رہے تھے)، فرماتے ہیں کہ نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے انہوں نے مجھے حاکم اور والی بنایا اور اپنے کام میں داخل کیا۔

پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے، انہوں نے بھی مجھے حاکم بنایا ان کے بعد عمرؓ خلیفہ ہوتے انہوں نے بھی مجھے والی مقرر کیا۔ حضرت عمرؓ کے بعد عثمانؓ خلیفہ ہوتے تو انہوں نے بھی مجھے حاکم بنایا۔ پس میں ان میں سے جس کے لیے والی بنا اور جس نے بھی مجھے والی بنایا وہ سب مجھ سے راضی رہے (کسی کو شکایت نہیں ہوئی)۔"

خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) ـــــ امیر معاویہؓ کے حق میں جو سنتِ نبوی تھی حضرت عثمانؓ نے اس کے موافق عمل درآمد کیا۔

(۲) ـــــ اسی طرح صدیقی وفاروقی دَور کا جو طریق کار امیر معاویہؓ کے لیے آ رہا تھا، حضرت عثمانؓ نے اسی کو جاری رکھا۔ کوئی جدید طرزِ عمل نہیں اختیار کیا۔

(۳) ـــــ ان کے عوام کی طرف سے امیر کی تبدیلی کا کوئی تقاضا سامنے نہیں آیا تھا جس کی وجہ سے ان کو بدل دیا جاتا۔

اندریں حالات سیدنا عثمانؓ کے حق میں امیر معاویہؓ کو حاکمِ شام رکھنے پر گروہی تعصب اور قبائلی عصبیت کا پروپیگنڈا کرنا نہایت ناانصافی ہے اور حقیقتِ واقعہ کے بالکل خلاف ہے۔

Marfat.com

(۲۰)

مصر

خلافتِ عثمانی میں حضرت عمروؓ بن العاص مصر کے حاکم اور والی تھے۔ وقتی تقاضوں کے موافق عثمانی دور کے سالِ چہارم میں یعنی ۲۷ھ میں ان کو معزول کیا گیا۔

ان کی جگہ پر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو متعین کیا گیا۔ یہ حضرت عثمانؓ کے رضاعی برادر تھے۔ یعنی حضرت عثمانؓ نے عبداللہ کی ماں کا دودھ پیا تھا۔

(ملاحظہ ہو:۔ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۷۳۔ تحت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح)

——عبداللہ بن سعد مذکور بنی امیہ سے نہیں ہیں بلکہ بنی عامر سے تھے۔ حضرت عثمانؓ کے ساتھ ان کا رضاعی برادر ہونا ہی ان کا جرم تجویز کر لیا گیا ہے۔

——منصب کی یہ تبدیلی بھی کسی تعصب یا قبیلہ پرستی کی بنا پر نہیں کی گئی تھی۔ حضرت عثمانؓ کے سامنے قبائلی عصبیت وغیرہ کے نظریات بالکل نہ تھے، بلکہ اس موقعہ کی مصالح اور ضرورتوں کے تحت یہ تبادلے کیے جاتے تھے۔

اس چیز پر مندرجہ ذیل واقعات ہم ناظرین کے سامنے رکھتے ہیں۔ ان میں غور کرنے سے یہ مسئلہ صاف ہو جائے گا۔

اوّل ——خلیفہ بن خیاط نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ

——وفیھا (سنہ ۲۷ھ) عزل عثمان بن عفان عمرو بن العاص عن مصر وولّاھا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح فغزا ابن ابی سرح افریقیّۃ ومعہ العبادلۃ عبداللہ بن عمرؓ۔ عبداللہ بن عمروؓ، عبداللہ بن الزبیرؓ۔ الخ

Marfat.com

"یعنی ۲۷ھ میں عمرو بن العاصؓ کو حضرت عثمانؓ نے مصر سے معزول کیا اور عبداللہ بن سعد کو والی بنایا تو عبداللہ نے اسی سال افریقہ کی جنگ کی مہم شروع کی۔ اس جنگی مہم میں عبداللہ بن عمر اور عمرو بن العاص کے لڑکے عبداللہ اور ابن زبیر وغیرہم اس کے ساتھ شریک جنگ ہوئے"

(۱) تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۱۳۴۔
تحت ۲۷ھ۔

(۲) تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۱۵۷۔
تحت تسمیۃ عمال عثمانؓ۔

(۳) فتوح البلدان بلاذری، ص ۲۳۴۔ تحت
عنوان فتح افریقہ۔

(۴) تاریخ ابن خلدون، ج ۲، ص ۱۰۰۳۔ جلد ثانی
تحت عنوان ولایۃ عبداللہ بن ابی سرح علی
مصر و فتح افریقہ۔ طبع بیروت

دوم ـــــ اس کے بعد دوسرا واقعہ (۳۰ھ) کا ہے وہ بھی ملاحظہ فرمادیں۔
ـــــ خلافتِ عثمانی میں خراسان و طبرستان وغیرہ علاقوں کی فتوحات کے لیے ایک زبردست فوج تیار کی گئی۔ امیرِ لشکر سعید بن العاص اموی تھے۔ بڑے بڑے اکابرینِ اُمّت اور صحابۂ کرامؓ اس مہم میں شریک ہوئے۔ ان حضرات میں عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بھی تھے اور وہ اس کارِ خیر میں بخوشی شریک ہوتے تھے۔

اہلِ علم کی تسلّی کے لیے طبری کی عبارت بلفظہٖ درج کی جاتی ہے اور باقی مؤرخین کا صرف حوالۂ کتاب دے دیا ہے۔

"۔۔۔ عن حنش بن مالك قال غزا سعيد بن العاص من

الكوفة سنة ۳۰ھ یرید خراسان ومعه حذیفة بن اليمان وناس من اصحاب رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم ومعه الحسن والحسین وعبد الله بن عباس وعبد الله بن عمر وعبد الله بن عمرو بن العاص وعبد الله بن الزبیر۔الخ

(۱)۔۔۔ تاریخ للطبری، ج ۵، ص ۵۷۔ ذکر الخبر عنه عن غزو سعید بن العاص طبرستان۔

(۲)۔۔۔ الکامل لابن اثیر، ج ۳، ص ۵۴۔ ذکر غزوۂ طبرستان

(۳)۔۔۔ البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۵۴ تحت سنہ ۳۰ھ

(۴)۔۔۔ تاریخ ابن خلدون، ج ۲، ص ۱۰۱۸۔ تحت غزوۂ طبرستان۔ طبع بیروت۔

۔۔۔ اگر عمرو بن العاص کی معزولی متعصبانہ اور قابلِ اعتراض تھی تو اس دَور کے اکابر صحابہ کرامؓ کو اوّلاً حق پہنچتا تھا کہ اس کے خلاف عملاً احتجاج کرتے اگر خلیفۂ اسلام اپنی قبیلہ پرستی سے باز نہ آتے تو ان کے اہم کاموں میں شریکِ کار ہونا ترک کر دیتے۔ یہاں معاملہ برعکس ہے کہ خود عمرو بن العاصؓ کے صاحبزادے عبد اللہ بن عمرو بن العاص اسی سال (۲۷ھ) میں افریقیہ کی مہم میں باقی اکابرین کے ساتھ شریکِ جہاد ہوتے۔ اور غنائم سے دوسروں کی طرح حصّہ رسدی حاصل کیا۔ اور دوسرے کسی بزرگ نے بھی یہ اعتراض نہیں کھڑا کیا۔

۔۔۔ پھر سنہ ۳۰ھ میں بھی غزوۂ طبرستان وغیرہ میں یہی صاحبزادے دیگر بزرگوں کی طرح شریکِ جنگ ہوتے اور ان مہموں میں پوری طرح حصّہ لیا۔

مختصر یہ ہے کہ ان واقعات کے ذریعہ معلوم ہو گیا کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص کے والد (عمرو بن العاص) کو ان کے منصب سے کسی گروہ بندی اور

Marfat.com

عصبیّت کی وجہ سے الگ نہیں کیا گیا تھا بلکہ وقتی مصلحت اور ملّی ضرورت کے تحت یہ معاملہ پیش آیا تھا۔

اکابر صحابۂ کرام کے تعامُل سے یہ مسئلہ صاف اور بے غبار ہے۔

اعتراض کنندگان کی کج بحثی کا کوئی علاج نہیں۔ مالک کریم سب مسلمانوں کو تمام صحابۂ کرام کے حق میں حسنِ ظنی کی توفیق عطا فرماتے۔ اور معترض احباب کو ہدایت بخشے۔

کاتب کا منصب

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے لیے مروان بن الحکم الکاتب تھا۔"

(تاریخ خلیفہ بن خیّاط، ج ۱، ص ۱۵۷ تحت عمال عثمانی، طبع عراق)۔

حکومت کے عہدوں میں اس دَور کے اعتبار سے کاتب کا صحیح مفہوم "منشی" اور "محرّرِ دفتر" ہے۔ معترضین حضرات نے اس چھوٹے سے عہدہ کے مفہوم کو من مانی تشریحات کا جامہ پہنا کر کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ پوری سلطنتِ عثمانی کا سیکرٹری تجویز فرما کر تمام ملک کے در و بست پر مسلّط فرما دیا۔

اعتراض کنندگان کے بابرکت قلم کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے اور ان کے فنِ خطابت کا یہ کمال ہے ورنہ اس دَور میں کہاں منشی و محرّر کا مقام اور کہاں تمام ملک پر مسلّط سکرٹری کا منصب؟

ع جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

(۱) اس سلسلہ میں ناظرین کے علم میں یہ بات ہونی چاہیے کہ مروان بن الحکم عہدِ عثمانی

Marfat.com

میں ہمیشہ کاتب (یعنی منشی یا محرّر) کے عہدہ پر نہیں تھا۔ بلکہ ایک زمانہ تو اس کو البحرین کے علاقہ پر حاکم و والی بنایا گیا۔

خلیفہ بن خیّاط نے اس مسئلہ کو بالفاظ ذیل درج کیا ہے :۔

"۔۔۔۔ ومن وُلاتِہ علیھا مروان بن الحکم"

("تاریخ خلیفہ بن خیّاط، ص ۱۵۹، جزءاوّل
تحت تسمیۃ عمّالِ عثمانی")

"یعنی حضرتِ عثمانؓ کے دَور میں جو لوگ بحرین کے علاقہ کے لیے والی و حاکم بنائے گئے ان میں مروان بن حَکَم بھی ہے"

(۲) دوسری یہ چیز ہے کہ بعض اوقات مروان نے اسلامی جنگوں میں شرکت کی ہے۔ چنانچہ بلاذری نے غزوۂ افریقیہ کے واقعات کے تحت نقل کیا ہے۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے جنگِ افریقیہ کے لیے تیاری کی تو اس کی امداد کے لیے ایک عظیم جماعت مدینہ طیّبہ سے حضرت عثمانؓ نے روانہ کی۔ ان لوگوں میں معبد بن العباس بن عبدالمطلب ہاشمی۔ مروان بن الحکم اموی۔۔۔ عبداللہ بن زبیرؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاص وغیرہم بہت سے حضرات تھے۔

"۔۔۔۔ و امدّہٗ بجیشٍ عظیم فیہ معبد بن العباس بن عبد المطلب و مروان بن الحکم بن ابی العاص ۔۔۔ الخ

(فتوح البلدان احمد بن یحییٰ بلاذری ص ۲۳۴۔
تحت عنوان فتح افریقیہ۔ طبع مصری)

——— اسی طرح ابن عذاری المراکشی نے اپنی کتاب "البیان المغرب فی اخبار المغرب" کی ابتدا میں درج کیا ہے کہ فتح افریقیہ کے لیے جو مسلمانوں کا لشکر گیا

Marfat.com

تھا اس میں مروان بن الحکم موجود تھا اور شریکِ لشکر تھا۔

"... خرج جیش المسلمین الی فتح افریقیۃ وفی الجیش

مروان بن الحکم"

(کتاب البیان المغرب فی اخبار المغرب، ص ۲ تحت

ذکر فتح افریقیہ۔ طبع بیروت)

ان تاریخی واقعات کے ذریعہ معلوم ہو گیا کہ مروان بن الحکم، عہدِ عثمانی میں ہمیشہ "کاتب" بھی نہیں رہا ہے چہ جائیکہ تمام سلطنتِ عثمانی پر سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے قابض رہا ہو۔

—— اس کے بعد یہ گذارش بھی قابلِ توجہ ہے کہ:

— جو شخص بھی خلیفۃ المسلمین کا کاتب و محرّر مقرر ہو وہ سلطنتِ اسلامی کا سیکرٹری بن جاتا ہے؟ یہ کوئی اصولِ ریاست میں سے نہیں ہے۔

اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے مندرجۂ ذیل واقعات سامنے رکھیں اور تدبّر فرماویں۔

(۱) —— مثلاً حضرت سیدنا صدّیق اکبرؓ کے عہد میں حضرت عثمانؓ بن عفان ان کے کاتب و منشی تھے۔

"... وکان عثمان بن عفّان کاتبًا لابی بکر الصدّیق"۔ الخ

(کتاب المحبّر لابی جعفر البغدادی، ص ۳۷۷

تحت اسماء اشراف الکتّاب۔ طبع دکن)

(۲) —— اور فاروق اعظمؓ کے عہد میں زید بن ثابت انصاریؓ کاتب و محرّر تھے اور ایک شخص معیقیب بھی کاتب تھے۔

"وکاتب عمرؓ زید بن ثابت وقد کتب لہٗ معیقیب"۔ الخ

(تاریخ خلیفہ بن خیاط، ص ۱۳۰، الجزء الاول، طبع عراق۔
تحت تسمیۃ عمّال عمر بن الخطّاب کتّابہٗ و حاجبہٗ و خازنہٗ۔ الخ

مطلب یہ ہے کہ ان خلفاء حضرات کے کاتبوں اور منشیوں کو کوئی بھی سلطنت کا سیکرٹری نہیں تصوّر کرتا تو حضرت عثمانؓ کے محرر و منشی کے متعلق ملک بھر کا سیکرٹری بنانے کی کیوں تکلیف فرمائی جا رہی ہے؟

تنبیہ

"الکاتب" کے منصب کے ضمن میں ایک "تاریخی اصطلاح" کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) کے دور کے بہت بعد عباسی خلفاء" وغیرہ کے ایام میں خلیفہ کے ہاں ایک منصب "الکاتب" کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ علم و ادب میں فائق اور حالاتِ حاضرہ سے باخبر شخصیت کو اس کے لیے منتخب کیا جاتا تھا۔

وہ خلیفہ کے لیے علمی، ادبی، خطابی ضروریات کو پورا کرتا تھا۔ تحریر و تقریر کے مقاصدِ حکومت اس کے ذریعہ مکمل کرتی تھی۔ اس منصب کے عہدہ دار کو حاکمانہ تصرفات اور اختیاراتِ حکومت سے کچھ تعلق نہ ہوتا تھا۔

—— ایسے مخصوص منصب "الکاتب" کا عثمانی ایامِ خلافت میں سرے سے کوئی وجود نہیں تھا۔ خلافتِ راشدہ کے دور میں جو "کاتب" خلیفہ کے لیے کام کرتے تھے ان کی حیثیت ہم نے صدیقی و فاروقی دور کے کاتبوں میں اوپر عرض کر دی ہے اس سے زیادہ کچھ نہ تھی وہی حیثیت حضرت عثمانؓ کے سامنے مروان کی تھی۔

معترض احباب نے "مشاکلۃ لفظی" یعنی الکاتب کے لفظ کے ذریعہ فریب

Marfat.com

دینے کی سعی کی ہے اور عثمانی دور کے منشی و محرّر کے منصب کو تمام ملک کے چیف سیکرٹری کے نام سے تعبیر کر دیا ہے اور عثمانی خلافت کے تمام اختیارات اس کے ہاتھ میں دکھلانے کی تجویز کی ہے جو بالکل خلاف واقعہ ہے اور سراسر فریب دہی ہے۔

انصاف پسند حضرات سے امید ہے کہ ان معروضات کے بعد "منصب ہٰذا" کے مسئلہ کو خود حل فرما سکیں گے۔

—— مروان بن الحکم کے متعلق بعض اشیاء بحث ثانی میں دلبعونہ تعالےٰ درج ہونگی۔ تھوڑے سے انتظار کی تکلیف فرما دیں۔

عزل و نصب کے معاملہ میں

امام بخاریؒ کی ایک روایت

اس مسئلہ کی بحث اوّل کا یہ آخری حصّہ ہے۔ امید سے زیادہ طوالت ہو گئی ہے تاہم مندرجۂ ذیل روایت کا اندراج عزل و نصب کی بحث میں مفید سمجھ کر کیا جاتا ہے۔

امام بخاریؒ نے "تاریخِ صغیر" میں باسند روایت نقل کی ہے:

—— حدثنا جبیر حدثنی جھیم الفھری قال انا شاھد الامر کلّہ قال عثمانؓ لیقم اھل کل مصر کرھوا صاحبھم حتی اعزلہٗ عنھم و استعمل الّذی یحبّون فقال اھل البصرۃ رضینا بعبد اللہ بن عامر فاقرّہ وقال اھل الکوفۃ اعزل عنا سعید بن العاص و استعمل ابا موسیٰ ففعل

Marfat.com

وقال اهل الشام قد رضينا بمعاویة فاقرّہ وقال اھل
مصر اعزل عنا ابن ابی سرح واستعمل علینا عمرو بن
العاص ففعل"۔

(تاریخ صغیر امام بخاری، ص ۴۴،۴۵ طبع الہٰ آباد ہند)

"یعنی (ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ) حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ جن مقامات کے لوگ اپنے حاکم کو ناپسند کرتے ہوں وہ کھڑے ہو جائیں (ان کے تقاضے کی بنا پر) ان کے حاکم اور والی کو معزول کر دوں گا اور جس شخص کو وہ پسند کرتے ہوں اس کو عامل و حاکم بنا دوں گا۔ (اس اعلان کے بعد)

(۱) ــــ اہلِ بصرہ نے کہا کہ عبداللہ بن عامر پر ہم راضی ہیں۔ یہ ہمیں منظور رہے تو ان کے لیے ابنِ عامر کو برقرار رکھا۔

(۲) ــــ اور کوفہ والوں نے کہا ہمارے ہاں سے سعید بن العاص کو معزول کر دیجیے اور ابو موسیٰ اشعریؓ کو حاکم بنا دیجیے۔ حضرت عثمانؓ نے اسی طرح کر دیا۔

(۳) ــــ اہلِ شام نے کہا کہ ہم امیر معاویہؓ کی حکومت پر راضی ہیں تو حضرت عثمانؓ نے شام کے علاقہ کے لیے انہیں برقرار رکھا۔

(۴) ــــ اہلِ مصر نے کہا کہ ہمارے ہاں سے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو معزول کر کے عمرو بن العاصؓ کو عامل و والی بنا دیجیے۔ حضرت عثمانؓ نے اسی طرح کر دیا۔

ــــ اس روایت کے اعتبار سے سیدنا امیر المؤمنین عثمانؓ کا کردار اس معاملہ میں نہایت بے داغ نظر آتا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے کامل دیانتداری کے ساتھ

Marfat.com

عوام کے احساسات اور مفادات کو پوری طرح ملحوظ رکھا کسی قسم کی جانبداری اور قبیلہ پرستی سامنے نہیں رکھی۔

اس روایت نے بڑے بڑے الجھاؤ صاف کر دیتے ہیں اور اس نوعیت کی بیشتر داستانیں ختم کر کے رکھ دی ہیں۔

معترضین حضرات اگر تعصب دُور فرما کر انصاف پسندی اور خدا خوفی سے کام لیں تو مسئلہ صاف ہو چکا ہے۔ اس میں کوئی خفا باقی نہیں رہا۔

تنبیہ

امام بخاریؒ کی مندرجہ روایت سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ مروان بن حکم کی بے اعتدالیوں کی داستانیں اور اس کے ملکی تسلّط کے قصّے جو سنائے جاتے ہیں وہ بیشتر بے اصل اور لغو ہیں اگر ان میں اصلیّت ہوتی تو اس دُور کے مسلمانوں نے حضرت عثمانؓ کے سامنے جہاں عزل و نصب کے دیگر مسائل پیش کیے تھے وہاں مروان کے الگ کروانے کا مسئلہ بھی ضرور پیش کرتے اور اس کو برطرف کروا دیتے۔ حضرت عثمانؓ کی طرف سے تو اس نوعیّت کے مسائل حل کرانے کی پیش کش ہوئی تھی اور حاضرین پھر بھی مروان کے حق میں خاموش رہے سچ ہے کہ "السکوت فی معرض الحاجۃ الی البیان بیانٌ"۔

(۱) اصول البزدوی، ص ۱۶۰، باب تقسیم الراوی طبع نور محمد، کراچی)

(۲) اصول شاشی صہ ۲، فصل بیان الحال

اختتام بحث اوّل

اس بحث کے اوّل سے لے کر آخر تک مناصبِ عثمانی اور ان کے حکّام کی ایک

Marfat.com

تفصیل دے دی گئی ہے۔ ان میں اموی وغیر اموی کا حساب لگانا اور اقرباء و غیر اقرباء کا شمار کرنا ناظرین کرام کے لیے بڑی سہولت سے ہو سکتا ہے۔ عہدِ عثمانی کی تمام سلطنت پر تدبّر سے نظر ڈال کر تناسب خود لگائیں اور موازنہ قائم کریں کہ کس قدر بنو امیہ کو مسلّط کر دیا گیا اور کتنی تعداد باقی قبائل کے حکّام کی تھی؟

کیا حضرت عثمان رضؓ نے اپنے دَور میں جانب دارانہ سلوک روا رکھا تھا؟ اور اپنے قبیلہ کے افراد کو تمام سلطنتِ عثمانی پر قابض بنا دیا تھا؟

—— ہم نے تاریخی مواد قلیل سی سعی کر کے بحوالہ کتب آپ حضرات کے سامنے رکھ دیا ہے نتیجہ پر پہنچنا اب قارئین حضرات کے لیے کچھ مشکل نہیں ہے۔

مختصر یہ ہے کہ اتنی عظیم و وسیع سلطنت میں صرف چار پانچ آدمی رشتہ دار حاکم بنائے گئے اور ان میں سے بھی بعض حسبِ ضرورت ادلتے بدلتے رہے۔ کیا اسی کا نام ہے "حکومت کے تمام اختیارات ایک خاندان کے لیے جمع کر دیئے گئے ؟" انصاف فرما دیں۔

—— اس کے بعد اب دوسری بحث شروع ہوگی اس میں ان حضرات کی لیاقت اور صلاحیت و کردار کا مسئلہ سامنے رکھا جائے گا۔ اور ان کی دینی، ملّی خدمات کا ذکر کیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

Marfat.com

بحث ثانی

یہاں اس اعتراض کا جواب پیش کرنا مناسب ہے جس میں معترض دوستوں نے لکھا ہے کہ:

"فانہ ولّی امور المسلمین من لا یصلح للولایۃ حتّٰی ظھر من بعضھم الفسوق ومن بعضھم الخیانۃ ... الخ

"منہاج الکرامۃ فی معرفۃ الامامۃ لابن المطھر الحلی الامامی الشیعی بحث مطاعن عثمانی ص ۶۶ مطبوعہ در آخر جلد رابع از منہاج السُّنہ (طبع لاہور)

"یعنی عثمانؓ نے مسلمانوں کے تمام اُمور کا ایسے کارندوں کو حاکم بنا دیا جو لوگ حکومت کرنے کی "صلاحیت" اور "لیاقت" نہیں رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض افراد سے فسق و فجور ظاہر ہوا اور بعضوں سے خیانتیں صادر ہوئیں وغیرہ وغیرہ۔"

——— حضرت عثمانؓ کے اقرباء میں سے یہ وہی اشخاص ہیں جن کا بحث اوّل میں ذکر ہو چکا ہے یعنی ولیدؓ بن عقبہ۔ سعیدؓ بن العاص، عبداللہؓ بن عامر بن کریز۔ امیر معاویہؓ بن ابی سفیان۔ عبداللہؓ بن سعد بن ابی سرح۔ مروانؒ بن الحکم۔

ان حضرات پر یہ طعن ہے کہ ان لوگوں کو حضرت عثمانؓ نے حکومت کی ذمہ داریاں سپرد کیں حالانکہ یہ لوگ حکومت کی اہلیت و صلاحیت نہیں رکھتے

Marfat.com

تھے بلکہ فاسق و خائن تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کی حکومت کو نقصان پہنچایا۔ ان کی وجہ سے دین کا تنزل ہوا، اسلام کی بربادی ہوئی اور ان کو مناصب ملنے کی وجہ سے جاہلی تعصّب اور قبائلی دھڑے بندی اس دور میں پھر عود کر آئی اور یہ چیز قتلِ عثمانی پر منتج ہوئی۔

——— اس مسئلہ کے جواب کے لیے پہلے چند تمہیدات پیشِ نظر رکھیں۔ اس کے بعد مندرجۂ بالا افراد میں سے ہر ایک کی پوزیشن الگ الگ ملاحظہ فرماویں۔ اس طریقہ سے معلوم ہو سکے گا یہ کس قسم کے لوگ تھے؟ ان کا کردار کیا تھا؟ ان کے سبب سے ملّتِ اسلامیہ کو فائدہ ہُوا یا نہ ہُوا؟ اسلام کی انہوں نے کتنی خدمات سرانجام دیں۔ اور یہ لوگ اسلامی سلطنت کے حق میں اہل ثابت ہوتے یا نااہل؟ کیا ان لوگوں کی وجہ سے کوئی قبائلی عصبیّت لوٹ آئی تھی؟ یا صرف پروپیگنڈا ہے؟

تمہیدات

(۱)

——— معصیت اور خطا سے معصوم ہونا انبیاء علیہم السّلام کی صفت ہے۔ مندرجہ حضرات خطا سے مبّرا نہ تھے۔ نہ فرشتوں کی طرح گناہوں سے محفوظ تھے۔ انسان تھے اور انسان سے خطا سرزد ہونا کچھ بعید نہیں۔

(۲)

——— اعتراض پیدا کرنے والے احباب نے ان لوگوں کے نقائص و

Marfat.com

معائب عوام کے سامنے بڑی کوشش سے نشر فرماتے ہیں - ان لوگوں کے کردار کی یہی پسندیدہ تصویر ان کے پاس تھی جو انہوں نے دکھلا دی ہے -

اب ہم آئندہ اوراق میں ان مطعونین کی شخصیّت کی تصویر کا دوسرا رُخ پیش کرتے ہیں - اس طریقہ سے ناظرین حضرات کے لیے ایک شخص کے محاسن و قبائح کے دونوں پہلو پیش نظر ہوں گے -

بالفرض ان میں کچھ خامیاں تھیں تو ساتھ ہی ان کی خوبیوں کو بھی ملحوظِ نظر رکھنا ہو گا - ع

"عیب وی جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو"

(۳)

نیز یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ حضرت سیّدنا عثمانؓ نے ان لوگوں پر اعتماد کیا اور ذمّہ داریاں سپرد فرمائیں اگر مفوّضہ امُور کے یہ اہل نہ ہوتے اور ان میں صلاحیت نہ ہوتی تو حضرت عثمانؓ ان لوگوں کو اُمّت کے اہم کام تفویض ہی نہ فرماتے -

اب ان چھ حضرات کے متعلقات علی الترتیب پیش کیے جاتے ہیں اس پر بحث ثانی تمام ہو گی -

Marfat.com

ولید بن عقبہؓ کے متعلقات

نسب اور اسلام | پدری سلسلہ نسب اس طرح ہے:

— ولید بن عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس ...

یکنیٰ ابو وہب ....

(طبقات ابن سعد، ج ۶، ص ۱۵۔
تحت ولید بن عقبہ)

— اور مادری نسب یہ ہے:

"امّہ اروی بنت کریز بن ربیعہ .... وھو اخو عثمان

بن عفان لامّہ ..."

(طبقات ابن سعد، ج ۶، ص ۱۵۔
تحت ولید بن عقبہ)

— و امّ بنی عقبۃ ھؤلاء اروی بنت کریز بن ربیعہ

.... و امّھا البیضاء ام حکیم بنت عبد المطلب توأمۃ

ابی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم و اخوھم لامّھم

عثمان بن عفّان"

(نسب قریش لمصعب الزبیری، ص ۱۴۶
تحت اولاد عقبہ بن ابی معیط)

مطلب یہ ہے کہ ولید بن عقبہؓ اپنے آباؤ اجداد کی طرف سے چھٹی پُشت

Marfat.com

(یعنی عبد مناف) میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی المرتضیٰؓ کے ساتھ نسب میں شریک ہیں اور چھٹا دادا مشترک ہے۔ اور ولید کی کنیت ابو وہب ہے۔

اور ماں کی جانب سے تعلق اس طرح ہے کہ

ولید کی ماں کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ ہے۔ اور اروی حضرت عثمانؓ کی بھی ماں ہے۔ اس وجہ سے ولید اور حضرت عثمانؓ باہم ماں جائے برادر ہیں۔

پھر اروی بنت کریز کی ماں (یعنی ولید و عثمانؓ دونوں کی نانی) البیضاء ام حکیم ہے جو عبد المطلب بن ہاشم کی لڑکی ہے۔

—— اور البیضاء ام حکیم نبی کریم علیہ السلام کے والد شریف حضرت عبد اللہ کی توأم ہے (یعنی ایک بطن سے پیدا شدہ ہیں) لہٰذا عقبہ کی اولاد (ولید وغیرہ) حضرت عثمانؓ کے بیے ماں جائے برادر ہیں۔

—— تشریح ہٰذا کے ذریعے ولید اور حضرت عثمانؓ کا نسبی تعلق معلوم ہو گیا۔ اور ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کے ساتھ جو ولید کی قرابت نسبی وخاندانی ہے وہ بھی واضح ہو گئی[1] یعنی ولید کی ماں بنی ہاشم حضرات کی بنت البنت (نواسی) ہے (۲) ولید کی ماں کے ننھیال بنی ہاشم ہیں (۳) اور ولید بن عقبہ حضرت علیؓ کی پھوپھی زاد بہن کے لڑکے ہیں۔

—— اور ولید فتح مکہ کے موقعہ پر ایمان لائے تھے۔ (مشہور روایت یہی ہے) اور حضور علیہ الصلوٰۃ کے صحابہ کرامؓ میں سے ہیں۔

.... الولید بن عقبۃ بن ابی معیط .... من مسلمۃ الفتح ....

(۱) —— تجرید اسماء الصحابہ، ج ۲ ص ۱۳۹ للحافظ الذہبی طبع اوّل، دکن۔

Marfat.com

...و اسلم الولید و اخوہ عمارۃ یوم الفتح ...''

(۲)— الاصابہ، ج ۳، ص ۶۰۱، جلد ثالث معہ الاستیعاب تحت الولید بن عقبہ۔

یعنی ولید اور ان کا برادر عمارہ دونوں فتح مکّہ کے روز ایمان لائے تھے۔

طبعی لیاقت

ولید فتح مکّہ کے موقعہ پر ایمان لائے۔ اپنی ذاتی لیاقت کی بناء پر کئی اوصاف کے مالک تھے۔ قبیلۂ قریش کے اہم لوگوں میں سے تھے۔ شرفاءِ قوم میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ بہادر و شجاع تھے۔ باحوصلہ آدمی اور سخی مرد تھے۔ اپنے دَور کے شاعر بھی تھے۔

یہ چیزیں عبارتِ ذیل میں ملاحظہ فرماویں۔

(۱) ...... وکان الولید، من رجال قریش وشعرائھم و کان لہ سخاء ...الخ

(۲) ...... وکان الولید شجاعاً شاعراً جواداً ...الخ

(۳) — اسلم یوم الفتح .... وکان من رجال قریشٍ ظرفاً وحلماً وشجاعۃً وادباً وکان شاعراً شریفاً ...الخ''

(۱) نسب قریش المصعب الزبیری، ص ۱۳۸ تحت اولاد عقبہ بن ابی معیط۔

(۲) الاصابہ، ج ۳، ص ۶۰۱۔ معہ استیعاب تحت الولید بن عقبہ۔

(۳) تہذیب التہذیب، ص ۱۴۲-۱۴۳، ج ۱۱ تحت الولید بن عقبہ۔

Marfat.com

حاکم و عامل بنایا جانا

علماء رجال و تراجم نے لکھا ہے کہ

(۱) ـــ فتح مکّہ کے بعد نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ولید بن عقبہ کو قبیلہ بنی مصطلق کے صدقات کی وصولی پر عامل و حاکم مقرر فرمایا۔

(۲) ـــ پھر صدیقِ اکبرؓ نے اپنے دَور خلافت میں قبیلہ بنی قضاعہ کے صدقات پر ولید بن عقبہ اور عمرو بن العاص دونوں کو عامل متعین فرمایا۔ اور ان دونوں کو رخصت کرنے کے لیے حضرت صدّیقؓ خود مدینہ سے باہر تشریف لے گئے۔ دونوں حضرات کو خدا خوفی کی وصیّتیں فرمائیں اور روانہ کیا۔

(۳) ـــ اور فاروقی دَور میں حضرت فاروقِ اعظمؓ نے ولید بن عقبہ کو قبیلہ بنی تغلب کے صدقات پر عامل و حاکم کی حیثیت سے تعینات فرمایا

(۴) ـــ اور حضرت عثمانؓ نے بھی ولید بن عقبہ کو عامل و حاکم مقرر کیا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے (یعنی بحث اوّل میں گزر چکا ہے۔

مقاماتِ ذیل کی طرف رجوع کریں۔ یہاں یہ مسئلہ درج ہے۔

(۱) .... الولید بن عقبة بن ابی معیط علی بنی مصطلق الخ اسلم یوم الفتح بعثه رسول اللہ صلّی اللہ علیه وسلم علی صدقات بنی مصطلق۔

(۱) ـــ کتاب المحبر ص ۱۲۶ تحت امراء نبوی۔

(۲) ـــ تہذیب التہذیب، ج ۱۱ ص ۱۴۲ تحت الولید

(۲) ؒ.... کتب ابوبکر الیٰ عمرو بن العاص والیٰ ولید بن عقبة وکان علی النصف من صدقات قضاعة وقد کان ابوبکرؓ شیّعهما مبعثهما علی الصدقة واوصیٰ کل

Marfat.com

واحدٍ منہما بوصیّۃٍ اتّق اللہ فی السرّو العلانیۃ "

(تاریخ للطبری، ج ۴، ص ۲۹ تحت سنہ ۱۳ھ)

(۳) ..... وولّاہ عمر علی صدقات بنی تغلب وولّاہ عثمان علی الکوفۃ ثم عزلہ ..... وفی تسع وعشرین عزل عثمان عن الکوفۃ الولید بن عقبۃ ... الخ

(تہذیب التہذیب، ص ۱۴۳-۱۴۴، ج ۱۱- تحت الولید بن عقبۃ)

کارکردگی و کارنامے

(۱)

اس سلسلہ میں چند چیزیں ذکر کی جاتی ہیں:

ولید بن عقبہ میں کام کی اہلیت تھی اور انتظام کی صلاحیت بھی- اس بناء پر خلفائے راشدین کی طرف سے ملّت کے کاموں میں مصروف رہتے تھے-

—— چنانچہ حضرت عمرؓ کی جانب سے قبیلہ بنی تغلب پر عامل رہے اور عرب الجزیرہ کے علاقہ پر حاکم و والی متعیّن تھے-

—— جب ان کو کوفہ پر حضرت عثمانؓ نے والی بنایا تو عرب الجزیرہ سے کوفہ کی طرف پہنچے تھے- عہدِ عثمانی کے دوسرے سال میں کوفہ پر ان کا یہ تقرر ہُوا تھا-

—— اپنے عمدہ کردار کی وجہ سے لوگوں میں پسندیدہ تھے اور رعیّت کے ساتھ رفق و نرمی کا برتاؤ رکھتے تھے-

—— قریباً پانچ سال تک کوفہ پر حاکم رہے- اس مدّت میں ان کی حویلی پر عوام کو روکنے کے لیے کوئی دروازہ اور دربان نہیں تھا- (یعنی مستغیث کو اپنی معروضات پیش کرنے کی ہر وقت اجازت تھی)

Marfat.com

اہلِ علم کی تسلّی کے لیے حوالہ کی عبارت درجِ ذیل ہے ۔طبری میں ہے کہ

" ..... وکان (الولید بن عقبة) علی عرب الجزیرة

عاملاً لعمر بن الخطاب فقدم الولید فی السنة الثانیة

من امارة عثمان ..... فقدم الکوفة وکان احب الناس

فی الناس وارفقهم بهم فکان بذالک خمس سنین و

لیس علی دارہ باب "

اور ابن کثیر کی عبارت میں یہ مضمون اس طرح ہے ۔

" ..... واستعمل الولید بن عقبه وکان عاملاً لعمر علی

عرب الجزیرة فلما قدمها اقبل علیه اهلها فاقام بها

خمس سنین ولیس علی دارہ باب وکان فیه رفق

بوعیته "

(۱) ـــ تاریخ طبری، ج ۵، ص ۴۸، سنہ ۲۶ھ، تحت
ذکر سبب عزل عثمان عن الکوفة سعداً و
استعماله علیها الولید "

(۲) ـــ البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۵۱، تحت
سنہ ۲۶ھ ۔ طبع اوّل مصری

Marfat.com

صحابہ کرامؓ کے مشورہ سے دینی امور کا اہتمام: دینی مسائل کی خاطر جس مرحلہ پر ان کو وضاحت کی ضرورت ہوتی تو صحابہ کرامؓ سے موقعہ بموقعہ رجوع کرتے تھے۔

چنانچہ ولید بن عقبہ جس دور میں کوفہ کے حاکم اور والی تھے ان ایام میں عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کا موقعہ پیش آیا۔ تو اس سلسلہ میں نماز عید اور خطبہ کے متعلقہ مسائل دریافت کرنے کیلئے امیر کوفہ یعنی ولید موجود صحابہ کرام حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت حذیفہؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ کل عید کا روز ہے فرمایئے نماز کس طرح سے ادا کرنا ہوگی؟ اور طریقہ کار کیا ہوگا؟

ان حضرات میں سے حضرت حذیفہؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے عبداللہ بن مسعودؓ کو کہا کہ آپ اس کا پورا طریقہ امیر ولید کو بیان فرمایئے۔

تو جناب ابن مسعودؓ نے ارشاد فرمایا کہ

اذان و اقامت کے بغیر دو رکعت نماز عید پڑھائی جائے اور رکعت اول میں پانچ تکبیریں کہیں اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں پڑھیں اور دونوں رکعات کی قرات میں موالات قائم رکھیں یعنی ان کے درمیان زوائد تکبیرات نہ ادا کریں بلکہ اول اور آخر میں زوائد تکبیرات بڑھائیں۔ پھر نماز عید کے بعد عید کا خطبہ سواری پر پڑھایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ولید نے ان حضرات کے فرمودات کی روشنی میں عید کے مسائل میں عمل در آمد کیا۔

(عن) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ انہ کان فی مسجد الکوفۃ و معہ حنیفۃ و ابو موسیٰ حتی خرج علیھم الولید بن عقبۃ وھو امیر الکوفۃ فقال غدا عید کم فکیف اصنع؟ فقالوا اخبرہ یا ابا عبدالرحمٰن فامرہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان یصلی بغر اذان ولا اقامۃ ان یکبر فی الاولی خمسا و فی الاخیرۃ اربعا یوالی بین القراء تین و یخطب بعد الصلوٰۃ علی راحلۃ۔(۱)

(۲)

جنگی کارناموں کے سلسلہ میں مورخین نے لکھا ہے کہ ولید بن عقبہ نے آذر بائیجان اور آرمینیا کے علاقہ پر کوفہ سے ایک لشکر مرتب کر کے پیش قدمی کی۔

یہ دونوں علاقے قبل ازیں مفتوح ہونے کے بعد نقض عہد کر کے بغاوت

---

(۱) جامع مسانید الامام الاعظمؒ ص ۳۶۹ ج ۱ تحت الفصل الرابع فی صلوٰۃ العیدین والجمعہ والسنن والنوافل۔

(۲) کتاب الاثار لابی محمد یوسفؒ ص ۵۹ -- باب صلاۃ العیدین نمبر ۲۸۸ - طبع بیروت۔

Marfat.com

کر چکے تھے۔ ولید اس جیش کے ذریعہ ان پر حملہ آور ہوئے۔ دوبارہ فتح کیا غنائم حاصل کیے۔ مخالفین کو قیدی بنایا گیا۔ بے شمار اموال مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔

—— آذربیجان و آرمینیہ کے لوگوں کو جب اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے صلح اختیار کی (جیسا کہ حضرت حذیفہ بن یمان کے ساتھ صلح کی تھی) یعنی آٹھ لاکھ درہم سالانہ مسلمانوں کو ادا کریں گے۔ امیر ولید بن عقبہ نے ان سے یہ بطور سالانہ جزیہ کے وصول کیا اور غنائم حاصل کر کے کوفہ کی طرف بسلامت واپس ہوئے۔

عبارت ذیل میں یہ مضمون مذکور ہے:-

—— ان الولید بن عقبة سار بجیش الکوفة نحو آذربیجان و آرمینیة حین نقضوا العھد فوطی بلادھم و اغار باراضی تلك الناحیة فغنم وسبی و اخذ اموالاً جزیلةً فلمّا ایقنوا بالھلکة صالحھم اھلھا علی ما کانوا صالحوا علیہ حذیفة بن الیمان ثمان مائة الف درھم فی کل سنة فقبض منھم جزیة سنةٍ ثم رجع سالمًا غانمًا الی الکوفة۔ الخ

(البدایہ لابن کثیر، ص ۱۴۹۔۱۵۰، ج ۷، تحت سنہ ۲۴ھ، تذکرہ خلافت امیرالمومنین عثمانؓ بن عفان، طبع اوّل مصر)

(۳)

جب اہلِ روم نے مسلمانوں کے ساتھ شدید مقابلہ کیا۔ اہلِ شام کو خوف

Marfat.com

لاحق ہُوا تو انہوں نے خلیفۂ وقت سیّدنا حضرت عثمانؓ سے جنگی امداد طلب کی۔ حضرت عثمانؓ نے امدادی لشکر روانہ کرنے کے لیے امیرِ کوفہ ولید بن عقبہ کو فرمان جاری کیا کہ جب میرا یہ حکم پہنچے تو اپنے بھائیوں (اہلِ شام) کے لیے آٹھ ہزار کے لگ بھگ امدادی لشکر تیار کیجیے۔ اور ایک شریف بہادر امانتی آدمی کی ماتحتی میں روانہ کریں۔ فرمان ہٰذا پہنچنے پر ولید بن عقبہ نے اہلِ اسلام کو اطلاع کرائی۔ اہلِ شام کی معاونت کے لیے بڑی مستعدی کے ساتھ لوگوں کو آمادہ کیا۔ جہاد پر آمادگی کی خاطر لیکچر دیئے۔ جب بہت بڑی فوج تیار ہو گئی تو سلمان بن ربیعہ کو ان پر امیر بنا کر شام کی طرف لشکر روانہ کیا۔

مسلمانوں کے لشکر بلادِ روم میں جا کر جمع ہوئے تو اہلِ اسلام کو فتوحات ہوئیں۔ غنائم حاصل کیے اور بے شمار قلعوں کو اسلام کے زیرِ نگیں کیا۔

البدایہ میں یہ مضمون ہے کہ:

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جاشت الروم حتی خاف اھل الشام وبعثوا الی عثمانؓ یستمدونہ فکتب الی ولید بن عقبۃ ان اذا جاءك كتابی ھٰذا فابعث رجلًا امینًا كریمًا شجاعًا فی ثمانیۃ آلاف ۔ ۔ ۔ الی اخوانكم بالشام فقام الولید بن عقبۃ فی النّاس خطیبًا حین وصل الیہ كتاب عثمانؓ فاخبرھم بما امرہ بہ امیر المؤمنین وندب الناس وحثّھم علی الجھاد ومعاونۃ معاویۃ واھل الشام وامّر سلمانؓ بن ربیعۃ علی النّاس الذین یخرجون الی الشام ۔ ۔ ۔ فلمّا اجتمع الجیشان شنّوا الغارات علی بلاد الروم فغنموا وسلبوا شیئًا كثیرًا وفتحوا حصونًا

Marfat.com

كَثِيرَۃً وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ -

(البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۵۰، تذکرہ خلافت امیرالمومنین حضرت عثمان رض)

ولید بن عقبہ رض کے متعلق بعض اشکالات اور اُن کا حل

سابقاً چند چیزیں ولید کے مقام کے متعلق ذکر کی گئی ہیں - اب ان کے متعلق معترضین کے بعض اعتراضات اور ان کے جوابات پیشِ خدمت کیے جاتے ہیں -

(۱)

ایک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ قبیلہ بنی مصطلق کی طرف سے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو صدقات کی وصولی کے لیے روانہ فرمایا۔ جب ولید قبیلہ ہذا کے قریب پہنچے تو بعض لوگ ان کی آمد پر بطور پیش قدمی باہر آئے - ولید انہیں دیکھ کر واپس ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر رپورٹ دے دی کہ وہ مرتد ہو گئے ہیں، میرے قتل کے درپے تھے اور انہوں نے صدقات دینے سے انکار کر دیا ہے -

حضور علیہ السلام یہ بات معلوم کر کے ناراض ہوئے - ان پر فوج کشی کا ارادہ کیا - اس وقت ولید کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ

Marfat.com

تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِينَ ؕ

(پارہ ۲۶ - سورۂ حجرات)

ترجمہ :- "اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی گنہگار خبر لائے تو تحقیق کر لو۔ کہیں جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے۔ پھر کل کو اپنے کیے پر لگو پچھتانے۔"

خلاصہ یہ ہے کہ ولید نے جھوٹ بولا تھا۔ اس وجہ سے ان کو قرآن کریم نے فاسق کہا ہے۔ ولید کی رپورٹ دینے پر مسلمانوں میں ایک بڑا حادثہ پیش آنے والا تھا اتفاقاً بچاؤ ہو گیا۔

حلِّ اشکال

اس آیت کے تحت کئی قسم کی روایات مفسرین نے لکھ دی ہیں۔ ان میں بیشتر تو مجاہد و قتادہ، ابن ابی لیلیٰ وغیرہم پر موقوف روایات ہیں، مرفوع نہیں اور یہ لوگ اس دور کے آدمی نہیں بلکہ بعد کے زمانہ کے ہیں۔

اور جو چند ایک (ام سلمہ، ابن عباس وغیرہما) کی مرفوع روایات ملتی ہیں۔ ان کے اسانید بھی کوئی بخاری و مسلم کے اسانید کی طرح غیر مجروح اور پختہ نہیں، بلکہ ان پر نقد و تنقید کے مواقع موجود ہیں۔

ــــ ولید کے متعلق واقعہ کو اگر درست تسلیم کر لیا جائے تو بھی یہاں چند اُمور قابلِ وضاحت ہیں۔

(۱) ــــ جاہلیّت کے دور میں ولید بن عقبہ اور قبیلہ بنی مصطلق کے درمیان سابقہ عداوت تھی۔

"... وکان بینہ و بینہم عداوۃ فی الجاھلیۃ ... الخ"

Marfat.com

(۱) — مدارج السالکین لابن القیم، ج ۱، ص ۳۶۰
(۲) — تفسیر خازن معہ بغوی، ج ۶، ص ۲۲۲ تحت الآیہ

(۲) ولید کو شیطان کی دھوکہ دہی

ولید کی آمد کی قبیلہ مذکور کو اطلاع ہوئی پیش قدمی کے طور پر بعض لوگ سامنے آئے تو ایک شیطان نے ولید کو بتلایا کہ یہ تو آپ کے قتل کے ارادہ پر آرہے ہیں تو ولید خوف کھا کر واپس چل پڑے اور آکر یہ ماجرا بیان کیا کہ بنی مصطلق صدقات سے انکاری ہو گئے ہیں اور میرے قتل کے درپے ہوتے ... الخ

"... فحدثه الشیطان انهم یریدون قتله فهابهم فرجع من الطریق الی رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلم فقال ان بنی المصطلق منعوا صدقاتهم فارادوا قتلی ... الخ

(۱) مدارج السالکین لابن القیم الجوزیہ، ج ۱، ص ۳۶۰۔ طبع مصر، سن طباعت ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۶ء
(۲) تاریخ الخمیس دیار بکری صہ ۱۱۹ ج ۲ تحت بعث الولید الخ

تنبیہ

"... فحدثه الشیطان کے الفاظ کو مندرجہ ذیل علماء نے اس واقعہ میں ذکر کیا ہے :۔

(۱) تفسیر ابن جریر الطبری، ص ۷۸، پارہ ۲۶ ۔ تحت الآیہ
(۲) تفسیر ابن کثیر، ج ۴، ص ۲۰۹، تحت الآیہ
(۳) تفسیر بغوی معہ خازن، ج ۶، ص ۲۲۲ ۔ تحت الآیہ
(۴) تفسیر خازن معہ بغوی، ج ۶، ص ۲۲۲ ۔ تحت الآیہ

Marfat.com

اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ ولید کو شیطان نے بتلایا کہ یہ لوگ تمہارے قتل کے درپے ہیں اور صدقات دینے سے منکر ہو گئے ہیں۔

——— شیطان کی فریب کاریاں اور مکّاریاں خدا کے نیک بندوں کے ساتھ ہمیشہ سے جاری ہیں۔ اس موقعہ پر بھی شیطان نے فریب دہی سے کام لیا۔ یہ تفصیل نہیں مل سکی کہ انسانی شکل میں متشکل ہو کر یہ دھوکہ دیا، یا آواز دیکر یہ شر پیدا کر دیا، یا اس نے کوئی اور صورت اختیار کی۔

بہرکیف یہ شیطانی فریب کاری تھی جس کی وجہ سے یہ واقعہ پیش آیا۔

——— ولید کو ناپسند جاننے والے احباب ولید پر برس پڑے اور ان کو خوب بدنام کیا (انما لامرٍ أما نوی)، حالانکہ مفسّرین نے "فحدثه الشیطان" کا لفظ نقل کر کے ولید بن عقبہ کے دامن کو بچا دیا تھا۔ اور حقیقتِ واقعہ بیان کر دی تھی۔

۳۔ ولید پر فاسق کا اطلاق ٹھیک نہیں ہے

واقعہ ہٰذا اور اس آیت کے پیش نظر علماء نے جو تحقیق درج کی ہے اس کو بھی ملحوظ رکھیں۔ وہ قابلِ توجہ ہے:۔

(۱) علاّمہ فخر الدین الرازیؒ نے اپنی تفسیر کبیر میں آیت ہٰذا کے تحت لکھا ہے:۔

"ہم کہتے ہیں کہ آیت ہٰذا (ان جاءکم فاسق بنبأ) کا نزول عمومی طور پر کسی شخص کے بیان کے تثبّت اور فاسق کے قول پر عدمِ اعتماد کی خاطر ہوا ہے۔ اور جس شخص نے یہ قول نقل کیا ہے کہ صرف واقعہ ولید کے لیے اس آیت کا نزول ہے۔ یہ ضعیف ہے اور اس کے ضعف پر یہ چیز دال ہے کہ:۔

Marfat.com

"اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ فلاں آدمی کے لیے مَیں نے یہ آیت نازل کی ۔

اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی یہ منقول نہیں کہ آیت کا ورود صرف ولید کے بیان کے لیے ہے اور بس۔

غایت مافی الباب یہ ہے کہ یہ آیت اس موقعہ پر نازل ہوئی تھی اور نزولِ آیت کی تاریخ کے طور پر یہ واقعہ ہے۔

—— اس کی ہم تصدیق کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس کی تائید ہوتی ہے کہ ولید پر لفظ "فاسق" کا اطلاق ایک بعید چیز ہے۔ اس وجہ سے کہ (شیطانی دھوکہ کی بنا پر) ولید نے وہم اور گمان کیا تھا۔ اس میں وہ چوک گئے اور چوک جانے والے کو فاسق نہیں کہا جاتا ۔"

اہلِ علم کی تسلّی کے لیے بعینہٖ عبارت درج ذیل ہے :۔

"...... بل نقول ھو نزل عاماً لبیان تثبت وترک الاعتماد علی قول الفاسق ویدلّ علی ضعف قول من یقول انھا نزلت لکذا ان اللہ تعالیٰ لم یقل انی انزلتھا لکذا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم لم ینقل عنہ انہ بین ان الآیۃ وردت لبیان ذلک فحسب ۔ غایۃ ما فی الباب انھا نزلت فی ذلک الوقت وھو مثل التاریخ لنزول الآیۃ ونحن نصدق ذلک ویتاکد ما ذکرنا ان اطلاق لفظ "الفاسق" علی الولید شیئ بعید لانّہ توھم وظن فاخطأ والمخطئ لا یسمّٰی فاسقاً ...الخ

(تفسیر کبیر للرازی ص ۵۸۹ ، ج ۷ ، تحت الآیۃ (المسئلۃ الاولیٰ)

Marfat.com

(۲) ——— تفسیر خازن میں بھی اسی کے موافق مسئلہ ہذا لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ

"قیل ھو عام نزلت لبیان التثبت وترک الاعتماد علیٰ قول الفاسق وھو اولیٰ من حکم الآیۃ علی رجل بعینہ لانّ الفسوق خروج عن الحق ولا یُظَنُّ بالولید ذٰلک الّا انّہٗ ظنّ وتوھّم فاخطأ"

(تفسیر خازن معہ بغوی، ج ۶، ص ۲۲۲
تحت الآیہ۔ طبع ثانی مصری)

(۳) ——— تفسیر صاوی علی الجلالین، ص ۱۰۹ - ۱۱۰ (تحت الآیہ) میں بھی یہی مسئلہ درج ہے۔ اہلِ علم کے لیے اطلاع کر دی گئی ہے۔

——— مندرجہ بالا امور کی روشنی میں یہ چیز واضح ہو گئی کہ:-

• ——— اس قسم کے مواقع میں یہ قاعدہ ملحوظ رکھا جاتا ہے کہ

"العبرۃ لعموم الالفاظ لالخصوص الموارد"

یعنی الفاظ کے عموم کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ خصوصی واقعہ کا لحاظ نہیں ہوتا۔"

• ——— جاہلیت کے دَور کی سابقہ عداوت کی وجہ سے ولید بن عقبہ کو اگر شیطان نے دھوکہ میں ڈال دیا اور وہ اس معاملہ میں چوک گئے تو ان حالات میں ان کو فاسق کے "لقب" سے یاد کرتے رہنا کسی طرح درست نہیں۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ خطاء اجتہادی مُسقطِ عدالت نہیں ہُوا کرتی۔ لہٰذا ان کی عدالت ثابت ہے اور ان پر "فاسق" کا لقب تجویز کرنا مناسب نہیں۔

——— اس اشکال اور اس کے حل کے آخر میں اتنی چیز مزید ذکر کی جاتی ہے

Marfat.com

کہ دَورِ نبوّت میں، اور دَورِ صدیقی و دَورِ فاروقی میں ولید بن عقبہ کو "فاسق" کے نام سے نہیں یاد کیا گیا۔ اور نہ ہی ان کو یہ طعنہ دیا جاتا تھا۔ بلکہ حضرت صدّیق اور حضرت فاروق نے اپنی اپنی خلافتوں کے دوران ولید پر پورا اعتماد کیا۔ نظامِ خلافت میں شریکِ کار کیا۔ عہدے و منصب انہیں عطا کیے۔ بالفرض اگر ولید بن عقبہ فاسق اور قابلِ مذمت شخص تھے تو شیخین نے ان کے ساتھ یہ قابلِ عزت اور لائق احترام سلوک کیوں روا رکھا؟

کیا ولید کے متعلقہ واقعات اور آیات ان حضرات سے مخفی ہو گئی تھیں؟ یہ چیز غور کرنے کے قابل ہے۔ تعصب سے الگ ہو کر تدبّر فرمائیے۔

(۲)

عثمانی دَور پر معترض احباب اس موقعہ پر دوسری یہ چیز بھی ذکر کیا کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے حضرت عثمان کو وصایا میں فرمایا کہ آلِ ابی معیط (جو ولید بن عقبہ کے دادا ہیں) کو لوگوں کی گردنوں پر مسلّط نہ کر دینا۔ حضرت عثمان نے وصیت کی پرواہ نہ کی اور آل ابی معیط کو لوگوں پر مسلّط کر ڈالا۔

حضرت عمر نے جس خطرہ کو محسوس کیا تھا وہ پورا ہو کر رہا، وغیرہ۔

اس چیز کو صاف کرنے کے لیے آئندہ سطور ملاحظہ فرمادیں۔

رفعِ اشتباہ

جن روایات سے یہ اعتراض مستنبط کیا گیا ہے وہ کوئی بخاری کی طرح صحیح السند نہیں۔ ان کے رواۃ میں کئی طرح سے مجروح لوگ موجود ہیں۔

——— علی السبیل التنزّل اگر روایت بالا کو ٹھیک فرض کر لیا جائے تو

Marfat.com

اس روایت میں جہاں مذکورہ وصیّت حضرت عثمانؓ کے لیے درج ہے اسی روایت میں حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو بھی وصیت فرمائی ہے اور قسم دے کر فرمایا کہ

"اَے علی! اگر تم لوگوں کے امور کے متولی بنو تو لوگوں کی گردنوں پر بنو ہاشم کو سوار نہ کر دینا۔

پوری عبارت ملاحظہ فرمادیں۔ طبری اور طبقات ابن سعد میں مذکور ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:-

"انشدك الله يا عليؓ! ان وليت من امور الناس شيئاً ان تحمل بني هاشم على رقاب الناس انشدك الله يا عثمان! ان ولّيت من امور الناس شيئاً ان تحمل بني ابي معيط على رقاب الناس - الخ

(۱) تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۳ - تحت سنة ۲۳ھ عنوان ذکر الخبر عن مقتلہ (عمر) طبع مصری قدیم طبع)

(۲) طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۲۴۹، تحت تذکرۂ عمرؓ، طبع لیدن۔

(۳) فتح الباری صہ ۵۵ ج ۷، طبع مصر

(مطلب عبارت یہ ہے) ـــــ حضرت عمرؓ نے وصیّت کے طور پر علیؓ بن ابی طالب کو فرمایا۔

"اَے علیؓ! اگر آپ لوگوں کے اُمور کے والی و متولّی بنائے جائیں تو لوگوں کی گردنوں پر بنی ہاشم کو سوار نہ کر دینا۔ پھر حضرت عثمانؓ کو خطاب کر کے فرمایا کہ :-

"اَے عثمانؓ! اگر آپ لوگوں کے اُمور کے والی و متولّی بنائے جائیں تو ابو معیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر مسلّط نہ کر دینا۔"

Marfat.com

روایت ہذا کی بنا پر معترض حضرات کو اگر اعتراض کرنا ہی مقصود ہے تو اعتراض دونوں بزرگوں پر مساوی طور پر قائم ہو سکتا ہے کیونکہ حضرت علیؓ نے بھی حضرت عمرؓ کی وصیت قبول نہ کی اور اپنے رشتہ داروں (یعنی بنو ہاشم) کو اپنے دورِ خلافت میں "اہم عہدے" اور "کلیدی مناصب" عطا فرما دیئے۔ (جس کی تفصیل عنقریب بحث ثالث میں انشاء اللہ آ رہی ہے۔

——— ہمارا موقف تو یہ ہے کہ دونوں بزرگوں پر اس مسئلہ میں نقد و تنقید کرنا مناسب نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے اپنے حالات کے اعتبار سے درست صورت اختیار کی تھی لیکن معترض دوستوں نے روایت بالا کے ذریعہ اپنے کمال حذاقت کی وجہ سے حضرت عثمانؓ پر نقد کر ڈالا اور حضرت علیؓ کو ترک کر دیا۔

یہ تو ایسی مثال ہوئی جیسے مقولہ مشہور ہے کہ

"نزلہ بر عضو ضعیف می ریزد"

ان کے خیال میں حضرت عثمان بن عفانؓ کمزور تھے۔ ان پر وار کر لیا۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ مضبوط تھے ان کو بچا دیا۔ (تعصّب کے یہ نمونے ہیں۔ قدم قدم پر ناظرین ملاحظہ فرماتے رہیں)۔

——— عوام ناظرین کے علم میں یہ بات ہونی چاہیے کہ حضرت عثمانؓ نے آل ابی معیط میں سے صرف ایک فردِ واحد (ولید بن عقبہ بن ابی معیط) کو چند سال کے لیے کوفہ کا والی بنایا تھا (جیسا کہ بحث اوّل میں مفصلاً ذکر کیا گیا) غالباً دوسرے کسی کو حاکم بنایا ہی نہیں۔ باقی چند اقرباء کو جو عہدے دیئے تھے وہ حضرات آل ابی معیط میں سے نہیں ہیں۔ اس اعتراض کی حقیقت یہی کچھ ہے جو پیش کر دی ہے۔ معترض حضرات کو اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔

حضور علیہ السلام کے تمام صحابہ کرام قابلِ احترام اور لائق عقیدت

Marfat.com

ہیں۔ ان میں تفریق پیدا کر کے بنو امیہ کے صحابہؓ کو مطعون کرنا اور بنو ہاشم صحابہؓ کو بری قرار دینا یہ نہایت ناروا تقسیم ہے۔ جو دین کے تقاضوں اور اسلام کے مقتضیات کے بالکل برخلاف ہے اور فرمانِ خداوندی (ان اقیموا الدّین ولا تتفرقوا فیہ، یعنی دین کو قائم کرو اور اس میں تفرّق و تفریق نہ پیدا کرو) کے بالکل برعکس ہے۔

الانتباہ

(اہلِ علم کے لیے)

معترض حضرات نے سیّدنا حضرت عثمانؓ کے کردار کو داغدار کرنے کے لیے اس مقام میں "کتاب الاستیعاب" سے مندرجۂ ذیل روایت نقل کی ہے۔ اس میں حضرت عمرؓ نے اپنے امکانی جانشینوں کے متعلق کلام کیا۔ وہاں مذکور ہے کہ :-

"ابنِ عباس کہتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت عمرؓ کے ساتھ چل رہا تھا۔ حضرت عمرؓ نے زور سے ٹھنڈا سانس لیا۔ ایسا معلوم ہوا کہ پسلی ٹوٹی ہے۔ عرض کیا کہ کوئی عظیم معاملہ پیش آیا ہے؟ فرمایا کہ ہاں اُمّت کے بارے میں اپنے قائم مقام کے متعلق کیا صورت اختیار کروں؟ یہ چیز سامنے ہے۔

ابن عباسؓ نے کہا کہ معتمد شخصیّت کو آپ متعیّن کر دیں تو کر سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ علی المرتضیٰؓ لوگوں میں زیادہ حق رکھتے ہیں۔ میں نے کہا، ہاں۔ وہ سابق الاسلام عالم اور قرابت دار ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے لیکن وہ :-

Marfat.com

(۱) کثیرالدعابہ ہیں (ان میں مسخرہ پن زیادہ ہے) ۔ پھر میں نے کہا کہ عثمان بن عفان

مناسب ہیں تو فرمایا کہ

(۲) ــــــ ان کو اگر میں جانشین تجویز کر دوں تو وہ (بنوامیہ سے) بنو ابی معیط

کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیں گے ۔ وہ خدا کی نافرمانی کریں گے ..... پھر لوگ

عثمانؓ کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے اور ان کو قتل کر دیں گے ۔

پھر میں نے طلحہ بن عبید اللہ کا نام پیش کیا تو فرمایا کہ

(۳) ــــــ ان میں بڑائی اور تکبّر ہے ، ایسا والی ٹھیک نہیں ۔

پھر میں نے کہا کہ زبیرؓ بن عوام کو بنا دیں تو فرمایا کہ

(۴) ــــــ یہ لوگوں کو صاع اور مُد کے معاملہ میں بھی مارنے لگیں گے (یعنی

سخت گیر ہیں) ایسا نہیں چاہیے ۔

پھر میں نے کہا کہ سعد بن ابی وقّاص کو مقرر کر دیں تو فرمایا کہ

(۵) ــــــ یہ صرف جنگی صلاحیّت رکھتے ہیں (جنگی سوار ہیں)

پھر میں نے عبدالرحمٰن بنؓ عوف کا نام ذکر کیا تو فرمایا کہ

(۶) ــــــ وہ آدمی اچھے ہیں لیکن اس مسئلہ میں ضعیف اور کمزور ہیں ۔

قوی آدمی چاہیے ۔

(الاستیعاب لابن عبدالبر تذکرہ علی بن ابی طالب

جلد ثانی ، ص ۴۶۷ ۔ طبع حیدر آباد دکن)

ــــــ روایت ہذا کے ذریعہ حضرت عثمانؓ کے کردار کو مطعون کرنا

اور ان کی پالیسی کو غلط ثابت کرنا مقصود ہے ۔ اس ضمن میں ولید بن عقبہ (جو

بنی ابی معیط سے ہیں) وہ بھی ملزم ہو سکیں گے ۔

ــــــ قارئینِ کرام کی تفہیم کی خاطر مندرجہ بالا روایت کے متعلق ہم

Marfat.com

چند تشریحات پیش کرتے ہیں ۔ وہ ایک دفعہ توجہ سے ملاحظہ فرمالیں تو وہ مغالطہ جو بعض لوگ حضرت عثمانؓ کی کارکردگی اور پالیسی کے متعلق دینا چاہتے ہیں انشاءاللہ تعالیٰ دور ہو جائے گا ۔

مندرجہ بالا روایت کے متعلق دو طرح کا کلام کیا جائے گا ۔ روایۃً و درایۃً پہلے اس کی سند کے اعتبار سے مختصر سی بحث کی جاتی ہے ۔ اس کے بعد باعتبار "درایت" کے کلام کیا جائے گا ۔

ــــ اوّل ــــ

ــــ ایک بات ، تو یہ ہے کہ مندرجہ بالا روایت (جو ابن عباسؓ سے منقول ہے) الاستیعاب کے مصری نسخہ (جس کے ساتھ "الاصابہ" لابن حجر مطبوعہ ہے) میں مفقود الخبر ہے ۔ اس نسخہ کے متوقع مقامات کو (خصوصاً تذکرہ علی بنؓ ابی طالب) تو دیکھا گیا لیکن یہ روایت مجھے نہیں دستیاب ہو سکی ۔ پھر الاستیعاب کے نسخہ مطبوعہ حیدر آباد دکن کی طرف رجوع کیا تو تذکرہ حضرت علیؓ میں ملی ہے اور اپنے طویل اسناد کے ساتھ درج ہے ۔

گویا یہ روایت الاستیعاب کے بعض نسخوں میں مفقود ہے اور بعض میں پائی جاتی ہے ۔ یہاں سے شبہ پیدا ہو گیا کہ ہو سکتا ہے کہ مصنف کتاب نے نظر ثانی کے وقت اس روایت کو اصل کتاب سے خارج کر دیا ہو ۔ پھر بعض ناقلین کی طرف سے دوسرے نسخہ میں اس کو داخل رکھا گیا ہو ۔ بہر کیف اختلافِ نسخ کے ذریعہ اس کا معاملہ مشتبہ اور محتمل سا ہو گیا ۔ تسلی بخش نہ رہا ۔

ــــ دوسری بات یہ ہے کہ اس روایت کا سلسلۂ اسناد بڑا طویل ہے ۔ اس کے تمام رواۃ پر بحث کرنے کی فرصت ہی نہیں اور حاجت بھی نہیں صرف ان میں سے ایک راوی (محمد بن اسحاق) کی پوزیشن معلوم کر لینی کافی ہے ۔

Marfat.com

اس کی وجہ سے روایت کا غیر معتبر اور غیر معتمد ہونا خوب واضح ہو جائے گا۔

محمد بن اسحٰق پر کلام

ابن اسحٰق کے حق میں علماء رجال نے توثیق و تضعیف مدح و جرح دونوں چیزیں مفصل نقل کی ہیں۔ اس مقام میں مندرجہ ذیل اشیاء کا لحاظ رکھنا ضروری ہے تاکہ کسی نتیجہ پر پہنچنے میں آسانی ہو سکے۔

ابن اسحاق کی تدلیس

حافظ ابن حجر عسقلانی نے کتاب المدلسین میں ابنِ اسحاق کی تدلیس کو بالفاظ ذیل درج کیا ہے۔

"محمد بن اسحٰق بن یسار المطلبی المدنی صاحب المغازی صدوق مشہور بالتدلیس عن الضعفاء و المجهولین و عن شرٍّ منهم وصفه بذالك احمد و الدارقطنی وغیرهما۔

(کتاب المدلسین ص ۱۹ تحت المرتبۃ الرابعۃ طبع مصری۔ قدیم طباعت)

یعنی ابن اسحاق صدوق ہے۔ تاہم ضعیف اور مجہول لوگوں سے تدلیس کرنے میں مشہور ہے اور جو ان لوگوں میں شر ہیں ان سے بھی تدلیس کرتا ہے یعنی جن لوگوں سے روایت کرتا ہے ان کا نام نہیں ذکر کرتا بلکہ نام حذف کر دیتا ہے۔

ایک قاعدہ برائے مدلس

اس مقام میں علماء نے ضابطہ نقل کیا ہے کہ جو شخص مدلّس ہو اور کلمہ "عن" سے روایت کرے تو وہ چیز قابلِ حجّت نہیں رہتی۔ چنانچہ نصب الرایہ کے حواشی میں امام نوَوی سے یہ مسئلہ منقول ہے۔

Marfat.com

۔۔۔قال النووی فی شرح المھذب، ج ۵، ص ۱۳۳۔۔۔۔

"اسنادہٗ ضعیف فیہ محمد بن اسحاق صاحب المغازی وھو مدلّس واذا قال المدلّس "عن" لا یحتّج بہٖ انتھٰی کلامہٗ۔

(حواشی نصب الرایہ ص ۲۵۱، ج ۲۔ تحت باب الجنائز، طبع مجلس العلمی ڈابھیل (ہند)

یہاں الاستیعاب کی مذکورہ روایت میں راوی محمد بن اسحاق ہے اور صیغہ "عن" سے اپنے شیخ زہری سے یہ روایت نقل کی ہے۔ ابن اسحاق نے حسبِ عادت تدلیس کرتے ہوئے خدا جانے کیسے راوی کو حذف کر کے روایت چلا دی۔

ابن اسحاق کا تفرّد اور شذوذ

(۱) حافظ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب جلد تاسع میں لکھا ہے کہ ایک شخص ایوب بن اسحاق بن سامری نے امام احمدؒ سے محمد بن اسحاق کی اس حدیث کے متعلق سوال کیا جس میں وہ منفرد ہوں تو امام احمدؒ نے جواب میں فرمایا کہ نہیں قبول کی جائے گی۔

"۔۔۔قال ایوب بن اسحاق بن سامری سألت احمد فقلت لہٗ یا اباعبد اللہ اذا انفرد ابن اسحاق بحدیث تقبلہ قال لا"

(تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۴۳، تحت محمد بن اسحاق مذکور۔ طبع حیدر آباد دکن)

(۲) علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں ابن اسحاق پر بڑی بحث کی

Marfat.com

ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ ۔۔۔۔ ما انفرد بہ ففیہ نکارۃ ۔۔ یعنی اس کی منفردانہ روایات منکر ہوتی ہیں (معروف روایات کے خلاف لاتا ہے)۔

(میزان الاعتدال للذہبی ص ۲۴ جلد ۳۔
تحت محمد بن اسحاق ۔ طبع مصری قدیم)

(۳) ـــــ اسی طرح علامہ بدرالدین العینیؒ نے شرح بخاری میں امام بیہقیؒ سے نقل کیا ہے کہ جن روایات میں ابن اسحاق منفرد ہو ان کے قبول کرنے سے علماء اجتناب کرتے ہیں۔ (یعنی درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے)۔

"۔۔۔۔ فقال البیہقی الحفّاظ یتوقّون ما ینفرد بہ ابن اسحاق ۔۔۔ الخ

(عمدۃ القاری شرح البخاری للعینی، ج ۶، ص ۱۷۸،
باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن)

(۴) ـــــ ابن اسحاق کی کئی منفردانہ، شاذ روایات کتابوں میں درج ہیں مثلاً
۱۔ "عشر رضعات" کی روایت حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ اس میں مذکور ہے کہ:۔

"ولقد کان فی صحیفۃ تحت سریری فلمّا مات رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وتشاغلنا بموتہ دخل داجن فاکلھا۔"

(سنن ابن ماجہ، ص ۱۴۱، باب رضاع الکبیر
طبع نظامی دہلی)

یہ روایت قرآن کی سالمیت اور حفاظت کے منافی ہے۔ راوی محمد بن اسحاق ہے۔

Marfat.com

(۲) الغرض ماتم کے اثبات وجواز کے لیے ماتمی لوگ مندرجہ ذیل روایت پیش کرتے ہیں۔ اس میں مذکور ہے، حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ

"..... انّ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قبض و ھو فی حجری ثم وضعت رأسہ علی وسادۃ وقمت التدم مع النساء واضرب وجھی"

(تاریخ ابن جریر للطبری، ج ۳، ص ۱۹۷، سنہ ۱۱ھ ذکر الاحداث التی کانت فیھا)

یہ روایت بھی ابن اسحاق کی مرہونِ منت ہے اور شاذ ہے۔ ماتم کی تائید کنندہ ہے۔

(۳) اسی طرح زیر بحث روایت جو الاستیعاب سے معترض احباب نے نقل کی ہے۔ یہ محمد بن اسحاق کی شاذہ روایات اور متفردانہ مرویات میں سے ہے اور اس کے متفردات کا حکم متعدد علماء سے گذشتہ سطور میں ہم نقل کر چکے ہیں وہ قابلِ قبول نہیں اور غیر معتمد ہیں۔ لہٰذا یہ روایت غیر مقبول اور متروک ہے۔

——— دوم ———

پہلی بحث روایت کے اعتبار سے مختصر سی کی گئی۔ اب ثانی بحث درایت کے اعتبار سے کی جاتی ہے۔

(۱) ——— شیعہ اور سُنّی دونوں فریق کی کتابیں اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے مرض الوفات میں مذکور چھ اشخاص (سیّدنا علی المرتضیٰؓ، سیّدنا عثمانؓ، سیّدنا طلحہؓ، سیّدنا زبیر بن العوامؓ، سیّدنا سعد بن ابی وقاص، سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ) پر اعتماد کر کے مسئلہ خلافت ان کے سپرد کر

دیا تھا۔

(۱)—— بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۲۴، جلد اوّل، باب مناقب، عثمانؓ بن عفان، قصۃ البیعۃ والاتفاق علیٰ عثمانؓ۔ طبع نور محمدی دہلی۔

(۲)—— الامالی للشیخ ابی جعفر الطوسی الشیعی، ص ۱۶۷-۱۶۹، ج ۲۔ مجلس یوم الجمعہ، ۲۶ محرّم ۴۵۷ھ مطبوعہ نجف اشرف عراق۔

ناظرین کرام غور فرماویں۔ الاستیعاب والی مذکورہ روایت نے یہ تبلایا کہ حضرت عمرؓ نے ان ہر چھ اشخاص (جو امکانی جانشین حضرت عمرؓ کے ہو سکتے تھے) کی "فطری خامیاں اور نفسیاتی کمزوریاں" ایک ایک کر کے بیان کر دیں اور ان میں سے کسی کو خلافت کا اہل نہ قرار دیا۔ اور مرض الموت کے واقعہ نے (جو بخاری شریف و دیگر حدیث و تاریخ کی کتابوں میں متفق علیہ طور پر درج ہے) واضح کیا کہ حضرت عمرؓ نے انہی چھ حضرات مذکور پر اعتماد کرتے ہوئے خلافت اسلامی کا تمام بوجھ ان پر رکھا۔ دوسرے لفظوں میں امّتِ اسلامیہ کی تمام باگ ڈور ان کے ہاتھ میں دے دی تاکہ ان میں سے جس کو خلیفہ منتخب کر لیں۔ وہ تمام اہلِ اسلام کے لیے حاکم و والی متصوّر ہو گا۔

(۱)۔—— ادھر ناقابل اعتمادی کے اوصاف بیان کرنا، اُدھر انہی حضرات پر انتہائی اعتماد کرنا یہ چیز "فاروقی بصیرت کے خلاف اور فاروقی تدبّر کے بالکل برعکس ہے۔

(۲)—— نیز لطف کی بات یہ ہے کہ جس ذات (یعنی عثمانؓ) کے متعلق (مذکورہ روایت کی بنا پر) اس قدر خطرات کا اظہار (بطور پیش گوئی و پیش بینی کے ہو چکا تھا، مجوزہ مجلسِ شوریٰ نے اسی کو ہی خلیفہ منتخب کیا اور عثمانؓ کے حق پر

Marfat.com

"مجوزہ خدشات" ان لوگوں کو معلوم ہی نہ ہو سکے۔ یا پھر (معاذ اللہ) یہ لوگ خطا کر گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

خلاصہ یہ ہے کہ الاستیعاب کی مذکورہ روایت تسلیم کر لینے سے کئی خرابیاں پیش آتی ہیں۔ مثلاً:

(۱) ـــــ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے کلام اور ان کے عملی کارنامہ میں بالکل تضاد اور تخالف پایا جاتا ہے یعنی جس شخصیت (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے متعلق اس قدر خدشات کا اظہار فرمایا۔ پھر اسی کو انتخاب میں زیرِ تجویز رکھ دیا۔ صحیح فکر اس طریقہ کو درست نہیں تسلیم کر سکتی۔

(۲) ـــــ مذکورہ چھ آدمیوں کی مجلس نے (جو اسلام کے سب سے سربرآوردہ اشخاص پر مشتمل تھی) جو انتخابی کارنامہ انجام دیا وہ غلط تھا، صحیح نہیں تھا۔

(۳) ـــــ تیسری خرابی یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی (معہ دیگر حضرات کے) پوزیشن خراب کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وقار کو داغدار کر دیا یعنی ان کے حق میں "کثیر الدعابہ" (بہت مسخرہ ہونا) تجویز کر دیا جو ایک "خفت آمیز" بات ہے۔ ان کے شایانِ شان نہیں۔

ـــــ بہرکیف اس قسم کی خرابیوں کی بجائے یہ فیصلہ سہل ہے کہ یوں کہا جائے کہ روایت ہٰذا سے پیدا کردہ خدشات و خطرات سب مفروضے تھے۔ ان میں کوئی صداقت نہیں۔

ـــــ یہ روایت بے سروپا و بے اصل ہے۔ جس پر طعن کی بنیاد قائم کی گئی ہے۔

ـــــ دوسرے لفظوں میں بناء الفاسد علی الفاسد ہے جس کو معترض احباب نے عثمانی دور رضی اللہ عنہ کی قباحت و فضیحت کو نشر کرنے کے لیے عوام میں پھیلایا، اور

Marfat.com

ثوابِ دارین حاصل کیا۔ (منہ)

(۳)

اس موقعہ پر تیسرا طعن یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ ولید بن عقبہ شراب خور تھے۔ان پر گواہوں نے شراب خوری کی شہادت دی۔ یہ الزام ثابت ہوگیا۔لہٰذا حضرت عثمانؓ نے ولید پر حد لگوائی اور ان کو معزول کر دیا (جیسا کہ قبل ازیں کتاب "رحماء بینہم حصّہ سوم عثمانی کے باب چہارم میں گزر چکا ہے)۔

دفعِ الزام

اتنی بات درست ہے کہ ولید کے خلاف شراب خوری کی لوگوں نے شہادت دی۔اس کے بعد ان پر حد لگائی گئی۔

روایات میں بھی یہی کچھ مذکور ہے اور اس واقعہ کے پس منظر کے متعلق محدثین عموماً خاموش ہیں۔

محدثین حضرات نے اس واقعہ کے پس منظر کے متعلق کچھ کلام نہیں کیا۔واقعہ کی صحت و سقم کی طرف توجہ ہی مبذول نہیں کی۔صرف شراب نوشی پر شہادت پائے جانے سے حد لگوانے کا واقعہ نقل کر دیا ہے۔

—— شہادت فراہم کرنے والے کیسے لوگ تھے؟ کون افراد تھے؟ شہادت ہٰذا کسی سازش کا نتیجہ تھی؟ یا بناوٹ تھی؟

اس چیز کی بابت سابق محدثین عموماً خاموش نظر آتے ہیں۔

البتہ بعض قدیم مؤرخین مثلاً طبری وغیرہ نے یہ کرید کی ہے اور پھر متاخرین محدثین نے بھی اس معاملہ پر ناقدانہ نگاہ کی ہے، جیسا کہ آئندہ سطور میں ہم اس پر

Marfat.com

حوالہ جات پیش کر رہے ہیں۔

—— یہاں سے عیاں ہوتا ہے اہلِ سازش کی طرف سے ولید کے خلاف بناوٹ تھی۔ ولید کو مطعون کر کے ان کے منصب سے الگ کروانا مطمحِ نظر تھا اور بس!

—— یہ چیز کہ ولید نے شراب خوری کی ہو، یہ بات درست نہیں۔ اس واقعہ کا پس منظر مؤرخین نے لکھا ہے اور اصل واقعہ سے پردہ اٹھا دیا ہے۔ اس کو معلوم کرنے کے بعد مسئلہ ہذا صاف ہو سکے گا اور الزام دُور ہو جاتے گا۔

—— تاریخ ابن جریر طبری میں مذکور ہے:-

"۔۔۔ اجتمع نفر من اهل الکوفة فعملوا فی عزل الولید فانتدب ابو زینب بن عوف (الازدی) وابو مورّع بن فلان الاسدی للشهادة علیه فغشّوا الولید واکبّوا علیه فبینا هم معه یوما فی البیت ..... فنام الولید و تفرق القوم عنه وثبت ابو زینب وابو مورع فتناول احدهما خاتمهٗ ثم خرجا ..... وقد ارادا هیئة فطلبهما فلم یقدر علیهما وکان وجههما الی المدینة فقدما علی عثمان ومعهما نفر ممن یعرف عثمان ممن قد عزل الولید عن الاعمال فقالوا لهٗ فقال من یشهد؟ فقالوا ابو زینب وابو مورّع ..... فقال کیف رأیتما؟ قالا کنّا من غاشیته فدخلنا علیه وهو یقئ الخمر فقال ما یقئ الخمر الّا شاربها فبعث الیه فلمّا دخل علی عثمانؓ ..... فحلف له الولید واخبرهٗ خبرهم فقال نقیم الحدود ویبوء شاهد

الزور بالنار فاصبر یا اخی ..." الخ

(تاریخ طبری، ص ۶۱، ۶۲، جلد ۵ تحت ۳۰ھ)

.. "یعنی اہلِ کوفہ کی ایک جماعت جمع ہوئی۔ ولید کے معزول کرنے کے لیے عملی پروگرام بنایا۔ ایک شخص ابوزینب بن عوف ازدی قبیلہ سے۔ دوسرا ابومورع بن فلان اسدی قبیلہ سے، ان دونوں نے ولید کے خلاف گواہی دینے کا کام اپنے ذمّہ لیا۔

ایک روز ولید بن عقبہ کے پاس گئے مجلس میں قریب تر ہو کر شریک ہوئے ..... اتفاق سے ولید سو گئے اور دوسرے لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ ابوزینب اور ابومورع بیٹھے رہے (موقع پاکر) ان میں سے ایک نے ولید کی انگوٹھی (مہر والی) پکڑ لی اور وہاں سے نکل کھڑے ہوتے ...... ایک سنگین معاملہ ان کے ارادہ میں تھا .....

(ولید بیدار ہوتے) انہوں نے ان دونوں کو طلب کرایا۔ یہ دونوں نہ ملے۔ دونوں نے (کوفہ سے نکل کر) مدینہ شریف کا رُخ کیا حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پہنچے۔ ابوزینب و ابومورع کے ساتھ دیگر لوگ بھی تھے ..... (جن کو ولید نے اپنے مناصب سے الگ کر دیا تھا) ان سب نے مل کر ولید کی شکایت پیش کی حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تم میں سے کون اس واقعہ کی گواہی دیتا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ابوزینب اور ابومورع گواہی دیتے ہیں ... حضرت عثمانؓ نے ان سے دریافت فرمایا کہ ولید کو تم نے کس حالت میں دیکھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ولید کے پاس آنے جانے والے لوگ ہیں۔ ہم ولید کے پاس گئے تو وہ شراب کی قے کرنے لگے حضرت عثمانؓ

Marfat.com

نے فرمایا کہ شراب کی قئے وہی کرتا ہے جس نے شراب پی ہو۔

پھر حضرت عثمانؓ نے ولید کی طرف آدمی ارسال کر کے اسے مدینہ منورہ میں طلب کیا۔ جب ولید حضرت عثمانؓ کے پاس آئے ... تو ولید نے اس کام (یعنی شراب خوری نہ کرنے) کا حلف اٹھایا، اور اپنا معاملہ بیان کیا۔

— (شہادت کی بنا پر) حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ ہم حد قائم کرتے ہیں (یعنی شراب خوری کی سزا دیتے ہیں) گواہ اگر جھوٹے ہیں تو وہ دوزخ کی آگ کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔ اے برادر، صبر کیجیے۔ (پھر حد لگوائی، وغیرہ)

(تاریخ طبری، ص ۶۱-۶۲، ج ۵)

— طبری کی اس روایت کے ذریعہ واضح ہو گیا کہ:

— کوفہ کے شریر طبع لوگوں نے ایک مستقل سکیم تیار کی تھی تاکہ ولید کو معزول کرایا جائے۔

— اس منصوبہ کے تحت انہوں نے جعلی شہادت دی جس پر حد لگوائی گئی۔ در حقیقت ولید نے شراب خوری نہیں کی تھی۔

— بظاہر شہادت لہٰذا قانون شرعی کے اعتبار سے مکمل تھی۔ اس لیے حضرت عثمانؓ نے اس کو رد نہ کیا۔ بلکہ اس پر عملدرآمد کیا۔

— اور قرینہ موجود ہے کہ حضرت عثمانؓ اس واقعہ کو جعلی خیال کرتے تھے، اس وجہ سے کہ فرمایا "جھوٹے لوگ دوزخ کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔

یہ تمام کوفہ کے فسادی و عنادی طبع لوگوں کی داستان ہے۔ جس میں انہوں نے ایک اچھے با کردار شریف انسان کو ملوث کر دیا۔

Marfat.com

دیگر علماء کے اقوال

اب ہم ذیل میں چند دیگر علماء کے اقوال نقل کرتے ہیں جنہوں نے اس واقعہ کو بعض کوفیوں کی طرف سے ایک متعصبانہ کارروائی ذکر کی ہے اور شہادت کو ناحق گواہی قرار دیا ہے۔

(۱) ــــ "الاصابہ" میں منقول ہے کہ "ویقال ان بعض اھل الکوفۃ تعصّبوا علیہ فشھدوا علیہ بغیر الحق۔"

(الاصابہ، ج ۳، ص ۶۰۱ تحت الولید بن عقبہ)

(۲) ــــ قیل فی الولید بخصوصہ ان بعض اھل الکوفۃ تعصّبوا علیہ فشھدوا علیہ بغیر الحق۔"

(فتح المغیث للسخاوی شرح الفیۃ الحدیث، ج ۳، ص ۱۰۴ تحت معرفۃ الصحابہ - طبع مدینہ طیبہ)

یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی اور شمس الدین السخاوی فرماتے ہیں کہ بعض کوفی لوگوں نے ولید کے ساتھ تعصب کیا اور ناحق شہادت ان کے خلاف دے دی۔

ــــ اب روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ولید کے خلاف یہ سب کچھ سازش تھی جس کی بناء پر کوفیوں نے معزولی کرائی تھی۔

ــــ معترض حضرات ان قصہ ہائے پارینہ کو دوبارہ تازہ کر کے ولید کے خلاف نفرت پھیلانے کی سعی فرما رہے ہیں۔ حالانکہ کبار علماء نے ولید کی ان چیزوں کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ "والصواب السکوت"۔ کہ صحیح اور درست یہ ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے۔"

(تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی، ج ۱۱، ص ۱۴۴ طبع اول۔ دکن تحت تذکرہ ولید)

اللہ تعالیٰ ان معترضین کو ہدایت بخشے اور فرمانِ الٰہی "وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا

لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا) پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے متعلقات

سعید بن العاص بنی امیہ میں سے ہیں۔ یہ ولید بن عقبہ کے بعد کوفہ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے والی بنائے گئے تھے۔ مخالفین ان پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ

"۔۔۔۔ فظهر منه ما ادى الى ان اخرجه اهل الكوفة منها"

(سعید بن العاص سے ایسی چیزیں صادر ہوئیں جن کی وجہ سے اہلِ کوفہ نے ان کو کوفہ سے نکال دیا)۔

(منہاج الکرامۃ لابن مطہر الحلی الشیعی، ص ۶۶۔
تحت مطاعن عثمانی طبع لاہور، مع منہاج السنہ)

اس کے بعد سعید بن العاص کا اجمالی تذکرہ ہم قارئین کرام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جس کے پیش نظر سعید مذکور کی شخصیت و کردار، اخلاق و عادات اور اسلامی خدمات، واضح ہو سکیں گی۔ اور وارد کردہ اعتراضات کے ساتھ ان کا موازنہ کیا جا سکے گا۔

نام و نسب اور صحابی ہونا

—— علماء کرام نے لکھا ہے کہ سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ القرشی الاموی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہے۔ اور بعض نے یہ فرمایا ہے کہ انتقالِ نبوی کے وقت سعید کی عمر نو ۹ سال کی تھی (یعنی صغار صحابہ میں ان کا شمار تھا)

"قال ابن ابى حاتم عن ابيه له صحبة (قلت) كان له يوم

مات النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم تسع سنین ۔

(۱)۔۔۔ الاصابہ، ج ۲، ص ۵۴ تحت سعید بن العاص۔

(۲)۔۔۔ تہذیب التہذیب، ص ۴۹، ج ۴۔ تحت تذکرہ سعید مذکور۔

علمی قابلیت زبانِ عرب کے بہت بڑے بلیغ اور فصیح اللسان تھے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ لب و لہجہ میں مشابہت تامہ رکھتے تھے۔

"۔۔۔ ان عربیۃ القرآن اقیمت علی لسان سعید بن العاص لانّہ کان اشبھھم لھجۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم۔

(۱)۔۔۔ الاصابہ، ج ۲، ص ۴۵ تحت سعید بن العاص

(۲)۔۔۔ تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۴۹۔ تحت سعید

(۳)۔۔۔ الاستیعاب، ص ۹، جز ثانی، الاصابہ، تحت سعید بن العاص۔

کریمانہ اخلاق سعید بن العاص کے سیرت نگار علماء نے لکھا ہے کہ سعید بڑے حلیم الطبع اور باوقار تھے۔ قوم کے باسخا لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ نہایت عمدہ سیرت رکھنے والے تھے اور بھلائی میں بہت ہی مشہور تھے۔

"روی عن صالح بن کیسان قال کان سعید بن العاص حلیماً وقوراً۔

(۱) الاصابہ، ص ۴۶، ج ۲۔ تحت سعید۔

Marfat.com

"وکان من سادات المسلمین والاجواد المشھورین

۔ ۔ ۔ وقد کان حسن السیرۃ، جید السریرۃ ۔ ۔ ۔ وکان

کریمًا جوادًا ممدوحًا۔

(۱)۔۔۔ البدایہ لابن کثیر، جلد ۸، ص ۸۷، تذکرہ سعید۔

(۲)۔۔۔ البدایہ لابن کثیر، ص ۸۴، جلد ۸، تحت ۵۱ھ، طبع اوّل۔

کارنامے حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے (آخری) دور میں سعید بن العاص عراق کے علاقہ پر حضرت عمرؓ کے عاملین میں سے تھے۔

اور حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں کوفہ کے حاکم بنائے گئے تو انہوں نے طبرستان اور جرجان کے علاقے کو فتح کیا۔ ان کے لشکر میں حضرت حُذیفہؓ جیسے کبار صحابہؓ شامل تھے۔

آذربائیجان کے لوگوں نے نقضِ عہد کیا تو سعید نے ان پر چڑھائی کر دی اور دوبارہ فتح کر لیا۔

"وکان سعید ھذا من عمّال عُمر رضی اللہ عنہ علی السواد"

(البدایہ، ص ۸۴، ج ۸ تحت تذکرہ سعید ۵۸ھ)

"وولی الکوفۃ وغزا طبرستان وفتحھا وغزا جرجان وکان فی عسکرہ حذیفۃ وغیرہ من کبار الصحابۃ"

(الاصابہ، ص ۴۵، ج ۲، تحت سعید)

"ونقض العھد اھل آذربیجان فغزاھم ففتحھا"

Marfat.com

(البدایہ، ص ۸۴، جلد ۸۔ تحت ۵۸ھ)

سعید اور آلِ ابی طالب کا تعلق

(۱) سابقاً اس چیز کا ذکر ہو چکا ہے کہ عہدِ عثمانی میں جب سعید بن العاص مدینہ پہنچے تو اکابر مہاجرین اور انصار کی طرف کئی قسم کے عطیات اور پوشاکیں روانہ کیں۔ اس کے ضمن میں حضرت علیؓ کی طرف ہدایا و عطایا ارسال کیے اور آپ نے ان چیزوں کو قبول فرمایا۔

"۔۔۔۔ وقدم سعید بن العاص المدینۃ وافداً علی عثمانؓ فبعث الی وجوہ المهاجرین والانصار بصلات و کسیٌ وبعث الی علی ابن ابی طالب ایضاً فقبل مابعث الیہ"۔

(۱) (طبقات بن سعد، ج ۵، ص ۲۱۔ تحت سعید بن العاص، طبع لیدن)

(۲) المصنف لابن ابی شیبۃ صہ ۴، ج ۱۵ طبع کراچی

(۲) سعید بن العاصؓ نے امِّ کلثوم بنت علی المرتضیٰ سے خطبہ (منگنی) کیا اور ان کی طرف ایک لاکھ درہم ارسال کیے۔ اس معاملے میں حضرت امام حسنؓ اور حضرت اُمِّ کلثومؓ رضامند تھے لیکن حضرت امام حسینؓ کی رائے اس کے خلاف تھی۔ مقررہ وقت پر دونوں فریق مجلس میں حاضر ہوئے تو سعید بن العاص نے کہا کہ ابو عبداللہ کہاں ہیں؟ حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ اس معاملہ میں مَیں کافی ہوں تو سعید کہنے لگے کیا حضرت امام حسینؓ اس کو ناپسند کرتے ہیں تو حضرت امام حسنؓ نے جواب دیا۔ ہاں۔ سعید بولے "مَیں ایسے معاملے میں داخل نہیں ہوتا جس کو حضرت امام حسینؓ ناپسند کرتے ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت سعید مجلس سے واپس چلے گئے اور جو مال (یعنی ایک لاکھ درہم) دیا تھا اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لیا۔

Marfat.com

"..... خطب سعید بن العاص ام کلثوم بنت علی بعد عمر وبعث لھا بمائۃ الف فدخل علیھا اخوھا الحسین وقال لا تزوجیہ فقال الحسن انا ازوّجہ واتعدوا لذالک فحضروا فقال سعید واین ابو عبد اللہ؟ فقال الحسن ساکفیک قال فلعلّ ابا عبد اللہ کرہ ھٰذا قال نعم قال لا ادخل فی شیءٍ یکرھہ ورجع ولم یاخذ من المال شیئًا۔

(سیر اعلام النبلاء للذہبی، ص ۲۹۵۔ ج ۳۔ تحت سعید المذکور)

"..... ان سعیداً خطب ام کلثوم بنت علیؓ من فاطمۃ الّتی کانت تحت عمر بن الخطاب فاجابت الیٰ ذالک..

.... انما کرہ ذالک الحسینؓ واجاب الحسنؓ"

(البدایہ، ص ۸۶، ج ۸ تحت ذکر سعید ۵۸ھ)

ان ہر دو حوالہ جات سے مندرجہ ذیل چیزیں ثابت ہوتی ہیں :۔

(۱) ــــ حضرت امام حسینؓ اگرچہ اس نکاح کے خلاف تھے، تاہم سیّدنا حضرت حسنؓ اور سیدہ امِّ کلثوم بنت علیؓ اس خطبہ پر راضی تھے اور نکاح کر دینے کے لیے آمادہ تھے۔ لیکن بعض وجوہ کی بنا پر یہ رشتہ نہ ہو سکا۔

(۲) ــــ حضرت سعید بن العاص کا ایک لاکھ درہم دینا اور پھر واپس نہ لینا ان کے جود و کرم کی واضح علامت ہے۔

(۳) ــــ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امّ کلثوم کا ایک لاکھ درہم قبول کرنا حضرت سعید بن العاص کے ساتھ بہترین رفاقت کا بیّن ثبوت ہے۔

Marfat.com

آخری گذارش

مندرجاتِ بالا سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سعید بن العاص رض بڑے سخی، باہمت اور صاحبِ اخلاق آدمی تھے، اسلامی فتوحات میں ان کے عظیم کارنامے ہیں۔ بنی ہاشم کے ساتھ ان کے روابط بہت عمدہ تھے۔

ان اوصاف کی حامل شخصیّت کے متعلق مخالفین نے جو الزامات عائد کیے ہیں وہ سراسر بے اصل اور بے سروپا ہیں۔

حضرت عثمان رض نے وقتی تقاضوں کے پیشِ نظر جو ان کی معزولی فرمائی تھی اس کے اسباب دوسرے تھے۔ انہوں نے کوفی شریروں کے پروپیگنڈہ کو فرو کرنے کے لیے ایسا کر دیا تھا۔

Marfat.com

عبداللہ بن عامر کے متعلقات

ان کے متعلق منہاج الکرامہ لابن مطہر الحلی الشیعی نے لکھا ہے کہ:

"وولی عبد اللہ بن عامر العراق ففعل من المناکر ما فعل۔"

(منہاج الکرامہ، ص ۶۷، تحت مطاعن عثمانی)

"یعنی حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن عامر کو (جو آپ کے ماموں زاد بھائی تھے) عراق (بصرہ) کا والی بنایا، اُن سے وہاں بُرے کام صادر ہوئے۔"

—— اس کے بعد عبداللہ بن عامر کا مختصر سا تذکرہ ہم پیش کرتے ہیں جس میں سے ان کی شخصیت، اخلاق و کردار اور ان کی زندگی کے نمایاں کارنامے آشکارا ہو سکیں گے اور معترضین کے اعتراضات کی حقیقت سامنے آجائے گی۔

نام و نسب ان کا اسم گرامی عبداللہ بن عامر بن کریز ہے۔ اور ماں کا نام دجاجہ بنت اسماء بن صلت ہے۔

عبداللہ ابن عامر حضرت عثمانؓ کے ماموں (عامر) کے بیٹے ہیں۔ حضرت عثمانؓ، حضرت عبداللہ ابن عامر کی پھوپھی (اروی بنت کریز) کے بیٹے ہیں۔ عامر اور اروی بھائی بہن ہیں۔ ان کی والدہ امّ حکیم بنت عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی خاندان سے ہیں۔

(۱) —— نسب قریش، ص ۱۴۷/۱۴۹، تحت اولاد عامر بن کریز۔

Marfat.com

(۲)ـــ طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۲۱ تحت عبداللہ بن کریز۔

(۳)ـــ اسد الغابہ، جلد ۳، ص ۱۹۱ تحت ذکر عبداللہ بن عامر۔

ایامِ طفولیت اور حصولِ برکات

صغر سنی میں عبداللہ بن عامر کو سنہ ۷ھ عمرۃ القضا کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک ان کے دہن میں ڈالا اور انہوں نے لعابِ مبارک کو چوس لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر عبداللہ بن عامر کے بارے میں ارشاد فرمایا" یہ ہمارا بیٹا ہے۔ اور ہمارے ساتھ زیادہ مشابہ ہے اور یہ مسقیٰ (سیراب شدہ) ہے" اس بنا پر جہاں سے وہ زمین کریدتے وہاں سے پانی کا چشمہ ظاہر ہو جاتا تھا۔ جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمان دیا تھا۔

"اُتِیَ بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو صغیر فقال ھٰذا یشبھنا وجعل یتفل علیہ ویعوذہ وجعل عبد اللہ یتلع ریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ المسقیٰ فکان لا یعالج ارضاً الا ظھر لہ الماء . . . . فکان کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱)ـــ الاستیعاب، ص ۳۵۱، جلد ۲، مع اصابہ، تحت عبداللہ بن عامر

(۲)ـــ اسد الغابہ، ص ۱۹۱، جلد ۳ تحت عبداللہ مذکور

(۳)ـــ الاصابہ، ص ۶۰، جلد ۳ ـ تحت عبداللہ مذکور

"وفی روایتہ الطبقات . . . . قال ھٰذا ابننا وھو اشبھکم بنا وھو مسقیٰ فلم یزل عبد اللہ شریفا"... الخ

Marfat.com

(۴) طبقات ابن سعد، ص ۳۱، ج ۵، تحت تذکرہ عبداللہ بن عامر بن کریز۔ طبع اوّل لیدن۔

سخاوت، شجاعت، شفقت

عبداللہ بن عامر نہایت سخی مرد اور بہادر تھے۔ اپنی قوم کے ساتھ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اور قرابت داروں میں محبوب و شفیق تھے۔

"وکان ابن عامر رجلاً سخیاً شجاعاً وصولاً لقومہ ولقرابتہ محبّباً فیھم رحیماً"

(۱) ـــ طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۳۲۔ تحت عبداللہ بن عامر۔

(۲) ـــ الاستیعاب لابن عبدالبر، ج ۲، ص ۳۵۲۔ تحت عبداللہ مذکور۔

(۳) ـــ کتاب نسبِ قریش۔ ص ۱۴۹۔

جنگی کارنامے

جب عبداللہ بن عامر کو حضرت عثمانؓ کی طرف سے بصرہ پر حاکم بنایا گیا تھا تو ان کی عمر اس وقت قریباً پچیس سال تھی۔ آپ نے حضرت عثمانؓ سے غزوات اور جہاد کے لیے اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر آپ نے ۳۱ھ میں خراسان اور فارس کے اطراف فتح کیے سجستان، کرمان، زابلستان وغیرہ علاقہ جات ان کی مساعی سے مفتوح ہوئے اور اسلام کا جھنڈا سربلند ہوا۔

"ولاہ بلاد فارس وکان عمرہ خمس وعشرین (۲۵) سنۃ فافتتح خراسان کلھا و اطراف فارس و سجستان و کرمان وزابلستان ... الخ"

Marfat.com

(۱) ـــ اسد الغابہ، ج ۳ ص ۱۹۱ تحت عبداللہ بن عامر

(۲) ـــ طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۳۳ تحت ابن عامر

"... هو افتتح خراسان وقتل کسریٰ فی ولایتہ"

(۳) ـــ الاستیعاب، ج ۲، ص ۳۵۲ معہ الاصابہ

تحت عبداللہ بن عامر۔

ـــــ کتاب البلدان للیعقوبی الشیعی کے بیان کے مطابق عبداللہ ابن عامر بن کریز کی نگرانی میں مندرجہ ذیل علاقے بھی مفتوح ہوئے۔ مثلاً:

قومس[7]، نسا[8]، ابر شہر، جام[9]، طوس[10]، اسفرائین[11]، سرخس[12]، مرو[13]، بوشنج[14]، زرنج[15]، مرورد[16]، وغیرہ

(کتاب البلدان لابن احمد بن واضح الیعقوبی الشیعی، ص ۴۴ تا ۴۵۔

مطبعۃ الحیدریہ النجف (عراق) الطبعۃ الثالثہ، سن طباعت ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۷ء)

ـــــ اور خلیفہ بن خیاط نے اپنی تاریخ جلد اول میں عبداللہ بن عامر کی نگرانی میں مفتوح ہونے والے مزید مقامات بھی ذکر کیے ہیں۔ مثلاً

الکاریان[17]۔ الفینشجان[18] (دار بجرد)۔ زالق[19]، ناشب[20]۔ باشرورد[21]۔ ہراۃ[22]۔ بیہق[23] تخارستان[24]، الجوزجان[25]۔ الفاریاب[26]۔ الطالقان[27]۔ بلخ[28]۔ خوارزم[29]۔ باذغیس[30] اصبہان[31]۔ حلوان[32]۔

(۱) ـــ تاریخ خلیفہ بن خیاط، جزء اول، ص ۱۴۰۔۱۴۱۔

تحت سن ثلاثین۔ طبع اول عراق۔

(۲) ـــ تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۱۵۸۔

تحت القضاۃ عثمانی۔

Marfat.com

اُمورِ رفاہِ عامہ

عبداللہ بن عامر نے مسلمانوں کی نفع رسانی کے لیے کئی مقامات میں حوض بنوائے، باغات لگوائے، نہریں کھدوائیں اور ان کے علاوہ متعدد رفاہِ عامہ کے کام سرانجام دیئے۔ خصوصاً مقام عرفات میں پانی کے حوضوں کا انتظام کرایا۔

(۱) ـــــ وھو اوّل من اتخذ الحیاض بعرفۃ و اجری الیھا العین و سقی الناس الماء فذالک جار الی الیوم۔

۱۔ طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۴۴ تحت عبداللہ بن عامر
۲۔ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۱۹۱ تحت عبداللہ بن عامر بن کریز۔
۳۔ البدایہ لابن کثیر، جلد ۸، ص ۸۸ تحت تذکرہ عبداللہ بن عامر۔

(۲) ـــــ وھو الذی عمل السقایہ بعرفہ ... ولہ النباج (موضع) الذی یقال لہ نباج ابن عامر ولہ الجحفۃ ولہ بستان ابن عامر بنخلۃ علی لیلۃ من مکۃ ولہ آثار فی الارض کثیرۃ۔
(کتاب نسب قریش، الجزء الخامس، ص ۱۴۸ طبع مصری)

اہلِ مدینہ کے لیے خدمات

ابن عامر اپنی ولایت کے دوران ایک دفعہ حضرت عثمانؓ کے پاس بہت سا مال لے کر مدینہ پہنچے تو حضرت عثمانؓ نے انہیں فرمایا "اپنی قوم اور قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کیجیے اور ان کے ہاں اموال پہنچایئے"۔ پس ابنِ عامر نے قریش اور انصار میں بہت سے اموال اور پوشاکیں تقسیم کیں اور کثیر چیزیں اہلِ مدینہ کو پہنچائیں تو اہلِ مدینہ نے تعریف کرتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا۔

"وقدم علی عثمان بالمدینۃ فقال لہ عثمان صل قرابتك وقومك ففرق فی قریش والانصار شیئاً عظیماً من الاموال

والکسوات فاثنوا علیہ۔

(۱)۔۔۔۔ اسد الغابہ، جلد ۳، ص ۱۹۱ تحت عبداللہ بن عامرؓ

(۲)۔۔۔۔ الاصابہ، ج ۳، ص ۶۱ تحت عبداللہ بن عامر

ابن عامر ابن تیمیہؒ کی نظروں میں

ابن تیمیہؒ نے اپنی تصنیف منہاج السنۃ میں عبداللہ بن عامر کی خوبیاں اور ان کا لوگوں کے ہاں مقبولِ عام ہونا بیان کیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

"ان لہ من الحسنات والمحبۃ فی قلوب الناس مالا ینکر"

(منہاج السنۃ، ص ۱۸۹-۱۹۰-ج ۳)

"یعنی ابن عامر کے لیے بے شمار خوبیاں ہیں۔ اور عوام کے قلوب میں ان کی خوب محبت تھی جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا"

مندرجات بالا کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عبداللہ بن عامر ایک عظیم شخصیت اور باکردار انسان تھے۔ جنہوں نے اسلام اور اہلِ اسلام کی بے شمار خدمات سرانجام دیں۔ ان اوصاف کے پیشِ نظر مخالفین کے تمام اعتراضات بے جا اور بے محل نظر آتے ہیں۔ یہ اعتراضات محض گروہی تعصب کی بنا پر وارد کر دیئے گئے ہیں تاکہ ان کے خلاف لوگوں کے قلوب میں تنفر اور بغض قائم رہے۔ اس "نیک مقصد" کے بغیر اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

جزاھم اللہ تعالیٰ علیٰ حسب مرامھم۔

Marfat.com

سیدنا امیر معاویہؓ کے متعلقات

حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ معترض دوستوں کو خصوصی عداوت ہے۔ ان کے دورِ ولایت اور دورِ خلافت کو نہایت مکروہ تعبیرات کے ساتھ ذکر کیا کرتے ہیں۔ مخالفین کے نزدیک یہ ایک سیاہ دور ہے جس میں اسلام کے ایک ایک دستور کا خاتمہ کر دیا گیا۔ آئینِ اسلامی کو ختم کر کے جبر و استبداد کے طریقے رائج کر دیئے گئے۔ دینی طرز و طریق کے بجائے آمرانہ دستور کو فروغ دیا گیا۔

ابن المطہر الحلی الشیعی نے اپنی تصنیف "منہاج الکرامہ فی اثبات الامامۃ" میں امیر معاویہؓ کے حق میں مختصر سا جملہ لکھا ہے جس میں ان کے متعلقہ سب مطاعن کو سمو دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

"وولی معاویۃ الشام فاحدث من الفتن ما احدث"

"یعنی امیر معاویہ شام کے والی بنائے گئے پس انہوں نے بے شمار فتنے پیدا کر ڈالے"

(منہاج الکرامہ فی اثبات الامامۃ، ص ۸۷، تحت مطاعن عثمانی طبع لاہور در آخر منہاج السنۃ لابن تیمیہؒ)

——— قبل ازیں بحث اول (تحت عنوان الشام) میں حضرت امیر معاویہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی خدمات عہدِ نبوت میں، عہدِ صدیقی میں، دورِ فاروقی میں مختصراً درج کی گئی تھیں۔ اب ہم قارئین کرام کی خدمت میں امیر معاویہؓ کے متعلق روایات اور اسلامی تاریخ سے ان کی قابلیت اور صلاحیت و دینی و

Marfat.com

ملی کارنامے پیش کرینگے جن کی وجہ سے وارد کردہ اعتراضات کا جواب ہوگا اور اس دور کے متعلقہ شکوک وشبہات کا خاتمہ ہوگا۔

اس کی صورت یہ ہوگی کہ پہلے امیر معاویہؓ کے مقام اور کردار کو پیش کیا ہے۔ اس کے بعد خاندان بنی ہاشم کے ساتھ ان کے حسنِ روابط اور حسنِ سلوک کے واقعات کو درج کیا ہے۔ تمام بحث کے آخر میں سب وشتم وغیرہ کے اعتراض کو زائل کیا گیا ہے اور ان ابحاث کو عہد عثمانی کے ساتھ مخصوص نہ تصور کریں۔ یہ چیزیں ان کی شخصیت کے اعتبار سے ذکر کی جاتی ہیں۔

نام ونسب اور قبولِ اسلام

سیّدنا امیر معاویہؓ کا پدری نسب اس طرح ہے۔ معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیّہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

ذکتاب نسب قریش، ص ۱۲۴ تحت ولد ابی سفیان (الصخر)

اور مادری سلسلۂ نسب یہ ہے:۔ ان کی والدہ کا نام ہند بنتِ عتبہ ہے۔ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

(۱) — نسبِ قریش، ص ۱۲۵ تحت ولد ابی سفیان (الصخر)

(۲) — الاصابہ، ص ۴۰۹، ج ۴ تحت ہند بن عتبہ۔

نسب ہٰذا سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہؓ اور حضور علیہ السلام کا پانچواں دادا ایک ہے جس کا نام عبد مناف ہے۔

قبول اسلام

آپ کی عمر کا قریبًا اٹھارواں سال تھا کہ عمرۃ القضاء کے موقع پر آپ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملاقات کی اور اسلام قبول کیا۔ آپ نے اپنے اسلام کو فتح مکّہ تک اپنے والدین سے چھپاتے رکھا۔ اور ان کے والدین (یعنی

Marfat.com

ابوسفیان والد اور ہند بنت عتبہ والدہ) فتح مکہ کے موقعہ پر اسلام لائے۔

—— وکان معاویۃ یقول انّہٗ اسلم عام القضیّہ وانّہ لقی

رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم مسلمًا وکتم اسلامہ من

ابیہ وامّہ ... الخ

(۱)—— اسد الغابہ جلد رابع، ص ۳۸۵ تحت تذکرہ معاویہؓ

(۲)—— البدایہ لابن کثیر، جلد ۸، ص ۱۱۷ تحت معاویہ بن ابی سفیان۔

(۳)—— تاریخِ بغداد جلد اوّل، ص ۲۰۷ تحت تذکرہ معاویہؓ بن ابی سفیان۔

(۴)—— نسب قریش، ص ۱۲۴ تحت اولاد ابی سفیان ابن حرب

(۵) کتاب دول الاسلام، جزء اوّل للذہبی تحت سنۃ ستین، ص ۲۸، ج ۱ (طبع حیدر آباد دکن)

(۶) تہذیب الاسماء واللغات للنووی، ج ۲، ص ۱۰۲۔ تحت معاویہؓ بن ابی سفیان۔

(۷) تاریخ الاسلام للذہبی - ج ۲، ص ۳۱۸ تحت ترجمہ معاویہؓ۔

ناظرین کرام مطلع رہیں کہ عام مؤرخین اور اہل تراجم امیر معاویہؓ کے اسلام کے متعلق یہی ذکر کیا کرتے ہیں کہ وہ فتح مکہ (آٹھ ہجری) کے موقع پر اسلام لائے لیکن ہم نے جو قول ذکر کیا ہے وہ حضرت امیر معاویہؓ کا اپنا بیان ہے۔ اور قدیم مؤرخین (صاحب نسبِ قریش، صاحبِ تاریخِ بغداد وغیرہ) نے اس کو باسند نقل کیا ہے لہٰذا دوسرے لوگوں کے اقوال کے مقابلہ میں امیر معاویہؓ کے اپنے قول کو ترجیح دی جائے گی۔

Marfat.com

خاندان امیر معاویہؓ اور بنو ہاشم کے نسبی روابط

ایک خاندان کا دوسرے خاندان کے ساتھ دائمی تعلق قائم کرنے کے لیے نسبی تعلقات ایک بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان تعلقات کی بنا پر ایک قبیلہ دوسرے کے قریب تر ہو جاتا ہے، دونوں قبیلوں کے درمیان گہرے اور دائمی روابط مضبوط ہو جاتے ہیں اور ان کے درمیان شفقت و محبت، ہمدردی و خیر خواہی جیسے جذبات پائے جاتے ہیں۔

اب ہم ناظرین کرام کی خدمت میں حضرت امیر معاویہؓ کے خاندان اور قبیلہ بنی ہاشم کی چند ایک رشتہ داریاں ذکر کرتے ہیں تاکہ ان دونوں قبائل کا ایک دوسرے کے قریب ہونا لوگوں پر واضح ہو سکے۔

رشتہ اوّل حضرت امیر معاویہؓ کی بہن ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں اس لیے انہیں امّ المومنین ہونے کا اور حضرت امیر معاویہؓ بن ابی سفیان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا برادرِ نسبتی ہونے کا شرف حاصل ہے اور اُمّ حبیبہ کا نام رملہ ہے۔

(۱) ـــــ نسبِ قریش، ص ۱۲۳-۱۲۴ تحت ولد ابی سفیان بن حرب۔

(۲) ـــــ طبقات ابن سعد، ص ۶۸-۶۹-ج ۸ تحت ام حبیبہؓ (رملہ بنت ابی سفیان)، طبع لیدن یورپ۔

دوم حضرت امیر معاویہؓ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زُلف ہیں۔ (یعنی جس کو ساڑھو کہتے ہیں)۔ امّ المومنین ام سلمہؓ کی بہن قریبۃ الصغریٰ امیر معاویہؓ کے نکاح میں تھیں اور ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

ـــ ... وسالفه من قبل ام سلمة معاوية بن ابی سفيان

Marfat.com

بن حرب بن امیّۃ کانت عندہٗ قریبۃ الصغری بنت امیّۃ
بن مغیرۃ اخت ام سلمۃ لابیہا لم تلد لہٗ۔

(کتاب المحبّر، ص ۱۰۲ - طبع حیدر آباد دکن)

سوم | حضرت امیر معاویہؓ کی بہن ہند بنت ابی سفیان بن حرب حضرت علیؓ کے چچا زاد بھائیوں کی اولاد میں سے حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم کے نکاح میں تھی اور اس سے اولاد بھی ہوئی۔ ایک بیٹے کا نام محمدؐ تھا۔

"ہند بنت ابی سفیان بن حرب بن امیۃ الاموية اخت
معاویۃ کانت زوج الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب
بن ہاشم فولدت لہٗ ابنہ محمداً۔

(۱) ـــ الاصابہ، ص ۵۸، ۵۹ - ج ۳ تحت عبداللہ بن
حارث بن نوفل - الخ

(۲) ـــ الاصابہ، ص ۴۰۹، ج ۴ - تحت ہند بنت ابی
سفیان بن حرب۔

(۳) ـــ تہذیب التہذیب، ص ۱۸۱، ج ۵ - تحت عبداللہ
بن الحارث۔

(۴) ـــ طبقات ابن سعد، ص ۱۵، ج ۵، تحت عبداللہ المذکور
طبع لیدن۔

چہارم | حضرت سیدنا حسینؓ کے لڑکے علیؓ (شہید کربلا) کی ماں لیلیٰ بنت ابی مرۃ بن مروۃ بن مسعود ثقفی ہیں اور لیلیٰ کی ماں میمونہ بنت ابی سفیان بن حرب ہے جو امیر معاویہ کی بہن ہیں۔ دوسرے لفظوں میں حضرت حسینؓ کی ساس (خوشدامن) میمونہ بنت ابی سفیان ہیں اور میمونہ علی اکبرؓ کی نانی ہیں۔ امیر معاویہؓ علی اکبرؓ کی ماں

کے سگے ماموں ہیں اور سیدنا حضرت حسینؓ کے گھر امیر معاویہؓ کی سگی بھانجی (یعنی خواہر زادی) ہے۔

"ولد الحسین بن علی بن ابی طالب علیاً اکبر قتل بالطف مع ابیہ وامہ لیلیٰ بنت ابی مرۃ بن عروہ بن مسعود الثقفی . . . . وامہا میمونۃ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیۃ۔

(۱) کتاب نسب قریش، ص ۵۷ تحت ولد حسین بن علی بن ابی طالب۔

(۲) تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱ ص ۲۵۵ تحت ۶۱ھ مقتل حسین واصحابہ۔

۔۔۔ اور شیعہ علماء نے رشتہ ہذا کو مندرجہ ذیل مقامات میں تحریر کیا ہے:۔

۱۔ مقاتل الطالبین لابی الفرج الاصبہانی الشیعی، ص ۵۴، ج ۱ طبع بیروت، باب ذکر خبر الحسین بن علی ومقتلہ ومن قتل معہ۔

۲۔ منتہی الآمال للشیخ عباس قمی الشیعی، ص ۴۶۴۔ ج ۱ تذکرہ ازواج حسینؓ بن علی۔

پنجم حضرت علیؓ کے چچا عباس بن عبد المطلب کی پوتی لبابہ بنت عبید اللہ بن عباس حضرت امیر معاویہؓ کے بھتیجے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کے نکاح میں تھیں۔

"وتزوجت لبابۃ بنت عبید اللہ بن عباس بن عبد المطلب العباس بن علی بن ابی طالب ثم خلف علیہا الولید بن عتبۃ بن ابی سفیان۔

Marfat.com

(۱) کتاب المحبر، ص ۴۴۹، لابی جعفر البغدادی

(۲) کتاب نسب قریش لمصعب الزبیری، ص ۱۳۳ تحت ولد عتبہ بن ابی سفیان - صہ ۳۲ تحت اولاد عبید اللہ بن عباس -

(۳) حواشی عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب لابن عنبہ (شیعی) مطبوعہ نجف، عراق تحت اولاد جعفر بن ابی طالب ص ۴۳ -

ششم حضرت جعفر طیارؓ کی پوتی رملہ بنت محمد نے پہلے سلیمان بن ہشام بن عبد الملک سے نکاح کیا اور اس کے بعد حضرت امیر معاویہؓ کے بھتیجے کے لڑکے ابو القاسم کے ساتھ نکاح کیا۔

"وتزوجت رملة بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب سلیمان بن هشام بن عبد الملك ثم ابا القاسم بن ولید بن عتبة بن ابی سفیان - (کتاب المحبر، ص ۴۴۹)

ثمرات و نتائج

مندرجہ چند رشتہ داریاں ملاحظہ کرنے کے بعد یہ بات، واضح ہوتی ہے کہ:

(۱) خاندان امیر معاویہ اور بنی ہاشم باہم قریب تر ہیں۔ اس لیے انہیں کسی صورت میں بھی برا بھلا کہنا روا نہیں۔ اگر ان دونوں میں سے کسی ایک خاندان کو برا بھلا کہا گیا تو وہ گویا دوسرے خاندان کو برا بھلا کہنے کے مترادف ہوگا۔ اور ایک رشتہ دار کو برا کہنے سے دوسرا قریبی ضرور متاثر ہوگا۔

(۲) دوسری یہ چیز عیاں ہو رہی ہے کہ ان خاندانوں کے درمیان قبائلی عصبیت اور نسلی تعصب بالکل نہیں تھا۔ اسلام کے بعد عصبیتیں اور دھڑے بندیاں ختم ہو گئی تھیں حضرت عثمانؓ کے دور میں پھر سے قبائلی تعصبات کے عود

Marfat.com

کرآنے کا نظریہ بالکل واقعات کے برخلاف ہے اور خاص اختراعی اور جعلی ہے جس کو بڑی کوشش سے تصنیف فرما لیا گیا ہے۔ اس قسم کے باہم نسبی روابط و دیگر تعلقات اس مسئلہ کے لیے مستقل شواہد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان دلائل کو پس پشت ڈال کر پھر بھی خاندانی تعصبات کا پرچار کرتے رہنا عدل وانصاف کو ختم کر دینے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے اکابرین کے ساتھ حُسنِ عقیدت نصیب فرماتے جو آخرت میں کام آئے گی اور ان کے ساتھ ضد و عناد اور نفرت سے محفوظ فرماتے جو قیامت میں نقصان دہ ثابت ہو گی۔

سیّدنا امیر معاویہؓ کے حق میں زبانِ نبوّت سے دُعائیں

حضرت امیر معاویہؓ نے جو دینِ اسلام کی خدمات انجام دی ہیں اور احیائے دین کے لیے جو مساعی فرمائی ہیں، بقائے مِلّت کی خاطر جو کارنامے پیش کیے ہیں یہ ان دعاؤں کے اثرات ہیں جو ان کے حق میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے وقتاً فوقتاً صادر ہوتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے زبانِ نبوت کے وہ فرمودات منظور فرماتے جو ان کے لیے جاری ہوئے تھے۔ ان کی برکات کی وجہ سے امیر معاویہؓ کو دینی خدمات کی توفیق نصیب ہوئی۔

ان دعائیہ کلمات میں سے چند ایک دعائیں ذکر کی جاتی ہیں جو اکابر علماء نے باسند ذکر کی ہیں یا باسند علماء کا حوالہ دے دیا ہے۔

(۱) ہادی اور مہدی ہونے کی دُعا

عبدالرحمن بن عمیرۃ المزنی کہتے ہیں کہ میں نے سردارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا، نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم معاویہ بن ابی سفیان کے حق میں ارشاد فرما رہے تھے کہ اے اللہ! معاویہؓ کو ہادی بنا اور ہدایت یافتہ بنا۔ یا اللہ!

Marfat.com

ان کو ہدایت دے اور ان کے ذریعہ دوسروں کو ہدایت دے۔"

"۔۔۔۔عبد الرحمن بن عميرة المزني يقول سمعت

النبي صلّى الله عليه وسلم يقول في معاوية بن ابي سفيان

اللّهم اجعله هاديًا مهديًّا واهده واهد به۔"

(۱) ـــــ التاریخ الکبیر الامام البخاری، ج ۴ ص ۳۲۷ القسم الاوّل، ج ۴ تذکرہ معاویہ بن ابی سفیان طبع حیدرآباد دکن۔

(۲) ـــــ التاریخ الکبیر للبخاری، ص ۲۴۰، ج ۳ القسم الاوّل، باب عبدالرحمٰن۔

(۳) ـــــ طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۱۳۶ قسم ثانی، تحت عبدالرحمٰن بن عمیرۃ المزنی۔

(۴) ـــــ جامع الترمذی، کتاب المناقب، ص ۵۴۷۔ باب مناقب معاویہ بن ابی سفیان طبع قدیم اصح المطابع لکھنؤ

(۵) ـــــ تاریخ بغداد للخطیب، جلد اوّل، ص ۲۰۸ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رض۔

(۶) ـــــ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۳۸۶ ۔تحت معاویہ بن ابی سفیان طبع تہران

(۷) ـــــ البدایہ لابن کثیر، ج ۸، ص ۱۲۱ بحوالہ الطبرانی والامام احمد وغیرہما تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رض۔

(۸) ـــــ الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی، ج ۲۲ ص ۳۵۶، باب ما جاء فی معاویۃ ابی سفیان۔

(۲) ـــــ امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ کبیر تذکرہ حضرت معاویہؓ میں ایک اور روایت

Marfat.com

باسند ذکر کی ہے۔ عمیر بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ کا تذکرہ خیر و خوبی کے بغیر مت کیا کرو۔ میں نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ ان کے حق میں فرماتے تھے کہ اے اللہ! انہیں ہدایت عطا فرما۔"

فائدہ: جب حضرت عمر بن الخطابؓ نے عمیر بن سعد صحابی رسولؐ کو حمص کی حکومت سے ہٹا کر حضرت امیر معاویہؓ کو وہاں متعین کیا تو اس وقت لوگ کہنے لگے کہ عمیرؓ کو ہٹا کر امیر معاویہ کو والی بنا دیا۔ حضرت عمیرؓ نے اس موقعہ پر امیر معاویہؓ کے حق میں یہ روایت ذکر کی:

"۔۔۔ عن ابی ادریس الخولانی عن عمیر بن سعد قال لا تذکروا معاویۃ الا بخیرٍ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللّٰھم اھد بہٖ"

(۱) التاریخ الکبیر للبخاری، ج ۴، ص ۳۲۸، القسم الاول تحت تذکرہ معاویہ بن ابی سفیان طبع حیدرآباد دکن)

(۲) جامع الترمزی صہ ۵۴۲ تحت مناقب معاویہؓ

(۳) علم کتاب و حساب کے حصول اور عذاب سے حفاظت کی دعا

عبدالرحمٰن بن عمیرہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے امیر معاویہؓ کے حق میں دعا فرمائی "اے اللہ انہیں حساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے بچالے۔"

"۔۔۔ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللّٰھم علّم معاویۃ الحساب وقِہِ العذاب"

(۱) ـــــ التاریخ الکبیر، ج ۴، ص ۳۲۷۔ القسم الاول تحت معاویۃ بن ابی سفیانؓ۔

Marfat.com

(۲)—— مجمع الزوائد لنور الدین الہیثمی، ج ۹، ص ۳۵۶۔ تذکرہ باب ماجاء فی معاویۃ بن ابی سفیانؓ۔

(۴)—— نیز عرباض بن ساریہؓ (صحابی) فرماتے ہیں کہ میں نے سردارِ دوجہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا، حضرت معاویہؓ کے حق میں آپ فرماتے تھے کہ اے اللہ! کتاب اور حساب کا علم انہیں عنایت فرما اور عذاب سے محفوظ فرما۔"

"... یقول (عرباض بن ساریۃ) سمعت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یقول اللّٰھم علّم معاویۃ الکتاب و الحساب وقِہ العذاب۔"

(۱) الاستیعاب (معہ الاصابہ) ج ۳، ص ۳۸۱ تحت معاویہ بن ابی سفیانؓ۔

(۲) موارد الظمآن لنور الدین الہیثمی، ص ۵۶۶۔ باب فی معاویہ بن ابی سفیانؓ۔

(۳) البدایہ، ج ۸، ص ۱۲۰، بحوالہ احمد و ابن جریر، تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیانؓ۔

(۴) الفتح الربانی، ج ۲۲، ص ۳۵۶۔ باب ماجاء فی معاویۃ بن ابی سفیانؓ۔

(۵) ان کے علم اور حلم کے لیے دُعا

امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ کبیر جلد رابع میں درج کیا ہے کہ ایک دفعہ امیر معاویہؓ حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے سواری پر سوار ہو کر تشریف لے جا رہے تھے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں ارشاد فرمایا کہ آپ کے جسم کا کون سا حصّہ میرے قریب تر ہے تو حضرت معاویہؓ نے عرض کیا کہ میرا شکم

Marfat.com

آپ کے نزدیک ہے۔ اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا "اے اللہ! اسے علم و حلم (بردباری) سے پُر فرما دے"۔

"...صدقة بن خالد حدثنی وحشی بن حرب بن وحشی عن ابیه عن جدّه قال کان معاویة ردف النبی صلّی الله علیه وسلّم فقال یا معاویة ما یلینی منك قال بطنی قال اللّٰهم اَملأه علمًا وحلمًا"۔

(۱) (التاریخ الکبیر لامام البخاری، ج ۴، ق ۲، ص ۱۸۰۔ باب وحشی (وحشی الحبشی) مولیٰ جبیر بن مطعم)
(۲) تاریخ الاسلام لذھبی صہ ۳۱۹ ج ۲ تحت معاویہ

فائدہ

سیدنا امیر معاویہؓ کے حق میں یہ دعائیں ایسی ہی مؤثر ہوئیں جیسا کہ سیدنا علی المرتضیٰ کے حق میں دعائے نبوی مفید ہوئی اور قدرت کی طرف سے منظور و مقبول ہوئی۔ حضور علیہ السلام حضرت علیؓ کو یمن روانہ فرمانے لگے تو حضرت علیؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نوعمر ہوں، قضا (یعنی فیصلہ کرنے) کا تجربہ نہیں ہے تو جناب نے ان کے سینے پر ہاتھ مبارک رکھا اور فرمایا کہ اللّٰھم ثبّت لسانه واھد قلبه (اے اللہ ان کی زبان کو درست رکھ اور قلب کی صحیح رہنمائی فرما۔)

(البدایہ، ج ۵، ص ۱۰۷، بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب وخالد بن ولید الی الیمن قبل حجۃ الوداع بحوالہ امام احمدؒ)

اللہ تعالیٰ نے امیر معاویہؓ کو بے شک بڑا عمدہ علم و فہم عطا فرمایا اور ساتھ ہی حوصلہ اور بردباری نصیب فرمائی۔ بے شمار مخلوق کی ہدایت کا ان کو ذریعہ بنایا۔

Marfat.com

کئی ممالک ان کی کوششوں سے فتح ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اسلام کا کلمہ بلند ہُوا اور ہمیشہ کے لیے دین کے قیام کی صورتیں پیدا ہوگئیں اور دینی نظام کو ان ملکوں میں قائم فرمایا۔ یہ سب کچھ دعائے نبوی و صحبتِ نبوی کے اثرات تھے۔

——— حضرت امیر معاویہؓ کے دَور کو اگر دینی نظام ختم کر دینے اور اسلامی آئین برباد کر دینے کا دَور تصوّر کر لیا جائے تو پھر نبوت کی ان دعاؤں کا کیا اثر ہُوا؟ نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رشد و ہدایت کی دعائیں، علم و حلم کی دعائیں معاذ اللہ سب بے اثر و بے تاثیر ثابت ہونگی (انا للہ و انا الیہ راجعون)۔ حضرت علیؓ کے حق میں دعائیں تو مفید، مؤثر اور نتیجہ خیز ثابت ہوں اور وہی دعائیں اگر امیر معاویہؓ کے حق میں مقدس زبان سے صادر ہوں تو کوئی ثمرہ مرتب نہ ہو سکے، یہ مشکل ہے۔ مسلمانوں کو اس مسئلہ میں غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ ہم لوگوں کو اپنے نبی مقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تمام صحابہ کرامؓ کے ساتھ صحیح عقیدت مندی نصیب فرمائے جس میں قبائلی تعصّب نہ ہو اور افراط و تفریط سے پاک ہو۔

Marfat.com

لیاقتِ علمی اور قابلیّت

اس عنوان کے تحت چند ایک چیزیں ذکر کی جاتی ہیں۔ اس سے حضرت امیر معاویہؓ کی علمی لیاقت اور ان کی صلاحیت واضح طور پر معلوم ہوتی ہے۔

(۱)

کاتبِ نبویؐ ہونا

سیّدنا امیر معاویہؓ کے متعلق یہ چیز مسلّمات میں سے ہے کہ سیّد الکونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں ان کو کاتب ہونے کی سعادت نصیب تھی۔ اور یہ کاتبانِ نبوی میں شمار ہوتے تھے۔ یہ ان کی صلاحیت اور صداقت و اعتماد کی بیّن دلیل ہے۔

سیرتِ طیبہ میں جہاں کاتبانِ نبوی کا تذکرہ ہوتا ہے وہاں امیر معاویہؓ کا اسمِ گرامی بھی درج ہے۔

(۱)___ الاستیعاب، ج ۳، ص ۳۷۵، معہ الاصابہ، تحت معاویہؓ بن ابی سفیان۔

(۲)___ زاد المعاد لابن القیمؒ، ج ۱، ص ۳۰ فصل فی کُتّابہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

(۳)___ الاصابہ لابن حجرؒ، ج ۳، ص ۴۱۲ تحت معاویہؓ بن ابی سفیان۔

Marfat.com

(۴) مجمع الزوائد للہیثمی، ج ۹ ص ۳۵۷ - باب معاویہؓ

(۵) جوامع السیرۃ لابن حزم ص ۲۷ - تحت عنوان کُتّابُہٗ صلّی اللہ علیہ وسلّم -

(۶) تاریخ الیعقوبی الشیعی صہ ۸۰ ج ۲ تحت کتاب النبی صلعم

—— (۲) ——

ابنِ عباسؓ ہاشمی کا امیر معاویہؓ پر علمی اعتماد اور صلاحیّت کا اقرار

(۱) —— حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہؓ سے متعدد احادیثِ نبوی نقل کی ہیں اور کئی مسائل شرعی میں ان پر اعتماد کیا ہے۔ اور ان کو دینی مسائل میں "فقیہ" کا مقام دیا ہے۔ اسی سلسلہ کی چند چیزیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیں :-

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (جو حضرت علی المرتضیٰ کے چچا زاد برادر ہیں) کی خدمت میں مسئلہ وتر کی بحث ہوئی تو اس میں حضرت امیر معاویہؓ کا بھی ذکر ہوا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "ہمارے دَور میں امیر معاویہؓ سب سے زیادہ عالم ہیں"

"فقال ابن عباس . . . . لیس احد منا اعلم من معاویۃ"

(السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۳، ص ۲۶ - باب الوتر طبع حیدر آباد دکن)

(۲) —— نیز بخاری شریف میں آیا ہے کہ بحث وتر میں جب گفتگو ہوئی تو عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ ان کی بات کو رہنے دیجیے وہ صحابیِ رسول اللہ ہیں۔ انہوں نے

Marfat.com

درست عمل کیا ہے اس لیے کہ وہ دینی مسائل میں فقیہ ہیں۔

"... فقال دعہ فانّہٗ قد صحب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ... قال اصاب انہ فقیہٌ"

(۱) بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۳۱ - باب ذکر معاویہؓ۔ (طبع نور محمدی دہلی)

(۲) الاصابہ مع الاستیعاب، ج ۳، ص ۴۱۳ تحت تذکرہ معاویہؓ بن ابی سفیان۔

(۳) اُسد الغابہ، ج ۴، ص ۳۸۶ تحت تذکرہ معاویہ بن ابی سفیان۔

(۳) —— ایک بار ابن عباسؓ نے اپنے دو مشہور شاگردوں (مجاہد و عطاء) کو امیر معاویہؓ سے نقل کر کے یہ روایت بیان کی کہ امیر معاویہؓ نے مجھے خبر دی ہے کہ سیّد الکونین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے متعرض کے ساتھ اپنے موئے مبارک تراشے۔ تو ہم نے ابنِ عباسؓ سے عرض کیا کہ امیر معاویہؓ کے ماسوا کسی صاحب سے ہم کو یہ بات نہیں پہنچی تو جواب میں عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر امیر معاویہؓ تہمت لگانے والے نہیں ہیں (ان کی یہ اطلاع صحیح ہے)۔

"... عن مجاھد وعطاء عن ابن عباس ان معاویۃ اخبرہٗ انہٗ رأی رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قصر من شعرہٖ بمشقص فقلنا لابن عباس ما بلغنا ھٰذا الا عن معاویۃ فقال ما کان معاویۃ علیٰ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم متّھِمًا۔"

(مُسند احمدؒ، ج ۴، ص ۹۵ تحت مسنداتِ معاویہؓ ابن ابی سفیان)

Marfat.com

(۴) ـــــ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت امیر معاویہؓ کی انتظامی صلاحیت ولیاقت بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ میں نے حکمرانی کے لائق ان سے بہتر کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

"۔ ۔ ۔ عن ابن عباس قال ما رأيت احدًا اخلق للملك من معاوية"

(۱) ـــ التاریخ الکبیر لامام بخاریؒ، ج ۴، ص ۳۲۷ تحت ذکر معاویہؓ بن ابی سفیان۔

(۲) ـــ تاریخ طبری، ج ۶، ص ۱۸۸، تحت ۶۰ھ۔ آخر تذکرہ معاویہؓ۔

(۳) ـــ البدایہ، ج ۸، ص ۱۳۵ تحت امیر معاویہ، بحوالہ محدّث عبدالرزاق۔

(۴) ـــ الاصابہ، ج ۳، ص ۴۱۳ تحت ذکر معاویہ بن ابی سفیان۔

(۵) ـــ عبداللہ بن عباسؓ حضرت امیر معاویہؓ کی خدمت میں شام تشریف لے جاتے وہاں ان کے ہاں قیام فرماتے۔ نمازیں ان کے ساتھ مقام مقصورہ میں مل کر ادا کرتے تھے۔ (مقصورہ صف اوّل میں خلفاء کے لیے مخصوص ومحفوظ مقام بنا ہوا ہوتا تھا)۔

نیز ابن عباسؓ کو امیر معاویہؓ کی جانب سے عطیات و وظائف بھی دیئے جاتے تھے جن کا ذکر عطیات و وظائف کے عنوان کے تحت عنقریب آرہا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

"۔ ۔ ۔ ان کریبًا مولیٰ ابن عباسؓ اخبرهٗ انّهٗ رأى ابن

Marfat.com

عباس یصلی فی المقصورۃ مع معاویۃؓ۔

(المصنف لعبد الرزاق، ج ۲، ص ۴۱۴، باب الصلوٰۃ فی المقصورہ مطبوعہ مجلس علمی، کراچی - ڈابھیل)

(۳)

محمد بن حنفیہ ہاشمی کا امیر معاویہ سے حدیثِ نبوی اور مسئلہ شرعی نقل کرنا

حضرت علی المرتضیٰ کے صاحبزادے محمدؒ بن حنفیہ نے امیر معاویہؓ سے حدیث شریف نقل کی ہے کہ امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے عُمریٰ جن لوگوں کے لیے کر دیا جائے وہ ان کے لیے درست ہے۔ (یعنی ایک شخص نے دوسرے کو عمر بھر کے لیے کوئی چیز دے دی تو اس کے لیے ہمیشہ کے لیے ہو گئی)۔

"۔۔۔۔ عن محمد بن علی الحنفیۃ عن معاویۃ بن ابی سفیان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول العمریٰ جائزۃ لاھلھا۔

(مسند امام احمد، ج ۴، ص ۹۷، تحت حدیث معاویہؓ بن ابی سفیان، طبع اول مصری)

(۴)

امیر معاویہؓ اصحاب فتویٰ سے تھے | ابن القیمؒ نے اپنی تصنیف اعلام الموقعین کے ابتدائی فصول میں ذکر کیا ہے کہ

Marfat.com

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں جو صاحبِ فتویٰ حضرات تھے (جن کی طرف لوگ شرعی فتویٰ حاصل کرنے میں رجوع کرتے تھے) ان کے تین طبقات و درجات قائم کیے جاتے ہیں۔

ا۔ ایک جماعت کثیر الفتویٰ تھی۔ وہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عائشہؓ وغیرہم حضرات ہیں۔

۲۔ ان کے بعد دوسرا طبقہ المتوسطون تھے۔ وہ صدیق اکبرؓ، ام سلمہؓ، عثمان ذوالنورینؓ وغیرہم ہیں۔ ان متوسطین کے زمرہ میں متعدد صحابہ (مثلاً حضرت طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، عمران بن الحصینؓ کو ذکر کیا ہے۔ ان میں امیر معاویہؓ بھی شامل ہیں لکھتے ہیں کہ:

"..... ویضاف الیہم طلحۃ والزبیر وعبدالرحمٰن بن عوف .... ومعاویۃ بن ابی سفیان"

۳۔ اس کے بعد قلیل الفتویٰ حضرات مذکور ہیں۔ مثلاً ابو درداءؓ، ابو سلمہؓ، سعید بن زید وغیرہم۔

(۱) ــــ اعلام الموقعین لابن القیمؒ، ج ا، ص ۵ (ابتدائی فصول) طبع اشرف المطابع۔ دہلی۔

(۲) تدریب الراوی شرح تقریب النواوی، ص ۴۰۴ تحت بحث واکثرہم فتیا ابن عباسؓ۔

(۳) ــــ جوامع السیرۃ لابن حزم، ص ۳۲۰ (الرسالۃ الثالثۃ اصحاب الفتیا من الصحابۃؓ)

(۴) الاصابہ لابن حجر صہ ۲۲ ج ا مقدمۃ الکتاب فصل ثالث

ــــ مطلب یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ اپنی علمی لیاقت کے اعتبار سے جس طرح فقہائے امت میں شمار کیے جاتے تھے اسی طرح صحابۂ کرام کے دور میں

Marfat.com

اہلِ فتاویٰ میں ان کا مستقل مقام تھا اور ان کا اہلِ تدبیر و سیاست ہونا تو تاریخی مسلّمات میں سے ہے۔

(۵)

——— حضرت امیر معاویہؓ کی دینی ثقافت اور علمی ثقاہت کے لیے یہ چیز بڑی اہم ہے کہ آپ بہت سے اکابر صحابہ کرامؓ کے مروی عنہ ہیں یعنی صحابہؓ نے آپ سے احادیثِ نبوی نقل کی ہیں۔ ان میں سے چند ایک کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے اور امام نووی نے لکھا ہے کہ ایک سو تریسٹھ احادیثِ نبوی امیر معاویہؓ کے ذریعہ منقول ہیں جو حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔

۱۔ عبداللہ بن العباسؓ (ہاشمی) ۲۔ جریر بن عبداللہ البجلیؓ

۳۔ معاویہؓ بن خدیج ۴۔ سائبؓ بن یزید

۵۔ عبداللہ بن الزبیرؓ ۶۔ نعمان بن بشیرؓ

۷۔ ابوسعید الخدریؓ ۸۔ ابو درداء

۹۔ عبداللہ بن عمرؓ ۔ وغیرہم

(۱) الاصابہ، ج ۳، ص ۴۱۲ تحت معاویہؓ بن ابوسفیان

(۲) اسد الغابہ، ج ۴، ص ۳۸۷ تحت معاویہ بن ابوسفیان

(۳) تہذیب الاسماء واللغات للنووی، ج ۲، ص ۱۰۲، ۱۰۳ تحت معاویہؓ بن ابی سفیان۔

(۴) جوامع السیرۃ لابن حزم، ص ۲۷۷ تحت الرسالۃ الثانیہ (اصحاب المادہ شیئ)۔

Marfat.com

ملّی خدمات اور اسلامی فتوحات

قبل ازیں بحث اوّل عنوان ر الشام ہ کے تحت حضرت امیر معاویہؓ کی چند خدمات متعلق عہد نبوی و عہدِ صدیقی مختصراً درج ہو چکی ہیں۔ ان کو بھی ملحوظ رکھتے ہوئے چند مزید غزوات و فتوحات یہاں ذکر کیے جاتے ہیں۔

جنگی غزوات کے سلسلہ میں امیر معاویہؓ کی خدماتِ جلیلہ بہت کثیر ہیں ـــــ پہلے خلفائے راشدین کے دَور میں، پھر ان کے اپنے دَورِ خلافت میں بے شمار فتوحات ہیں جو امیر معاویہؓ کے ذریعہ حاصل ہوئیں۔ ان کی تفصیلات کے لیے تو ایک مستقل تصنیف درکار ہے۔ مگر اس وقت اجمالی طور پر ہم ان میں سے بعض واقعات کو نقل کرتے ہیں تاکہ یہ عنوان خالی نہ رہ جائے۔

(۱) ـــــ فتح اُردن کے متعلق علاّمہ بلاذریؒ نے لکھا ہے کہ فوج کے سپہ سالار ابوعبیدہؓ بن جرّاح تھے اور ان کے ماتحت امیر معاویہؓ کے بڑے بھائی یزید بن ابی سفیان جرنیل تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ کے حکم کے مطابق سواحل اُردن کی طرف فوج کشی کی گئی تو اس لشکر کے امیر یزید بن ابی سفیان تھے اور اس لشکر کے مقدمہ پر ان کے بھائی معاویہؓ بن ابی سفیان متعین تھے۔ بڑی کوشش اور مساعی کے بعد سواحلِ اردن یزید، عمرو بن العاص اور حضرت معاویہؓ کے ہاتھوں فتح ہوئے تو ابوعبیدہ نے اس فتح کی اطلاع مرکز میں حضرت عمرؓ کو ارسال کی۔

اس موقع پر حضرت امیر معاویہؓ کے کارنامے اور کارکردگی ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔

"..... وکان لمعاویۃ فی ذالک بلاءٌ حسنٌ واثرٌ جمیلٌ۔"

Marfat.com

(فتوح البلدان للبلاذری، ص ۱۲۳، طبع مصر، تحت امر اردن)

(۲)—— ۱۹ھ میں جب حضرت عمرؓ نے قیساریہ کے فتح ہونے کا اعلان فرمایا تو مسلمانوں نے یہ مژدۂ جانفزا سُن کر اللہ اکبر کی صدائیں بلند کیں۔ سات سال تک قیساریہ کا محاصرہ رہا اور آخر کار امیر معاویہؓ کے ذریعہ فتح ہوئی۔

"..... ان قیساریّة فتحت قسرًا فی سنة ۱۹ھ فلما بلغ عمر فتحها نادیٰ ان قیساریة فتحت قسرًا وکبّر وکبّر المسلمون وکانت حوصرت سبع سنین وفتحها معاویة۔

(۱) فتوح البلدان للبلاذری المتوفی ۲۷۹ھ، ص ۱۴۹۔ طبع اولیٰ مصری (تحت امر فلسطین۔

(۲) فتوح البلدان للبلاذری، ص ۱۴۷ (تحت امر فلسطین۔

(۳)—— مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے امیر معاویہؓ کو فرمان بھیجا کہ فلسطین کے باقی علاقوں کی طرف پیش قدمی کریں۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ نے تعمیلِ حکم میں عسقلان کے علاقہ کو فتح کیا۔

"..... وکتب عمر بن الخطاب الیٰ معاویة یامره بتتبّع ما بقی من فلسطین ففتح عسقلان"

(فتوح البلدان، ص ۱۴۹۔ تحت امر فلسطین لاحمد بن یحییٰ البلاذری)

(۴) حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امّت کا

Marfat.com

سب سے پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا اس کے لیے جنت واجب ہوگی۔ آقائے دو جہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب یہ بشارت بیان فرمائی تو امّ حرامؓ بنت ملحان عرض کرنے لگیں "کیا میں بھی اس میں شامل ہوں"؟ تو آپؐ نے جواباً فرمایا "تو بھی اس میں سے ہے" اس بنا پر حضرت اُمّ حرامؓ ایک مرتبہ سمندر میں جہاد کرنے والے اس لشکر میں شامل ہوئیں جس کے جرنیل حضرت امیر معاویہ تھے۔ اس غزوہ میں امّ حرامؓ اپنی سواری سے گر کر فوت ہو گئیں۔

"...... قال عمیر فحدثتنا ام حرام انها سمعت النبی صلّی اللہ علیہ وسلم یقول اوّل جیش من اُمّتی یغزون البحر قد اوجبوا قالت ام حرام قلت یا رسول اللہ انا فیھم؟ قال انتِ فیھم... الخ"

"... فرکبت البحر فی زمان معاویۃ بن ابی سفیان فصرعت عن دابّتھا حین خرجت من البحر فھلکت"

(۱) بخاری شریف، ج ۱، ص ۴۱۰ - کتاب الجہاد، باب ما قیل فی قتال الروم - طبع نور محمدی دہلی۔

(۲) بخاری شریف، ج ۱، ص ۳۹۱ - کتاب الجہاد، باب الدعاء بالجہاد والشہادۃ۔

(۳) مسلم شریف، ج ۲، ص ۱۴۱، ۱۴۲ - کتاب الامارۃ باب فضل الغزو فی البحر - طبع نور محمدی دہلی۔

اس واقعہ کے متعلق اتنی ضروری تشریح یاد رہنی چاہیے کہ حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کے دوران ۲۸ھ میں حضرت امیر معاویہؓ کی قیادت میں یہ غزوہ پیش آیا تھا۔ اس غزوہ میں امّ حرام اپنے خاوند عبادہؓ بن صامت کے ساتھ شامل غزوہ ہوئی

Marfat.com

تھیں اس کا نام غزوۂ قبرص ہے۔ اس غزوہ میں امِ حرامؓ فوت ہوئیں اور ان کا مزار وہیں علاقہ قبرص میں ہے (جس کو سائپرس کہا جاتا ہے)۔

"..... وفیھا (سنہ ۲۸ھ) غزا معاویة بن ابی سفیانؓ فی البحر.... ومعه عبادة بن الصامت ومعه امراته ام حرام بنت ملحان الانصاریة فاتی قبرص فتوفیت ام حرام فقبرھا ھناك۔"

(۱)____ تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۱۳۵، تحت سنہ ۲۸ھ

(۲)____ نسب قریش، ص ۱۲۴ تحت اولادِ ابی سفیانؓ بن حرب۔

(۳)____ البدایہ جلد ہشتم، ص ۲۲۹ تحت ترجمہ یزید بن معاویہؓ۔

(۴)____ فتوح البلدان بلاذری، ص ۱۶۰ تحت امرِ قبرص۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی امّت کے جس لشکر کے متعلق جنت کی یہ بشارت ارشاد فرمائی تھی اس لشکر کے امیر حضرت امیر معاویہؓ تھے۔ لہٰذا وہ بھی اس عظیم بشارت کے مستحق ہوتے اور زبانِ نبوّت کے ذریعہ بالیقین اہلِ جنت میں سے ٹھہرے۔

دیگر اکابر کا شامل ہونا

یہاں مزید یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ امیر معاویہؓ، حضرت فاروق اعظمؓ سے بحری جنگوں کے متعلق پیش قدمی کرنے کے لیے اجازت طلب کرتے رہے لیکن وقتی مصالح کی بنا پر اجازت نہ ملی۔

جب حضرت عثمانؓ کا دور آیا تو انہوں نے خاص شروط کے تحت قومی منافع کے پیشِ نظر بحری جنگی اقدامات کی اجازت دے دی۔ اور یہ قبرص کی طرف اقدام پہلا بحری غزوہ ہے۔

اس میں حضرت امیر معاویہ کی ماتحتی میں بڑے بڑے اکابر صحابہ غزوۂ ہذا

Marfat.com

میں شریک ہوئے تھے مثلاً ابو ایوب انصاریؓ۔ ابو الدرداء۔ ابو ذر غفاریؓ۔ عبادۃ بن الصامت۔ فضالۃ بن عبید الانصاریؓ، عمیر بن سعد بن عبید الانصاریؓ۔ واثلہ بن الاسقع الکنانی۔ عبداللہ بن بشر المازنی۔ شداد بن اوس بن ثابت وہو ابن اخی حسان بن ثابت والمقداد۔ وکعب الحبر وجبیر بن نفیر الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

امیر معاویہؓ غزوہ ہذا میں امیر لشکر کی حیثیت سے خود شامل تھے اور آپ کی اہلیہ ساتھ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فتح عظیم عطا فرمائی۔ مسلمانوں کو بہت عمدہ غنائم حاصل ہوئے۔

مسلمانوں کی افواج نے اس علاقہ میں جہاد جاری رکھا حتیٰ کہ اہلِ قبرس صلح کے لیے آمادہ ہوئے اور امیر معاویہؓ کے دور میں انہوں نے امیر معاویہؓ سے چند شرائط کے ساتھ دائمی مصالحت کر لی۔ ۔ ۔ الخ

(فتوح البلدان للبلاذری، ص ۱۶۰-۱۶۱ تحت امر قبرس)

(۵)۔۔۔۔ حضرت سیدنا عثمانؓ بن عفان کی شہادت کے بعد کچھ عرصہ تک غزوات کا سلسلہ رک گیا تھا حتیٰ کہ جب صلح و مصالحت کا سال آیا (جب سیدنا حسنؓ کی حضرت امیر معاویہؓ سے ۴۱ھ میں صلح ہوئی) تو امیر معاویہؓ نے ملک روم کی طرف سولہ ۱۶ عدد غزوات یکے بعد دیگرے جاری رکھے۔ جب ایک لشکر گرمیوں میں بھیجا جاتا تو وہ وہیں سردیوں میں قیام کر کے واپس لوٹتا اور اس کی جگہ دوسرے کو روانہ کیا جاتا۔

"لما قتل عثمانؓ لم یکن للناس غازیۃ تغزوا حتیٰ کان عامۃ الجماعۃ فاغزا معاویۃ ارض الروم ست عشرۃ غزوۃً تذھب سریۃ فی الصّیف ویشتوا بارض الروم

ثم تقفل و نعقبہا اُخریٰ "

(البدایہ، ص ۱۳۳، جلد ۸ تحت تذکرہ معاویہؓ)

پھر اس کے بعد بے شمار غزوات پیش آئے۔ بری و بحری فتوحات ہوئیں اور ان کے ہاتھوں اقصائے عالم تک اسلام کا پرچم لہرایا اور ان کی مساعی سے دینِ اسلام کے غلبہ کے سامان پیدا ہو گئے۔ اسی چیز کو علامہ ذہبیؒ نے کتاب دول الاسلام میں بیان کیا ہے۔ ذیل میں ملاحظہ فرما دیں۔

اسلامی حکومت کا وسیع حلقہ

۶۔ —— حضرت امیر معاویہؓ میں فطری طور پر انتظامی صلاحیتیں اس قدر زود بعت تھیں کہ ان کے زیر انتظام ایک وسیع و عریض اسلامی سلطنت قائم تھی۔ اس سلطنت کی حدود بخارا سے لے کر مغرب میں قیروان تک، اقصائے یمن سے قسطنطنیہ تک پھیلی ہوتی تھیں اور ان کے علاوہ حجاز، یمن، شام، مصر، مغرب، عراق، الجزیرہ، آرمینیہ، روم، فارس، خراسان، جبال، اور ماوراء النہر، یہ تمام ممالک اور علاقے ان کے حکم کے ماتحت تھے۔ علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں ....

"... صار ملك الدنيا تحت حكمه من حدود بخارا الى القيروان من المغرب ومن اقصى اليمن الى حدود قسطنطنية واقليم الحجاز واليمن والشام ومصر والمغرب والعراق والجزيرة وآرمينية والروم وفارس والخراسان والجبال وما وراء النهر"

(کتاب دول الاسلام للذہبیؒ، جزء اول، ص ۲۸۔ تحت سنۃ ستین۔ طبع دائرۃ المعارف دکن)

حُدودِ حرم کی تعیین

امیر معاویہؓ کے دورِ خلافت میں حرمِ مکہ کے بعض آثار اور نشانات مٹنے لگے تھے۔ مروان بن الحکم

Marfat.com

مدینہ پر امیر معاویہؓ کی جانب سے والی تھے۔ انہوں نے شام میں امیر معاویہؓ کو لکھا کہ حرم شریف کے بعض آثار مٹ گئے ہیں اور کرز بن علقمہ معمر صحابی زندہ موجود ہیں ان کے ذریعے آثار کی تجدید و تحدید ہو سکتی ہے۔ اس کے متعلق حکم صادر فرمایا جائے۔ تو امیر معاویہؓ نے جواب ارسال کیا کہ کرز کی معلومات کی روشنی میں مٹنے والے آثار و نشانات کو جلد از جلد صحیح کر کے متعین کیا جائے۔ اور اس پر عملدرآمد کیا گیا

" اسلم کرز یوم فتح مکة وکان قد عمّر عُمُرًا طویلًا و کان بعض اعلام الحرم قد عمی علی الناس فکتب مروان بن الحکم الیٰ معاویة بذالك فکتب الیه ان کان کرز بن علقمة حیًّا فمرہ فلیوقفکم علیه ففعل فھو الذی وضع معالم الحرم فی زمن معاویة وھو علی ذالك الی الساعة۔

(۱) ــــ تاریخ طبری الجزء الثالث عشر ج ۱۳، ص ۳۵-۳۶ ذکر من مات او قتل سنہ ۸۰ھ۔

(۲) ــــ الاصابہ معہ الاستیعاب، ص ۵، ۲۷-۲ تحت ذکر کرز بن علقمہ بن ہلال۔

(۳) ــــ طبقات لابن سعد، ج ۵، ص ۳۳۸ تحت کرز بن علقمہ بن ہلال طبع لیدن۔

کریمانہ اخلاق اور عمدہ کردار
خدا خوفی اور خوفِ آخرت

عوام کی خیر خواہی: ۔ حضرت امیر معاویہؓ کا اخلاق و کردار بہت بلند تھا اور ان کا اپنی رعایا کے ساتھ حسن سلوک قابلِ قدر تھا۔ عوام کی حاجت روائی کے لیے حضور علیہ السلام کے فرمان کے پیشِ نظر انہوں نے

Marfat.com

آدمی مقرر کر رکھا تھا جو لوگوں کی حاجات اور ضروریات ان کی خدمت میں پیش کرتا تھا۔
چنانچہ عمرو بن مرہ نے جب امیر معاویہؓ کو اس مضمون کی حدیث سنائی تو انہوں نے اس پر فوراً عمل درآمد کر دیا۔

(۱)۔۔۔ عن عمرو بن مرة انه قال لمعاوية سمعت رسول الله صلّی الله علیه وسلّم یقول من ولاه الله شیئاً من امر المسلمین فاحتجب دون حاجتهم وخلتهم وفقرهم احتجب الله دون حاجته وخلته وفقره فجعل معاویة رجلاً علی حوائج الناس رواه ابوداؤد والترمذی۔

(مشکوٰۃ شریف، ص ۳۲۴۔ الفصل الثانی۔ باب ماعلی الولاة من التیسیر) ابوداؤد شریف صفحہ ۵۳ جلد ثانی کتاب الخراج

(۲)۔۔۔ ... فلما دخل ابو مریم (الازدی الصحابی) علیه (معاویة بن ابی سفیانؓ) قال (معاویة) ھٰھنا ھٰھنا یا ابا مریم فقال ابو مریم انی لم اجئك طالب حاجة ولكنی سمعت رسول الله صلّی الله علیه وسلّم یقول من اغلق بابه دون ذوی الفقر والحاجة اغلق الله عن فقره وحاجته باب السماء قال فاكبّ معاویة یبكی ثم قال ردّ حدیثك یا ابا مریم فردّه فقال معاویة ادعوا الی سعداً وكان حاجبه فدعی فقال یا ابا مریم حدثه انت كما سمعت فحدّثه ابو مریم فقال معاویة لسعدٍ اللّٰهم انی اخلع هٰذا من عنقی واجعله فی عنقك من جاء یستاذن فاذن له یقضی الله له علی لسانی ما قضی۔

(۱) (کتاب الکنیٰ للدولابی جلد اول، ص ۴۵ تحت ابی مریم الازدی)
(۲) ریاض الصالحین لامام النواوی صہ ۲۹۲ باب امر ولاة الامور بالرفق

Marfat.com

حاصل یہ ہے کہ ایک صحابی ابومریم امیر معاویہؓ کے پاس پہنچے۔ امیر نے فرمایا یہاں تشریف رکھیے۔ ابومریم فرمانے لگے کہ مَیں کسی اور کام کے لیے نہیں آیا لیکن فرمانِ نبوی پہنچاتا ہوں حضور علیہ السلام سے مَیں نے سُنا کہ فرماتے تھے جس شخص نے حاجت مند کے سامنے اپنا دروازہ بند کر دیا، اس کی ضرورت نہ سنی، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کا دروازہ آسمان سے بند کر دیں گے۔ یہ سُن کر امیر معاویہ اوندھے گر کر رونے لگے پھر اپنے دربان سعد نامی کو بلوایا اور ابومریم کو فرمایا کہ اب پھر فرمانِ نبوت سنائیے۔ انہوں نے وہی حدیث سنائی، اس کے بعد حضرت معاویہؓ نے اپنے دربان سعد کو فرمایا، مَیں نے اپنے گلے سے بات کو نکال کر تیرے گلے میں ڈال دیا اور حکم دیا کہ جو حاجتمند آئے اسے میرے ہاں پہنچنے کی اجازت دے دینا۔ اس کے حق میں اللہ تعالیٰ میری زبان پر جو فیصلہ چاہیں گے کریں گے۔"

(۳) ـــــ مندرجہ بالا واقعات کی طرح حضرت امیر معاویہؓ کی خدا خوفی اور فکرِ آخرت کا واقعہ ترمذی شریف جلد دوم، ص ۶۱، طبع مجتبائی دہلی، ابواب الزہد، تحت باب ما جاء فی الریاء والسمعۃ میں شفیا اصبحی سے منقول ہے۔

(۴) ـــــ اسی طرح حضرت امیر معاویہؓ کی تواضع وانکساری اور اتباعِ سنت کی اہمیت کا واقعہ عبداللہ بن الزبیر وابن صفوان کے ساتھ پیش آیا۔ ترمذی شریف جلد دوم، ص ۱۰۰، طبع مجتبائی دہلی، ابواب الآداب، باب ما جاء فی کراہیۃ قیام الرجل للرجل میں مذکور ہے۔

(۵) ـــــ نیز حضرت معاویہؓ کا فرمانِ نبوی میں کوتاہی اور تبدیلی پر پریشان ہونا اور اہلِ مدینہ کو متنبہ کرنا ترمذی شریف جلد دوم، ص ۱۰۲، طبع دہلی۔ ابواب الآداب

Marfat.com

باب ما جاء فی کراہیۃ اتخاذ القصّہ میں بیان کیا گیا ہے۔

یہ ازراہِ اختصار امیر معاویہؓ کے واقعات کی طرف اشارے کر دیئے ہیں۔ اہلِ علم اور صاحبِ تحقیق حضرات رجوع فرما کر تسلّی کر سکتے ہیں۔ یہ حدیث کی روایات ہیں۔ تاریخی رطب و یابس نہیں۔

امیر معاویہؓ کی سیرت اور کردار پر

علّامہ ابن تیمیہؒ کی رائے

علّامہ ابن تیمیہؒ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ کا تعلق اپنی رعیّت کے ساتھ بہترین تھا۔ جس کی وجہ سے رعیت آپ کو بہت پسند کرتی تھی۔ آپ کا شمار بہترین حکّام میں ہوتا تھا۔

صحیحین کی روایت ہے کہ نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تمہارے بہترین حاکم وہ ہیں جن کو تم پسند کرتے ہو اور وہ تم کو پسند کرتے ہوں۔ تم ان کے حق میں دُعا کرتے ہو اور وہ تمہارے حق میں دُعا کرتے ہوں۔

"وکانت سیرۃ معاویہ مع رعیّتہ من خیار سیر الولاۃ وکانت رعیّتہ یحبّونہ وقد ثبت فی الصحیحین عن النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم انّہ قال خیار ائمتکم الذین تحبّونھم ویحبّونکم وتصلّون علیھم ویصلّون علیکم ... الخ

(منہاج السنّہ، ج ۳، ص ۱۸۹ - تحت جوابات مطاعن عثمانی)

عوام کی خبر گیری کے لیے ایک شعبہ | منہاج السنّہ میں ابنِ تیمیہؒ نے لبغوی کی

Marfat.com

سند کے ساتھ ابوقیس سے ذکر کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے دَورِ خلافت میں ہر قبیلہ کے لیے ایک ایک آدمی مقرر کیا ہُوا تھا جو محافل میں جا کر معلوم کرتا کہ کیا اس قبیلہ میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے یا نہیں ؟ کیا اس رات میں کوئی نیا واقعہ پیش آیا ہے یا نہیں ؟ یا کوئی مہمان قبیلہ میں فروکش ہُوا ہے ؟ وہ مذکورہ معلومات لے کر دفتر میں پہنچتا اور ان کے نام رجسٹر میں درج کرتا تاکہ ان کی ضروریات کا حکومت کی طرف سے انتظام کیا جائے ۔

قال البغوی حدثنا سوید بن سعید حدثنا ھمام بن اسمٰعیل عن ابی قیس قال کان معاویۃؓ قد جعل فی کل قبیلٍ رجلًا وکان رجل منّا یکنّٰی ابا یحییٰ یصبح کل یوم فیدور علی المجالس ھل وُلِدَ فیکم اللیلۃ ولدٌ ؟ ھل حدث اللیلۃ حادث ؟ ھل نزل الیوم بکم نازلٌ ؟ قال فیقولون نعم ۔ نزل رجل من اھل الیمن بعیالہ یسمونہ وعیالہ فاذا فرغ من القبیل کلہ اتی الدیوان فاوقع اسماءھم فی الدیوان ۔

(۱) ــــ منہاج السّنہ لابن تیمیہؒ ، ج ۳ ، ص ۱۸۵ ۔
(۲) ــــ البدایہ لابن کثیر ، ج ۸ ، ص ۱۳۴ ، تحت تذکرہ معاویہؓ

مطلب یہ ہے کہ رعایا کے احوال کی خبر گیری اور ہر قبیلہ کی ضروریات دریافت کرنے کے لیے ایک مستقل دفتر ہوتا تھا ۔ اس طریقہ سے عوام کی ضروریات کا ہر ممکن طریقہ سے اہتمام کیا جاتا تھا ۔

ــــ مذکورہ حوالہ جات کے ذریعہ سیّدنا معاویہؓ کی طرزِ زندگی اور حسنِ معاشرت واضح ہے ۔ اکابرینِ امّت کی ان تصریحات کے باوجود امیر معاویہؓ کے حق میں یہ پروپیگنڈہ کرنا کہ ان کی عادات قیصر و کسریٰ کی عادات و اطوار کے

Marfat.com

موافق تھیں اور ان کی عملی زندگی اسی انداز میں بسر ہوتی تھی۔ سراسر ناانصافی ہے اور واقعات کے برعکس ہے۔ ان کے متعلق لوگوں میں تنفر پھیلانے کے لیے یہ پروپیگنڈا ہے اور ناقابلِ اعتبار تاریخی مواد پر اعتماد کر کے یہ تصوّر پیش کیا جاتا ہے۔

عدل و انصاف پر حضرت سعدؓ کی شہادت

(۱) سیدنا امیر معاویہؓ بڑے عادل اور منصف مزاج تھے۔ وہ عوام کے حقوق کو احسن طریقہ سے ادا کرنے والے تھے۔ آپ کے حق میں سعد بن ابی وقّاص فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت عثمانؓ کے بعد امیر معاویہؓ سے زیادہ حق کو پورا کرنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

—— قال اللیث بن سعد حدثنا بکیر عن بشر بن سعید ان سعدَ بن ابی وقاص قال ما رأیت احداً بعد عثمان اقضیٰ بحقّ من صاحب ھذا الباب یعنی معاویۃ۔

(۱) —— تاریخ الاسلام للذہبی جزثانی ص ۳۲۱ تحت ذکر معاویہؓ۔

(۲) —— البدایہ لابن کثیر ص ۱۳۳، ج ۸ تحت ذکر معاویہؓ۔ طبع اوّل مصری۔

—— حضرت سعد بن ابی وقّاص ان کبار صحابہؓ میں سے ہیں جنہوں نے جنگِ جمل و صفین سے عزلت و علیحدگی اختیار کر لی تھی اور طرفین میں سے کسی ایک فریق کی حمایت نہیں کی تھی۔ ان مناقشات میں آپ غیر جانبدار رہے تھے

(دول الاسلام، ج ۱، ص ۱۵۔ للذہبیؒ۔ تحت خلافۃ علی بن ابی طالب)

Marfat.com

انہوں نے حضرت معاویہؓ کے منصفانہ کردار کو اس طرح بیان کیا ہے کہ سیدنا عثمانؓ کے بعد انصاف کرنے اور حق ادا کرنے میں امیر معاویہؓ کا بڑا مقام ہے۔

—— یہ شہادت بہت وزنی ہے۔ اس کے مقابلہ میں حضرت معاویہؓ کے کردار میں تنقیص پیدا کرنے والی روایات کا کوئی درجہ نہیں ہے۔

الاعمش کی شہادت

اسی طرح آنے والے حوالہ مندرجہ میں الاعمش (جو ثقہ تابعی ہیں اور بڑے پائے کے محدث ہیں) کی گواہی بڑی قیمتی ہے۔ اس میں عمرؒ بن عبدالعزیز مشہور منصف خلیفہ کے ساتھ تقابل پیش کر کے الاعمش فرماتے ہیں "حلم وکرم میں نہیں بلکہ عدل و انصاف کے معاملہ میں حضرت امیر معاویہؓ عمر بن عبدالعزیز سے بڑھ کر تھے۔ اہل علم وفہم حضرات پر واضح ہے کہ اعمش وغیرہ حضرات کا زمانہ امیر معاویہؓ کے دَور کے قریب تر ہے۔ ان قریب زمانہ والے لوگوں کی شہادت بعد والی تاریخی روایات سے بہر کیف مقدم ہو گی اور زیادہ معتبر ہو گی۔ امیر معاویہؓ کو ظالم و جائر وغیرہ ثابت کرنے والے تاریخی مواد کو مؤخر کیا جائے گا اور نا قابلِ اعتماد متصور ہو گا۔

ایک دفعہ اعمش (سلیمان بن مہران) کی مجلس میں حضرت عمر بن عبدالعزیز اور ان کے عدل و انصاف کا تذکرہ ہُوا تو اعمشؒ نے فرمایا کہ امیر معاویہؓ عمرؒ بن عبدالعزیز سے حلم میں نہیں بلکہ خدا کی قسم عدل و انصاف میں فائق تھے۔

...[1] حدثنا محمد بن جواس حدثنا ابو هريرة المكتب قال كنّا عند الاعمش فذكروا عمر بن عبد العزيز وعدله فقال الاعمش فكيف لو ادركتم معاوية قالوا في حلمه؟ قال لا والله بل في عدله۔

(1) منہاج السنہ لابن تیمیہؒ، ج ۳، ص ۱۸۵۔

(۲) ب۔ المنتقیٰ للذہبی، ص ۳۸۸ طبع مصر

امیر معاویہؓ کے حق میں ناصحانہ کلام اور ان کی خدمت میں حق گوئی کا مسئلہ

—— سیّدنا حضرت امیر معاویہؓ کو بعض حضرات نصیحت فرماتے اور ان کے حق میں خیر خواہانہ کلام کرتے تو حضرت معاویہؓ کو یہ چیز پسند ہوتی تھی اور اسے بخوشی قبول کرتے تھے۔

(۱) —— ایک دفعہ ابو امامۃ الباہلیؓ (صحابی)، امیر معاویہؓ کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ اے امیر المؤمنین آپ ہمارے چشموں کے لیے اصل ہیں آپ صاف رہیں گے تو چشموں کا میلا ہونا ہمیں ضرر نہ دیگا۔ اگر آپ میں تکدّر اور میلا پن ہوگا تو ہمارا صاف رہنا ہمیں نفع نہ دے گا اور یقین جانیے کہ ستونوں کے بغیر خیمہ کھڑا نہیں رہ سکتا۔

"...... اخبرنی العتبی قال دخل ابو امامۃ الباھلی علی معاویۃؓ فقال یا امیر المؤمنین! انت رأس عیوننا فان صفوت لم یضرنا کدر العیون وان کدرت لم ینفعنا صفونا واعلم انّہ لا یقوم فسطاطٌ الّا بعمدٍ"

(کتاب المجتنیٰ، ص ۳۹ ۔ تحت کلام معاویہؓ ۔ مطبوعہ دائرۃ المعارف دکن ۔ لامام اللغۃ والادب ابی بکر محمد بن الحسن بن درید الازدی البصری ۔ المتوفیٰ ببغداد سنۃ (۳۲۱ھ)

Marfat.com

(۲) ـــــ اور امیر معاویہؓ کی خدمت میں "حق بات" لوگ رُوبرو کہتے تھے۔ امیر معاویہؓ اسے خندہ پیشانی سے سماعت فرماتے۔ ان کے دَور میں حق گوئی مسلوب نہ تھی۔ ابن درید کی کتاب ہٰذا سے ایک اور حوالہ پیش خدمت ہے ملاحظہ فرما دیں۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ امیر معاویہؓ کو ایک آدمی آکر کہتا کہ اے معاویہ! اللہ کی قسم خود بخود ٹھیک رہیے ورنہ ہم آپ کو درست کر دیں گے تو امیر معاویہؓ فرماتے کہ کس کے ساتھ ٹھیک کرو گے تو وہ شخص کہتا کہ لاٹھی کے ساتھ یہ سُن کر امیر فرماتے تو پھر ہم درست ہو جائیں گے"۔

ـــــ اخبرنا محمد قال اخبرنا معاذ عن دماذ قال اخبرنی ابو عبیدۃ قال ان کان الرجل لیقول لمعاویۃ و اللہ لتستقیمن یا معاویۃ! اولنقومنک فیقول بماذا؟ فیقول بالخشب فیقول اذاً نستقیم"۔

(۱) کتاب المجتنیٰ لابن درید المذکور، ص ۴۱ طبع حیدر آباد دکن تحت کلام معاویہ

(۲) سیر اعلام النبلاء للذہبیؒ، ج ۳، ص ۱۰۲۔ تحت ترجمہ معاویہؓ۔

(۳) تاریخ الاسلام للذہبی، ج ۲، ص ۳۲۲۔ تحت معاویہؓ۔

جس طرح حضرت امیر عمرؓ کے دَور کا ایک واقعہ مشہور ہے، کسی نے ان کو کہا تھا اگر آپ درست نہ ہونگے تو ہم آپ کو تلوار کے ساتھ ٹھیک کر دیں گے۔ اسی طرح سیّدنا امیر معاویہؓ کی خدمت میں لوگ حق بات کہتے تھے اور

Marfat.com

راستگوئی کا حق ادا کرتے تھے۔ حضرت امیرؓ نے ان پر کوئی رکاوٹ نہیں ڈال رکھی تھی ——— یہاں سے معلوم ہوا کہ:

اس دور کے معترض بزرگوں نے "لوگوں کی زبانوں پر قفل چڑھائے جانے" کا جو کیس تیار فرمایا ہے وہ صحیح نہیں۔ اس کا روایاتی مواد بالکل ردّی ہے اور لائق اعتبار نہیں۔ تاریخ میں ہر اچھے آدمی کے متعلق اس قسم کا ردّی مواد فراہم کر لینا کچھ مشکل نہیں۔ خداوند کریم "خذ ما صفا ودع ما کدر" پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسلامی خزانہ امیر معاویہؓ کے دور میں!

——— سیّدنا امیر معاویہؓ کی خلافت کے دوران بیت المال کے متعلق کیا نظریات تھے اور اس کے اموال کے مصارف کس طرح جاری ہوتے تھے؟ امیر معاویہؓ کے نزدیک بیت المال کی حیثیت کیا تھی؟ یہ مسئلہ بہت کچھ تفصیل طلب ہے لیکن اختصار کے پیشِ نظر پہلے چند ایک حوالہ جات اس کے لیے تحریر کیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے فوائد ملاحظہ فرما دیں۔

——(۱)——

——— ایک دفعہ جمعہ کے روز امیر معاویہؓ نے خطبہ میں فرمایا کہ بیت المال کا مال ہمارا ہے اور مال فئے بھی ہمارا ہے جس شخص سے چاہیں ہم روک سکتے ہیں۔ اس بات کا کسی نے جواب نہ دیا۔ دوسرے جمعہ میں اسی طرح کلام فرمایا۔ پھر بھی کسی نے جواباً کچھ نہ کہا۔ پھر تیسرے جمعہ میں جب امیر معاویہؓ نے وہی بات فرمائی جو پہلے جمعہ میں ذکر کی تھی۔

Marfat.com

فقام الیہ رجل فقال کلا !

انما المال مالنا والفئ فیئنا فمن حال بیننا وبینہٗ حاکمناہ الی اللہ تعالیٰ باسیافنا فمضیٰ فی خطبتہ ثم لما وصل منزلہ ارسل للرجل فقالوا ھلک ثم دخلوا فوجدوہ جالسًا معہ علیٰ سریرہٖ فقال لھم ان ھٰذا احیانی احیاہ اللہ سمعت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یقول سیکون من بعدی امراء یقولون فلا یرد علیھم یتقاحمون فی النار ...... وانی تکلّمت اول جمعہ فلم یردّ علیّ احدٌ فخشیت ان اکون منھم ثم فی الجمعۃ الثانیۃ فلم یردّ علیّ احدٌ فقلت انی منھم ثم تکلّمت فی الجمعۃ الثالثۃ فقام ھٰذا الرجل فردّ علیّ فاحیانی احیاہ اللہ تعالیٰ ۔

—— یعنی ایک شخص کھڑا ہو گیا ۔ اس نے (مجمع کے سامنے) کہا کہ اس طرح بات نہیں ہے بلکہ بیت المال کا مال ہمارا ہے اور فَئ کا مال بھی ہم سب مسلمانوں کا ہے ۔ جو شخص اس مسئلہ میں حائل ہونے لگے گا اس کا فیصلہ ہم تلواروں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے ہاں پہنچائیں گے ۔

—— اس کے بعد امیر معاویہؓ خطبہ تمام کر کے جب اپنے مقام پر پہنچے تو اس شخص کو بلا بھیجا ۔ لوگوں نے خیال کیا کہ اس کو سزا ملے گی ۔ لیکن جب اور لوگ پہنچے تو دیکھا وہ (حق گو) آدمی چارپائی پر امیر معاویہؓ کے ساتھ باعزت انداز میں بیٹھا ہُوا ہے ۔

—— اس وقت امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ اس شخص نے گویا مجھے

Marfat.com

زندہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو زندہ رکھے۔ مَیں نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا۔ آپ نے فرمایا تھا عنقریب میرے بعد امراء ہوں گے جو بات کہیں گے ان کے جواب میں کوئی کلام نہ کر سکے گا۔ وہ آتش میں گریں گے ......

——— مَیں نے پچھلے جمعہ میں کلام کیا۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ تو مجھے اندیشہ ہُوا کہ کہیں مَیں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جن کا تذکرہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ پھر دوسرے جمعہ پر بھی کسی نے جواب میں نہ ٹوکا تو خیال ہُوا مَیں ان میں سے ہُوں گا۔ جب تیسرے جمعہ میں مَیں نے بات کی تو اس شخص نے کھڑے ہو کر صاف صاف جواب دیا تو گویا مجھے اس نے زندہ کر دیا (یعنی مَیں اس وعید مذکور سے بچ گیا) اللہ تعالیٰ اس کو زندہ رکھے۔

(۱) تاریخ الاسلام للذہبی، ج ۲، ص ۳۲۲ - تحت معاویہؓ۔

(۲) تطہیر الجنان واللسان لابن حجر، ص ۲۷ معہ الصواعق المحرقہ، مطبوعہ مصر طبع ثانی۔

——— اس واقعہ کے بعد ابن حجر مکیؒ لکھتے ہیں کہ یہ بہت بڑی "منقبت عظیم" ہے۔ جس میں حضرت معاویہؓ منفرد نظر آتے ہیں۔ اس واسطے کہ اس نوعیت کا واقعہ کسی سے منقول نہیں ہے۔

(۱) .... اور یقین جانیے کہ امیر معاویہؓ حضور علیہ السّلام کے فرمودات پر حتی الامکان عملدرآمد کرنے کے حریص تھے۔

(۲) .... اور اپنی جگہ خائف رہتے تھے کہ ان سے کوئی تجاوز اور

Marfat.com

ادنیٰ زیادتی بھی نہ ہونے پائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس معاملہ میں محفوظ کرلیا۔ رضی اللہ عنہ

(۲)

منہاج السنہ میں باسند مذکور ہے:

"عن عطیۃ بن قیس قال سمعت معاویۃ بن ابی سفیانؓ یخطبنا ان فی بیت مالکم فضلاً بعد عطیاتکم وانی قاسمہ بینکم فان کان یاتینا فضل عاما قابلا قسمناہ علیکم والافلا عتبۃ علیّ فانہ لیس بمالی وانما ھو مال اللہ الذی افاءکم علیکم۔"

"یعنی عطیہ بن قیس کہتے ہیں کہ ایک بار امیر معاویہؓ کو خطبہ دیتے ہوئے میں نے سنا کہہ رہے تھے اے لوگو! تمہیں عطیات دینے کے بعد تمہارے بیت المال میں جو مال بچا ہوا موجود ہے اس کو میں تمہارے درمیان تقسیم کردوں گا۔

اگر آئندہ سال بھی زیادہ مال پہنچ گیا تو وہ بھی تم لوگوں پر تقسیم کردیں گے۔ اگر نہ آیا تو ہم پر کوئی الزام نہ ہوگا۔ یقیناً بیت المال کا مال میرا مال نہیں ہے۔ بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کا مال ہے جو اس نے تمہاری طرف لوٹا دیا ہے۔"

(۱) ــــ منہاج السنہ لابن تیمیہؒ، ج ۳، ص ۱۸۵، تحت السبب السابع، بیان فضائلِ معاویہؓ۔

(۲) ــــ المنتقیٰ للذہبی، ص ۳۸۸ تحت ثناء الائمۃ علیٰ معاویہؓ وحلمہ وسیرتہ... الخ

Marfat.com

(۳۱) — سیر اعلام النبلاء للذہبی، ج ۳، ص ۱۰۰ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان۔

(۳)

ابن کثیرؒ نے ابن سعد کے حوالہ سے باسند نقل کیا ہے :۔

"... عن محمد بن الحکم ان معاویۃ لما احتضر اوصی بنصف مالہ ان یردّ الی بیت المال... الخ

"یعنی امیر معاویہؓ جب قریب الوفات ہو گئے تو اپنے مال متاع کے متعلق وصیّت کی کہ اس کے نصف کو بیت المال میں داخل کر دیا جائے۔"

(البدایہ لابن کثیر، ج ۸، ص ۱۴۱، تحت امیر معاویہؓ۔

کبار علماء کے فرمودات بالا کے ذریعہ ثابت ہُوا کہ

(۱) — حضرت امیر معاویہؓ کے ہاں دینی مسائل میں حق گوئی کا مسئلہ متروک نہیں تھا۔ ان کے سامنے حق بات لوگ کہتے تھے اور وہ اس کو تسلیم کرتے تھے۔

(۲) — بیت المال کے حق میں امیر معاویہؓ اسلامی نظریات کے خلاف نہیں کیے ہوتے تھے بلکہ وہ اس مال کو اللہ اور مسلمانوں کا مال خیال کرتے تھے اور اسلامی قوانین کے تحت اسے استعمال میں لاتے تھے۔

(۳) — آخری ایام میں انہوں نے اپنے مال و متاع کے نصف حصّہ کو بیت المال میں جمع کر دینے کی وصیّت کر دی تھی تاکہ بیت المال کے معاملہ میں اگر کوئی کوتاہی واقع ہو گئی ہو تو اس کی تلافی ہو جائے۔ یہ کمال احتیاط کی علامت ہے۔

Marfat.com

—— یہاں سے واضح ہو گیا کہ جو اعتراضات لوگوں نے بیت المال کے سلسلہ میں امیر معاویہؓ پر وارد کیے ہیں وہ درست نہیں۔

معترض احباب نے تاریخ سے بیکار مواد فراہم فرما کر بیت المال کے متعلق کیس مرتب فرما دیا ہے۔ اللہ انہیں خیر کی توفیق بخشے اور ہدایت نصیب فرما کر قبائلی تعصّب اور خاندانی عناد سے محفوظ فرمائے۔ صحابۂ کرام کے حق میں سوءِ ظنی و بدگمانی سے بچا کر حُسنِ ظن نصیب فرمائے جس کی ہمیں مذہب اسلام نے تعلیم و تلقین کی ہے۔

مثالی شخصیّت اور عہدِ معاشرہ

حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ جب سیّدنا حسنؓ نے اکتالیس ھ میں خلافت کے بارے میں صلح و مصالحت کر لی تو اس کے بعد امیر معاویہؓ تمام ممالکِ اسلامیہ میں واحد خلیفہ تسلیم کر لیے گئے۔ ان کے دَورِ خلافت میں دشمنانِ اسلام کے ساتھ جہاد قائم رہا اور فتوحات ہوتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دین کا کلمہ بلند ہُوا۔ اطرافِ ممالک سے غنائم بیت المال میں پہنچنے لگے اور مسلمان راحت و آرام اور عافیت و انصاف و عدل کی زندگی بسر کرنے لگے۔

—— امیر معاویہ کی خلافت کے ان حالات کو ابن کثیر نے عبارتِ ذیل میں ذکر کیا ہے:-

"واجمعت الرعایا علیٰ بیعتہ فی سنۃ احدیٰ واربعین کما قدمنا فلم یزل مستقلاً بالامر فی ھٰذہ المدۃ الیٰ ھٰذہ السنۃ سنہ ٦٠ھ التی کانت فیھا وفاتہٗ، والجھاد فی بلاد العدوّ قائم وکلمۃ اللہ عالیۃ والغنائم تردالیہ من اطراف الارض والمسلمون معہٗ فی راحۃٍ وعدلٍ وصفحٍ وعفوٍ"

Marfat.com

(البدایہ لابن کثیرؒ ص ۱۱۹، ج ۸ ۔ تحت سنہ ۶۰ھ
ذکر معاویہ بن ابی سفیانؓ)

اور اس سے آگے چند صفحات کے بعد امیر معاویہؓ کے حق میں لکھتے ہیں :۔

"انّہ کان جید السیرۃ، حسن التجاوز، جمیل العفو، کثیر الستر رحمۃ اللہ علیہ۔

(البدایہ، ج ۸، ص ۱۲۶ ۔ تحت ذکر معاویہؓ)

علّامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ :

"وفضائل معاویۃ فی حسن السیرۃ والعدل والاحسان کثیرۃ۔"

"یعنی امیر معاویہؓ کے فضائل حسنِ سیرت اور عدل و احسان کے اعتبار سے بے شمار ہیں۔"

(المنتقیٰ للذہبیؒ، ص ۳۸۸، طبع مصر)

مندرجاتِ بالا کی روشنی میں یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت انصاف و صداقت پر مبنی تھی اور عدل و انصاف کی آئینہ دار تھی۔ اس میں اسلامی قوانین رائج تھے جس کی وجہ سے عوام ہر طرح مطمئن تھے حضرت امیر معاویہؓ کی قائم کردہ عدالتوں میں اسلامی قوانین کا پورا پورا احترام کیا جاتا تھا۔ اور مسائل کا حل اسلامی آئین کے مطابق کیا جاتا تھا۔ امیر معاویہؓ کے دورِ خلافت میں اسلامی قوانین کی بالادستی ختم کر دینے کا پروپیگنڈہ جو ناقدین کی طرف سے کیا جاتا ہے وہ تاریخ کے ردّی مواد سے تالیف شدہ ہے اور اصل واقعات کے بالکل برعکس ہے اور اُمّت کے اکابرین کی تصریحات کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ حافظ ذہبی حافظ ابن کثیرؒ، حافظ ابن تیمیہؒ وغیرہ اکابر علماء نے اس مسئلہ کی خوب

Marfat.com

وضاحت پیش کر دی ہے کہ امیر معاویہؓ کے دور میں آئینِ شرعی و قوانینِ اسلامی کو ختم نہیں کر دیا گیا بلکہ عدل و انصاف قائم تھا اور عوام کے ساتھ احسان اور حُسنِ سلوک کا معاملہ جاری و ساری رہتا تھا۔

—— اس کے بعد اب وہ عنوانات ذکر کیے جاتے ہیں جن میں حضرت علیؓ کے خاندان اور امیر معاویہؓ کے خاندان کا قرب اور تعلق معلوم ہو گا۔

حضرت امیر معاویہؓ اور ان کی جماعت

حضرت علیؓ اور انکے خاندان کی نظروں میں

—— قبل ازیں عرض کیا گیا ہے کہ اس دور کے اشرار و مفسد عناصر کی کارستانیوں کی وجہ سے مرکزِ اسلام (خلیفہ ثالث) کو ایک سازش کے تحت ختم کیا گیا۔ اس کے بعد مسلمانوں میں دو طبقے بن گئے۔ ساتھ ساتھ شریر عناصر بھی پیدا شدہ اختلاف کو ہوا دینے کے لیے منقسم ہو کر شامل رہے۔ ایک دوسرے کے حق میں غلط فہمیاں پھیلائی گئیں۔ متنازعہ فیہ چیزوں میں کئی قسم کی بدگمانیاں نشر کر کے شدت پیدا کر دی گئی جو آخر کار جنگ و قتال پر منتج ہوئی اور جمل و صفین جیسے روح فرسا واقعات پیش آئے۔

یہاں ان واقعات کے علل و اسباب اور جنگی امور کی تفصیلات اور ان کے نتائج و عواقب پر بحث منظور نہیں۔ اس وقت ہمیں یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ طرفین میں ان شدید قسم کے تنازعات پیش آنے کے باوجود یہ حضرات ایک دوسرے کے حق میں کیا نظریہ رکھتے تھے؟ اور کیا حکم لگاتے تھے؟ اور ایک دوسرے کو کس نگاہ سے دیکھتے تھے؟ کیا ان بزرگوں کے دل میں ایک دوسرے کے حق

Marfat.com

میں بغض و عناد بھرا ہوا تھا ؟ یا ایک دوسرے کو دائمی دشمن خیال کرتے تھے جیسا کہ بعض لوگ ان حالات پر صدیوں گزر جانے کے باوجود آج بھی امیر معاویہؓ کو سب شتم سے نوازتے رہتے ہیں بلکہ عدمِ ایمان اور منافقت و فسق کا الزام لگاتے ہیں اور ان کے حق میں سوء ظن رکھنا اور بدگمانی پھیلانا فرضِ منصبی خیال کرتے ہیں۔

— حالانکہ جن حضرات کا باہم وقتی اختلاف ہوا تھا انہوں نے یہ سب کچھ ختم کر دیا ان کی مصالحت[1] ہو گئی اور عام الصلح کے بعد تو تنازعات بالکل ہی ترک کر دیئے گئے۔

عنوان بالا کو واضح کرنے کے لیے اس مقام میں چند ایسی چیزیں پیش کی جاتی ہیں جن سے حضرت علیؓ اور ان کی اولاد کے نظریات امیر معاویہؓ کے حق میں اور ان کی جماعت کے حق میں بیّن طور پر معلوم ہو سکیں گے۔ اس کے لیے ذیل میں حضرت علی المرتضیٰ اور ان کے خاندان کے فرمودات اور واقعات ایک ترتیب سے

---

[1] قولہ مصالحۃ یعنی حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان (۴۰ھ) میں صلح و مصالحت ہو گئی تھی۔ اہلِ علم کی تسلی کے لیے قلیل سی عبارت درج ذیل ہے:

— وفی ہذہ السنۃ (۴۰ھ) جرت بین علی ومعاویۃ المہادنۃ بعد مکاتبات یطول ذکرھا علی وضع الحرب بینہما وان یکون ملک العراق لعلیؓ ولمعاویۃ الشام۔ ولا یدخل احدھما علی صاحبہ فی عملہ بجیشٍ ولا غارۃٍ ولا غزوۃ . . . . . وامسک کل واحد منہما عن قتال الآخر۔ وبعث الجیوش الی بلادہ واستقر الامر علی ذالک۔

(۱) — تاریخ ابن جریر طبری، ج ۶، ص ۸۱ تحت سنۃ ۴۰ھ)

(۲) — البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۳۲۲، بحوالہ ابن جریر تحت ۴۰ھ

(۳) الکامل لابن اثیر الجزری صہ ۱۹۳ ج ۳ طبع مصر (منہ)

Marfat.com

پیش خدمت ہیں ان پر غور فرمائیں :-

امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھی سب مومن تھے ان میں سے فوت شدہ آدمی کے لیے غسل، کفن، دفن اور جنازہ کیا گیا

(۱) ــــ سعد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت علی المرتضیٰؓ اپنے مقام استراحت سے باہر تشریف لائے۔ عدی بن حاتم الطائی آپ کے ساتھ تھے۔ قبیلہ طیٔ کا ایک مقتول آدمی پڑا ہوا تھا۔ حضرت علیؓ کی جماعت کے لوگوں نے اسے قتل کر دیا تھا تو اس کو دیکھ کر عدی کہنے لگے کہ افسوس! کل یہ مسلمان تھا، آج کافر ہو کر مرا پڑا ہے تو حضرت علیؓ نے فرمایا ٹھہریئے (یعنی فتویٰ میں جلدی نہ کیجیے) - یہ کل بھی مومن تھا، آج بھی مومن ہے - (یعنی ہمارے متقابل ہو جانے سے بے ایمان نہیں ہوا، مومن ہے) -

ــــ . . . عن سعد بن ابراہیم قال خرج علیؓ بن ابی طالب ذات یومٍ و معه عدی بن حاتم الطائی فاذا رجل من طیٔ قتیل قد قتله اصحاب علیؓ فقال عدی یا ویح ھٰذا کان امس مسلماً والیوم کافراً فقال علیؓ مھلاً کان امس مومناً وھو الیوم مومن "

(۱) ــــ تاریخ ابن عساکر کامل، ج ۱، ص ۳۳۰، طبع دمشق۔

(۲) ــــ تلخیص ابن عساکر، ج ۱، ص ۷۳، لابن بدران عبدالقادر

Marfat.com

بن احمد المشہور بابن بدران الدمشقی، باب ما ورد
من اقوال المنصفین فی مَن قُتل من اہل الشام
بصفّین ۔

(۲) ـــــ مکحول کہتے ہیں کہ امیر معاویہؓ کے ساتھیوں میں سے جو قتل ہو گئے تھے ان کے متعلق حضرت علیؓ سے خود حضرت علیؓ کے ساتھیوں نے سوال پیش کیا۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا "وہ مومن ہیں"۔

"..... محمد بن راشدٍ عن مکحول ان اصحاب علیؓ سألوہ
عن من قتلوا من اصحاب معاویۃؓ قال ھم المؤمنون"۔
وفی روایۃ عن من قتل بصفین ماھم؟ قال ھم المومنون"۔

(۱) ـــــ تاریخ ابن عساکر کامل، ج ۱، ص ۳۳۰ طبع دمشق
(۲) ـــــ تلخیص ابن عساکر لابن بدران، ص ۷۴ طبع اوّل
باب مذکور
(۳) ـــــ منہاج السنہ لابن تیمیہؒ، ج ۳، ص ۶۱ ۔
(۴) ـــــ المنتقیٰ للذہبی، ص ۳۳۵ طبع مصری ۔

(۳) ـــــ عقبہ بن علقمہ الیشکری کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ صفین کی جنگ پر حاضر تھا۔ حضرت علیؓ کی خدمت میں امیر معاویہؓ کے ساتھیوں میں سے پندرہ عدد قیدی قید کر کے لائے گئے۔ ان میں سے جو فوت ہو گیا اس کو غسل دیا گیا، کفن دیا گیا اور اس پر حضرت علیؓ نے نماز جنازہ پڑھی"۔

ـــــ قال عقبۃ بن علقمۃ الیشکری شھدت مع علیؓ
یوم صفین فاُتِیَ بخمسۃ عشر اسیرًا من اصحاب معاویۃؓ
فکان من مات منھم غسلہٗ وکفنہٗ وصلّٰی علیہ "۔

Marfat.com

(تلخیص ابن عساکر، ج ۱ ص ۴۷ طبع اوّل، لابن بدران باب ما ورد من اقوال المنصفین فیمن قتل من اہل الشام بصفین۔

علوی ارشادات کے ذریعہ صاف معلوم ہوا کہ جن کا حضرت علیؓ سے اگرچہ مقابلہ کسی وجہ سے ہو گیا وہ مومن تھے، ایماندار تھے۔ ان کا غسل، کفن دفن، جنازہ سب صحیح تھا اور حضرت علیؓ نے کیا تھا۔ ان کو مومن نہ جاننا حضرت علیؓ کی نافرمانی ہے اور ان کے طریق کے خلاف ہے۔

صفین کے مقتولین کا حکم حضرت علیؓ کے فرمان سے یعنی سب جنتی ہیں

—— جنگ صفین حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی جماعتوں کے درمیان ماہ صفر ۳۷ھ میں پیش آئی۔ اہلِ فساد اپنے مذموم مقصد (افتراق و انتشار میں) کامیاب ہو گئے۔

دونوں حضرات اپنی اپنی مجتہدانہ رائے کی بنا پر قتال کے مرتکب ہوئے لیکن قتال میں شرعی حدود سے متجاوز نہیں ہوئے۔ مثلاً قتال[1] سے ہٹنے والے کے درپے قتل نہیں ہوئے۔ قیدیوں[2] کو قتل نہیں کیا۔ کسی عورت[3] کا پردہ نہیں اٹھایا۔ کسی شخص[4] کا مال نہیں لوٹا۔ جس[5] نے ہتھیار ڈال دیئے اس کو امان دے دی۔ مقتول[6] کے ہتھیار اور لباس نہیں اتارے۔ کسی مرد مسلمان کو غلام نہیں بنایا، نہ کسی عورت مسلمہ کو لونڈی قرار دیا اور فریقین کے اموال کو مالِ غنیمت نہیں سمجھا وغیرہ۔

—— ان احکامات کے لیے مندرجہ ذیل مقامات ملاحظہ فرماویں:-

Marfat.com

(۱) المصنف لابن ابی شیبہ، ج ۴ (قلمی) پیر جھنڈا سندھ، ص ۱۰۱۸ - باب الجمل

(۲) فتح القدیر شرح ہدایہ، ج ۴، ص ۴۱۲ - باب البغاۃ - طبع مصر۔

(۳) نصب الرایہ للزیلعی، ج ۳، ص ۴۶۳ - باب البغاۃ۔

(۴) الاخبار الطوال للدینوری الشیعی، ص ۱۵۱ - تحت وقعۃ الجمل طبع مصر۔

—— یہاں سے معلوم ہو گیا کہ یہ باہمی قتال کس نوعیت کا تھا؟

—— اس کے بعد حضرت علیؓ المرتضیٰ کی طرف سے وہاں کے مقتولین کے لیے باعتبار انجام کے فیصلہ ملاحظہ فرمائیں - حضرت علی المرتضیٰؓ سے سوال کیا گیا کہ جو اس جنگ میں مارے گئے ان کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ ہمارے اور معاویہؓ کی جماعت کے مقتولین جنت میں جائیں گے۔۔۔ الخ

"۔۔۔ سئل علیؓ عن قتال یوم الصفین فقال قتلانا وقتلاھم فی الجنۃ ویصیر الامر الیّ والی معاویۃؓ"

(۱) —— المصنف لابن ابی شیبہ، ج ۴، ص ۱۰۳۶ (قلمی پیر جھنڈا سندھ) باب ما ذکر فی الصفین۔

(۲) —— مجمع الزوائد للہیثمی، ج ۹، ص ۳۵۷ - بحوالہ الطبرانی باب ما جاء فی معاویۃ بن ابی سفیانؓ۔

(۳) —— کنز العمال، ج ۶، ص ۸۷ - تحت واقعۃ الصفین طبع اوّل۔

(۴) —— سیر اعلام النبلا للذہبی، ج ۳، ص ۹۵، تذکرہ معاویہؓ

Marfat.com

حضرت علیؓ کے فرمان کی روشنی میں شرکائے جمل و صفین کا درجہ

—— اس عنوان کے تحت یہ چیز پیش کی جاتی ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ حضرت علیؓ المرتضیٰ کو قتال کی نوبت پہنچی ہے (مثلاً معرکۂ جمل و صفین میں شریک ہونے والے حضرات) تو ان کے متعلق حضرت مرتضیٰؓ نے کیا اظہارِ خیال فرمایا ہے؟ اور ان کو کس درجہ میں شمار کیا ہے؟ تو اس مسئلہ میں حضرت موصوفؓ کا بیان یہ ہے کہ حضرت سے سوال کیا گیا کہ کیا یہ لوگ مُشرک ہیں جن سے آپ نے جنگ کی ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا نہیں وہ مشرک نہیں۔ وہ تو شرک و کفر سے فرار ہو کر مسلمان ہوئے۔ پھر عرض کیا گیا وہ منافق ہیں؟ تو آپ نے فرمایا، منافق بھی نہیں، منافق تو خدا کو کم یاد کرتے ہیں۔ پھر سوال ہُوا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے؟ اور کیا درجہ ہے؟ اس وقت حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ ہمارے بھائی ہیں۔ انہوں نے ہمارے خلاف زیادتی کی۔

"...... سئل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وھو القدوۃ عن قتال اھل البغی من اھل الجمل والصفین اَمشرکون ھم؟ قال لا! من الشرک فرّوا۔ فقیل اَمنافقون؟ قال لا! لان المنافقین لایذکرون اللہ الا قلیلاً۔ قیل لہ فما حالھم؟ قال اَخواننا بَغَوا علَینا۔"

(۱) المصنّف لابن ابی شیبہ، ج ۴، ص ۱۰۱۳ (المتوفی ۲۳۵ھ) باب الجمل (قلمی در کتب خانہ پیر جھنڈا سندھ)

Marfat.com

(۲) --- السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۸، ص ۱۷۳۔ کتاب قتال اہل البغی طبع دکن۔

(۳) --- الجامع لاحکام القرآن (تفسیر القرطبی) جلد سادس عشر ص ۳۲۴ تحت آیۃ فاصلحوا بین اخویکم۔ سورۃ حجرات، پارہ ۲۶۔

تنبیہ:۔ اہلِ علم کی اطلاع کے لیے عرض ہے۔ حضرت علیؓ کا یہ فرمان بے شمار علماء نے اپنی اپنی تصانیف میں درج کیا ہے۔ اختصار کے پیشِ نظر عرض ہے کہ یہ تفاسیر میں سورۃ حجرات میں ہے۔ روایات کی کتابوں میں جمل وصفین کے تحت ہے۔ فقہائے کرام نے "اہل البغی" کے احکام کی بحث میں اسے نقل کیا ہے۔ اور تاریخی کتب میں بھی ان بحثوں کے تحت یہ مرتضوی قول مذکور ہے۔ حتیٰ کہ شیعہ اکابر نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جعفر صادقؓ سے روایت کیا ہے۔ وہ اپنے والد حضرت امام باقرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ اپنے مقابلین (جمل وصفین والوں) کے حق میں شرک اور نفاق کی نسبت نہیں کرتے تھے بلکہ فرماتے تھے کہ یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں، ہمارے خلاف زیادتی کرنے لگے۔

"... جعفر عن ابیه ان علیاً علیه السّلام لم یکن ینسب احداً من اهل حربه الی الشرك ولا الی النفاق و لکن یقول هم اخوا ننا بَغَوْا علینا"۔

(رسالہ قرب الاسناد لعبد اللہ بن جعفر الحمیری الشیعی، ص ۴۵۔ من علماء القرن الثالث طبع قدیم ایران)۔

Marfat.com

بغی کے مفہوم کی وضاحت
حضرت علیؓ کی زبانی

—— حضرت علیؓ نے جمل وصفین والے حضرات کے حق میں جو نظریہ مذکورہ (اخواننا بغوا علینا) یعنی "یہ ہمارے بھائی ہیں جو ہمارے خلاف ہو رہے ہیں" میں ظاہر فرمایا ہے۔ اس کی وضاحت میں لوگوں نے بہت کلام کیا ہے لیکن اس کی تشریح اگر حضرت علیؓ کے دیگر اقوال کی روشنی میں کی جائے تو بہت مناسب ہو گی اور طویل بحثوں میں پڑنے کی حاجت ہی نہ رہے گی۔ وہ اس طرح ہے کہ اسی جمل وصفین کے قتال کے موقع پر بعض لوگ حضرت علیؓ کی طرفداری کرتے ہوتے ان کے ساتھ مقابلہ پر آنے والے لوگوں کے حق میں غلو کرنے لگے۔ یعنی کفر کی نسبت کرنے لگے تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ایسامت کہو۔ کوئی کلمۂ خیر ہی کہو، فرمانے لگے کہ ان لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ ہم نے انؓ کے خلاف بغاوت کی ہے۔ اور ہم نے یہ گمان کیا ہے کہ انہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی (پس اس پر قتال واقع ہوا)۔

ابنِ عساکر نے بالفاظِ ذیل یہ روایت باسند ذکر کی ہے:

—— نا ابو زرعة عن جعفر بن محمد عن ابیه قال سمع علیؓ یوم الجمل او صفین رجلاً یغلو فی القول یقول الکفر قال لا تقولوا فانّھم زعموا انا بغینا علیھم وزعمنا انھم بغوا علینا "

—— ابن تیمیۃ الحرّانی نے مسند اسحٰق بن راہویہ سے باسند اس روایت

Marfat.com

کو بالفاظِ ذیل نقل کیا ہے۔

"..... سفیان عن جعفر بن محمد عن ابیہ قال سمع علیؓ یوم الجمل و یوم الصفین رجلاً یغلو فی القول فقال لا تقولوا الّا خیراً انما ھم قوم زعموا انا بغینا علیھم و زعمنا انھم بغوا علینا فقاتلنا ھم۔"

(۱) — تاریخ ابن عساکر کامل، جلد اوّل، ص ۳۲۹۔
طبع دمشق۔ سن طباعت ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء

(۲) — تہذیب ابن عساکر لابن بدران، ج ۱، ص ۷۳۔
باب ما ورد من اقوال المنصفین فیمن قتل من اہل الشام بصفین۔

(۳) — منہاج السنہ لابن تیمیہؒ، ج ۳، ص ۶۱ تحت الکلام ولما قال السلف ان اللہ امر بالاستغفار لاصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فسبتھم الرافضۃ۔۔ الخ

(۴) — المنتقیٰ للذہبی، ص ۳۳۵۔ طبع مصر۔ سن طباعت ۱۳۷۴ھ۔

اب ہم اس مطلب کو شیعہ بزرگوں کی روایت کے ذریعہ پختہ کرتے ہیں۔ اور اس کی تائید ان کی معتبر کتب سے پیش کرتے ہیں تاکہ سُنی و شیعہ احباب دونوں فریق کو اس مسئلہ پر غور و خوض کرنے کا موقعہ دستیاب ہو جائے۔

"۔۔۔ امام جعفر صادقؒ نے امام محمد باقرؒ سے نقل کیا ہے۔ محمد باقر فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰؓ اپنے اہلِ حرب (جن سے ان کو قتال کا سامنا ہوا) کے حق میں فرماتے تھے کہ ہم ان سے ان کی

Marfat.com

تکفیر کی بنا پر نہیں قتال کر رہے اور نہ اس وجہ سے قتال کر رہے ہیں کہ وہ ہماری تکفیر کرتے ہیں (یہ بات نہیں ہے) بلکہ بات یہ ہے، ہم کہتے ہیں کہ یقیناً ہم حق پر ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ یقیناً وہ حق پر ہیں"۔

"... جعفر عن ابیہ ان علیاً علیہ السلام کان یقول لاھل حربہ انا لم نقاتلھم علی التکفیر لھم ولم نقاتلھم علی التکفیر لنا ولکنا رأینا انا علیٰ حقٍ و رأوا انھم علیٰ حقٍ"

(قرب الاسناد بعبداللہ بن جعفر الحمیری الشیعی مع رسائل دیگر از علماء القرن الثالث، ص ۴۵ طبع ایران۔قدیمی طبع)

_____ مختصر یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے فرمودات کی روشنی میں مسئلہ اس طرح حل ہوا کہ "اخواننا بغوا علینا" میں "اخوتِ دینی" مراد ہے اور بغی سے "بغاوت لغوی" مراد ہے۔ یعنی زیادتی اور حد سے تجاوز کرنا، طلب کرنا، وغیرہ اور اصطلاحی بغاوت مقصود نہیں ہے۔ اس کے متعلق مندرجہ بالا روایات بطور قرینہ کے ہم نے عرض کر دی ہیں۔

وجہ یہ ہے کہ "بغاوت اصطلاحی" اس کو کہا جاتا ہے کہ ایک خلیفۂ برحق کے خلاف کسی شخص کا اپنی رائے اور تاویل کی بنا پر کھڑے ہونا۔ اور حضرت علیؓ تو کسی خلیفہ کے باغی نہ تھے۔ پھر بھی فرماتے ہیں کہ ان کا گمان ہے کہ ہم نے ان پر بغاوت کی۔ تو معلوم ہوا کہ مذکورہ کلمات میں بغاوت شرعی یا اصطلاحی مراد نہیں بلکہ لغوی معنیٰ مقصود ہیں۔

خلاصۂ کلام

حضرت علی المرتضیٰؓ حضرت امیر معاویہؓ کو مشرک نہ جانتے تھے، نہ منافق کہتے

Marfat.com

تھے، نہ کافر کہتے تھے، نہ فاسق کہتے تھے بلکہ

(۱) ـــــ ہر ایک فریق دوسرے فریق کو دینی برادر یقین کرنے کے بعد ایک دوسرے پر تجاوز کرنے یا زیادتی کرنے کا گمان کرتے تھے (اس سے زیادہ کچھ نہیں) -

(۲) ـــــ ہر ایک طبقہ اپنے آپ کو حق پر خیال کرتا تھا اور دوسرے کو ناحق جانتا اور خطا پر گمان کرتا تھا - (اسی نقطۂ نظر پر قتال واقع ہُوا) اور اسی کو" اجتہادی خطا سے تعبیر کیا جاتا ہے -

(۳) ـــــ حضرت علیؓ نے (ان برگشتہ حالات کے باوجود) یہ خصوصی فرمان جاری کر رکھا تھا کہ ہمارے مقابلین کے حق میں "کلمۂ خیر" کے بغیر بالکل لب کشائی نہ کی جائے لاتقولوا الا خیراً (یعنی ان کے حق میں بہتر بات کے سوا کچھ نہ کہو) کا اعلان کیا ہُوا تھا - جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے -

ـــــ مسئلہ ہٰذا کو مشہور شاعر حالی مرحوم نے اپنی تصنیف "مسدس حالی" میں ایک صحیح انداز میں نظم کیا ہے - یہاں اس کے صرف دو شعر ناظرین کے لیے پیش کیے جاتے ہیں -

اگر اختلاف ان میں باہم دگر تھا
تو بالکل مدار اس کا اخلاص پر تھا

جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا
خلاف، آشتی سے خوش آیندہ تر تھا

(مسدس حالی، ص ۲۵)

Marfat.com

مسئلہ کی تنقیح

شرح مواقف کی عبارت میں تسامح

(یہ بحث اہلِ علم کے لیے مناسب ہے)

جب مسئلہ بغی اور بغاوت کا سامنے آیا ہے تو یہاں پر بعض شبہات کا ازالہ ہو جائے تو بہتر ہے۔ بعض مصنّفین کی عبارات اس مقام میں موہم ہیں، غلط فہمی کا ان سے اندیشہ ہوتا ہے۔ مثلاً:

—— شرح مواقف میں امامت کے مباحث المقصد السابع میں حضرت علیؓ کے محاربین کے حق میں علماء کے اقوال نقل کرتے ہوئے شارح نے درج کیا ہے۔

"ومنهم من ذهب الى التفسيق كالشيعة وكثير من اصحابنا"

(شرح مواقف، ج ۸، صفحہ ۳۷۴۔ طبع مصری۔ تحت المقصد السابع)

اب اس کے جواب کے لیے امام ربّانیؒ کا مکتوب پیشِ خدمت ہے جس سے اصل مسئلہ واضح ہوتا ہے اور دیگر علماء کے اقوال بھی ملاحظہ ہوں۔

اوّلاً

۱ —— امام ربّانیؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:۔

—— "آنچہ شارح مواقف گفتہ کہ بسیارے از اصحابِ ما

Marfat.com

برآں اند کہ آں منازعت از روئے اجتہاد نبودہ مراد از اصحابِ کدام گروہ را داشتہ باشد اہلِ سنت برخلاف آں حاکم اند چنانکہ گذشت وکتب القوم مشحونۃ بالخطاء الاجتہادی کما صرح بہ الامام الغزالی والقاضی ابوبکر وغیرہما پس تفسیق وتضلیل در حق محاربان حضرت امیرؓ جائز نباشد ... الخ

(مکتوبات امام ربّانی، ص ۲۷۲-۲۷۳، ج ۱، دفتر اوّل حصہ چہارم، مکتوب ۲۵۱، طبع قدیم نول کشور لکھنؤ وطبع جدید لاہور، ص ۶۷-۶۸ حصہ چہارم، پنجم، ششم نور کمپنی لاہور)۔

یعنی یہ بات جو "شارح مواقف" نے ذکر کی کہ ہمارے لوگوں میں سے بہت لوگ اس طرف ہیں کہ حضرت علیؓ وحضرت معاویہؓ کا باہمی تنازع اجتہاد کی بنا پر نہیں تھا۔ ان سے کون گروہ مراد ہیں۔ جیسا کہ گذر چکا ہے کہ اہلِ سنت نے تو اس کے خلاف حکم دیا ہے اور اس مسئلہ کو خطاء اجتہادی قرار دینے پر تمام قوم کی تصانیف پُر ہیں۔ امام غزالیؒ، قاضی ابوبکر ابن عربی وغیرہما علماء نے تصریح کر دی ہے کہ بنابریں حضرت علیؓ کے خلاف جنگ کرنے والوں کے حق میں فسق و ضلالت کا حکم لگانا جائز نہیں۔

۲ —— اس بحث کو مزید مفصل دیکھنا کسی اہلِ علم کو مطلوب ہو تو کتاب "التمہید" ابوشکور سالمی تحت قول السابع صفحہ ۱۶۸ (طبع لاہور) ملاحظہ فرما دیں۔ ابوشکور سالمی نے دلائل کے ساتھ ان لوگوں سے فسق کی نفی کی ہے۔

۳ —— اور علامہ تفتازانی نے شرح المقاصد (المبحث السابع) میں اہلِ صفین کے متعلق تصریح کی ہے کہ ولیسوا کفاراً ولا فسقۃ ولا ظلمۃ لما لھم من

Marfat.com

التاويل وان کان باطلا فغاية الامر انهم اخطأ وا فی الاجتهاد وذٰلك لا یوجب التفسیق فضلًا عن التکفیر ولهٰذا منع علیؓ اصحابهٗ من لعن اهل الشام وقال اخواننا بغوا علینا۔ الخ

(شرح المقاصد، ص ۲۲۲، ج ۲۔ مبحث سابع

اتفق اہل الحق۔ طبع استنبول)

۴ ــــــ اسی طرح ملّا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں بیان خلافتِ علیؓ کے تحت لکھا ہے: ثم کان معاویةؓ مخطیًا الی انه فعل ما فعل عن تاویلٍ فلم یصر به فاسقًا۔

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۲۔ طبع مجتبائی دہلی)

یعنی حضرت علیؓ کے مقابلہ میں امیر معاویہؓ نے جو کچھ کیا وہ تاویل کی بنا پر تھا۔ وہ مخطی ہیں لیکن فاسق نہیں۔

ــــــ مختصر یہ کہ مجدّد الف ثانی ابو شکو سالمی۔ تفتازانی، ملّا علی قاری وغیرہم کبار علماء نے اہلِ صفین کے حق میں فسق اور ظلم کی نسبت کرنے کی نفی کر دی ہے۔ فلہٰذا، شارح مواقف کا مذکور قول تحقیق کے خلاف ہے اور تسامح پر محمول ہے نیز اس سلسلہ میں جامع الاصول لابن اثیر الجزری حصہ اول تحت فرع ثالث فی بیان طبقات المجروحین، بھی قابل ملاحظہ ہے۔

ثانیاً

بعض فقہاء نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں "جور اور جائر" کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

ہدایہ جلد ثالث کتاب ادب القاضی میں مندرجہ ذیل عبارت پائی جاتی ہے۔

"ثم یجوز التقلد من السلطان الجائر کما یجوز من العادل
لانّ الصحابۃ رضی اللہ عنہم تقلدوا من معاویۃ والحق
کان بید علیؓ فی نوبتہٖ۔ اس مضمون کے تحت فتح القدیر میں
مذکور ہے کہ ھٰذا تصریحٌ بجور معاویۃ"

——— اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے ایک تو یہ چیز ذکر کی جاتی ہے کہ ہدایہ کی عبارت میں لفظ (فی نوبتہٖ) مخالف کے اعتراض کے جواب کے لیے کافی ہے اس لیے کہ ہمارے نزدیک بھی حضرت علیؓ کی زندگی میں خلافت حضرت علیؓ کی صحیح ہے اور امیر معاویہؓ کی خلافت صحیح نہیں، بلکہ خطاء اجتہادی پر محمول ہے اور امیر معاویہؓ اس مسئلہ میں مجتہد ہیں (المجتہد قد یخطی ویصیب)

دوسری یہ چیز ہے کہ اس کی شرح فتح القدیر میں مذکورہ الفاظ (ہٰذا تصریحٌ بجور معاویہؓ) کے متصلاً بعد یہ عبارت موجود ہے جس سے اعتراض رفع ہو سکتا ہے وہاں لکھا ہے:-

"والمراد فی خروجہٖ لافی اقضیتہٖ ثم انما یتم اذا ثبت انہ
ولی القضاء قبل تسلیم الحسن لہٗ و امّا بعد تسلیمہٖ فلا"

(فتح القدیر شرح ہدایہ، ج ۵، ص ۴۶۱ مع عنایہ
کتاب ادب القاضی۔ طبع مصر)

نیز اس مسئلہ کا حل امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مندرجہ ذیل مکتوب میں کر دیا ہے، بشرط انصاف وہ کافی وافی ہے۔ ذیل میں اس کو بعینہٖ ذکر کیا جاتا ہے، ملاحظہ فرمادیں:-

"آنچہ در عبارات بعضے از فقہا لفظ جور در حق معاویہ واقع شدہ
است وگفتہ کانَ معاویۃُ اماماً جائراً مراد از جور عدم حقیّتِ خلافت

Marfat.com

او در زمانِ خلافت حضرت امیر خواہد بود نہ جوریکہ مآلش فسق وضلالت ست تا باقوال اہلِ سنت موافق باشد۔ مع ذالک ارباب استقامت از اتیان الفاظ موہومہ خلاف مقصود اجتناب می نمایند و زیادہ برخطا تجویز نمی کنند کیف یکون جائراً وقد صح انہ کان اماماً عادلاً فی حقوق اللہ وفی حقوق المسلمین کما فی الصواعق۔"

(مکتوبات امام ربّانی طبع قدیم نول کشور لکھنؤ ص ۲۷۳، ج ۱۔
مکتوب دوصد و پنجاہ و یکم (۲۵۱) بنام مولانا محمد اشرف
دفتر اوّل حصہ چہارم۔ نور کمپنی لاہور ص ۶۸-۶۹)

یعنی بعض فقہاء کی عبارات میں امیر معاویہؓ کے حق میں جور یا امام جائر کا کلمہ استعمال ہوا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں امیر معاویہؓ کی خلافت ناحق اور غیر صحیح تھی۔ جور سے یہ مراد نہیں ہے جس کا انجام فسق وضلالت ہوتا ہے۔ تب یہ مسئلہ اہلِ سنت کے اقوال کے موافق ہوگا۔ نیز اس قسم کے موہوم الفاظ جو مقصود کے خلاف ہوں استعمال کرنے سے اربابِ استقامت اجتناب کرتے ہیں خطاء اجتہادی سے زیادہ کچھ نہیں تجویز کرتے، امیر معاویہؓ کس طرح جائر ہیں حالانکہ وہ امام برحق تھے اور حقوق اللہ اور حقوقِ اہلِ اسلام کے حق میں عادل تھے، جیسا کہ صواعقِ محرقہ میں منقول ہے۔

فریقین دینی معاملہ میں متفق و متحد تھے

دونوں حضرات (حضرت علیؓ و امیر معاویہؓ) دین و مذہب کے اعتبار سے ایک تھے۔ ان میں دین و مذہب کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں تھا۔ یہ چیز ہم

اہل السنتہ والجماعۃ کے نزدیک تو مسلّمات میں سے ہے لیکن شیعہ کی معتبر کتابوں میں بھی یہ مسئلہ اس طریقیہ سے درج ہے کہ حضرت علیؓ اور اہلِ صفین کے درمیان جو ماجرا پیش آیا تھا اس کو علی المرتضیٰ نے لکھوا کر اکناف و اطرافِ ملک میں نشر کرایا فرمایا کہ ہمارا اور اہل الشام کا تقابل ہوا ہے۔ حالانکہ ظاہر بات ہے ہمارا رب ایک ہے۔ ہمارے نبی ایک ہیں۔ اسلام میں ہماری دعوت دینی ایک ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانے اور اس کے نبی کی تصدیق کرنے میں نہ ہم ان سے زیادہ ہیں، نہ وہ ہم سے زیادہ ہیں پس ان کا اور ہمارا دینی معاملہ بالکل ایک جیسا ہے۔ کوئی فرق نہیں مگر خونِ عثمانؓ کے بارے میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہو گیا ہے۔ حالانکہ ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔

—— و من کتاب لہٗ علیہ السّلام کتبہٗ الیٰ اھل الامصار یقتصّ فیہ ما جریٰ بینہٗ و بین اھل صفین وکان بدأُ امرنا انّا التقینا و القوم من اھل الشام والظاھر ان ربّنا واحدٌ و نبیّنا واحدٌ و دعوتنا فی الاسلام واحدۃٌ ، لا نستزیدھم فی الایمان باللّٰہ والتصدیق برسولہٖ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ولا یستزیدوننا والامر واحدٌ الّا ما اختلفنا فیہ من دم عثمانؓ ونحن منہ برآءٌ ۔

(۱) نہج البلاغہ، کتاب لہٗ علیہ السلام الیٰ اہل الامصار، ج ۲، ص ۱۱۴ - طبع مصری، مع حواشی عبدہٗ۔

(۲) درۂ نجفیہ، شرح نہج البلاغہ، ص ۳۴۴ - طبع قدیم ایرانی - تحت متن المذکور۔

Marfat.com

امیر معاویہؓ اور ان کی جماعت کو سب وشتم کرنا حضرت علی المرتضیٰؓ کے فرمان کے مطابق ممنوع ہے

یہ دونوں فریق مذہب کے اعتبار سے ایک جماعت ہیں اور دینِ اسلام کی حیثیت سے ایک چیز ہیں۔ ان حضرات کا باہمی کچھ فرق نہیں۔ صرف ایک دو چیزوں میں رائے اور فکر کا اجتہادی اختلاف (یعنی قتلِ عثمانی اور قاتلانِ عثمانؓ کے متعلق) تھا۔

اس بنا پر حضرت علی المرتضیٰؓ کی خدمت میں جب بھی اپنے مقابل فریق پر لعن طعن کا مسئلہ پیش ہوا تو آپ نے اپنے حمائتیوں کو اس شنیع فعل سے برملا منع کر دیا اور بار بار منع کیا۔ ذیل میں اس کی وضاحت ملاحظہ کریں۔

عبداللہ بن صفوان کہتے ہیں کہ جنگ صفین کے روز ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ شام والوں پر لعنت فرما۔ حضرت علی المرتضیٰ نے اس کو فرمایا کہ شام کی جماعت کو مت سب وشتم کرو یقیناً اہل شام میں ابدال ہیں۔ دو تین بار اسی طرح فرمایا۔

"عن عبداللہ بن صفوان قال قال رجل یوم صفین اللھم العن اھل الشام قال فقال علیؓ لا تسبّ اھل الشام جمّاً غفیراً فان بھا الابدال فان بھا الابدال فان بھا الابدال"

(۱)۔۔۔ المصنف لعبدالرزاق، ج ۱۱ ص ۲۴۹۔ باب الشام۔

(۲)۔۔۔ التاریخ لابن عساکر کامل، ج ۱ ص ۳۲۳، مطبوعہ دمشق، باب النھی عن سبّ اھل الشام۔

(۳)۔۔۔ البدایہ لابن کثیر، ج ۸ ص ۲۰۔ باب ذکر معاویہؓ بن ابی سفیان وملکہ۔

Marfat.com

—— شریح بن عبید ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ علی المرتضیٰ کی خدمت میں اہلِ شام کا ذکر ہُوا اور لوگوں کی طرف سے کہا گیا کہ اے امیر المؤمنین! شام والوں پر لعنت کیجیے۔ آپؓ نے فرمایا "بالکل نہیں"، میں نے نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ شام میں ابدال ہوں گے اور چالیس شخص ہوں گے۔ ایک اگر فوت ہو جائے گا تو اس کی جگہ دوسرا مقرر ہو گا ... الخ

"عن شریح بن عبید قال ذکر اهل الشام عند علی وقیل العنهم یا امیر المؤمنین قال انی سمعت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم الابدال یکونون بالشام وهم اربعون رجلاً کلّما مات رجلٌ ابدل اللہ مکانہ رجلاً ... الخ

(۱) مشکوٰۃ شریف، ص ۵۸۲-۵۸۲۔ بحوالہ احمد۔ باب ذکر اہل الیمن والشام۔

(۲) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد لنورالدین الہیثمی، ص ۶۲، ج ۱۰، باب ماجاء فی الابدال وانہم بالشام۔

حضرت علیؓ کے یہ چند اقوال اپنی کتابوں سے پیش کیے ہیں۔ اس کے بعد حضرت علیؓ کے فرامین شیعہ احباب کی کتب سے تحریر کیے جاتے ہیں۔

شیعہ کتب سے تائید

چنانچہ ایک دفعہ حضرت علیؓ کے ساتھیوں نے صفین کے مقام میں جنگ کے دوران امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو سبّ وشتم اور لعن طعن کرنا شروع کر دیا۔ یہ حضرت علیؓ نے سُن لیا تو اس بات سے فوراً منع فرمایا۔ اور فرمایا کہ میں تمہارے لیے اس چیز کو بُرا جانتا ہوں کہ تم دشنام دینے والے اور لعن طعن کرنے والے بن جاؤ۔ لیکن

Marfat.com

اگر تم ان کے اوصاف و اعمال کو ذکر کرتے تو یہ اچھی بات ہوتی ۔ اور ان کو سبّ کرنے کی جگہ تمہیں یوں کہنا چاہیے کہ اے اللہ!

۱ ـــــ ہم کو اور ان کو خونریزی سے محفوظ فرما ۔

۲ ـــــ اے اللہ، ہم دونوں فریقوں کے درمیان اصلاح و درستگی فرما!

۳ ـــــ اے اللہ! راستہ سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو ہدایت نصیب فرما ۔ حتیٰ کہ حق سے ناواقف لوگ حق بات کو پہچان لیں اور تجاوز اور زیادتی سے باز آجائیں جو اس میں حرص کیے ہوتے ہیں ۔

اوّل ـــــ نہج البلاغہ کی عبارت ذیل میں یہ مضمون ملاحظہ کریں :۔

" ومن کلام لهٗ علیه السّلام وقد سمع قومًا من اصحابه یسبّون اهل الشام ایام حربهم بصفین انی اکره لکم ان تکونوا سبّابین ولکنّکم لو وصفتم اعمالهم وذکرتم حالهم کان اصوب فی القول وابلغ فی العذر وقلتم مکان سبّکم ایّاهم اللهم احقن دماءنا ودماءهم واصلح ذات بیننا وبینهم واهدهم من ضلالتهم حتی یعرف الحق من جهله ویرعویٰ عن الغیّ والعدوان من لهج به "

(نہج البلاغہ، ج ۱، ص ۲۰۴ تحت من کلام لهٗ علیه السّلام فی النهی عن سبّ اہل الشام طبع مصری ۔

دوم :ـــــ مشہور شیعی مؤرخ احمد بن داؤد ابوحنیفہ الدینوری المتوفی ۲۸۲ھ نے اخبار الطوال میں یہی مرتضوی فرمان مفصّل نقل کیا ہے ۔ اہلِ علم کی تسلّی کے لیے بعینہٖ عبارت حاضر خدمت ہے ۔

" . . . . وبلغ علیًّا (ع) ان حجر بن عدی وعمرو بن الحمق

Marfat.com

يظهران شتم معاوية ولعن اهل الشام فارسل اليهما انّ كفّا عما يبلغني عنكما فاتياه فقالا يا امير المؤمنين! السنا على الحق؟ وهم على الباطل، قال بلیٰ! ورب الكعبة المسدّنة قالوا فلِمَ تمنعنا من شتمهم ولعنهم؟ قال كرهت لكم ان تكونوا شتّامين، لعّانين، ولكن قولوا اللّهم احقن دمائنا و دمائهم واصلح ذات بيننا وبينهم واهدهم من ضلالتهم حتى يعرف الحق من جهله ويرعوى عن الغيّ من لجح به۔"

(۱) (الاخبار الطوال للدینوری الشیعی، ص ۱۶۵۔ تحت وقعۃ الصفین۔ طبع القاہرہ مصر)

(۲) وقعۃ الصفین صہ ۱۱۵ تحت نصیحت علیؓ اجر بن عدی از نصر بن مزاحم الشیعی)۔

"یعنی مطلب یہ ہے کہ صفین کے موقعہ پر حضرت علیؓ کے ساتھیوں حجر بن عدی، عمرو بن الحمق وغیرہ نے امیر معاویہؓ کو سبّ و شتم کرنا اور اہل شام کو لعن طعن کرنا شروع کر دیا۔ حضرت علیؓ کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے ان کی طرف آدمی بھیج کر فرمان جاری کیا کہ اس سب و شتم لعن طعن سے رک جاؤ تو وہ دونوں حضرت علیؓ کے ہاں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ اے امیر المومنین کیا ہم حق پر نہیں؟ اور وہ باطل پر نہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا یہ ٹھیک ہے ربِّ کعبہ کی قسم! پھر وہ کہنے لگے آپ ہم کو ان کو سبّ اور لعن کرنے سے کیوں منع کرتے ہیں؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں تمہارے گالی دینے والے اور لعن کرنے والے بننے کو مکروہ جانتا ہوں بلکہ تم یوں کہو کہ اے اللہ ہم دونوں فریق کو خونریزی سے بچالے اور ہمارے درمیان اصلاح فرما دے اور ان کو ان کے بھٹک جانے سے ہدایت فرما۔ حتیٰ کہ حق سے ناواقف حق بات

کو پہچان لے اور نزاع کرنے والا شخص جھگڑنے سے باز رہ جائے۔"

(الاخبار الطوال للدینوری الشیعی، ص ۱۶۵ تحت

وقعۃ الصفین۔ طبع القاہرہ مصر)

سوم ـــ شیخ ابوجعفر الطوسی شیعی نے "الامالی" میں حضرت علی المرتضیٰؑ کی اپنے دوستوں کو وصایا نقل کی ہیں اور ان وصیتوں میں یہ مسئلہ درج ہے کہ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ "میں تم کو نماز کی وصیت کرتا ہوں . . . . زکوٰۃ کی وصیت کرتا ہوں، . . . . جہاد کی وصیت کرتا ہوں . . . . اور اپنے نبی کے اصحاب کے متعلق تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ان کو سب و شتم مت کرنا . . . ."

". . . . واوصیکم بالصلوٰۃ . . . . . والزکوٰۃ . . . . والجہاد . . . . واوصیکم باصحاب نبیکم لاتسبوھم الخ"

(الامالی للشیخ الطوسی الشیعی، ص ۱۳۶، ج ۲

طبع نجف اشرف (عراق)

حضرت امیر معاویہؓ کو برا بھلا کہنے والے لوگ حضرت علیؓ کے ان فرمودات پر نظر کریں اور ان کے طریقِ کار پر غور سے توجہ کریں۔ اس کے بعد اپنے رویہ کے متعلق سوچیں کہ کہاں تک درست ہے؟ حضرت معاویہؓ کی عداوت میں کہیں وہ حضرت علیؓ کے فرمان کے باغی تو نہیں بن گئے؟ اور عمل و کردار کے اعتبار سے ان کے نافرمان تو نہیں ہو گئے؟

حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ حضرات حسنین کا صلح اور بیعت کرنا اور تنازعات کو ختم کر دینا

ـــ اُس دَور کے مفسدین مثلاً عبداللہ بن سبا وغیرہ کی کارستانیوں کے نتائج

Marfat.com

کی وجہ سے مسلمانوں میں اگرچہ جمل و صفین کے واقعات پیش آچکے تھے تاہم حضرت علی المرتضیٰؓ کی وفات کے بعد حضرت سیدنا حسنؓ نے حضرت امیر معاویہؓ سے صلح و مصالحت کر کے بیعت کر لی - یہ باہمی مصالحت و صلح نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت و پیش گوئی کے موافق ہوئی تھی - فرمان نبوی تھا کہ ابنی ھٰذا سید سیصلح اللہ بہ بین الفئتین العظیمتین من المسلمین - یعنی یہ میرا بیٹا سردار ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرا دے گا -

(بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۳۰ - باب مناقب الحسن والحسین)

اور حضرت سیدنا حسینؓ بھی اپنے برادر حضرت حسنؓ کے ساتھ متفق ہو گئے - "مسئلہ خلافت" امیر معاویہؓ کے سپرد کر دیا - امت اسلامیہ کی خیر خواہی کے پیش نظر وقتی مناقشات ختم کر دیئے - اور اتحاد و اتفاق کا راستہ ہموار کر دیا -

—— یہ واقعہ اسلامی تاریخ کے مسلمات میں سے ہے - اہل السنۃ و اہل التشیع دونوں جانب کے علماء اس کو درست تسلیم کرتے ہیں - کوئی مختلف فیہ مسئلہ نہیں ہے -

صرف ناظرین کرام کے اطمینان قلب کے لیے دونوں فریقوں کی بعض مشہور کتابوں سے چند ایک مختصر حوالے پیش خدمت کیے جاتے ہیں -

اہل السنۃ کی کتابوں سے

(۱) —— مشہور مورخ خلیفہ بن خیاط نے اپنی تاریخ جزء اول میں سن ۴۱ھ کے تحت (جس کو عام الجماعۃ یعنی اجتماع کا سال کہا جاتا ہے) لکھا ہے کہ سواد عراق کے علاقہ میں انبار کے پاس حضرت سیدنا حسن و حضرت سیدنا امیر

Marfat.com

معاویہؓ جمع ہوئے۔ دونوں حضرات نے مصالحت و صلح کر لی حضرت حسنؓ نے امیر معاویہؓ کو خلافت سپرد کر دی۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر یا ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۴۱ھ میں پیش آیا تھا۔

"وفیہا (سنۃ الجماعۃ) اجتمع الحسن بن علی بن ابی طالب و معاویۃ فاجتمعا بمسکن من ارض السواد و من ناحیۃ الانبار۔ فاصطلحا وسلّم الحسن بن علیؓ الی معاویۃؓ و ذالک فی شہر ربیع الآخر او فی الجمادی الاولیٰ سنۃ احدیٰ واربعین۔"

(تاریخ خلیفہ بن خیاط، ص ۱۸۷۔ ج ۱ تحت سنہ ۴۱ھ (عام الجماعۃ)

(۲) ـــــ حاکم نیشاپوری نے مستدرک میں درج کیا ہے کہ

"امیر معاویہؓ کے ساتھ حضرت حسنؓ نے صلح کی۔ معاملہ خلافت ان کے سپرد کر دیا اور معاہدے اور شرائط پیش کر کے خلافت کی بیعت کر لی۔"

"فصالح الحسنؓ معاویۃ وسلّم الامر لہ وبایعہ بالخلافۃ علیٰ شروط ووثائق۔۔۔ الخ۔"

(المستدرک للحاکم، ج ۳، ص ۱۷۴ تحت مصالحۃ الحسنؓ ومعاویۃؓ)

(۳) ـــــ ابونعیم اصفہانی اور بیہقیؒ نے لکھا ہے "نخیلہ کے مقام پر یہ مصالحت دونوں حضرات کے درمیان ہوئی ۔۔۔۔ اور امام حسنؓ نے اس موقع پر فرمایا کہ اگرچہ وہ (یعنی خلافت) میرا حق بھی ہے تب بھی میں نے اہلِ اسلام کی بہتری اور مسلمانوں کے خون کی حفاظت کے لیے ترک کر دیا۔"

Marfat.com

"... تركته لمعاوية ارادة اصلاح المسلمين و حقن دمائهم"

(۱) ــــ السنن الکبریٰ، ج ۸، ص ۱۷۳، الکتاب قتال اہل البغی

(۲) ــــ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم الاصفہانی، ج ۲، ص ۳۷۔ تذکرہ حضرت حسن بن علی بن ابی طالب۔

صلح ہذا اور اس بیعت کے واقعہ کو متعدد علماء نے ذکر کیا ہے۔ مثلاً

۱ ــــ الاستیعاب لابن عبد البر ج ۳، ص ۳۷۸۔ تحت ذکر معاویہؓ معہ الاصابہ

۲ ــــ اسد الغابہ، ص ۳۸۶ - ۳۸۷، ج ۴۔ ذکر معاویہؓ بن ابی سفیان۔

۳ ــــ الاصابہ، ج ۳، ص ۴۱۳ معہ الاستیعاب، ذکر معاویہؓ۔

۴ ــــ تلخیص ابن عساکر لابن بدران، ج ۴، ص ۲۲۰۔ وغیرہ

Marfat.com

مسئلہ ہذا کی شیعہ کتب سے تائید و تصدیق

امیر معاویہؓ کا حضرت امام حسنؓ کے ساتھ صلح و مصالحت کر کے بیعت کرنے کو شیعہ علماء و مؤرخین نے پرزور طور پر لکھا ہے۔ حسبِ عادتِ دیرینہ اس قدر اضافہ فرما دیا کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ بامرِ مجبوری تھا اور تقیۃً فرمالیا تھا۔

اب اہلِ علم کی تسلّی کے لیے حوالہ جات کی بعینہٖ عبارت پیشِ خدمت ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے ہاں شام میں حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ اور قیس بن سعد بن عبادہ انصاری کو خط ارسال کر کے بلوایا۔ یہ حضرات شام میں پہنچے، اجازت ہوئی، اندر تشریف لائے اور خطیب لوگوں کو (مجلس میں) تیار رکھا گیا تھا۔ امیر معاویہؓ کہنے لگے کہ اے حسنؓ! اٹھیے اور بیعت کیجیے۔ حضرت حسنؓ اٹھے اور بیعت کی۔ پھر حضرت حسینؓ کو فرمایا کہ اٹھیے اور بیعت کیجیے! حضرت حسینؓ بھی اٹھے

اٹھے اور بیعت کی۔ اسی طرح پھر قیس بن سعد کو کہا ۔ ۔ ۔ الخ ۔"

"۔ ۔ ۔ فقال یا حسن! قم فبایع ۔ فقام فبایعَ ۔ ثم قال للحسینؓ علیہ السلام، قم فبایع فقام فبایع ۔ ثم قال یا قیس! قم فبایع فالتفت الی الحسین علیہ السلام ینظر ما یأمرہ فقال یا قیس انّہٗ امامی ۔"

(۱) ـــــ رجال کشی (ابو عمرو کشی) تحت تذکرہ قیس بن سعد بن عبادہ، ص ۷۲، طبع ہند بمبئی ۔ و طبع طہران طبع جدید، ص ۱۰۲ ۔

(۲) ـــــ کتاب بحار الانوار ملّا باقر مجلسی، ج ۱۰، ص ۱۲۲۔ ۱۲۴ ۔ باب کیفیت مصالحۃ الحسنؓ بن علیؓ طبع قدیم ایرانی ۔

اور "فروع کافی" کتاب الروضۃ میں یہ مسئلہ بعبارت ذیل ہے :۔

ـــــ عن ابی جعفرؑ قال واللہ للذی صنعہٗ الحسن بن علی علیہ السّلام کان خیرًا لھٰذہ الامۃ ممّا طلعت علیہ الشمس"

(۳) ـــــ فروع کافی، ج ۳، ص ۱۵۳۔ کتاب الروضۃ طبع لکھنؤ۔ فروع کافی، طبع جدید طہرانی بمع ترجمہ فارسی، ج ۲، ص ۲۵۲ ۔

ـــــ اور ملّا باقر مذکورہ بالا روایت کا ترجمہ بالفاظ ذیل لکھتے ہیں کہ "یعنی کلینی بسند معتبر از حضرت امام باقر روایت کردہ است کہ صلحے کہ حضرت امام حسنؓ با معاویہ کرد برائے ایں امت بہتر بود از دنیا و ما فیہا ۔"

Marfat.com

(۴)—— جلاء العیون، ملّا باقر مجلسی، ص ۲۹۲ - دربیان صلح امام دوم با معاویہؓ -

—— مطلب یہ ہے کہ سیدنا حسنؓ نے جو امیر معاویہؓ سے صلح کی تھی وہ اُمت کے حق میں تمام جہان سے بہتر تھی۔"

تنبیہ

نیز یہ مسئلہ شیعہ کی معتبر کتابوں کے ذیل مقامات میں اپنی اپنی عبارات کے ساتھ درج ہے - اہلِ علم رجوع فرما سکتے ہیں -

(۱)—— مقاتل الطالبیین لابی الفرج اصفہانی، قدیم طبع ص ۲۸ - ذکر الخبر فی بیعتہ بعد وفات امیر المؤمنین وتسلیم الامر الیٰ معاویہؓ - وطبع بیروت، ص ۴۸-۴۹ - جلد اول تحت الصلح -

(۲) احتجاج طبرسی، قدیم طبع، ص ۱۴۸ - ۱۵۶ - ۱۵۷ تحت احتجاجہ علیٰ من انکر علیہ مصالحۃ معاویہؓ -

(۳) الامالی للشیخ الطوسی، ج ۲، ص ۱۸۹، ۱۸۰، ۱۷۳ - مجلس یازدہم، صفر ۴۵۷ھ - نجف اشرف -

(۴) بحار الانوار، ج ۱۰ - ملا باقر مجلسی، طبع اوّل قدیمی، ج ۱۰ - ص ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲ - تحت علّۃ مصالحۃ الحسن بن علی - الخ

سیدنا حسینؓ کا فرمان

شیعوں کے ایک تفضیلی قدیم مؤرخ (احمد بن ابی داؤد الدینوری الشیعی) المتوفیٰ ۲۸۲ھ نے اپنی مشہور کتاب اخبار الطوال میں امیر معاویہؓ کے ساتھ حضرت سیدنا حسینؓ کی بیعت کو بڑے عمدہ انداز میں درج کیا ہے - ناظرین

Marfat.com

کرام کے اطمینان کے لیے حضرت حسنؓ کی بیعت سے الگ ہم اسے پیش کرتے ہیں تاکہ دونوں برادران کا نظریہ اس مسئلہ کی خاطر پوری وضاحت سے سامنے آجائے۔

—— دینوری نے لکھا ہے ایک صاحب (حجر بن عدی) حضرت علیؓ کے خاص حامیوں میں سے تھے حضرت حسنؓ کی امیر معاویہؓ کے ساتھ صلح و مصالحت ہو جانے کے بعد وہ مُصر تھے کہ ان سے جنگ کرنی چاہیے لیکن حضرت حسنؓ جنگ پر آمادہ نہ ہوئے۔ پھر انہوں نے حضرت حسینؓ کو اس جنگ و قتال کے لیے آمادہ کرنا چاہا تو حضرت امام حسین نے ان کی رائے کے جواب میں یہ فرمایا کہ "امیر معاویہؓ سے ہم نے بیعت کر لی ہے اور ان سے ہمارا معاہدہ ہو چکا ہے اب اس بیعت کو توڑ ڈالنے کے لیے کوئی راستہ نہیں ہے"

"..... فقال الحسین انا قد بایعنا وعاھدنا ولا سبیل الیٰ نقض بیعتنا"

(۱) (اخبار الطوال لاحمد بن ابی داؤد الدینوری الشیعی، ص ۲۲۰ ۔ بحث مبایعۃ معاویۃ بالخلافۃ وزیاد بن ابیہ ۔ طبع القاہرہ مصر۔ سن طباعۃ ۱۹۶۰ء)

(۲) کتاب الارشاد للشیخ المفید الشیع صہ ۱۸۱، ۱۸۲ اقت الصلح ۔

مزید برآں

مصالحت کے بعد بھی حضرت سیدنا حسینؓ کے متعلق ایک واقعہ شیعہ مورخین نے تحریر کیا ہے اس سے بھی حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق سیدنا حسینؓ کا نظریہ بخوبی واضح ہوتا ہے ۔ دینوری شیعی کہتے ہیں کہ امیر معاویہؓ کی خلافت کے دوران ان کے مدینہ کے حاکم نے انہیں یہ خبر دی کہ حسین بن علیؓ آپ کی خلافت کے خلاف

Marfat.com

کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر امیر معاویہؓ نے حضرت حسینؓ کو خط لکھا کہ فتنہ پرداز لوگ آپ کو غیر مطمئن اور بے آرام کرنے کے درپے ہوں تو اس بات سے اجتناب فرمائیں۔"

ان حالات میں حضرت حسینؓ نے امیر معاویہؓ کو جواب لکھا کہ:

"آپ کے ساتھ ہمارا جنگ و قتال کرنے کا کوئی ارادہ نہیں اور نہ ہی مخالفت کرنے کا قصد ہے۔"

مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا حسنؓ و سیدنا حسینؓ دونوں بزرگوں نے امیر معاویہؓ کی تمام زندگی میں حضرت امیر معاویہؓ سے کوئی بُری بات اور ناپسند چیز نہیں دیکھی۔ امیر معاویہؓ نے حضرات حسنینؓ کے ساتھ جو شرائط طے کئے تھے ان میں سے کسی شرط کو ضائع نہیں کیا۔ اور کسی احسان اور بھلائی کی بات کو تبدیل نہیں کیا۔"

"... فكتب اليه الحسين رضى الله عنه ما اريد حربك ولا الخلاف عليك، قالوا ولم يرا الحسن ولا الحسين طول حياة معاوية منه سوءًا فى انفسهما ولا مكروها۔ ولا قطع عنهما شيئًا ممّا كان شرط لهما ولا تغيّر لهما عن برٍّ۔"

(الاخبار الطوال لاحمد بن داؤد ابی حنیفۃ الدینوری الشیعی۔ ص ۲۲۵۔ بحث بین معاویہ و عمرو بن العاص۔ طبع قاہرہ مصر)

مندرجات بالا سے واضح ہوا کہ:

(۱) ——— سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت امیر معاویہؓ سے جب

Marfat.com

بیعت کر لی اور ان سے معاہدہ کر لیا تو نقضِ عہد کا خیال تک نہیں کیا۔ نہ کسی قسم کی مخالفت پیدا کی۔

(۲) ـــــ امیر معاویہؓ کی مدتِ خلافت میں سیدنا حسنؓ و سیدنا حسینؓ نے ان سے کوئی برائی اور مکروہ چیز نہیں دیکھی۔

(۳) ـــــ حضرات حسنین شریفینؓ کے ساتھ جو شرائط حضرت معاویہؓ نے طے کیے تھے امیر معاویہؓ نے ان کا ایفا کیا۔ ان کو ضائع اور برباد نہیں کیا۔

(۴) ـــــ امیر معاویہؓ نے حسنین کریمینؓ کے ساتھ احسان اور سلوک صحیح طریقہ سے جاری رکھا، اس میں کوئی تبدیلی و تغیر نہیں کیا۔

مختصر یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں یہ الزام صحیح نہیں ہے کہ انہوں نے حسنینؓ کے حقوق کو غصب کر لیا تھا اور شرائط صلح کو ختم کر دیا اور بنو ہاشم اور آلِ نبوی کے ساتھ بدسلوکی روا رکھی۔ اس وجہ سے یہ حضرات امیر معاویہؓ کے ساتھ تضاد و عناد رکھتے تھے۔ مذکورہ بالا بیانات دینوری شیعہ مورخ کے ہیں۔ یہ بزرگ شیعہ ہے اور طبری و جزری وغیرہما مورخین سے قدیم ہے۔ اس نے ان مسائل کو اپنے بیاناتِ بالا کے ذریعہ خوب حل کر دیا ہے۔ امید ہے کہ منصف طبائع اس کو شرف قبولیت بخشیں گے۔ اور بعد کے مورخین کی رائے قابلِ التفات نہیں سمجھیں گے۔

امیر معاویہؓ کی خلافت کے دوران بنی ہاشم کا عملی تعاون

ـــــ حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہاشمی حضرات

Marfat.com

حضرت عثمانؓ سے عملی تعاون کرتے تھے۔ چنانچہ اس نوع کے چند واقعات رحماءُ بینہم حصہ سوم (عثمانی) میں درج کیے گئے ہیں۔

اب حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کی خلافت میں بھی بنی ہاشم کی طرف سے انتظامی امور میں عملی تعاون کے چند ایک واقعات زیرِ تحریر لائے جاتے ہیں۔ ان واقعات سے اہلِ فہم و انصاف پسند حضرات عمدہ فوائد و نتائج خود مرتب کر سکتے ہیں۔

مدینہ طیبہ میں ہاشمی قاضی (عبداللہ) حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے دور میں مروان بن الحکم کو مدینہ شریف کے علاقہ کا حاکم مقرر کیا۔ مدینہ طیبہ کے لیے شرعی قاضی کی ضرورت تھی تو مروان نے حضرت عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب ہاشمی بزرگ کو مدینہ شریف کا قاضی مقرر کیا۔ اس سے قبل مدینہ میں قاضی نہیں تجویز کیا جاتا تھا۔ اسی بناء پر بعض لوگ کہتے تھے کہ مدینہ میں عبداللہ بن الحارث (ہاشمی) پہلے قاضی تھے۔

طبقات ابن سعد میں ہے :-

"..... عن ابی الغیث قال سمعت ابا هریرة لما ولی مروان بن الحکم المدینة لمعاویة بن ابی سفیان سنة اثنتین واربعین فی الامرة الاُولیٰ استقضیٰ عبد الله بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب بالمدینة فسمعت ابا هريرة يقول هٰذا اوّل قاضٍ رأيتهٗ فی الاسلام" (۱)

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۱۳ تحت عبداللہ بن نوفل۔

(۲) کتاب الثقات لابن حبان ص ۵ ج ۵ تحت عبداللہ بن حارث

Marfat.com

(۲) ـــــ تاریخ طبری، ج۶، ص ۹۸ تحت سنہ ۴۲ھ
(۳) ـــــ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۲۶۹ تحت عبداللہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب طبع تہران

غزوات میں ہاشمی غازی

قثمؓ بن عباس و امام حسینؓ

(۱) ـــــ حضرت قثم بن عباس بن عبدالمطلب ہاشمی صغار صحابہؓ میں سے ہیں۔ یہ سیدنا حسین بن علیؓ کے رضاعی برادر تھے حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ خلافت میں جہاد کی خاطر خراسان کے علاقہ میں تشریف لے گئے۔ پھر غزوہ سمرقند پیش آیا۔ اس غزوہ میں حضرت عثمان بنؓ عفان کے صاحبزادے سعیدؓ بن عثمان جرنیل تھے۔ ان کی ماتحتی میں غزوۂ ہذا میں شریک ہوتے اور سمرقند میں شہادت پاکر فوت ہوئے۔

"...... قال ابن سعد غزا قثم بن عباس خراسان وعلیها سعید بن عثمان بن عفان .... قال الزبیر بن بکار سار قثم ایّام معاویۃ مع سعید بن عثمان الی سمرقند فاستشهد بها"

(۱) طبقات ابن سعد، ج ۷، ق ۲، ص ۱۰۱ طبع لیدن تحت ذکر قثم بن عباس بن عبدالمطلب۔
(۲) کتاب نسب قریش، ص ۲۷ تحت ذکر اولاد عباس بن عبدالمطلب۔
(۳) اسد الغابہ، ج ۴، ص ۱۹۷ تذکرہ قثم بن عباس

Marfat.com

(۴) سیر اعلام النبلا للذہبی، ج ۳، ص ۲۹۲ - ذکر قثم بن عباس -

——— اور شیعہ علماء نے بھی لکھا ہے کہ قثم بن عباس ہاشمی مطلبی حضرت علیؓ کی طرف سے مکہ مکرمہ پر والی و حاکم مقرر تھے - پھر حضرت علیؓ شہید ہو گئے - (کچھ مدت کے بعد) امیر معاویہؓ کے زمانہ میں غزوۂ سمرقند میں شریکِ جہاد ہو کر شہید ہوتے -

"واستشهد بسمرقند فی زمن معاویة"

(شرح نہج البلاغہ لابن میثم البحرانی الشیعی، ج ۵، ص ۷۲ جلد خامس، طبع جدید طہران - تحت عنوان ۔ من کتاب له علیه السلام الی قثم بن عباس و هو عامله علی مکة -

(۲) ——— مؤرخین نے بصراحت لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ خلافت میں سیدنا حسین بن علیؓ، امیر معاویہؓ کی خدمت میں آمد و رفت رکھتے تھے - ہدیے اور عطیے وصول کرتے تھے (جیسا کہ عنقریب اس پر حوالہ جات پیش ہو رہے ہیں) مزید یہ چیز عرض ہے کہ اس دور کے غزوات میں اور جنگی مہموں میں بھی بخوشی شریک و شامل ہوتے تھے - اس مسئلہ میں حضرت حسینؓ کو کوئی انقباض و اجتناب نہیں تھا - امیرِ وقت کے ساتھ ان کا یہ عملی تعاون تھا اور انتظامی امور میں بشرح صدر امداد تھی - اس میں کسی مجبوری و مقہوری کا کوئی دخل نہیں تھا - اب اہلِ تاریخ کی بعینہٖ عبارت ملاحظہ فرماویں -

(۱) ... "ووفد علی معاویة وتوجه غازیاً الی القسطنطنیة فی الجیش الذی کان امیره یزید بن معاویة"

Marfat.com

(تہذیب تاریخ ابن عساکر، ج ۴، ص ۳۱۱۔ تذکرہ حسین بن علیؓ)

(۲) ۔۔۔۔ البدایہ لابن کثیر جلد ثامن میں ہے :۔

"ولما توفی الحسن کان الحسین یفد الی معاویۃ فی کل عام فَیُعْطِیْهِ وَیُکْرِمُهٗ وقد کان فی الجیش الذین غزوا لقسطنطنیۃ مع ابن معاویۃ یزید فی سنۃ احدیٰ و خمسین ۵۱ھ"

(البدایہ، ص ۱۵۰-۱۵۱، جلد ۸، تذکرہ خروج الحسین الی العراق وکیفیۃ مقتلہؓ)

عنوانہائے بالا کا خلاصہ

(۱) ۔۔۔۔ حضرت امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھی حضرت علیؓ کے فرمان کی رُو سے سب مؤمن تھے۔

(۲) ۔۔۔ جنگ صفین کے مقتولین سب اہلِ جنّت سے ہیں۔

(۳) ۔۔۔۔ جمل وصفین میں شریک ہونے والے برادرِ دینی تھے لیکن ایک دوسرے کے حق میں ان سے زیادتی سرزد ہوئی۔

(۴) بغاوت کے مفہوم کی اس طرح تشریح کی گئی جس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ نہ فاسق تھے نہ جائر تھے۔

(۵) ۔۔۔۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے مقابلہ میں آنے والوں کے حق میں سب وشتم کرنے اور لعن وطعن سے برملا منع کر دیا اور ان کے حق میں دعائیں کرنے کی ہدایت کی۔

Marfat.com

(۶) ــــــ حضرت سیدنا امام حسینؓ کے تعلقات حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ صحیح اور درست تھے عملی تعاون قائم تھا۔ کوئی مخالفت نہ تھی۔ اور ان حضرات میں باہم نسلی امتیازات وقبائلی تعصبات بالکل نہ تھے کہ ہاشمیوں کو عزت کے مقامات میں پیچھے ڈال دیا ہو اور امویوں کو مقدم کر دیا ہو۔ یہ بات بالکل نہ تھی۔ اس نوع کی چیزیں صحابہ کرامؓ کے دور میں نہ تھیں۔ یہ بعد کی پیدا کردہ ہیں۔

(۷) ــــــ امیر معاویہؓ کی خلافت آئین اسلامی کے تحت جاری تھی۔ اس میں قواعد اسلامی کو معطل نہیں کیا گیا۔ ہاشمی بزرگوں اور دیگر صحابہ کرامؓ کا عملی تعاون کرنا اور شریکِ انتظام رہنا اس چیز کے لیے مستقل شاہد اور گواہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۸) ــــــ امیر معاویہؓ کے حق میں ظلم وستم کی داستانیں جو نشر کی جاتی ہیں وہ بے اصل ہیں۔ امیر معاویہؓ کا کردار بالکل صحیح تھا۔ انہوں نے قوم وملت کی خدمات انجام دیں اور اسلام و اہلِ اسلام کو بہت نفع پہنچایا۔ ہاشمی حضرات اور دیگر صحابہ کرام ان کے ساتھ شامل تھے اور ان تمام حضرات کا خلافت امیر معاویہؓ کے حق میں عملی تعاون قائم رہتا تھا۔

حضرت امیر معاویہؓ کے خزانہ سے حضرات حسنینؓ و دیگر ہاشمی اکابر کے وظائف اور عطیات وہدایا

عام الصلح کے بعد بیت المال سے امیر معاویہؓ نے سیدنا حسن و سیدنا حسینؓ اور

Marfat.com

دیگر ہاشمی حضرات کے لیے وظائف متعین فرما دیئے تھے۔ وقتی طور پر بھی انہیں ہدایا اور تحائف پیش کیے جاتے تھے۔ اور مستقل طور پر بھی صلح کے سال ۴۱ھ سے لے کر ۶۰ھ یعنی امیر معاویہؓ کی وفات تک یہ سلسلہ بدستور قائم رہا ہے۔ اور امیر معاویہؓ کے دورِ خلافت میں کوئی ناغہ نہیں ہُوا۔ اس مسئلہ میں بہت سی تفصیلات شیعہ سُنّی مؤرخین اور اہلِ تراجم نے تحریر کی ہیں۔ تمام واقعات پیش کرنے میں بڑی تطویل ہوگی ہمارے سامنے نہایت اختصار مقصود ہے۔ ذیل میں مسئلہ ہٰذا کے لیے چند ایک حوالہ جات درج کیے جاتے ہیں۔

——(۱)——

—— ابنِ عساکر نے اپنی مشہور تاریخ بلدۂ دمشق (تذکرہ سیّدنا حسنؓ) میں عطیات کا واقعہ درج کرتے ہوتے پہلے وقتی عطیہ (چار لاکھ درہم) کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد مبرد کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت حسنؓ ہر سال امیر معاویہؓ کی خدمت میں پہنچتے تھے اور امیر معاویہؓ ان کو ایک لاکھ درہم سالانہ عنایت کرتے تھے۔

"... فاعطاہ اربعمائۃ الف درھم وروی المبرّد ان الحسن کان یفد کل سنۃٍ علیٰ معاویۃ فیصلہ بمائۃ الف درھمٍ"

(۱) —— تہذیب تاریخ ابن عساکر للشیخ عبدالقادر بن بدران آفندی، ج ۴، ص ۲۰۰ تذکرہ حسن بن علیؓ طبع اوّل قدیم۔

—— یہ مضمون ذیل مقامات میں بھی درج ہے:۔

"... کان لہ (حسن بن علیؓ) علیٰ معاویۃ فی کل عامٍ

Marfat.com

جائزۃ وکان یفد الیہ فربما اجازہ باربعمائۃ الف درھم وراتبہٗ فی سنۃ مائتی الف"

(۲) —— الاصابہ لابن حجر معہ استیعاب جلد اوّل ص ۳۲۹ تذکرہ حسن بن علی بن ابی طالب

(۳) البدایہ لابن کثیر، ج ۸، ص ۳۷۔ تذکرہ حسنؓ

(۴) البدایہ، ص ۴۱-۴۲، ج ۸۔ تذکرہ حسنؓ

(۵) البدایہ، ج ۸، ص ۱۳۷۔ تذکرہ امیر معاویہؓ۔

(۲)

سیّدنا حسینؓ اور عطیات

ہر دو برادران (حسنینؓ) کے لیے اس نوع کے مشترک واقعات بہت سے دستیاب ہیں اور بعض مقامات میں خصوصاً حضرت حسینؓ کے حق میں منقول ہیں۔

حضرت شیخ علی ہجویری (المعروف داتا گنج بخش) لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب باب الثامن میں ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے کہ:

"ایک روز حضرت حسینؓ کی خدمت میں ایک سائل حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ اے رسولِ خدا کے بیٹے! میں ایک درویش آدمی ہوں۔ عیالدار ہوں۔ آپ مجھے آج کا کھانا عنایت فرمائیں۔ سیّدنا حسینؓ نے فرمایا کہ یہاں ٹھہر جائیے۔ ہمارا وظیفہ پہنچنے والا ہے وہ پہنچ جائے تو دے دیں گے۔

کچھ زیادہ دیر نہ ہوئی کہ امیر معاویہؓ کی طرف سے پانچ عدد تھیلیاں (جن کے ہر ایک میں ایک ایک ہزار دینار تھا) پہنچانے والوں نے

آکر حضرت کی خدمت میں پیش کیں اور کہا کہ

"امیر معاویہؓ معذرت کرتے تھے کہ یہ قلیل سی مقدار ہے اسے صرف فرما دیں" حضرت حسینؓ نے وہ تھیلیاں سائل کو دے دیں اور معذرت بھی کی۔"

"..... حسین وے را گفت بنشیں کہ مارا رزقی در راہ است تا بیارند۔ بسے بر نیامد کہ پنج صرّہ از دینار بیاوردند از معاویہؓ۔ اندر ہر صرّہ ہزار دینار بود و گفتند کہ معاویہؓ از تو عذر می خواہد" الخ

(کشف المحجوب از شیخ علی بن عثمان الغزنوی الہجویری ثم لاہوری۔ المتوفی ۴۵۶ھ ص ۹۲-۹۳۔ باب الثامن فی ذکر ائمتہم من اہل البیت۔ طبع سمرقند۔

اور ابن کثیرؒ نے وظائف کے مسئلہ کو بعبارتِ ذیل لکھا ہے۔ اہلِ علم احباب ملاحظہ فرما دیں۔

____ فلما استقرت الخلافۃ لمعاویۃ کان الحسین یتردّد الیہ مع اخیہ الحسن فیکرمہما معاویۃ اکراماً زائداً و یقول لہما مرحبًا واھلاً ویعطیہما عطاءً جزیلاً وقد اطلق لہما فی یومٍ واحدٍ مائتی الفٍ (یعنی فی بعض الایّام)

(البدایہ، ج ۸ ص ۱۵۰-۱۵۱ طبع اوّل مصر۔ تحت قصۃ الحسینؓ وسبب خروجہ من مکۃ الی العراق)

____ مطلب یہ ہے کہ جب خلافت امیر معاویہؓ کے لیے مستقل ہو گئی تو سیدنا حسینؓ اپنے برادر حسنؓ کی معیّت میں امیر معاویہؓ کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے۔ امیر معاویہ ان کی تشریف آوری پر مرحبا، اہلاً وسہلاً کے باعزت الفاظ سے

Marfat.com

استقبال کرتے اور ان دونوں حضرات سے نہایت اکرام و احترام کے ساتھ پیش آتے ۔ مالی عطیاتِ کثیرہ سے نوازتے ۔ اور بعض اوقات ایک یوم میں دو دو لاکھ درہم بھی حاضر کر دیتے تھے ۔

(۳) حسنین شریفین رض کے ساتھ دیگر ہاشمیوں کو بھی دس لاکھ کے وظائف ملنا

بعض علماء نے لکھا ہے کہ بعض دفعہ دس لاکھ درہم تک بھی امیر معاویہ رض نے دونوں برادران حسنین رض کو اور عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کو اور عبداللہ بن جعفر طیار کو وظائف دیئے اور عطیات عنایت فرماتے ۔ ملاحظہ ہو :-

"۔۔۔۔ ان معاویۃ کان یجیز فی کل عام الحسن والحسین وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کل واحد منہم بالف الف درہم "

(۱) لطائف المعارف، ص ۲۱-۲۲ (طبع مصری) لابی منصور عبدالملک بن محمد الثعالبی المتوفیٰ ۴۲۹ھ)

(۲) المستدرک للحاکم ص ۵۶۷ ج ۳ تحت ذکر عبداللہ بن جعفر ۔

مسئلہ ہٰذا شیعہ کے نزدیک

(۱) حضرت سیدنا حسین رض و ابن عباس رض وعبداللہ بن جعفر رض کے وظائف

ابن ابی الحدید شیعی نے بھی دس لاکھ والی روایت مذکورہ اپنی حدیدی شرح میں نقل کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ حضرات حسنین رض اور عبداللہ بن العباس رض اور عبداللہ بن جعفر رض کو امیر معاویہ رض ہر سال بطور وظیفہ دس دس لاکھ درہم دیتے تھے ۔

Marfat.com

"فانّهٗ کان یجیز الحسن و الحسین ابنی علیؓ فی کل عام لکل واحدٍ منہما بالف الف درھم وکذالک کان یجیز عبداللہ بن العباس وعبداللہ بن جعفر"

(۱) (شرح نہج البلاغہ سدیدی، ج ۱۵، ص ۲۵۰۔ طبع قدیم و طبع بیروتی، ص ۲۰۵-۲۰۶۔ جلد ثالث بحث فی المفاخرت بین جود ملوک بنی امیّۃ و ملوک بنی ہاشم)

(۲) الفخری صہ ۱۶۴ الشیعی طبع اول مصر تحت اخر فصل اول۔

حسنین و عبداللہ بن جعفرؓ کے وظائف

(۲) ـــــ نیز ملا باقر مجلسی نے سیدنا جعفر صادقؒ سے روایت نقل کی ہے اس میں درج ہے کہ:

"ایک دن امام حسنؓ نے بھائی حضرت حسینؓ کو اور چچازاد برادر عبداللہ بن جعفر طیّار کو فرمایا کہ اس ماہ کی پہلی تاریخ کو امیر معاویہؓ کی جانب سے ہدایا و تحائف تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔ جب اس مہینہ کی اوّل تاریخ ہوئی تو امیر معاویہؓ کی طرف سے کثیر مال پہنچ گیا اور ان ہر سہ حضرات کو دے دیا گیا۔"

ـــــ حضرت حسنؓ پر بہت سا قرض تھا۔ انہوں نے ان اموال سے پہلے اپنا قرض ادا کیا۔ باقی ماندہ مال کو اپنے اہل و عیال اور اپنے خاص لوگوں میں تقسیم فرمایا۔

ـــــ حضرت حسینؓ نے بھی پہلے اپنا قرض ادا کیا۔ باقی مال کو اس طرح تقسیم کیا کہ ایک حصہ اپنے رشتہ داروں اور خصوصی شیعوں کو دیا اور دو حصے اپنے اہل و عیال کو عنایت فرماتے۔

ـــــ اور عبداللہ بن جعفر طیّار نے بھی اس مال سے اپنا قرض ادا کیا۔

Marfat.com

"...... از حضرت صادق علیہ السّلام روایت کردہ است کہ روزے حضرت امام حسن بحضرت امام حسین و عبداللہ بن جعفرؓ فرمود کہ جائزہ ہائے معاویہ در روزِ اوّل ماہ بشما خواہد رسید۔ چوں روزِ اوّل ماہ باشد۔ چنانچہ حضرت فرمودہ بود اموال معاویہ رسید۔ جناب امام حسن قرض بسیارے داشت از آنچہ او فرستادہ بود برائے آنحضرت قرضہائے خود را ادا کرد۔ و باقی را درمیان اہلِ بیت و شیعیانِ خود قسمت کرد۔ جناب امام حسین قرض خود را ادا کرد آنچہ ماندہ بود بسہ قسمت کرد۔ یک حصّہ را باہلِ بیت و شیعانِ خود داد۔ و دو حصّہ را برائے عیالِ خود فرستاد و عبداللہ بن جعفر قرض خود را ادا کرد۔۔ الخ"

(جلاء العیون ملا باقر ص ۲۷۰۔ باب دربیان نصوصِ امامت و معجزات امام حسن۔ طبع تہران اسن طباعت ۱۳۲۴ھ)

تنبیہ :۔ عبداللہ بن جعفر طیارؓ کو امیر معاویہؓ نے ایک لاکھ درہم عطا کیا۔ اس مسئلہ کو ابن عنبۃ الشیعی نے عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب، ص ۳۸، ذکر عقب جعفر طیارؓ میں درج کیا ہے۔ نیز یہی چیز کتاب ناسخ التواریخ (جلد طراز المذہب مظفری) ص ۳۹۵، احوال زینب کبریٰ میں منقول ہے۔ واقعہ درست ہے۔ عبداللہ مذکور نے یہ عطیہ حاصل کیا اور امیر معاویہؓ نے دیا ہے لیکن واقعہ کو جس شکل و صورت میں دکھایا گیا ہے وہ امیر معاویہؓ سے تنفر دلانے و مبغوض بنانے کے لیے تیار فرمایا گیا ہے، جیسا کہ کسی کا مشہور مقولہ ہے :۔

ع ولیکن قلم درکفِ دشمن است

وہی معاملہ یہاں بھی ہے۔

Marfat.com

برادرِ مرتضیٰ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کا وظیفہ

(۳) ——— حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے برادر عقیل بن ابی طالب ایک دفعہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف لے گئے (مناسب موقع گفتگو ہوئی)۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمان دیا کہ ان کو ایک لاکھ درہم دیا جائے۔ چنانچہ انہیں وہ دے دیا گیا۔

"... قد امرنا لك بمائة الف فاعطاه المائة الالف"

("الامالی" للشیخ ابی جعفر الطوسی الشیعی (شیخ الطائفہ) ج ۲، ص ۳۳۴، طبع عراق (نجف اشرف))

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کے لیے وظیفہ کا تقرر

(۴) ——— حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے (علی بن الحسین رضی اللہ عنہ)، یعنی زین العابدین کے متعلق فروع کافی میں واقعہ لکھا ہے کہ:

"مدینہ شریف پر مروان بن الحکم کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حاکم بنایا اور حکم دیا کہ قریش کے نوجوانوں کے لیے وظائف مقرر کریں۔ چنانچہ (اس سلسلہ میں) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے علی بن الحسین مروان کے ہاں تشریف لے گئے ..... (گفتگو ہوئی) علی بن الحسین فرماتے ہیں کہ میرے لیے مروان نے (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق) وظیفہ مقرر کر دیا تو میں نے واپس آکر اپنے والد محترم کو اس واقعہ کی اطلاع کی۔"

"... استعمل معاوية مروان بن الحكم على المدينة وامره ان يفرض لشباب قريش ففرض لهم فقال علی بن

الحسین علیہما السّلام فاتیتہ فقال ما اسمک ؟ فقلت علی بن الحسین . . . . ففرض لی فرجعت الیٰ ابی علیہ السلام فاخبرتہ "

(۱)—— فروع کافی ، ج ۲ ، ص ۲۶۲ طبع نول کشور لکھنؤ ۔ کتاب العقیقہ باب الاسماء والکنیٰ ۔ طبع قدیم ۔

(۲)—— ناسخ التواریخ مرزا محمد تقی لسان الملک ، جلد یازدہم (کتاب دوم) ص ۴۰ تحت مکالمہ مروان باں حضرت ۔

سیدنا حسن رضؓ کو ایک گاؤں کا عطیہ

—— شیعہ احباب کی مشہور تاریخ ناسخ التواریخ کی جلد نہم (جس کو طراز المذہب مظفری کہتے ہیں) میں ایک واقعہ درج ہے کہ امیر معاویہؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حاکمِ مدینہ (مروان بن حکم) کو فرمان دیا کہ ان کے بیٹے یزید بن معاویہؓ کے لیے عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی لڑکی (زینب) کا رشتہ طلب کریں اور نکاح حاصل کریں ۔ ہم اس قدر مال دیں گے اور اس طرح مہر ادا کریں گے ۔ وغیرہ

—— مروان نے عبداللہ بن جعفر کو بلا کر اس مسئلہ کی ترغیب دی ۔ عبداللہ نے یہ کام حضرت حسن بن علیؓ کی سپردگی میں دے دیا ۔ پھر ایک مجلس قائم کر کے مروان کو حضرت حسنؓ نے جواب دیا کہ ہم نے یہ رشتہ اپنے بھتیجے (قاسم بن محمد بن جعفر) کو دے دیا ہے اور مہر میں زینب کے لیے ہم نے وہ ایک گاؤں دے دیا ہے جو مدینہ کے علاقہ میں تھا اور ہم کو امیر معاویہؓ نے دس ہزار دینار (طلائی) کے عوض میں دے رکھا تھا ۔ یہ مہر زینب کے لیے کافی ہوگا ۔

Marfat.com

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ

"ما چناں بصواب شمردیم کہ زینب را بہ پسر عمش قاسم بن محمد بن جعفر کابین بندم و او را با قاسم تزویج کردم و کابین او را بقریہ کہ در مدینہ دارم و معاویہ در ازائے دہ ہزار دینار بمن دادہ است مقرر داشتم و زینب را ایں مبلغ کفایت می کند۔

(ناسخ التواریخ (جلد نہم طراز المذہب مظفری) ص ۳۸۰ دربیان احتجاج عبداللہ بن جعفر با معاویہ و حکایت او با معاویہ و یزید۔ طبع قدیم ایران سن طباعت ۱۳۱۵ھ)

واقعہ ہٰذا نے صاف بتلا دیا کہ حضرت حسنؓ کو امیر معاویہؓ کی طرف سے باقی وظائف کی طرح مدینہ طیبہ کے علاقہ میں ایک مستقل گاؤں بھی ملا ہوا تھا جس کو وہ اس موقع پر بطور مہر نکاح کے استعمال میں لا رہے ہیں۔

عنوانہائے مذکورہ کے فوائد

۱۔ واضح ہو گیا کہ امیر معاویہؓ کے متعلق بنو ہاشم و آلِ نبوی کے ساتھ بدسلوکی کا الزام بالکل واقعات کے برخلاف ہے۔

۲۔ آلِ نبی اولادِ علیؓ کے ساتھ امیر معاویہ کی خلافت میں ظلم و ستم کی داستانیں مخالفین کی تصنیف شدہ ہیں ان میں کوئی صداقت نہیں۔

۳۔ ملکی نظم و ضبط کے تحت اگر کوئی واقعہ اس دور میں پیش آیا تو وہ وقتی مصلحت اور ضرورت کی وجہ سے رونما ہوا۔ لیکن اس کو مؤرخین نے بڑی آب و تاب کے ساتھ داستانِ ظلم و ستم بنا کر تحریر کیا۔ اور پھر اہلِ عناد کے قلم نے اس کو مزید زیب و زینت دے کر رائی کا پہاڑ بنا کر عوام میں پھیلایا۔

Marfat.com

-اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت اور انصاف نصیب فرمائے اور یہ صحیح فہم بخشے
کہ نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابۂ کرام حاملِ قرآن اور عاملِ قرآن تھے۔اور
ایک ایک آیتِ قرآنی ان کی زندگی کا نصب العین تھا۔اور اتباعِ سنتِ
نبوی ان کا مقصدِ حیات تھا۔لہٰذا انہوں نے اسلامی اصولوں کے ماتحت
تمام ملکی نظم ونسق قائم رکھا اور امّتِ مسلمہ کے لیے وہ ہادی اور خیر خواہ ثابت
ہوئے۔

سبّ وشتم کا اعتراض

——معترض بزرگوں کی جانب سے عوام میں بڑی کوشش سے پروپیگنڈا
شروع ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَورِ خلافت میں امیر معاویہؓ کے حکم
سے خطیب لوگ برسرِ منبر حضرت علی المرتضیٰؓ اور ان کی اولاد کے حق میں برملا سبّ و
شتم کرتے تھے۔حضرت علیؓ کے عزیز سنتے تھے اور مروان تو مسجد نبوی میں منبر پر
اس قبیح فعل کا ارتکاب کرتا تھا۔
——نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عزیز و اقارب کو سب وشتم کرنا بُرا
بُرا عمل ہے۔امیر معاویہؓ کے زمانہ میں ہمیشہ یہ طریقِ کار جاری رہا۔
اب اس طعن کے جواب میں مندرجۂ ذیل معروضات پیش ہیں۔

ازالہ

——حضرت امیر معاویہؓ پر اس اعتراض کا ورود تو ظاہر ہے لیکن ساتھ
ہی امیر معاویہؓ کے دَور کے عمّال وخطباء بھی اس طعن کے مورد بنائے گئے ہیں
چاہے وہ صحابہ ہیں یا غیر صحابہ۔اور مروان بن الحکم کو بھی اس مسئلہ میں خاص طور پر

Marfat.com

مطعون کیا گیا ہے۔

اب شبہ ہٰذا کے ازالہ کے لیے کلام پیش کیا جاتا ہے۔

اوّلاً

قابلِ توجہ یہ چیز ہے کہ سب وشتم لعن وطعن کے مثالب ومطاعن جن روایات سے مستنبط فرماتے جاتے ہیں پہلے ان کا تجزیہ کیا جائے۔ اگر وہ فنی قواعد کے اعتبار سے صحیح ثابت ہوں اور سقیم نہ ہوں تو پھر بے شک ان سے استدلال بھی درست اور ان سے استخراج فرمودہ مطاعن بھی صحیح ہوں گے۔ اور اگر معاملہ برعکس ہوا اور یہ روایات غیر صحیح اور بیکار ثابت ہوئیں تو ان سے تیار شدہ اعتراضات بھی بے کار اور بے جا تصور کیے جائینگے۔

تمہیداً یہ ایک اصولی بات عرض کرنے کے بعد پہلے روایات درج کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد ان پر متعلقہ کلام تحریر ہوگا اور اس کے ساتھ مزید چیزیں بھی ذکر ہونگی۔

قابلِ اعتراض تاریخی روایات جو مطاعن کا ماخذ ومحور ہیں

(۱) ——— ایک روایت تو طبقات ابن سعد سے نقل کرتے ہیں:-

"۔۔۔ عن لوط بن یحییٰ قال کان الولاۃ من بنی امیّۃ قبل عمر بن عبد العزیز یشتمون علیاً فلما ولی عمر امسک عن ذالک"

(طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۲۹۱ - تذکرہ عمر بن عبد العزیز)

"یعنی عمر بن عبد العزیز سے پہلے بنو امیّہ کے والی وحاکم حضرت علی بن ابی طالب کو سب وشتم کرتے تھے۔ جب عمرؒ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے

Marfat.com

اس بات سے روک دیا۔"

یہ روایت لوط بن یحییٰ (ابو مخنف) کا اپنا قول ہے اور یہ لوط جس قسم کا بزرگ ہے اس کی کیفیت آگے آرہی ہے۔

(۲) ـــــ ایک طبری کی روایت پیش کی جاتی ہے۔ اس میں درج ہے کہ امیر معاویہؓ نے جمادی الثانیہ سنہ ۴۱ھ میں جب مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ کا والی بنا کر روانہ کیا تو اس وقت مغیرہ کو نصیحتیں و وصیتیں کیں اور احکام دیئے۔ ان میں مذکور ہے کہ

"۔۔۔ ولست تارکاً ایصاءك بخصلة لا تتحمّ عن شتم علیٍ وذمّه والترحّم علی عثمان والاستغفار له والعیب علی اصحاب علیّ والاقصاء لهم وترك الاستماع منهم۔۔۔"

"۔۔۔ غیر انّه لا یدع ذم علیّ والوقوع فیه۔"

(تاریخ طبری، ص ۱۴۱-۱۴۲۔ جلد ۶ تحت ابتدا سنہ ۵۱ھ۔ ذکر سبب مقتل حجر بن عدی)

"یعنی امیر معاویہؓ نے مغیرہ کو کہا ایک خصلت کی میں وصیت کرتا ہوں کہ سب و شتم علیؓ و مذمت علیؓ سے نہ پرہیز کرنا عثمانؓ پر رحمت بھیجنا اس کے لیے استغفار کرنا، علیؓ کے ساتھیوں کی عیب چینی کرنا، ان کو دُور رکھنا، ان کی طرف کان نہ رکھنا۔۔۔"

"۔۔۔ آگے راوی کہتا ہے کہ مغیرہ کی اور تو اچھی سیرت تھی لیکن حضرت علیؓ کی مذمت کرنے اور عیب چینی کو اس نے نہیں چھوڑا تھا۔" الخ

ـــــ اس روایت کا راوی ہشام بن محمد کلبی اور لوط بن یحییٰ ابو مخنف ہے۔ ان کی پوزیشن ابھی آپ کی خدمت میں عرض کی جاتی ہے۔

(۳) ـــــ طبری کے بعد اب "جزری شریف" (الکامل لابن اثیر الجزری) کی روایت

Marfat.com

عرضِ خدمت ہے۔ اس کا یہ حوالہ بھی سب و شتم کی بحث میں پیش کیا کرتے ہیں کہ امیر معاویہؓ نے مغیرہؓ بن شعبہ کو کوفہ پر حاکم بنا کر روانہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"... ولستُ تارکاً ایصاءك بخصلةٍ لا تترك شتم علیؓ و ذمّه والترحم علیٰ عثمانؓ والاستغفار له والعیب لاصحاب علیؓ والاقصاء لهم... الخ"

(الکامل لابن اثیر الجزری، ج ۳، ص ۲۳۴۔ ابتدا سن ۵۱ھ)

"یعنی میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ علی بنؓ ابی طالب پر سبّ و شتم و ندمّت کو ترک نہ کرنا اور عثمانؓ پر رحمت و استغفار کرتے رہنا اور علیؓ کی پارٹی کی عیب چینی کرنا اور ان کو دُور رکھنا... الخ"

یہاں ناظرین یاد رکھیں، جزری کی یہ روایت طبری کی بالا روایت ہی ہے کوئی الگ دوسری روایت نہیں ہے۔ جزری طبری سے ناقل ہے۔ اسی بنا پر اس کے الفاظ بالکل طبری کے الفاظ کے ساتھ ملتے جلتے ہیں۔ معمولی فرق ہے۔ اور سن ۵۱ھ کی ابتدا میں نقل کیا ہے۔

الکامل لابن اثیر الجزری کے لیے تاریخ طبری کا ماخذ" مسلّمات میں سے ہے۔ اور علاّمہ جزری نے اپنی کتاب کے ابتدائی مقدمے میں اس چیز کو بصراحت ذکر کیا ہے کہ مَیں نے طبری پر اعتماد کر کے اس سے تاریخی مواد حاصل کیا ہے۔

(۴) —— اور البدایہ سے ایک روایت نقل کیا کرتے ہیں کہ

"...... ولمّا کان (مروان) متولّیاً علی المدینة لمعاویةؓ کان یسبّ علیاً کل جمعةٍ علی المنبر وقال له الحسن بن علیؓ لقد لعن الله اباك الحکم وانت فی صلبه علیٰ لسان نبیّه فقال (النبیؐ)

لعن اللہ الحکم و ما ولد - واللہ اعلم"

(البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۲۵۹ تحت ترجمہ مروان بن الحکم - طبع اوّل مصری)

"یعنی جب مروان مدینہ پر امیر معاویہؓ کی جانب سے والی وحاکم تھا تو ہر جمعہ میں منبر پر علی المرتضیٰ کو سب و شتم کرتا تھا اور حسن بن علیؓ نے اس کو (جواب میں) کہا کہ تیرے باپ الحکم پر اللہ نے اپنے نبی کی زبان پر لعنت کی تو اس وقت اس کی پشت میں تھا - نبی علیہ السّلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ الحکم پر لعنت کرے اور جو اس کی اولاد ہو"

(۵) ـــــ نیز البدایہ والنہایہ سے مزید ایک روایت کوشش سے تلاش فرما کر میدانِ طعن میں لایا کرتے ہیں وہ بھی سماعت فرمادیں -

"ایک شخص محمد بن یوسف الثقفی، ولید بن عبد الملک کے دور یعنی سنہ ۹۰ھ میں یمن کا والی تھا اس کے متعلق لکھا ہے کہ :

"..... کان یلعن علیاً علی المنابر"

"یعنی محمد بن یوسف ثقفی یمن میں منبر پر علی المرتضیٰ کو لعنت کرتا تھا"

(البدایہ، ج ۹، ص ۸۰، تحت سنہ ۹۰ھ)

البدایہ کی ان دونوں روایات کی متعلقہ چیزیں اور مذکورہ روایات ابن سعد و طبری وجزری کے متعلقات ایک ترتیب سے ذکر کیے جاتے ہیں - بغور ملاحظہ فرماویں اور قلیل سا "انصاف" بھی ساتھ ملالیں اگر دستیاب ہوسکے -

مندرجہ روایات کا متعلقہ کلام

(۱) پہلی روایت جو طبقات ابن سعد جلد پانچ سے نقل کی گئی ہے وہ لوط بن یحییٰ

Marfat.com

(ابو مخنف کا اپنا قول ہے کسی صحابی اور تابعی کا قول نہیں اور لُوط بن یحییٰ بعد کے دَور کا آدمی ہے، اس دَور کا آدمی نہیں۔ اور یہ شخص اس فن کے علماء کے نزدیک نہایت مجروح ہے۔ "غیر معتمد" ہے ضعیف اور متروک ہے۔ اور جلنے والا شیعہ ہے۔

"ـــــــــ ابو مخنف لوط ابن یحییٰ هالكٌ۔ لا یوثق به۔ ضعیفٌ لیس بشیءٍ۔ شیعیٌ محترقٌ۔ صاحب اخبارهم۔"

(۱) المغنی للذہبی، جلد دوم، ص ۸۰۷ تحت ابی مخنف

(۲) میزان الاعتدال للذہبی، ج ۲، ص ۳۶۰۔ تحت لوط بن یحییٰ۔ طبع قدیم مصری۔

(۳) لسان المیزان لابن حجر، ج ۴، ص ۴۹۲ تحت لوط بن یحییٰ۔ طبع دکن۔

(۲) ـــــــــ دوسری طبری کی روایت ہے جس کے روایت کرنے والے ہشام بن محمد کلبی اور لُوط بن یحییٰ ابو مخنف ہیں۔ لُوط کے متعلق تو پہلے معلوم ہو چکا ہے اب ہشام کے متعلق اس فن کے علماء کا فیصلہ سن لیجیے۔

ـــــــــ ہشام بن محمد بن السائب الکلبی متروک ہے، قصہ گو اخباری ہے، رافضی ہے اور غیر معتبر ہے اور ناقابلِ اعتماد ہے۔"

"تركوه وهو اخباریٌ۔ متروكٌ۔ رافضیٌ۔ لیس بثقةٍ لا یوثق به۔"

(۱) ـــــــــ المغنی فی الضعفاء للذہبی، ج ۲، ص ۷۱۱۔ جرجانی۔ تحت ہشام بن محمد کلبی مذکور۔

(۲) میزان الاعتدال للذہبی، ج ۳، ص ۲۵۶ تحت ہشام مذکور

(۳) لسان المیزان لابن حجر، ص ۱۹۶۔۱۹۷، ج ۶ تحت ہشام مذکور

Marfat.com

(۳) ـــــــ تیسری روایت الکامل لابن اثیر جزری کی ہے جس نے طبری سے ہی نقل کی ہے اور ۵۱ھ کے شروع میں طبری کی طرح درج کی ہے اور طبری کی اس روایت کے راوی جس پوزیشن میں ہیں وہ آپ کے سامنے درج کر دی گئی ہے۔ لہٰذا ابن اثیر جزری کی اس روایت کے غیر معتبر ہونے میں وہی درجہ ہے جو طبری کی روایت کا ہے اس کے لیے الگ جرح کی حاجت نہیں۔

(۴) ـــــــ چوتھی روایت جو البدایہ جلد آٹھ سے (مروان بن حکم کے ترجمہ کے تحت) منقول ہے، یہ روایت البدایہ کے ایک نسخے میں پائی جاتی ہے اور مصری نسخہ سے یہ روایت ساقط ہے اور البدایہ میں اس کے منقول عنہ اور ماخذ کو نہیں بتایا گیا اور نہ ہی اس کی کوئی تخریج ذکر کی گئی ہے تاکہ صحت اور سقم کا ماخذ سے پتہ چل سکے۔ یہ ابن کثیر کی عام روش کے خلاف ہے۔

روایت کا ایک نسخہ میں پایا جانا اور دوسرے سے ساقط ہونا مصنّف کے نزدیک اس کو مشکوک بنا دیتا ہے۔

اور طبری نے بھی اس روایت کو اس مقام میں نہیں نقل کیا صاحب البدایہ یعنی ابنِ کثیر ۷۷۴ھ کا متوفی ہے۔ آٹھویں صدی کے مورّخ کی بے سر و پا روایت کیسے قبول کی جا سکتی ہے۔ جس کے ذریعہ صحابۂ کرام کا کردار مجروح ہوتا ہو؟

دوسری بات یہ ہے کہ ابنِ حجر مکّی نے "تطہیر الجنان" میں منبر مدینہ پر سب کی روایت کے متعلق خوب نقد کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ:

"..... وجوابه انه لم یصح عنه شیئ من ذالك كما ستعلمه مما ساذكره، ان كل ما فيه نحو ذالك في سنده علة۔

(تطہیر الجنان واللسان لاحمد بن حجر الهیتمی المکی الفصل الثانی

Marfat.com

(تنبیہ الرابع عن شیخ الاسلام والحفاظ الخ، ص ۲۶ مطبوعہ
در آخر الصواعق المحرقہ) طبع مصر، جدید طبع)

یعنی اس قسم کی روایت کا جواب یہ ہے کہ اس نوعیت کی روایت مروان سے صحیح ثابت نہیں۔ اور جو روایت اس طرح کی منقول ہیں ان کی سند میں جرح اور قدح پائی گئی ہے۔

——— نیز یہاں یہ چیز بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس میں دو مسئلے مذکور ہوئے ہیں۔ ایک مروان کا حضرت علیؓ کو بر سرِ منبر سبّ کرنا، دوسرا حضرت امام حسنؓ کا زبان نبوی کے ذریعہ مروان اور اس کے باپ، پر لعنت کرنا۔ یہ دونوں باتیں صحیح نہیں ہیں۔

نیز آئندہ مروان پر شبہات کے ازالہ کی بحثیں آرہی ہیں ان میں مروان پر لعن کی حدیث پر کلام مذکور ہو گا قلیل سا انتظار فرمادیں۔

(۵) ——— البدایہ کی روایت جو نہم جلد سے حضرت امیر معاویہؓ پر طعن کرنے کے لیے پیش کی گئی ہے اس روایت کا نہ ماخذ بیان کیا گیا ہے نہ تخریج ذکر کی ہے۔ اس کے متعلق یہ گزارش ہے کہ اگر بالفرض اس واقعہ کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو ولید بن عبدالملک کے دَور یعنی سنہ ۹۰ھ کا واقعہ ہے اور حضرت امیر معاویہؓ کا انتقال سنہ ۶۰ھ میں ہو چکا تھا۔ اتنی مدّت دراز یعنی تیس سال بعد والے واقعہ کا ان کے دَور کے ساتھ حقیقتاً کچھ تعلق نہیں۔ اور اس روایت کے ذریعے امیر معاویہؓ پر طعن کرنا سراسر ناانصافی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مذکورہ بالا ابن سعد و طبری و جزری وغیرہ کی روایات فنِ روایت کے قواعد کے اعتبار سے مجروح ہیں اور بے سرو پا ہیں، قابلِ استدلال نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کے ذریعہ طعن قائم نہیں ہو سکتا۔ اور ان کے بے اصل

Marfat.com

ہونے پر مزید چیزیں آئندہ سطور میں آرہی ہیں۔

ثانیاً

اِن روایات کی بنا پر اگر حضرت امیر معاویہؓ اور اُن کے سب حکام و عمال (خصوصًا مروان) اگر مساجد میں اور خطبوں میں یہ سبّ و شتم کی بوچھاڑ بر ملا کرتے تھے تو پھر غور کرنا چاہیے کہ

● —— دیگر صحابہ کرامؓ نے ایسے غلط کردار والے لوگوں کے ساتھ تعاون کیوں کیا؟ ان کے خلاف کیوں نہیں ہو گئے؟ عدمِ تعاون کی آیات (وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ) وغیرہ ان کو فراموش ہو گئی تھیں؟

● —— ایک جماعت صحابہ کرامؓ کی ہے جو امیر معاویہؓ کے دور میں والی و حاکم بنے ہوئے تھے وہ حضرات اس غلط کام سے کیوں الگ نہیں ہوتے؟

● —— مروان بن الحکم کو خاص طور پر مطعون کیا جاتا ہے کہ مسجد نبوی میں منبر نبوی پر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عزیز و اقارب کو گالی گلوچ دیا کرتا تھا تو توجہ فرمایئے! ایسے شخص کے پیچھے صحابہ کرام نمازیں کیسے ادا کرتے تھے؟ بالدوام اس کی امامت کیسے صحیح ہوتی؟ حسنین شریفین کی نمازیں کیسے صاف رہیں؟ جو پنجگانہ مسجد نبوی میں باجماعت ادا کرتے تھے (حوالہ مروان کے متعلقات کے تحت عنقریب آتے گا)۔

● —— صحابہ کرام مروان کے کارِ خیر میں متعاون کیوں ہوتے تھے۔ مثلاً حضرت ابو ہریرہؓ مدینہ طیبہ پر مروان کی نیابت قبول کرتے اور نائب بنتے تھے۔

(۱) —— البدایہ لابن کثیر، ص ۱۱۳۔ ج ۸۔ تحت ذکر ابی ہریرہ ۵۹ھ۔

(۲) —— المنتخب ذیل المذیل لابن جریر الطبری، ص ۸۱۔ تحت ذکر من قال ذالک مطبوعہ در آخر تاریخ الطبری

Marfat.com

——— مروان بن الحکم صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے سوالات دریافت کرکے شرعی مسائل حل کرتا تھا۔ ایسے غلط کردار اور بد اخلاق شخص کے ساتھ اچھا سلوک کیوں روا رکھا گیا؟

نیز دیگر مسائل کے ساتھ سب و شتم کا ازالہ کرکے اس بدرسم کو کیوں نہیں درست کروایا گیا؟

طبقات ابن سعد، ص ۳۰ - ج ۵ - آخر تذکرہ مروان بن الحکم۔

نیز ہاشمیوں نے عدالت میں قاضی بن کر اور غزوات میں غازی بن کر اور بیت المال سے ہمیشہ وظائف اور عطیات لیکر امیر معاویہؓ کے ساتھ عملی تعاون کیوں قائم رکھا؟
جبکہ وہ خود اور ان کے حکام جناب علیؓ اور اولاد علیؓ کو سب و شتم روا رکھے ہوئے تھے۔

پیش کردہ مذکورہ بالا اشیاء کو سامنے رکھیے اور منبر نبوی پر سب و شتم کی بوچھاڑ ثابت کرنے والی روایات کو بھی سوچیے۔ تھوڑا سا انصاف ساتھ ملا کر خود فیصلہ فرمائیے کہ کونسی بات صحیح ہے؟

ثالثاً

علی سبیل التنزل گذارش ہے لیکن اس کے پیش کرنے سے قبل ناظرین کرام خوب یاد رکھیں کہ ہمارے نزدیک نہ یہ روایات صحیح ہیں جن میں حضرت علیؓ پر یا حسنینؓ پر امیر معاویہؓ کی جانب سے یا مروان کی طرف سے سب و شتم، لعن طعن کرنا دکھایا جاتا ہے اور نہ وہ روایات درست ہیں جن میں امیر معاویہؓ پر یا ان کے دیگر ہمنوا اصحاب کرام پر حضرت علیؓ یا حسنینؓ کی طرف سے لعن طعن، سب و شتم، ذکر کیا جاتا ہے۔ ان اکابر صحابہ کی "ملاعنت و مشاتمت" کو ان روایات کی رُو سے ہم صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔

ہم اپنا موقف اور نظریہ واضح کر دینے کے بعد عرض کرتے ہیں کہ بالفرض اگر

Marfat.com

گذشتہ روایات معترض صاحبان کے ہاں درست ہیں تو اس کے بالمقابل بعض روایات ایسی بھی کتب میں پائی جاتی ہیں جو بطور الزام کے جواباً پیش کی جا سکتی ہیں جن میں معاملہ ہٰذا الٹا نظر آئے گا یعنی وہ روایات بتاتی ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰؓ خود اور حضرت علیؓ کے حامی لوگ حضرت امیر معاویہؓ کو اور حضرت عثمانؓ کو نیز دیگران کے ہم نوا اصحابہ کو سب و شتم و لعن طعن ہمیشہ کرتے تھے اور خیر سے ابتدا بھی انہوں نے فرمائی تھی اور دوسرے فریق نے گویا جوابی کارروائی کی تھی۔ مقاماتِ ذیل قابلِ مطالعہ ہیں۔

(۱) ــــ تاریخ طبری، جلد سادس ذکر اجتماع الحکمین بدومۃ الجندل۔ تحت سنۃ سبع وثلاثین۔ طبع مصری قدیم۔

(۲) ــــ تاریخ طبری، جلد سادس تحت ذکر سبب مقتل حجر بن عدی تحت سنۃ احد وخمسین۔ طبع مصری قدیم۔

(۳) ــــ التاریخ الکبیر، جلد ثانی القسم الاوّل، باب حنظلہ (للبخاری) طبع حیدر آباد دکن

(۴) ــــ کتاب المحبّر لابی جعفر لبغدادی۔ بحث من شہد صفین مع معاویۃ (طبع حیدر آباد دکن)

اس قسم کی روایات اور بھی دستیاب ہیں لیکن مسئلہ ہٰذا کا توازن کرنا ہو تو اس قدر کافی ہیں۔ یہ بطور الزام ذکر کر دی گئی ہیں ورنہ مشاجراتِ صحابہؓ کے مسئلہ میں ہمارا مسلک وہی ہے جو جمہور اہل السنۃ والجماعۃ اور سلف صالحین کا ہے یعنی یہ کہ ہمارے لیے تمام صحابہ قابلِ صد احترام ہیں۔ اور ہم کسی پر زبانِ طعن دراز کرنا درست نہیں سمجھتے۔ اور ہم اس نوع کی روایات کے ذخیرہ کو صحیح نہیں قرار دیتے۔ یہ تاریخی ملغوبات کے درجہ میں ہیں جن پر کچھ اعتماد نہیں۔

Marfat.com

رابعاً

تحریر ہے کہ مسئلہ سب وشتم کا زیر بحث آگیا تو اس ضمن میں قاعدہ کے طور پر اجمالاً اس چیز کو ذکر کر دیا جاتا ہے جو عام ناظرین کے لیے مفید ہے۔ اکابر علماء اس سے پہلے ہی واقف ہیں۔ ان کو اس کی حاجت نہیں۔

—— صحابہ کرام کا مقام واحترام ان کی صداقت، دیانت، ان کا کردار و اخلاق کتاب اللہ اور سنّتِ صحیحہ سے ثابت ہے۔ اس بنا پر ان کے حق میں اگر روایت سب وشتم لعن وغیرہ کی پائی جائے تو وہ روایت ضعیف و مجروح و بے اصل ہوگی اور قابلِ التفات نہ ہوگی۔

—— اور اگر صحیح سند کے ساتھ پائی گئی ہے تو وہاں سب وشتم کا مفہوم قابلِ تاویل ہوگا اور وہ روایت مؤوّل ہوگی اس لیے کہ سبّ وشتم کے الفاظ ہمیشہ گالی گلوچ کے معنی میں ہی مستعمل نہیں ہوتے بلکہ کئی مواقع میں تو صرف سخت گوئی، درشت کلامی اور مخاطب کی عیب چینی، ایک دوسرے کے عیوب ونقائص کی نشاندہی کرنا وغیرہ معانی میں پائے جاتے ہیں۔ اس پر چند مثالیں ملاحظہ ہوں:-

—— نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے دو شخصوں کو چشمہ کے پانی کو حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے پہنچنے سے قبل ہاتھ لگانے سے منع فرمایا۔ ان سے غلطی ہوگئی اور پانی کو ہاتھ لگا دیا تو فرمانِ نبوی ہوا کہ

(۱) —— هل مستتما من مائها شيئًا فقالا نعم فسبّهما رسول الله صلّى الله عليه وسلّم وقال لهما ما شاء الله ان يقول... الخ

"یعنی کیا تم نے پانی کو ہاتھ لگایا تو انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں! تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو سخت سُست کہا اور جو اللہ نے چاہا وہ فرمایا۔"

Marfat.com

(۱)ـــــ المؤطاء لامام مالک باب الجمع بین الصلوٰتین فی الحضر والسفر۔

(۲)ـــــ المُصنّف لعبدالرزاق، ج ۲ ص ۵۴۶ ـ طبع بیروت۔

(۲)ـــــ حضرت عمرؓ خندق کے روز پریشانی کے عالم میں کفّار کو سب کرنے لگے۔

"۔۔۔ ان عمر بن الخطابؓ قال یوم الخندق وجعل یسبّ کفّار

قریش قال یارسُول اللہ ماکدت اصلی العصر۔۔۔ الخ"

(یعنی خندق کے روز عمر بن الخطابؓ کفّار قریش کو سخت کہنے اور بُرا کہنے لگے۔۔۔ الخ)

(جامع الترمذی باب ماجاء فی الرجل تفوتہ الصلوٰۃ

بایتہن یبدأ ـ ج ۱ ص ۵۳ ـ طبع قدیم)

(۳)ـــــ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت علیؓ وحضرت عباسؓ کا ایک معاملہ میں

تنازعہ ہوگیا تو وہاں "استبّا ـ استبّا" کے الفاظ مذکور ہوئے (یعنی ایک

دوسرے سے سخت کلام ہوئے اور دُرشت کلامی کی۔

(۱)ـــــ بخاری شریف، ج ۲ ص ۵۷۵ ـ کتاب المغازی ـ

باب حدیث بنی نضیر ومخرج رسول اللہ صلّی اللہ علیہ

وسلّم الیہم ـ طبع نور محمدی دہلی ـ

(۲)ـــــ بخاری شریف کتاب الاعتصام، ج ۲ ص ۱۰۸۵ ـ

باب مایکرہ من التعمق والتنازع والغلوّ فی الدین

طبع نور محمدی دہلی ـ

ـــــ اور بعض روایات میں طعن وقدح کی کوئی چیز منقول پائی گئی ہے اور اس

کی اچھی تاویل یا بہتر محمل بن سکتا ہے تو بنا یا جائیگا اور اگر کوئی صحیح تاویل وہاں نہ ہوسکتی

ہو تو اس روایت کو قبول نہیں کیا جائے گا اور صحابہ کرام کے ادب کو ہر حال میں ملحوظ

رکھا جائے گا۔

Marfat.com

یہ مسئلہ اپنی تفصیلات کے ساتھ مندرجہ ذیل مقامات میں ملاحظہ فرماویں :-

(۱)—— الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم للقاضی عیاض ص ۵۰-۴۹ ج ۲ طبع مصر فصل ومن توقیره وبره صلی اللہ علیہ وسلم توقیر اصحابہ .. الخ

(۲)—— نسیم الریاض شرح الشفاء للشہاب الخفاجی ص ۴۶۶-۴۶۷ ج ۳ تحت فصل ومن توقیره وبرّه صلی اللہ علیہ وسلم توقیر اصحابہ ... الخ طبع قدیم مصری۔

مختصر یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ پر طعن ہٰذا کے متعلق ہم نے چند باتیں عرض کی ہیں۔ ان کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے خود انصاف فرما دیں کہ یہ اعتراض کہاں تک صحیح ہے؟ اور بے سروپا روایات کا سہارا لے کر عوام میں غلط تاثرات دینا کہاں تک درست ہے؟

—— ایک فریق نے دوسرے فریق پر بعض اوقات اگر نقد و تنقید کی کوئی چیز ذکر کی ہے یا اعتراض و تعریض کر بھی دی ہو (جو وقتی طور پر ہو سکتی ہے) تو اس کو دائمی سب و شتم سے تعبیر کرنا خالص "تعصّب" ہے۔ اور منبروں پر ہمیشہ گالی گلوچ دیتے جانے کی شکل میں اس کو ذکر کرنا ناروا جانب داری ہی نہیں بلکہ "عناد" پر دال ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام صحابہ کرامؓ کے ساتھ عناد اور کینہ رکھنے سے محفوظ فرمائے۔

گذارش

امیر معاویہؓ حضرت عثمانؓ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ دورِ عثمانی میں ایک بڑے ملک کی ذمّہ داریاں ان کے سپرد رہیں۔ پھر ان کا اپنا دورِ خلافت آیا اس میں بھی ملّی خدمات کے کارنامے سرانجام دیتے۔ اور خاندان بنی ہاشم کے ساتھ عمدہ روابط

Marfat.com

قائم رکھے۔ ان کے دَور میں اسلام اور اہلِ اسلام کو بہت فروغ ہُوا۔ اس چیز کا صحیح نقشہ پیش کرنے کے لیے وسیع دفتر درکار ہے تاہم اس دَور کے کچھ مختصر سے کوائف ہم نے ذکر کیے ہیں۔ اس سے امیر معاویہؓ کی شخصیت اور کردار بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔

معترض احباب نے اس دَور کو جس شکل میں پیش کر کے ہر آئینِ اسلامی کے خاتمہ کا ذکر کیا ہے اور فتن و حوادث کا اسے گہوارہ دکھایا ہے اس کی حقیقت بھی آپ کے سامنے آگئی ہے۔ انصاف آپ کے ہاتھ میں ہے۔ موازنہ کر کے آپ نتیجہ خود مرتّب کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ کے متعلقات

(۵)

——— معترض لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ذریعہ بھی کئی قسم کے اعتراضات وارد فرماتے ہیں۔ مثلاً ایک قدیم تجربہ کار صحابی (عمرو بن العاص) کو مصر سے بلاوجہ دُور کر کے اپنے رضاعی برادر (عبداللہ بن سعد) نوجوان کو والی وحاکم بنا دیا۔ اس نے اہلِ مصر پر کئی قسم کے مظالم کیے وغیرہ۔

ابن مطہر حلی شیعی نے لکھا ہے کہ

"..... ولّی عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح مصر حتیٰ تظلم منه اهلها ..... الخ"

(منہاج الکرامۃ لابن مطہر الحلی الشیعی، ص ۶۶ بحث عثمانی مطاعن۔ مطبوعہ لاہور در آخر منہاج السنۃ جلد رابع)

——— یہاں عبداللہ بن سعد کی زندگی کے چند مختصر حالات ناظرین کرام کی خدمت میں سامنے رکھے جاتے ہیں۔ ان سے ان کی اہلیت وصلاحیت کا اندازہ ہو سکے گا اور ان کی اسلامی خدمات بھی معلوم ہو سکیں گی۔ اور آخر میں بعض شبہات کا ازالہ کرنا پیشِ نظر ہے۔ وہ بھی انشاء اللہ درج ہوگا۔ اس کے ذریعہ وارد کردہ شبہات رفع ہو سکیں گے۔

۱۔ نسب و رضاع ان کا نام عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بن الحارث ہے عامری

Marfat.com

قبیلہ سے ہیں یعنی بنو امیہ قبیلہ کے فرد نہیں ہیں۔

——— حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رضاعی برادر تھے۔

حضرت عثمانؓ نے عبداللہ مذکور کی والدہ کا دودھ پیا تھا۔

طبقات ابن سعد و اُسد الغابہ میں یہ مسئلہ درج ہے :-

"عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بن الحارث . . بن عامر . . . الخ

ھو اخو عثمان من الرضاعۃ ارضعت اُمّہٗ عثمان . . . الخ"

(۱) ——— طبقات ابن سعد، ج ۷ ـ ص ۱۹۰-۱۹۱ - ق ۲ -

طبع لیدن تحت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح -

(۲) ——— اُسد الغابہ، ص ۱۷۳، ج ۳ تحت عبداللہ

بن سعد ـ طبع طہران -

(۲) اسلام کے بعد ارتداد پھر اسلام لانا اور بیعت کرنا اور دین پر پختہ رہنا

تراجم نویس علماء نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن سعد اسلام لائے۔ کچھ مدت کے بعد شیطانی فتنوں میں گرفتار ہو کر اسلام چھوڑ بیٹھے۔ اسلام کی طرف سے ان کو گردن زدنی قرار دیا گیا۔

——— جب ۸ھ میں فتح مکہ ہوئی تو اس موقعہ پر حضرت عثمانؓ نے ان کو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر کے معافی کی درخواست کی اور امن و امان طلب کیا۔ امان دے دی گئی اور پھر اسلام کی بیعت نبی کریمؐ سے عبداللہ نے کی۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام پر بیعت فرمایا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ :

"اسلام لانا ماقبل کی تمام چیزوں کو کاٹ دیتا اور ختم کر دیتا ہے"

——— اس کے بعد ان کا اسلام پختہ ہو گیا۔ دینی حالت بہتر ہو گئی پھر ان سے امرِ خیر ہی منقول ہے اور کوئی اس قسم کی چیز ان سے صادر نہیں ہوئی جس کو منکر اور برا

Marfat.com

کہا جا سکے۔

—— اور لکھا ہے کہ عبداللہ بن سعد قبیلہ قریش کے بہت عمدہ لوگوں میں سے تھے، نہایت عاقل تھے اور شرفاء میں ان کا شمار تھا۔

—— فی نسب قریش .... واستأمن له عثمان یوم فتح مکة من رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فآمنه وقد کان امر بقتله .... الخ

—— فی الطبقات .... وکان قد اسلم قدیمًا .... ثم افتتن وخرج من المدینة الی مکة مرتدًا فاهدر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دمه یوم الفتح فجاء عثمان بن عفان الی النبی صلّی اللہ علیہ وسلم فاستأمن له فآمنه .... وقال یا رسول اللہ تبایعه فبایعه رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یومئذٍ علی الاسلام وقال الاسلام یَجُبُّ ما کان قبلهٗ۔

—— وفی الاستیعاب .... واسلم عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ایام الفتح فحسن اسلامهٗ فلم یظهر منه شیٔ ینکر علیه بعد ذالک هو احد النجباء العقلاء الکرماء من قریش۔

—— وفی المنتقیٰ (للذهبی) .... ثم انّه حسن اسلامهٗ ولم یؤثر عنه بعدها الا الخیر۔

(۱) —— نسب قریش للمصعب الزبیری ص ۴۳۳ تحت ولد ابی سرح۔

(۲) —— طبقات ابن سعد، ج ۷، ق ۲، ص ۱۹۰-۱۹۱- تحت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔

Marfat.com

(۳)۔۔۔ الاستیعاب (معہ الاصابہ) ج ۲ ص ۳۶۸۔
تحت عبداللہ بن سعد مذکور۔

(۴)۔۔۔ اسد الغابہ، ج ۳ ص ۱۷۳ تحت عبداللہ مذکور

(۵)۔۔۔ المنتقیٰ للذہبی، ص ۴۰۳ طبع مصر۔

(۶)۔۔۔ جوامع السیرۃ لابن حزم، ص ۲۳۲۔ تحت غزوہ
فتح مکہ)

۳۔ والی و حاکم ہونا

عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ کو اللہ تعالیٰ نے عمدہ صلاحیت بخشی ہوئی تھی۔ انتظامی معاملات میں متنعد کارکن تھے۔ اسی بنا پر حضرت فاروق اعظمؓ نے ان کو اپنے عہدِ خلافت میں "صعید" کے علاقہ کا والی اور حاکم مقرر کر رکھا تھا۔ اس کے بعد پھر حضرت عثمانؓ نے ان کو مصر کا حاکم بنایا۔ حافظ ابن حجرؒ نے ابن البرقونی کے حوالہ سے یہ مسئلہ بالفاظِ ذیل نقل کیا ہے:۔

"..... ثنا ابو صالح من اللیث قال کان ابن ابی سرح علی الصعید فی زمن عمرؓ ثم ضم الیہ عثمانؓ مصر کلہا ... الخ"

(الاصابہ (معہ الاستیعاب) ج ۲ ص ۳۰۹
تحت عبداللہ بن سعد)

۴۔ فتوحاتِ اسلامی میں کارنامے

وقتی مصالح کے پیشِ نظر جب حضرت عثمانؓ نے عبداللہ کو مصر کا حاکم مقرر کیا تو انہوں نے متعدد معرکے سر کیے اور اسلام کی اشاعت کے لیے قتال کیا۔ افریقہ کی فتح تو ان کی نگرانی میں سب سے زیادہ مشہور رہی جو ۲۷ھ میں ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ غزوہ اساود (ارضِ نوبہ میں ۳۱ھ میں)، اور غزوہ الصواری (بحر روم میں ۳۴ھ میں)، انہوں نے فتح حاصل کی۔ اور ان تمام وسیع علاقوں کی فتوحات عبداللہ بن سعد

Marfat.com

کی نگرانی اور راہنمائی میں ہوئیں۔ یہ ان کی اعلیٰ ملی خدمات ہیں جنہیں اکابرینِ اُمت بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔

—— فی الاستیعاب . . . . ثم ولاّہ عثمان بعد ذٰلك مصر . . . . وفتح علیٰ یدیہ افریقیۃ سنۃ سبع وعشرین . . . الخ"

—— وفی الاصابۃ . . . . ولہ مواقف محمودۃ فی الفتوح . . . . وکان محمودًا فی ولایتہٖ وغزا ثلاث غزواتٍ افریقیۃ وذات الصواری والاساود . . . الخ"

(۱) —— الاستیعاب (مع الاصابہ)، ج ۲، ص ۳۶۸۔ تحت عبداللہ بن سعد۔

(۲) —— اسد الغابہ، ج ۳۔ ص ۱۷۳۔ تحت عبداللہ مذکور

(۳) —— الاصابہ (مع الاستیعاب)، ج ۲۔ ص ۳۰۹ تحت عبداللہ بن سعد۔

۵۔ عبداللہ کا خاتمہ بالخیر

عبداللہ بن سعد نے ایک مدت تک اسلامی ملی خدمات سر انجام دینے کے بعد شہادتِ عثمانی کے فتنہ کے دَور میں عزلت نشینی و خلوت گزینی پسند کر لی تھی اور پیدا شدہ تنازعات سے الگ رہنے لگے تھے۔ بعض نے عسقلان کے مقام میں، بعض نے رملہ کے مقام میں ان کا مقیم ہونا ذکر کیا ہے۔

—— آخری ایام میں بارگاہِ خداوندی میں انہوں نے دُعا کی کہ خداوندا! میرا خاتمہ بالخیر نماز میں فرما دے۔" دُعا قبول ہو گئی۔

صبح کی نماز کے لیے وضو کیا۔ نماز میں مشغول ہو گئے۔ نماز کے آخر میں داہنی طرف سلام پھیرا، بائیں جانب سلام کہنے لگے تو پیغامِ اجل پہنچ گیا اور دارِ آخرت

Marfat.com

میں تشریف لے گئے (سبحان اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"..... قیل بل اقام بالرملة حتی مات فاراً من الفتنة ودعا ربّه فقال اللّٰھم اجعل خاتمة عملی صلوٰۃ الصبح فتوضّأ ثم صلّی الصبح .... ثم سلّم عن یمینه وذھب یسلّم عن یسارہ فقبض اللہ روحه"

(۱) ــــ الاستیعاب، ج ۲ ص ۳۶۶ معہ الاصابہ۔ تحت عبداللہ بن سعد۔

(۲) ــــ اُسد الغابہ، ج ۳ ص ۱۷۴ ۔ تحت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔

(۳) ــــ الاصابہ، ج ۲ ص ۳۰۹ ۔ تحت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔

(۴) ــــ سیرۃ الحلبیۃ (علی بن برہان الدین الحلبی، ص ۳۶ ج ۳ ۔ باب ذکر المشاہیر من کتابہ صلعم۔

چند شبہات کا ازالہ

حضرت سیدنا امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ پر معترض احباب نے گونا گوں اعتراضات وارد کیے ہیں ان میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے متعلق بھی کئی اعتراض تجویز فرماتے ہیں۔ اور ابن ابی سرح چونکہ حضرت عثمانؓ کے رضاعی برادر ہیں، (اگرچہ قبیلہ بنو امیہ سے نہیں) اور ان کو حضرت عثمانؓ نے مصر کا والی بنایا تھا اس وجہ سے حضرت عثمانؓ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح پر یہ مشترکہ اعتراضات ہیں۔ یہاں ان کا ازالہ کرنا پیش نظر ہے۔

Marfat.com

(ا)

ایک تو یہ بات قابلِ اعتراض تجویز کرتے ہیں کہ عبداللہ مسلمان ہوتے پھر کچھ زمانہ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ان کے قتل کا حکم دے دیا تھا۔ گردن زدنی قرار دیئے گئے تھے۔ وغیرہ۔ اس کے متعلق یہ وضاحت کی جاتی ہے (جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے) کہ ان کا اسلام لانا پھر کچھ مدت کے بعد مرتد ہونا یہ فتح مکہ سے پہلے کا زمانہ ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت عثمانؓ نے ان کو حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ یہ مسلمان ہوتے اور تجدید بیعت کی نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یہ ارشاد فرمایا کہ اسلام لانا سابقہ تمام خطاؤں اور غلطیوں کو ختم کر دیتا ہے۔ (انّ الاسلام یجبّ ما کان قبلہ) جیسا کہ گذشتہ صفحات میں عنقریب گزرا ہے۔ اس فرمانِ نبوت کے ذریعہ مسئلہ صاف ہو گیا کہ گذشتہ خطائیں چھوٹی بڑی سب معاف ہیں۔ اور ان کا اسلام منظور ہے۔

—— ایک مشہور صحابی عمرو بن العاصؓ ہیں ان کا واقعہ بھی کتب حدیث میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت کرنے لگے تو اپنے ہاتھ کو بڑھانے سے روک کر عرض کی یا رسول اللہ! یہ شرط ہے کہ میری سابقہ غلطیاں معاف ہو جائیں تو اس وقت بھی فرمانِ نبوی یہی ہوا تھا کہ اے عمرو بن العاص! تو جانتا نہیں کہ ان الاسلام یھدم ما کان قبلہ (یعنی اسلام ماقبل کی چیزوں کو گرا دیتا ہے)۔

مسلم شریف جلد اوّل کتاب الایمان، ص ۷۶ (طبع نور محمدی) باب کون الاسلام یھدم ما کان قبلہ... الخ

—— اسی طرح اس دور میں کئی لوگ مرتد ہوتے تھے لیکن بعد میں مسلمان ہو کر ٹھیک ہو گئے۔ عبداللہ بن سعدؓ کی بھی یہی صورتِ حال ہے۔ اب ان حالات کے بعد بھی گذشتہ خطاؤں کو شمار میں لا کر گرفت کرتے رہنا اور ان کو مرتد و طرید رسولؐ کے لقب سے

Marfat.com

یاد کرنا اسلامی طریقہ کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں وعید کے طور پر فرمانِ خداوندی ہے کہ:

"وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (سورۂ حجرات)

"یعنی اور ایک دوسرے کو بُرے لقب سے نہ پکارو۔ ایمان لانے کے بعد بُرا نام گنہگاری ہے اور جو لوگ توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔"

(۲)

——— نیز ان لوگوں کی جانب سے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح وغیرہ پر یہ طعن کیا جاتا ہے کہ یہ طلقاء تھے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر انہیں معافی دے دی تھی۔ ان طلقاء کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُمّت کا سرخیل بنا دیا تھا۔ اس وجہ سے لوگ ان کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ وغیرہ

——— اس مسئلہ کے متعلق اتنی گزارش کافی ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر بابِ کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر جہاں اور احکامات اور فرمان صادر فرمائے تھے ان میں یہ فرمان بھی تھا کہ "یا معشر قریش! (یعنی اے قریش کی جماعت) اللہ تعالیٰ تم سے جاہلیت کا تکبر و غرور اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ فخر کرنا لے گیا ہے۔ تمام لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے ہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:-

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ... الخ

"یعنی اے لوگو، ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو قبیلے اور شاخیں بنایا تا کہ تم باہم جان پہچان کر سکو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے پرہیزگار زیادہ ہے۔

Marfat.com

پھر فرمایا :-

"یامعشر قریش! تمہارا کیا خیال ہے؟ تمہارے ساتھ میں کیا معاملہ کروں گا؟ تو لوگوں نے کہا اچھا اور بہتر معاملہ کریں گے۔ آپ خود مہربان و شریف ہیں اور مہربان و شریف کے لڑکے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ سب چلے جاؤ، تم "طلقاء" ہو۔ یعنی تم سب کو معافی دے دی گئی ہے"

(سیرۃ ابن ہشام، ص ۴۱۲، ج ۲ تحت طواف الرسول بالبیت وکلمتہ فیہ۔ طبع مصر)

خطبہ مذکورہ کے وقت قریش کے تمام قبائل حاضر تھے۔ تمام قوم سے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے خطاب فرمایا۔ کسی ایک قبیلہ کے افراد مخاطب نہ تھے۔ اور نہ ہی چند خصوصی افراد مقصود تھے۔ قریش کے متعدد قبیلے خدمتِ نبوی میں حاضر تھے۔ بنی تیم تھے۔ بنی عدی تھے۔ بنی مخزوم تھے۔ بنی خزیمہ تھے۔ بنی اسد تھے۔ بنی نوفل تھے۔ بنی زہرہ تھے۔ بنی ہاشم تھے۔ بنی عبد شمس (بنی امیہ) تھے۔ وغیرہ۔ ان تمام حاضرین کو فرمان ہوا تھا کہ "اذھبوا فانتم الطلقاء" (جاؤ، تم سب کو معافی دے دی گئی ہے)۔ کسی خصوصی قبیلہ کے لیے یہ حکم نہیں تھا۔ یامعشر قریش، یا معشر قریش کے الفاظ عدم تخصیص پر بڑا واضح قرینہ ہے۔

اس کے بعد خاص بنو امیّہ کے چند افراد (ولید بن عقبہ، امیر معاویہ، عبداللہ بن ابی سرح وغیرہ) کو طلقاء طلقاء کہہ کر عوام میں نفرت پھیلانا کون سا کارِ خیر ہے پہلے تو یہ کوئی بُرا لفظ نہیں تھا جسے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا تھا۔ صرف معافی کے الفاظ ہیں۔ پھر اس لفظ کی وجہ سے صحابہ کرام کے دور میں کوئی باہمی تنفّر یا حقارت نہیں قائم تھی۔ نہ ہی ایک دوسرے کے حق میں اسے بطور طعن استعمال کرتے تھے نہ ہی ان حضرات کے صاحبِ منصب ہونے پر صحابہ کرام پریشان تھے بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے وہ اس طرح

Marfat.com

کہ حضرت عمر فاروق ؓ نے اپنے دورِ خلافت میں ان (طلقاء) کو اچھے اچھے منصب عطا فرمائے۔ عہدے دیئے۔ جیسا کہ ہم نے سابقاً ذکر کر دیا ہے۔ اور خاص عبداللہ ابن ابی سرح کو بھی حضرت عمرؓ نے "الصعید" کے علاقہ کا حاکم بنایا، یا دوسرے لفظوں میں طلقاء کو امّت کا سرخیل بنا دیا۔ (عنقریب گذشتہ صفحات میں حوالہ دیا گیا ہے)

——— حیرت کی بات ہے کہ صدیقِ اکبرؓ اور فاروقِ اعظم کے ادوار میں انہی طلقاء کو منصب و عہدے دیئے جائیں تو سب کچھ ٹھیک ہے۔ نہ پبلک پریشان ہوتی ہے، نہ حضرت عمرؓ پر کوئی طعن ہے۔ اور اگر ان کو حضرت عثمانؓ کے دور میں چند عہدے مل جائیں تو یہ طلقاء مبغوض و مطعون بن جاتے ہیں۔ سارے عوام ان سے متنفر ہونے لگتے ہیں اور طلقاء کو سرخیلِ اُمّت بنائے جانے کا پروپیگنڈا شروع ہو جاتا ہے۔

(یا للعجب)

——— (۳) ———

——— ایک طعن یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے عمرو بن العاص تجربہ کار صحابی کو مصر سے ہٹا دیا اور اپنے برادر عبداللہ بن سعد کو یہ جلیل منصب دے دیا۔ یہ متعصبانہ کاروائی تھی اور نسلی امتیازات کی بنا پر کی گئی تھی۔ پھر عبداللہ بن سعدؓ نے بڑی خرابیاں کر دیں۔ وغیرہ

——— اس شبہ کے ازالہ کے لیے ذیل میں چند چیزیں پیشِ خدمت ہیں ان پر غور فرماویں۔ مزید کسی جواب کی حاجت نہ رہے گی۔

(۱) ——— عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ حضرت عثمانؓ کے قبیلہ (بنو امیہ) سے نہیں۔ قبیلہ بنی عامر سے ہیں البتہ ان کے رضاعی برادر ہونے کو ہی معترضین نے جرم تجویز کر لیا ہے۔

(۲) ——— عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو جس سال مصر سے معزول کیا گیا اور عبداللہ بن سعد کو والی و حاکم بنایا گیا تھا۔ اسی سال (یعنی ۲۷ھ) میں جنگ افریقیہ ہوئی تھی۔ عبداللہ بن سعد مذکور کی ماتحتی میں یہ تمام مہم سر کی گئی تھی۔ ان مجاہدین میں عمرو بن العاص

Marfat.com

کے حقیقی صاحبزادے عبداللہ بن عمرو بن العاص، شامل تھے۔ عبداللہ خود صحابی تھے اور دیگر صحابہ کرام (مثلاً عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن الزبیر، معبد بن عباس، عبداللہ ابن عباس، ابن جعفر، حسن وحسین وغیرہمؓ کے ساتھ افریقہ کی جنگ میں بذوق وشوق شریک ہوئے۔ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ تمام حضرات نے غنائم حاصل کیے۔ یہ سب امور عبداللہ بن سعد کی ماتحتی میں سرانجام پائے اور عبداللہ بن سعد امیر لشکر تھے۔

خلیفہ ابن خیاط نے اپنی تاریخ جلد اوّل میں لکھا ہے :-

" وفیها (سنہ ۲۷ھ) عزل عثمان بن عفان عمرو بن العاص عن مصر وولاها عبد الله بن سعد بن ابی سرح فغزا ابن ابی سرح افریقیة ومعه العبادلة عبد الله بن عمرؓ وعبد الله بن عمرو (بن العاص) وعبد الله بن الزبیرؓ" الخ

(۱) ـــــ تاریخ خلیفہ بن خیاط، جزاوّل، ص ۱۳۴-
تحت سنہ ۲۷ھ - طبع عراق -

اور یہ واقعہ مندرجۂ ذیل مؤرخین نے بھی درج کیا ہے کہ جنگ افریقہ میں حضرت عمرو بن العاص کے لڑکے عبداللہ شریک ہوئے اور امیر لشکر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھے۔

(۲) ـــــ فتوح البلدان البلاذری، ص ۲۳۴ - تحت عنوان فتح افریقیة -

(۳) ـــــ تاریخ ابن خلدون، ج ۲، ص ۱۰۰۳ - تحت ولایة عبداللہ بن ابی سرح علی مصر وفتح افریقیہ طبع جدید بیروت -

مقصد یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے عمرو بن العاص کو مصر سے اگر ناجائز طریقہ سے

Marfat.com

معزول کیا تھا اور یہ عزل متعصبانہ تھا تو پھر اس موقعہ پر اکابر صحابہ کرامؓ نے بروقت کیوں یہ اعتراض نہ اٹھایا؟ اور خود عمرو بن العاصؓ کے لڑکے عبداللہ نے یہ اعتراض نہ پیدا کیا اور نہ ہی اس عزل کو غلط محسوس کیا بلکہ انہیں چند ایام میں (جب جنگ افریقیہ پیش آئی) تو بڑی خوشی سے عبداللہ بن سعد کے ماتحت ہو کر اس مہم میں شریکِ جہاد ہوئے اور ان کے ساتھ مکمل عملی تعاون کیا۔ گویا ان کے عمل نے اس اعتراض کو رفع کر دیا کہ حضرت عثمان نے عمرو بن العاص کو بے جا معزول کر دیا تھا۔ اور تعصب کی بنا پر کیا تھا نیز اس چیز کو شاہ عبدالعزیزؒ نے اس طرح ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن سعد کے لشکر میں فتح افریقیہ کے موقعہ پر بہت سے صحابہ کرامؓ شامل تھے اور صحابہ کی اولاد بھی شریک تھی۔ عبداللہ بن سعد کی سیرت اور معاملہ سے سب لوگ خوش تھے۔ کسی وجہ سے عبداللہ کے کردار پر انہوں نے انکار نہیں کیا جو حضرات اس لشکر میں شامل تھے ان میں عقبہ بن عامر الجہنی، عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص تھے ..... "در لشکر او بسیارے از صحابہؓ و اولادِ صحابہؓ بودند۔ ہر ہمہ از سیرت او خوش ماندند و ہیچ وجہ بر اوضاع او انکار نہ کردند از جملہ آنہا عقبہ بن عامر جہنی و عبدالرحمٰن بن ابی بکر و عبداللہ بن عمرو بن العاص ۔"

(تحفہ اثنا عشریہ، ص ۳۱۵۔ مطاعن عثمانی آخر طعن چہارم۔
طبع جدید۔ لاہور)

یہ چیز قابلِ توجہ ہے کہ حضرت عمرو بن العاص بنو امیہ حضرات کے خاص حمایتی اور معاون تھے۔ جیسا کہ تاریخ اس پر شاہد ہے اگر بالفرض حضرت عثمانؓ نے ان کو کسی تعصب کی بنا پر الگ کیا ہوتا اور ناجائز طور پر ان سے یہ عہدہ واپس لیا ہوتا تو حضرت عمرو بن العاص کو قلبی رنج ہونا چاہیے تھا۔ رنجیدگی کی وجہ سے بنو امیہ کے نہ صرف خلاف رہتے بلکہ ان کے مخالف گروپ کے ساتھ متعاون ہو جاتے۔ یہاں معاملہ برعکس ہے۔

Marfat.com

تو معلوم ہوا کہ مصر سے ان کی معزولی منتصبانہ نہ تھی اور نہ اس کا ان کو رنج تھا بلکہ یہ منصب کی تبدیلی وقتی مصالح کے تحت ہوتی تھی۔

تنبیہ :۔

انہی ایّام میں افریقیہ کا تمام خمس ابن ابی سرح کو دیئے جانے کا طعن مشہور ہے۔ اس کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ (باعتبار مال کے اقربا نوازی) کے تحت پیش کیا جائیگا۔ یہ بحثیں باعتبار منصب کے اقربا نوازی کی جا رہی ہیں۔ ان کے بعد بحث رابع مذکور درج ہو گی۔ اس میں یہ مسئلہ درج کیا جائے گا۔ (بعونہ تعالیٰ)

اِفادہ

اس موقعہ پر اعتراض کنندہ لوگوں کی طرف سے تاریخ طبری جلد پنجم، ص ۱۰۷ تحت ۳۱ھ سے ایک روایت پیش کی جاتی ہے جس میں حضرت عثمانؓ پر سخت تنقید کی گئی ہے۔ اور کہا ہے کہ عثمانؓ کا خون گرانا حلال ہے۔ اور عبداللہ بن سعد پر گرفتیں مذکور ہیں۔ یہ تمام عیب چینی محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ کی طرف سے ذکر کی گئی ہے۔

——— روایت ہٰذا طویل ہے۔ اس کو نقل کرنا پھر اس کا ترجمہ دینا مزید طوالت کا موجب ہے۔ اس قدر نشاندہی جو ذکر کی ہے تعیین روایت کے لیے کافی ہے۔

——— مختصراً اس پر روایۃً و درایۃً کلام عرض ہے جو منصف طبائع کے لیے کفایت کرے گا۔ اور اس سے روایت ہٰذا کا غیر معتبر ہونا واضح ہو سکے گا۔

باعتبار روایت کے گفتگو

وہ اس طرح ہے ابن جریر طبریؒ نے محمد بن عمرؒ (واقدی) سے اور واقدی نے معمر بن راشدؒ سے پھر معمر نے زہریؒ سے یہ قصّہ نقل کیا ہے۔

(۱) ——— محمد بن جریر طبری نے تاریخ میں سب طرح کی صحیح و سقیم ضعیف و

Marfat.com

قوی رطب و یابس موضوع بے اصل تمام قسم کی روایات جمع کر دی ہیں عموماً سند لاتے ہیں کبھی نہیں لاتے ۔ اپنے قول کے طور پر بات ذکر کر دیتے ہیں ۔ یہ چیز اہل علم پر واضح ہے ۔ کوئی مخفی امر نہیں ۔ اس روایت کی مذکورہ سند ذکر کی ہے ۔

(۲) ——— طبری نے محمد بن عمر واقدی سے یہ مال حاصل کیا ہے ۔ واقدی بزرگ مشہور کذاب ہے ، متروک ہے ، واضع الحدیث ہے ۔

(تقریب التہذیب وتہذیب التہذیب ، ج ۹ ،
ص ۳۶۴ ۔ تحت محمد بن عمر واقدی ، ج ۹ ، ص ۲۶۶ ۔
ج ۹ ، ص ۳۶۷ تحت محمد بن عمر واقدی)

جب تک دوسرے ذریعہ سے اس کے قول کی تصدیق و توثیق نہ ہو جائے قابل تسلیم نہیں اور اس کی منفردانہ اشیاء متروک ہوتی ہیں ۔ اس روایت میں جو کچھ درج ہے کسی صحیح روایت سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی ۔

(۳) ——— واقدی نے معمر بن راشد سے نقل کیا اور معمر اگرچہ ثقہ آدمی ہے اور اس کے لیے مدح و توثیق بہت کچھ اہل علم نے درج کی ہے ۔ اس کے باوجود یہ بات بھی ملتی ہے کہ معمر کا ایک برادر زادہ (یا خواہر زادہ) رافضی تھا ۔ معمر کے ذخیرہ روایات (یعنی کتابوں) پر اس کو قدرت حاصل ہوئی اور اس نے ان میں تصرفات کر دیئے ۔ اس مسئلہ کے لیے مندرجۂ ذیل مقامات ملاحظہ فرماویں ۔ اور ابن حجر کے الفاظ مندرجۂ ذیل ہیں :۔

"قال ابو حامد ابن الشرقی ھو حدیث باطل والسبب فیہ ان معمراً کان لہ ابن اخٍ رافضی وکان معمر یمکنہ من کتبہ فادخل علیہ ھٰذا الحدیث "

(۱) ——— میزان الاعتدال للذہبی ، ج ۱ ، ص ۳۸ ، تحت

Marfat.com

احمد بن الازہر بن منیع النیسا پوری۔

(۲) ـــــ تہذیب التہذیب لابن حجر، ج ۱، ص ۱۲ تحت

احمد بن الازہر بن منیع ۔

(۳) ـــــ ذیل اللآلی المصنوعۃ السیوطی۔ کتاب المناقب ص ۶۱

مطبع علوی لکھنوی قدیم طبع تحت مناقب علی بن ابی طالبؓ

یہاں یہ بات لازماً قابلِ ذکر ہے کہ کوئی زیغ عن الحق کرنے والا دوست یہ قاعدہ نہ تصنیف فرمائے کہ پھر تو معمر کی تمام روایات مشکوک ہو گئیں نہیں یہ بات غلط ہے۔ بلکہ مذکورہ واقعہ علماء نے معمر کی ان روایات کے تحت نقل کیا ہے جو قواعد مسلّمہ کے خلاف ہیں ۔ منکر اور شاذ قسم کی روایات ہیں۔ شریعت کے مسلّمہ قواعد کے مخالف نظر آتی ہیں اور ان کا کوئی صحیح محمل قائم نہیں ہو سکتا۔ معمر سے ایسی روایات کے متعلق محققین علماء نے بیشک تصریح کی ہے کہ ان میں اشتباہ و تخلیط پائی گئی ہے ۔ اور ہماری زیر بحث طبری کی روایت بھی اسی نوع کی ہے ۔ فلہذا وہ بھی قابلِ قبول نہیں۔

(البدایہ لابن کثیر، ج ۸، ص ۱۱-۱۲ تحت عنوان غریبۃ من الغرائب

و آبدۃ من الاوابد)

(۴) ـــــ پھر معمر نے اس قصّہ کو زہری سے لیا ہے اور یہ تمام واقعہ زہری کا اپنا قول ہے ۔ اس دَور کے کسی معروف شخص کا قول نہیں۔ زہری ثقہ آدمی ہے لیکن قابلِ غور یہ بات ہے کہ ابن شہاب زہری اس وقت موجود ہی نہ تھے۔ بلکہ ان کی پیدائش ۵۸ھ میں عُلماء نے لکھی ہے ۔ اور یہ واقعہ (جنگ افریقیہ کا قریباً ۲۷ھ میں) پیش آیا تھا۔ (جیسا کہ ابنِ خیاط کا حوالہ گزرا ہے) اور طبری نے اس کو سن ۳۱ھ کے تحت درج کیا ہے لیکن خلیفہ ابن خیاط کی تحقیق درست معلوم ہوتی ہے ۔ گویا کہ قریباً قریباً اکتیس ۳۱ سال علامہ زہری بعد میں پیدا ہوئے تھے۔ پھر ان کا سنِ شعور کم از کم پندرہ سال ہی سمجھا جائے

Marfat.com

توسینتالیس سال ہوئے۔ اتنی مدت کے اندر یہ روایت کہاں کہاں رہی۔ کس کس نے اسے بیان کیا۔ کس شخص نے ابن شہاب زہری کو سنائی سارے مراحل قابلِ تامل ہیں۔ اس کے مقابل متصل السند اور صحیح روایات جو ہیں جن میں یہ مطاعنِ عثمانی نہیں ہیں ان کو قبول کیا جائے گا اور اس روایت کو متروک سمجھا جائے گا۔

درایت کے اعتبار سے اس پر کلام

قابلِ غور چیز یہ ہے کہ اگر اس روایت کی بیان کردہ اشیاء درست فرض کر لی جائیں (کہ عثمانؓ میں فلاں فلاں عیب ہیں اس وجہ سے ان کا خون گرانا درست ہے وغیرہ) تو جنگ افریقہ کی اس مہم میں مدینہ منورہ سے اکابر صحابہ اور ہاشمی و قریشی جوانوں کی ایک بڑی جماعت مثلاً ابن عمرؓ، ابن عمروؓ بن العاص، ابن عباسؓ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ بن العوام، مسورؓ بن مخرمہ، بسرؓ بن ارطاۃ۔ سیدنا حسنؓ و سیدنا حسینؓ (بقول ابن خلدون) وغیرہ کیوں شریکِ جہاد ہوئے۔ ان لوگوں کو پہلے حضرت عثمانؓ پر، پھر عبداللہ بن سعد پر یہی اعتراضات کھڑے کرنے چاہیے تھے۔ کیوں نہ اعتراض قائم کیے؟ خاموشی کے ساتھ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ماتحت ہو کر جنگی مہموں میں کیوں شامل ہو گئے؟

——— دوسری یہ چیز قابلِ توجہ ہے، محمدؒ بن ابی بکر و محمد بن ابی حذیفہ دونوں چھوٹے طبقے کے لوگ ہیں بڑے بڑے اشراف و اکابر قریش تو مذکورہ مطاعن کو مدنظر نہ رکھیں اور نہ یہ عیوب پھیلائیں۔ یہ چھوٹے لوگ ان عیوب کا پرچار کریں۔ گویا ان کو یہ عیوب نظر آ گئے اور اکابر کو نظر نہ آئے۔

——— اور بقول بلاذری حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اس جنگ افریقہ میں عبداللہ بن سعد کی ماتحتی میں بخوشی شریک ہوتے اور ان کے برادر محمد بن ابی بکر عبداللہ بن سعد پر اور حضرت عثمانؓ دونوں پر شدت سے اس موقعہ پر طعنہ زنی کرتے ہیں

Marfat.com

یہ دونوں بھائیوں کا عملی وقولی تضاد ہُوا۔ اس صورت میں عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کے عملی تعاون کو مقدم رکھا جائے گا اور محمد بن ابی بکرؓ کے اختلاف کو مؤخر کر دیا جائیگا۔ اس لیے کہ عبدالرحمٰن کا مقام و مرتبہ محمد بن ابی بکرؓ سے ہر لحاظ سے فائق ہے۔

——— اس کے علاوہ ایک یہ چیز بھی سوچنے کی ہے۔ اس روایت کی رُو سے محمد بن ابی بکرؓ اور محمد بن ابی حذیفہ نے یہ تمام شورش جنگ کے موقعہ پر جا کر کھڑی کی ہے۔ یہاں مدینہ شریف میں یہ مسئلہ کیوں نہیں اٹھایا؟ اگر یہ مسائل صحیح تھے تو ان کو پہلے مرکز اسلام مدینہ میں لوگوں کے سامنے بات رکھنی چاہیے تھی مصر سے آگے نکل کر میدانِ جنگ میں جا کر اس کا کیا موقع تھا؟ خلاصۃ المرام یہ ہے کہ یہ روایت عقلاً بھی قابلِ تسلیم نہیں ہے، جیسا کہ نقلاً ناقابلِ قبول ہے۔

Marfat.com

مروان ابن الحکم کے متعلقات

(۶)

حضرت عثمانؓ نے جن اقرباء کو حکومت کے کاموں میں شامل کیا تھا ان میں ایک مروان بن الحکم بھی ہے۔

حضرت عثمانؓ کے باقی اقارب کی طرح اس پر بھی کئی قسم کی تنقیدیں کی جاتی ہیں۔ مروان کی خوبیاں معدوم کر دی گئی ہیں اور خرابیاں اُجاگر کی گئی ہیں۔ حالانکہ ایک شخص میں اگر خامیاں ہوتی ہیں تو ضرور کچھ خوبیاں بھی ہوتی ہیں۔ تو اس اعتبار سے یہاں مروان کے جستہ جستہ حالات ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱) ——— مروان کی زندگی کا وہ نقشہ جو اعتراض کنندگان نے پیش کیا ہے۔ اس میں قبائلی تعصّب اور تاریخی بے راہ روی کو بہت کچھ دخل ہے۔ انہی تاریخی مواد پر نظر کرتے ہوئے بعض عُلماء اور مصنّفین نے مروان پر تنقید کر دی ہے۔

——— آئندہ سطور میں ہم مروان کی زندگی کے چند حالات و واقعات پیش کرتے ہیں جن سے اس کی اہلیت و صلاحیت نمایاں ہو گی اس کا اخلاق و کردار روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گا۔ قبائلی تعصّب کا جواب بھی ساتھ ساتھ ہو گا۔ "نسلی امتیازات" بے وزن نظر آئیں گے۔ بنو ہاشم اور بنو امیّہ کے تعلقات کا بہتر پہلو بھی سامنے آسکے گا۔

(۲) ——— مروان کی معصومیّت کے ہم دعویدار نہیں ہیں۔ اور نہ ہی ہم اس بات پر مُصر ہیں کہ مروان سے کوئی خطا سرزد نہیں ہوئی۔ ہو سکتا ہے اس سے بعض

Marfat.com

خطائیں موقعہ بہ موقعہ صادر ہوئی ہوں۔ اللہ اس کو معاف فرمائیں لیکن اس کی خوبیوں کا پہلو سامنے لانا ایک علمی اور تاریخی ضرورت ہے۔ اس بنا پر ہم آئندہ سطور میں مروانی تصویر کا دوسرا رخ عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ منصف طبائع خود بخود اصلیت سے مطلع ہو سکیں۔ اور مخالفین مروان نے جو مروان کا کردار بطور حقارت بیان کیا ہے اس کے ساتھ موازنہ کر سکیں۔

(۳) ـــــ قبل ازیں بحث اوّل میں مروان کے منصب وعہدہ کے متعلق مختصراً بعض اشیاء ذکر کی ہیں ان کو بھی تذکرہ مروان میں ملحوظ رکھیں۔ نیز یہ بھی عرض ہے کہ مروان کی مندرجہ اشیاء عثمانی دور کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ کئی چیزیں بعد کے دور کی ہیں۔ گویا کہ مروان کی شخصیت کے اعتبار سے بحث ہو رہی ہے۔

(۴) ـــــ اس بحث کے آخر میں بعض شبہات کا ازالہ بھی مناسب ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کو حسبِ موقعہ پیش خدمت کیا جائے گا۔

مختصر حالات مروان کے والد کا نام الحکم بن ابی العاص بن اُمیّہ ہے حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے انتقال کے وقت بعض علماء کے ہاں مروان کی عمر پانچ سال اور بعض کے نزدیک آٹھ سال تھی۔ یہ اپنے والد کی معیت میں ان کے انتقال تک مدینہ شریف میں مقیم رہا اور الحکم بن ابی العاص کی وفات ۳۲ھ میں ہوئی تھی۔

"۔۔۔۔ قالوا قبض رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ومروان بن الحکم ابن ثمان سنین فلم یزل مع ابیہ بالمدینۃ حتیٰ مات ابوہ الحکم بن ابی العاص فی خلافۃ عثمان بن عفان ۔۔۔ الخ

(۱) ـــــ طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۲۴۔ تحت مروان بن الحکم ـ طبع لیدن۔

Marfat.com

(۲) ـــــ الاصابہ، ص ۲۵۶، ج ۳۔ معہ الاستیعاب تحت مروان بن الحکم، فی القسم الثانی۔

" مات الحکم سنۃ اثنین وثلاثین فی خلافۃ عثمانؓ۔"

(۳) ـــــ الاصابہ، ج ۱، ص ۳۴۵۔ تحت الحکم بن ابی العاص

ـــــ ماہ رمضان المبارک ۶۵ھ میں ۶۳ سال کی عمر پاکر دمشق میں مروان نے اس دارِ فانی سے انتقال کیا۔

" مات فی شہر رمضان سنۃ خمس وستین بدمشق ... الخ

(۱) ـــــ الجمع بین رجال الصحیحین، ص ۵۰۱ - ۵۰۲۔ تحت مروان بن الحکم۔ طبع حیدر آباد دکن۔

(۲) ـــــ الاصابہ، ص ۴۵۶، ج ۳ معہ الاستیعاب تحت مروان فی القسم الثانی)۔ طبع مصر۔

(۳) ـــــ البدایہ لابن کثیر، ج ۸، ص ۲۶۰۔ آخر ترجمۃ مروان بن الحکم۔

دامادِ عثمانؓ

حضرت عثمانؓ کے نزدیک مروانؒ عمدہ اخلاق اور بہتر کردار کا مالک تھا۔ اس لیے انہوں نے اپنے اس چچازاد برادر کو اپنی صاحبزادی امّ ابان الکبریٰ نکاح میں دی تھی۔ اس سے مروان کی اولاد ہوئی اور امّ ابان الکبریٰ مروان کی زوجیت میں ہی فوت ہوئیں۔

"... وتزوّجت امّ ابان الکبریٰ مروان بن الحکم بن ابی العاص فولدت لہ وتوفیت عندہ زوّجۂ ایّاھا عثمان۔"

(نسب قریش، ص ۱۱۲ تحت اولادِ عثمانؓ)

ـــــ اس کے بعد مرتضوی خاندان اور مروان کے قبیلہ کے مابین چند رشتے ذکر

Marfat.com

کیسے جاتے ہیں۔بغور ملاحظہ فرمادیں۔

حضرت علیؓ کی اولاد اور مروان کے خاندان کے باہمی رشتے

(۱)---علماء انساب نے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کی صاحبزادی رملہ مروان بن الحکم کے لڑکے معاویہ کے نکاح میں تھی۔رملہ کا نکاح اس سے قبل ابوالہیّاج عبداللہ بن ابی سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کے ساتھ تھا۔اس کی رملہ سے اولاد بھی ہوئی لیکن یہ اولاد فوت ہو کر ختم ہوگئی۔اس کے بعد رملہ کا نکاح مروان کے لڑکے معاویہ کے ساتھ ہوا۔

اول (۱)---وکانت رملة بنت علی عند ابی الہیّاج واسمه عبداللہ بن ابی سفیان بن الحارث بن عبد المطّلب ولدت لهٗ وقد انقرض ولد ابی سفیان بن الحارث ثم خلف علیها معاویة بن مروان بن الحکم بن ابی العاصی۔

(کتاب نسب قریش، ص ۴۵ تحت ولد علی بن ابی طالب)

(۲)---۔۔۔۔ ومعاویة---شقیق عبد الملك۔۔۔۔

۔۔۔۔ وتزوج رملة بنت علی بن ابی طالب بعد ابی الهیّاج عبداللہ بن ابی سفیان بن الحارث بن عبد المطّلب۔

(جمهرة انساب العرب لابن حزم، ص ۸۷ تحت اولاد الحکم بن ابی العاصی وولد مروان ابنه)

دوم (۲)---دوسرا رشتہ علماء انساب نے اس طرح لکھا ہے کہ حضرت امام حسنؓ کے لڑکے حسن مثنّٰی کی لڑکی زینب مروان کے پوتے ولید بن عبدالملک کے نکاح میں تھی جبکہ وہ خلیفہ تھا اور یہ زینب وہ ہیں کہ جن کی ماں حضرت فاطمہ بنت حسین بن علیؓ بن ابی طالب ہیں۔

Marfat.com

مصعب بن عبداللہ الزبیری نے حسن مثنیٰؒ کی اولاد کے تحت یہ رشتہ درج کیا ہے۔

"وکانت زینب بنت حسن بن حسنؓ بن علیؓ عند الولید بن عبدالملک بن مروان وھو خلیفۃ"

(کتاب نسب قریش لمصعب زبیری ص ۵۲ - تحت اولاد حسن مثنیٰؒ)

اور ابن حزم نے جمہرۃ الانساب میں مروان بن الحکم کی اولاد کی تفصیل کے تحت رشتہ مذکورہ بالا ذکر کیا ہے۔

"۔۔۔ وولد معاویۃ بن مروان بن عبدالملک الولید بن معاویۃ امہ زینب بنت الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب"

(جمہرۃ انساب العرب لابن حزم الاندلسی ص ۱۰۸ تحت اولاد مروان بن الحکم)

فائدہ :- ناظرین کرام پر واضح رہے کہ معاویہ بن مروان کے نکاح میں رملہ بنت علیؓ پہلے تھی اور زینب بنت حسن مثنیٰؒ اس کے نکاح میں اس کے بعد آئی تھیں (ان ہر دو کے نکاح کا زمانہ الگ الگ ہے) اور زینب بنت حسن مثنیٰؒ کے یکے بعد دیگرے دو خاوند تھے۔ ایک معاویہ بن مروان تھا، اس کے بعد مروان کا پوتا ولید بن عبدالملک بن مروان تھا۔ یہ تصریح معلوم نہیں ہو سکی کہ پہلے کس کے نکاح میں تھی اور بعد میں کس کے نکاح میں آئی۔ چچا اور بھتیجے کے نکاح میں یکے بعد دیگرے ایک عورت کا منکوحہ ہونا کوئی عیب نہیں۔

سوم (۳) ـــــ اور اس خاندان کا تیسرا رشتہ اس فن کے علماء نے اس طرح

Marfat.com

لکھا ہے کہ :-

"حضرت سیدنا حسن بن علی المرتضیٰ کے لڑکے زید بن حسن کی لڑکی نفیسہ کا نکاح مروان کے پوتے ولید بن عبدالملک بن مروان سے ہوا اور اس سے اولاد بھی ہوئی۔

"...... ونفیسة بنت زید تزوجها ولید بن عبد الملك بن مروان فتوفّيت عنده وامّها لبابة بنت عبد الله بن عباس بن عبد المطلب بن هاشم"

(۱) (طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۲۳۴ - تحت زید بن حسن بن علی بن ابی طالب)

(۲) کتاب نسب قریش صہ ۳۲ تحت اولاد عبید اللہ بن عباس

"...... وکان لزید ابنة اسمها نفیسة خرجت الی الولید بن عبد الملك بن مروان فولدت منه۔

"وقد قیل انما خرجت الی عبد الملك بن مروان انها ماتت حاملاً منه والاصح الاوّل وکان زید یفد علی الولید بن عبد الملك ویقعد علی سریره ویکرمه لمکان ابنته"

(عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب از سید جمال الدین ابن عنبة الشیعی، ص ۷۰ المقصد الاوّل تحت عقب زید بن حسن)

تنبیہ :- بعض علماء نے کہا ہے کہ نفیسہ کا نکاح عبدالملک سے ہوا لیکن یہ صحیح نہیں۔ بلکہ ولید بن عبدالملک بن مروان کے ساتھ نکاح ہونا صحیح ہے۔ اور لفظ "خرجت" کی تعبیر شیعہ علماء کی طرف سے ہے۔ ہمارے علماء نے اس طرح نہیں ذکر کیا۔ فافہم۔

چہارم (۴) —— اور چوتھا رشتہ اس طرح منقول ہے کہ مروان بن الحکم کے حقیقی بھائی

Marfat.com

الحارث بن الحکم کے پوتے (مسمّٰی اسماعیل بن عبد الملک بن الحارث) کے نکاح میں حضرت امام حسن بن علی المرتضیٰ کی پوتی مسماۃ خدیجہ بنت حسین بن حسن بن علی بن ابی طالب تھی۔ اس سے اسماعیل مذکور کی اولاد (مسلمہ۔ اسحاق۔ حسین۔ محمد وغیرہ) بھی ہوئی۔ اور خدیجہ کو بعض علماء ام کلثوم کے نام سے ذکر کرتے ہیں۔

"۔۔۔۔۔ فولد اسماعیل بن عبد الملک بن الحارث مسلمۃ واسحٰق ومروان وحسینًا ومحمدًا امّھم ام کلثوم بنت الحسین بن الحسن بن علی بن ابی طالب"

(۱) ــــ کتاب نسب قریش لمصعب الزبیری، ص ۱۷۱ تحت الحارث بن الحکم۔

(۲) ــــ کتاب نسب قریش، ص ۵۱۔ تحت حسن بن علیؓ بن ابی طالب۔

"۔۔۔۔۔ وولد اسمٰعیل بن عبد الملک بن الحارث بن الحکم المذکور محمد الاکبر والحسین واسحاق ومسلمۃ امھم خدیجۃ بنت الحسین بن حسن بن علی بن ابی طالب"

(جمہرۃ انساب العرب لابن حزم، ص ۱۰۹۔ تحت اولاد محمد بن مروان بن الحکم)

پنجم (۵) اور پانچواں رشتہ علّامہ ابن حزمؒ نے اسی مقام میں یہ ذکر کیا ہے کہ خدیجہ مذکورہ کے بعد خدیجہ کی چچا زاد بہن مسماۃ حمادہ (بنت الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب) اسمٰعیل مذکور کے نکاح میں آئی اور اس سے (محمد الاصغر۔ الولید۔ یزید وغیرہ) اسمٰعیل کی اولاد ہوئی۔

"۔۔۔۔۔ وولد اسمٰعیل بن عبد الملک بن الحارث بن الحکم

...... محمد الاصغر والولید ویزید امہم حمادۃ بنت الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب خلف علیہا بعد بنت عمہا المذکورۃ۔"

(جمہرۃ انساب العرب، ص ۱۰۹ تحت ولد محمد بن مروان بن الحکم)

مندرجہ بالا عنوان کے تحت متعدد رشتہ داریاں ان ہر دو خاندانوں کی ذکر کر دی گئی ہیں۔ یہ "نسبی تعلقات" دونوں قبائل کو ایک دوسرے کے قریب کرنے کے لیے عمدہ آثار ہیں جو ہمیشہ کے لیے تاریخ کے اوراق پر ثبت ہیں اور عمدہ شہادتیں ہیں جن کی تکذیب کرنا مشکل ہے۔

اب اگر وقتی طور پر گاہے گاہے ان خاندانوں کے درمیان کوئی تنازعہ یا مناقشہ پیش آیا ہے تو اس کا وقوع ایک وقتی مسئلہ کی حیثیت میں متصوّر ہو گا جیسے وقتی مسائل سامنے آتے ہیں اور رفع ہو جایا کرتے ہیں اور ان کو اپنی حدود میں ختم کر دیا جاتا ہے۔

—— حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے تنازعات عموماً وقتی ہوا کرتے ہیں اور رشتہ داری کا تعلق دائمی ہوتا ہے اور پشتہا پشت تک جاری رہتا ہے۔

نیز تاریخی مواد میں جو ان خاندانوں کے درمیان اختلافات کی داستانیں ذکر کی جاتی ہیں ان میں اصلیت کم ہوتی ہے اور افراط و تفریط کو زیادہ دخل ہوتا ہے۔ ان تاریخی چیزوں کو مبنی بر حقیقت قرار دینا کسی طرح صحیح نہیں ہوتا۔

—— یہ تمام رشتے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد شریف نے مروان کے خاندان کو بخوشی دیئے اور برضا مندی یہ نسبی تعلق قائم کیے۔ یہ تاریخی حقائق ہیں ان کے ذریعہ یہ چیز ثابت ہوتی ہے کہ حضرت مرتضیٰ کا خاندان مروان کے خاندان کو بُرا نہیں جانتے بلکہ اچھا سمجھتے تھے اسی بنا پر یہ نسبی تعلقات باہمی قائم کیے۔

Marfat.com

نیز واضح ہُوا کہ مروان بن حکم کے حق میں قباحتوں کی داستانیں صحیح نہیں ہیں۔ جس طرح بعد والے لوگوں نے پیش کی ہیں۔ اس لیے کہ مروان کے خاندان کے ساتھ رشتے قائم کرنے والے ہاشمی حضرات اس دَور کے قریب تر لوگ ہیں ان پر یہ تمام "مروانی کارستانیاں" آشکارا ہونی چاہییے اور ان کے سامنے مروانی کردار واضح ہونا چاہییے تھا۔

با ایں ہمہ اگر ہاشمی بزرگ یہ دائمی نسبتیں اس قبیلہ کے ساتھ قائم کرتے ہیں تو ان حضرات نے خاندانی تعامل اور "عملی تعاون" کے ذریعہ یہ ثابت کر دیا کہ مروان اور اس کا خاندان اس طرح قابلِ نفرت اور لائق مذمت نہیں ہے جس طرح روایات کے راویوں نے قوم میں نشر کر دیا ہے۔

علمی قابلیّت اور ثقاہت

مروانؓ کے علمی مقام اور قابلیّت کے متعلق ہماری دینی کتب میں بہت کچھ مواد موجود ہے۔ چند ایک چیزیں اس مضمون کے متعلق ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔

—— مروان ابن الحکم کی علمی توثیق اس قدر مسلّم ہے کہ یہ اکابر صحابہ کرامؓ مثلاً حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ، عبد الرحمٰنؓ بن الاسودؓ وغیرہم سے روایاتِ حدیث اور مسائلِ شرعی نقل کرتا ہے۔ اور مروان سے بعض صحابہ کرامؓ اور اکابر تابعین مثلاً سہل بن سعد (الصحابی) علی بن الحسین (التابعی)، عروہ بن الزبیر (التابعی)، سعید بن المسیّب و مجاہد وغیرہم روایت حاصل کرتے ہیں۔

"روی مروان عن عمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم وروی عنہ (مروان) سھل بن سعد، علی بن الحسین وعروۃ بن الزبیر وابو بکر بن عبد الرحمٰن"

(۱) —— (کتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم الرازی

Marfat.com

ج ۴-ق ۱،ص ۱۷۱،۲ تحت مروان بن الحکم-طبع دکن۔

(۲)— الجمع بین رجال الصحیحین،ص ۵۰۱-۵۰۲ تحت مروان بن الحکم بن ابی العاص-طبع دکن۔

علماء کرام نے لکھا ہے کہ مروان بن الحکم کا مقام حدیث میں مستند و معتبر ہے۔ یہ فن حدیث میں متّہم نہیں۔اس کی روایت پر اکابر محدّثین اور کبار فقہائے امّت نے اعتماد کیا ہے۔اور اس کی مرویات کو اپنی اسانید کے ساتھ کتابوں میں نقل کیا ہے مروان کی چند ایک مرویات بطور نمونہ ذکر کی جاتی ہیں۔

— عُروہ بن الزبیر کہتے ہیں کہ حدیث کے باب میں مروان متّہم نہیں۔

— سہل بن سعد صحابی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مروان کے صدق پر اعتماد کر کے اس سے روایت نقل کی ہے۔

— امام مالکؒ نے مروان کی حدیث اور اس کی مجتہدانہ رائے پر پورا اعتماد کیا اور اپنے "مؤطا" میں مروان سے متعدد شرعی مسائل نقل کیے اور مسلم کے علاوہ باقی محدّثین نے مروان کی روایات پر اعتماد کیا ہے۔

— قال عروۃ بن الزبیر کان مروان لا یتّہم فی الحدیث "

— وقد روی عنہ سہل بن سعد الساعدی الصحابی اعتماداً علی صدقہ ....."

— وقد اعتمد مالک علی حدیثہ ورأیہ والباقون سوی مسلم"

(ھدی الساری مقدمہ فتح الباری لابن حجر،ج ۲-ص ۱۶۴-تحت حرف المیم-طبع مصر-)

مؤطا امام مالکؒ | امام مالکؒ نے اپنی مشہور تصنیف مؤطّا کے متعدد مقامات میں مروان بن الحکم سے شرعی مسائل باسند نقل کیے ہیں اور

Marfat.com

اس پر پوری طرح اعتماد کیا ہے۔ مثال کے طور پر چند مقام ذکر کیے جاتے ہیں :۔

(۱) ــــــ المؤطا لامام مالکؒ، ص ۱۴ طبع مجتبائی دہلی تحت الوضوء من مس الفرج ۔

(۲) ــــــ المؤطا لامام مالکؒ، ص ۸۰ طبع مجتبائی دہلی ۔ کتاب الصیام، باب ماجاء فی صیام الذی یصبح جنباً ۔

(۳) ــــــ المؤطا لامام مالکؒ، ص ۳۰۴ طبع مجتبائی دہلی ۔ جامع ماجاء فی الیمین علی المنبر ۔

(۴) ــــــ المؤطا لامام مالکؒ، ص ۳۴۲ طبع مجتبائی دہلی تحت القصاص فی القتل ۔

(۵) ــــــ المؤطا لامام مالکؒ، ص ۳۵۶ ۔ کتاب السرقہ باب مالا قطع فیہ ۔ طبع دہلی ۔

مؤطا امام محمدؒ

اسی طرح امام محمد بن حسن الشیبانیؒ نے بھی اپنی کتاب "مؤطاء" میں مروان بن الحکم سے متعدد دینی مسائل باسند نقل کیے ہیں اور پورے وثوق کے ساتھ انہیں درج کیا ہے۔ ذیل میں ابواب کے ذریعہ نشاندہی کر دی ہے۔ تمام عبارت نقل کرنے میں تطویل تھی۔ اس لیے یہ صورت اختیار کی ہے۔ اہلِ علم رجوع فرما کر تسلی فرما سکتے ہیں۔

(۱) ــــــ موطاء امام محمد بن حسن شیبانیؒ، ص ۱۸۷ مطبوعہ مصطفائی لکھنؤ ۔ باب الرجل یطلع لہ الفجر فی رمضان وھو جنب ۔

(۲) ــــــ مؤطاء امام محمد بن حسن شیبانی، ص ۲۹۰ باب دیۃ الاسنان ۔

(۳) ـــــ مؤطاء امام محمد، ص ۲۹۹ ۔کتاب الحدود ۔باب من سرق ثمراً او غیر ذالک مما لم یحرز۔

(۴) ـــــ مؤطاء امام محمد، ص ۳۰۳ ۔باب المختلس کتاب الحدود۔

(۵) ـــــ مؤطا امام محمد، ص ۳۴۷ ۔کتاب البیوع ۔باب الھبۃ والصدقۃ ۔مطبوعہ مصطفائی لکھنؤ۔

مصنّف عبدالرزاق

مشہور محدّث عبدالرزاق نے اپنی تصنیف "المصنّف" میں مروان کے ذریعہ اپنی سند کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ کا ایک فرمان نقل کیا ہے ۔جو بحث ایلاء کے متعلق ہے۔

"...... مروان نے کہا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ایلاء کے چار ماہ جب گزر جائیں تو ایلاء کنندہ شخص کو محبوس کر کے مجبور کیا جائے گا۔ یا تو اس عورت کے حق میں (قسم سے) رجوع کرے، یا پھر طلاق دے دے۔"

یہ روایت کرنے کے بعد مروان نے کہا کہ اگر اس نوعیت کا تنازعہ میرے سامنے آئے گا تو علیؓ المرتضیٰ کے فرمان کے مطابق میں فیصلہ کروں گا۔"

ـــــ عن عبدالرزاق عن الثوری عن لیث عن مجاھد عن مروان عن علیؓ قال اذا مضت الاربعۃ فانہ یحبس حتی یفئ اویطلّق ۔قال مروان ولو وُلّیتُ ھٰذا القضیۃُ فیہ بقضا علیؓ۔

(۱) ـــــ المُصنّف لعبدالرزاق، ج ۶، ص ۴۵۷ طبع اوّل مجلس علمی باب انقضاء الاربعۃ (بحث ایلاء) طبع بیروت

Marfat.com

—— اور المصنّف لابن ابی شیبہ، جلد خامس میں مروان کا یہ قول بہ الفاظ ذیل منقول ہے :-

"..... قال مروان ولو وُلّیتُ لفعلت مثل ما یفعل"۔

(المصنّف لابن ابی شیبہ، ج ۵، ص ۱۳۱ طبع حیدر آباد دکن تحت فی المولی یوقف - ابحاث ایلاء۔

مُسنَد امام احمدؒ

امام احمدؒ نے مُسند امام احمدؒ، جلد رابع میں ایک مستقل عنوان قائم کیا ہے۔ اس میں المسور بن المخرمۃ الزہری اور مروان بن حکم کی مرویات کو ملا کر درج کیا ہے۔ اور مسور بن المخرمہ صغار صحابہ میں سے ہیں۔ ص ۳۲۳، ج ۴ سے لے کر ص ۳۳۱ تک ان دونوں حضرات کی بہت سی روایات مُسند احمد میں مدوّن ہیں اور عنوان ان الفاظ کے ساتھ قائم کیا ہے [1]

—— "حدیث المسور بن مخرمۃ الزہری و مروان بن الحکم رضی اللہ عنہما"۔

—— اور مسند احمد جلد خامس میں زید بن ثابتؓ کی روایات کے تحت بھی مروان کی روایت نقل کی ہے۔

"..... عروۃ بن الزبیر انّ مروان اخبرہٗ قال قال لی زید بن ثابت مالك تقرأُ فی المغرب بقصار المفصّل ... الخ

(مُسند احمد، ج ۵، ص ۱۸۹ معہ منتخب کنز العمّال تحت زید بن ثابت) - طبع مصر، قدیم طبع۔

—— اسی طرح مُسند ہٰذا کے متعدد مقامات میں مروان کی مرویات دستیاب ہوتی ہیں یہ نشان دہی بطور نمونہ پیش کر دی گئی ہے۔

بخاری شریف

امام بخاریؒ نے مروان بن الحکم کی روایات صحیح بخاری میں ذکر کی ہیں۔ ایک مقام میں المسور بن مخرمہ اور مروان دونوں

Marfat.com

کی روایت کتاب الوکالۃ میں ذکر کی ہے۔

"...... عن ابن شہاب قال وزعم عروۃ ان مروان

بن الحکم والمسور بن المخرمۃ اخبرا ان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم قام حین جاءہ وفد ھوازن مسلمین... الخ۔"

(بخاری شریف، ج ۱ ص ۳۰۹۔ کتاب الوکالۃ، باب

اذا وہب شیئاً لوکیل... الخ۔ طبع نور محمدی۔ دہلی۔

اسی طرح مروان سے سہل بن سعد الساعدی (صحابی) و دیگر تابعین نے روایت

حاصل کی ہے وہ بھی بخاری میں ہے۔ اس چیز کی تائید و تصدیق حافظ ابن حجرؒ نے

مقدمہ فتح الباری میں ان الفاظ سے کی ہے کہ مروان بن الحکم الاموی حدیثان۔ الخ

یعنی بخاری میں مروان کی دو عدد حدیثیں منقول ہیں۔

(ہدی الساری مقدمہ فتح الباری ص ۱۹۲۔ ج ۲۔

تحت ذکر عدۃ ما لکل صحابی فی صحیح البخاری موصولاً و

معلقاً... الخ)۔

اور ابن حجر مقدمہ فتح الباری میں فرماتے ہیں:۔

"...... فانما حمل عنہ سھل بن سعد وعروۃ بن

الزبیر وعلی بن الحسین وابوبکر بن عبد الرحمٰن بن

الحارث وھؤلاء اخرج البخاری احادیثھم عنہ فی

صحیحہ.... الخ۔"

(ھدی الساری، ج ۲، ص ۱۶۴۔ تحت حرف

المیم۔ طبع مصر)۔

اس مقام میں حافظ ابن حجرؒ نے وضاحت کر دی کہ مروان بن حکم سے

Marfat.com

سے روایت حاصل کرنے والے بعض صحابہ کرامؓ کے علاوہ بڑے بڑے اکابر تابعین مثلاً عروہ بن زبیر اور امام زین العابدینؒ (علی بن الحسین) وغیرہ بھی ہیں جنہوں نے مروان پر دینی و علمی اعتماد کرتے ہوئے روایت حاصل کی ہے۔ اور شرعی مسائل ان سے نقل کیے ہیں اور امام بخاریؒ نے ان چیزوں کو صحیح بخاری میں ذکر کیا ہے۔

(فائدہ)

اہلِ علم کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ کبیر جلد رابع القسم الاوّل، ص ۳۶۸ میں مختصر سا تذکرہ کیا ہے لیکن ناقدانہ کوئی چیز مروان کے حق میں نہیں ذکر کی اور اسی طرح ابن ابی حاتم رازی نے کتاب الجرح والتعدیل جلد رابع القسم الاوّل، ص ۲۷۱ میں مروان کا تذکرہ مختصر ذکر کیا ہے کہ فلاں صحابی اور فلاں تابعی نے مروان سے روایت حاصل کی لیکن مروان پر نقد کا لفظ نہیں لکھا، صرف ثقاہت درج کی ہے۔

اہلِ علم حضرات کو معلوم ہے کہ مذکورہ دونوں کتابیں تراجم و رجال کی کتب کے لیے ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ کتابیں مروان کی تنقیدات سے خاموش ہیں۔ وہ نقد نہیں ذکر کرتیں جو بعد کے لوگوں نے تاریخی ذخائر سے متاثر ہو کر ذکر کر دیئے ہیں۔

مروان کا دینی و علمی مقام اور فقہاء میں شمار

علامہ ابن کثیرؒ نے البدایہ میں مروان کے ترجمہ کے تحت مروان کی اعلیٰ صلاحیتوں اور خوبیوں کو ذکر کیا ہے۔ وہاں حضرت معاویہؓ کا قول مروان کے حق میں نقل کیا ہے جس سے مروان کی علمی اور دینی قابلیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

(۱)——امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ مروان بن الحکم اللہ کی کتاب ۔ کا قاری ہے ۔ اللہ کے دین کا فقیہ ہے ۔ اللہ کے حدود قائم کرنے میں مضبوط ہے ۔

" فقال اما القاری لکتاب اللہ الفقیہ فی دین اللہ الشدید فی حدود اللہ مروان بن الحکم ۔

(البدایہ ، ج ۸ ، ص ۲۵۷ ۔ تحت ترجمہ مروان بن الحکم)

(۲)——اس کے بعد مروان کے عہدہ قضاء کا بیان درج ہے اور امام احمد سے منقول ہے کہ (امیر معاویہؓ کے دور میں بعض دفعہ) مروان منصبِ قضاء پر بھی فائز تھا ۔ اور امیر المومنین عمرؓ کے فیصلہ شدہ قضایا کی روشنی میں اپنے مقدمات کا فیصلہ صادر کرتا تھا ۔

" عن الامام احمد قال یقال کان عند مروان قضاء ، وکان یتتبع قضایا عمر بن الخطاب ۔"

(البدایہ ، ج ۸ ، ص ۲۵۸ تحت ترجمہ مروان)

(۳)——اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ میں مروان کی علمی لیاقت کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ " مروان اپنے دور کے فقہاء میں شمار کیا جاتا تھا " ۔ ۔ ۔ وکان یُعَدُّ فی الفقہاء ۔ ۔ ۔ الخ

(الاصابہ معہ الاستیعاب ، ج ۳ ، ص ۴۵۵ تحت مروان بن الحکم فی القسم الثانی)

(۴)——علامہ ابن تیمیہؒ نے مروان کا علمی و فقہی مقام ان الفاظ کے ساتھ درج کیا ہے ۔

" ۔ ۔ ۔ اخرج اہل الصحاح عدۃ احادیث عن مروان ولہ قول مع اہل الفتیا ۔ ۔ ۔ الخ

(منہاج السنہ ، ج ۳ ص ۱۸۹)

Marfat.com

یعنی صحاح کے محدثین نے متعدد احادیث مروان سے تخریج کی ہیں اور اہل فتاویٰ میں مروان کا قول لیا جاتا ہے۔

(۵) ــــ مذکورہ چند ایک چیزیں مروان کی علمی ثقاہت کی ذکر کی ہیں۔ اب ہم آخر میں قاضی ابوبکر بن العربی المتوفی ۵۴۳ھ کا قول مروان کے حق میں درج کرتے ہیں تاکہ ناظرین کرام مروان کے علمی مقام کا اندازہ کر سکیں۔ فرماتے ہیں کہ

ــــ مروان صحابہ کرامؓ اور تابعین اور فقہائے مسلمین کے نزدیک عادل اور ثقہ آدمی ہے ۔ ۔ ۔ ۔

ــــ بہرحال صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سہل بن سعد انصاری نے مروان سے روایت نقل کی ہے۔ مروان تابعی ہے اور وہ اپنے ہمعصروں سے ایک قول کے اعتبار سے صحابی ہونے کے شرف میں فضیلت حاصل کر چکا ہے۔

ــــ فقہائے زمانہ کے ہاں اس کی عظمت اور اعتبار خلافت مسلّم ہے۔ وہ اس کے فتوے کی طرف التفات کرتے ہیں اور اس کی روایت کو تسلیم کرتے ہیں۔

ــــ بے وزن مؤرخین اور بے وقعت ادیب اپنے اپنے مقام کے مطابق مروان پر ناقدانہ کلام کرتے ہیں۔

۱ ــــ ۔ ۔ ۔ مروانُ رجلٌ عدلٌ من کبار الامۃ عند الصحابۃ والتابعین وفقہاء المسلمین۔

۲ ــــ اما الصحابۃ فان سہل بن سعد الساعدی روی عنہ۔

۳ ــــ واما التابعون فاصحابہ فی السن وان جازھم باسم الصحبۃ فی احد القولین۔

۴ ــــ واما فقہاء الامصار فکلھم علی تعظیمہ واعتبار خلافتہ والتلفت الی فتواہ والانقیاد الی روایتہ۔

Marfat.com

۵ ــــــ واما السفہاء من المؤرخین والادباء یقولون علی اقدارھم۔

(العواصم من القواصم للقاضی ابی بکر بن العربی

ص ۸۹-۹۰ بحث مطاعن عثمانی ۱۲)

ــــــ خلاصہ یہ ہے کہ مروان کی علمی ثقاہت وقابلیت اُمت کے اکابرین کے نزدیک مستند ہے اور اکابر محدثین وفقہاء نے مروان سے دینی مسائل نقل کیے ہیں اور ان پر صحیح اعتماد کیا ہے۔ اور ہم نے اس چیز کو بطور مُشتے نمونہ از خروارے پیش کر دیا ہے۔ اب اگر بعض مؤرخین مروان کے حق میں تاریخی رطب ویابس مواد کی بنا پر نقد وتنقید کریں تو وہ قابلِ توجہ نہ ہو گی۔ اور ظاہر بات ہے کہ اکابر محدثین و فقہاء کی تصریحات کے مقابلہ میں تاریخی ملغوبات کا کوئی وزن نہیں ہوتا۔

دینی مسائل میں صحابہ کرام سے مشورہ

مروان کے تذکرہ نویس علماء نے یہ چیز بھی ذکر کی ہے کہ مروان کو اپنی ولایت ونیابت کے دوران مدینہ طیّبہ میں جب کسی دینی مسئلہ میں مشورہ کی ضرورت پیش آتی تو اس وقت موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے مشورہ کر لیتا تھا۔ پھر جو چیز مشورہ سے طے ہو جاتی اس پر عملدرآمد کرتا تھا۔ مثلاً مدینہ شریف میں اس دَور میں غلّہ ناپ کرنے کا صاع ایک پیمانہ تھا اور معاشرہ میں چھوٹے بڑے کئی قسم کے صاع مروّج تھے۔ ان کے متعلق مشورہ سے ایک درمیانہ صاع مقرر کر کے مروان نے مروّج کیا۔ لوگ اسے مروان کا صاع کہنے لگے تھے۔

ــــــ اہلِ علم اس مسئلہ کو عبارتِ ذیل میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

ابن سعد فرماتے ہیں:

"..... وکان مروان فی ولایتہ علی المدینۃ یجمع اصحاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستشیرھم ویعمل بما یجمعون لہ علیہ ... الخ"

(طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۳۰۔ آخر تذکرہ مروان بن الحکم طبع لیدن)

اور ابن کثیر لکھتے ہیں کہ:۔

"قالوا ولما کان نائباً بالمدینۃ کان اذا وقعت معضلۃ جمع من عندہ من الصحابۃ فستشارھم فیھا قالوا وھو الذی جمع الصیعان فاخذ باعدلھا فنسب الیہ الصاع فقیل صاع مروان"

(البدایہ، ص ۲۵۸ - ج ۸ - تحت مروان)

مروان کا محتاط رویہ

علمائے انساب نے مروان بن الحکم کے متعلق احتیاط کا ایک عجیب واقعہ لکھا ہے:۔

"عنبسہ بن سعید کہتا ہے کہ میں نے ایک دفعہ مروان بن الحکم کو اس زمانہ میں دعوت دی جبکہ وہ حاکمِ وقت تھا میں نے اپنے مکان کو خوب آراستہ پیراستہ کیا۔ بہترین قسم کے پردے لگائے، عمدہ قسم کے فرش بچھائے، ملبوسات فاخرہ کا اظہار کیا اور پُرتکلف کھانے تیار کیے اس دعوت میں مروان اور اس کے دونوں بیٹے عبدالملک اور عبدالعزیز شریک ہوئے۔ جب کھانا پیش کیا گیا تو مروان نے کھانے میں ہاتھ ڈالا اور اپنے مُنہ کی طرف لقمہ لے جانے سے قبل دریافت کیا۔ اے عنبسہ! تجھ پر کوئی قرض ہے؟ میں نے جواب دیا، ہاں میں مقروض ہوں۔ مروان نے کہا کتنا قرض ہے؟ میں نے جواب دیا:۔

Marfat.com

ستّر ہزار درہم - مردان نے یہ سُن کر کھانے سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور اپنے دونوں بیٹوں کو حکم دیا کہ کھانے سے ہاتھ اٹھا لو - اَے عنبسہ! تیرے گھر سے کھانا تناول کرنا ہمارے لیے ناجائز ہے - تو ان سب چیزوں اور فضولیات کو اپنے قرض میں لگا دیتا تو بہتر ہوتا پھر مروان کھڑا ہو گیا اور طعام سے اجتناب کیا اور کچھ نہ تناول کیا ... الخ

" ..... فقال یا عنبسۃ ! ھل علیك من دین ؟ قلت نعم ان علیّ لدینا قال وکم ؟ قلت سبعون الف درھم فقبض یدہ ورفعھا من طعامی وقال لابنیہ ارفعا ایدیکما حرم علینا طعامك ماکنت تقدر ان تجعل بعض ھٰذہ الفضول التی اریٰ فی دینك ؟ فھو کان اولیٰ بہ ثم قام ولم یاکل من طعامی شیئاً "

(کتاب نسب قریش، صفحہ ۱۸۰-۱۸۱ لمصعب ابن عبداللہ الزبیری تحت اولاد سعید بن العاص)

جنگی معاونت اور انتظامی صلاحیّت

قبل ازیں بحث اوّل میں ہم اس واقعہ کو ذکر کر چکے ہیں کہ بلاذریؒ نے فتوح البلدان میں ذکر کیا ہے کہ جس وقت غزوہ افریقیہ پیش آیا تو حضرت عثمان غنیؓ نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کی امداد کے لیے ۲۷ھ یا ۲۸ھ میں ایک لشکر عظیم مدینہ شریف سے روانہ کیا - اس لشکر میں بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و دیگر اکابرین شریک ہوئے - ان میں مروان بن الحکم، حارث بن الحکم، معبد بن عباس بن عبدالمطلب وغیرہ حضرات شامل تھے -

" ..... وامدّہ (عثمان) بجیش عظیم فیہ معبد بن العباس بن عبدالمطلب ومروان بن الحکم والحارث بن الحکم اخوہ و

Marfat.com

عبداللہ بن الزبیر۔۔۔ الخ"

(فتوح البلدان بلاذری، ص ۲۳۴ تحت عنوان

فتح افریقیۃ)

——— اور مروان بن الحکم انتظامی صلاحیت کے حامل تھے۔ اسی بنا پر حضرت عثمانؓ کی جانب سے ان کو بحرین کے علاقہ کا والی اور حاکم بنایا گیا۔ خلیفہ بن خیاط نے اس مسئلہ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں ذکر کیا ہے اور قبل ازیں بحث اوّل میں ہم اس کو نقل کر چکے ہیں۔

"۔۔۔ البحرین۔۔۔ ومن ولاتہ علیہا مروان بن الحکم"

(تاریخ خلیفہ ابن خیاط، جزاوّل ص ۱۵۹ تحت

عنوان تسمیۃ عمال عثمانؓ، البحرین)

صحابہؓ نے مروان کی نیابت کی

حدیث اور تاریخ کی کتب میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ مروان اپنی ولایت کے دوران بعض اوقات حضرت ابوہریرہؓ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا کرتا تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ جب فرضی نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے تھے۔

"۔۔۔ ان اباھریرۃ کان حین یستخلفہ مروان علی المدینۃ

اذا قام للصلوٰۃ المکتوبۃ کبّر"

۱ ——— (مسلم شریف، ج ۱ ص ۱۶۹ باب اثبات التکبیر

فی کل رفع وخفض فی الصلوٰۃ) طبع نور محمدی دہلی۔

حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ میں یہی واقعہ بعبارت ذیل درج کیا ہے۔

"والمعروف انّ مروان ھوالذی کان یستنیب اباھریرۃ

فی امرۃ المدینۃ ولکن کان یکون عن اذن معاویۃ فی ذالک

Marfat.com

واللہ اعلم۔

۲ــــ البدایہ، ج ۸، ص ۱۱۳ تحت تذکرہ ابی ہریرۃ ۵۹ھ

۳ ــــ المنتخب ذیل المذیل لابن جریر الطبری، ص ۸۱۔
تحت ذکر من قال ذالک طبع شدہ در آخر
تاریخ الطبری۔

حصولِ ثواب میں رغبت

ابو نضر سالم کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مروان ایک جنازے پر حاضر ہوا جب جنازہ ہو چکا تو مروان واپس ہو گیا حضرت ابو ہریرہؓ موجود تھے۔ فرمانے لگے کہ ثواب کا ایک قیراط حاصل کیا اور ایک قیراط سے محروم رہا (قیراط اس دور کے ایک وزن کا نام تھا) یعنی شمول جنازہ کے ثواب کو تو حاصل کیا لیکن اذنِ عام تک ٹھہرنے کے ثواب سے محروم رہا۔ اس بات کی اطلاع مروان کو دی گئی تو مروان تیزی سے واپس ہوا اور لوگوں میں آکر بیٹھ گیا یہاں تک کہ اذنِ عام دیا گیا۔

"قال اللیث عن یزید بن حبیب عن سالم ابی النضر انہ قال شھد مروان جنازۃ فلما صلی علیھا انصرف فقال ابو ھریرۃؓ اصاب قیراطا وحرم قیراطا فاخبر بذالک مروان فاقبل یجری حتی بدت رکبتاہ فقعد حتی اذن لہ۔

(البدایہ لابن کثیر، ص ۲۵۸-ج ۸ تحت ترجمہ مروان بن الحکم)۔

مواقف و آثارِ نبوی کی تلاش

ــــ مدینہ طیبہ میں بہت سے مقامات ایسے تھے جن میں حضور علیہ السلام سے کوئی معجزہ صادر ہوا یا کوئی خاص ظہورِ برکت کا واقعہ پیش آیا یا کوئی اور اہم چیز اس مقام

Marfat.com

کے متعلق ظاہر ہوئی تو مروان نے پوری عقیدت مندی کے ساتھ سعی کی کہ ان مقاماتِ متبرکہ کے متعلق واقفیت حاصل کی جائے پس اس نے ایک دفعہ ابوقتادہ انصاریؓ کو آدمی بھیج کر بلوایا اور ان سے عرض کی کہ آپ میرے ساتھ ہو کر نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ان خاص خاص مواضعات پر مجھے مطلع کریں۔

"عن عبد اللہ بن کعب بن مالک انّ مروان ارسل الیٰ ابی قتادۃ وھو علی المدینۃ ان اغد معی حتیٰ تریني مواقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱) التاریخ الصغیر للبخاری، ص ۴۵ تحت ذکر من کان بعد الخمسین الی ستین۔ طبع الہ آباد (ہند)
(۲) الاصابہ لابن حجر ص ۱۵۸ ج ۴ تحت ابی قتادہ

مروان کے حق میں حسنین شریفینؓ کی سفارش

اہلِ سنت وشیعہ دونوں حضرات نے جنگ جمل کے موقع کا واقعہ لکھا ہے۔ سعید بن منصور (سنی محدث) نے اپنے سنن کے جلد ثانی میں ذکر کیا ہے کہ جب جنگ جمل ختم ہوئی تو حضرت علیؓ نے اعلان کرایا کہ جس شخص نے اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا اس کو امان ہے۔" جس شخص نے ہتھیار ڈال دیئے اس کو بھی امان ہے۔"
مروان کہتا ہے کہ میں فلاں شخص کے گھر میں تھا۔ میں نے حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، عبداللہ بن عباسؓ، اور عبداللہ بن جعفر وغیرہم کو حضرت علیؓ کی خدمت میں روانہ کیا کہ حضرت علیؓ سے میرے امن و امان کے متعلق کلام کریں۔ انہوں نے اس سلسلہ میں گفتگو کی تو حضرت علیؓ نے فرمان دیا کہ اسے بھی امان حاصل ہے۔

"...... من اغلق علیہ باب دارہ فھو آمن ومن طرح السلاح آمن قال مروان وقد کنت دخلت دار فلان ثم ارسلت الیٰ حسن وحسین ابنی علی وعبد اللہ بن عباس وعبید اللہ بن عباس

وعبد اللہ بن جعفر کلموہ قال ھو آمن . . . الخ"

(السنن لسعید بن منصور ص ۳۶۶ - باب جامع الشہادۃ روایت ۲۹۴۷ طبع مجلس علمی کراچی - ڈابھیل)

—— شیعہ کی کتاب "نہج البلاغۃ" میں بھی یہی مضمون درج ہے کہ یوم الجمل میں مروان ماخوذ ہو گیا تو حضرت علیؓ کی خدمت میں دونوں بھائیوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے مروان کے حق میں خلاصی کی سفارش کی تو حضرت علیؓ نے مروان کو امان دے کر چھوڑ دیا۔

" من کلام لہٗ علیہ السلام قال لمروان بن الحکم بالبصرۃ قالوا اخذ مروان بن الحکم اسیراً یوم الجمل فاستشفع بالحسنؓ والحسینؓ علیہم السلام الیٰ امیرالمومنین علیہ السلام نکلما فیہ فخلی سبیلہٗ -

(۱) —— نہج البلاغہ، ص ۱۲۳ فی خطبۃ لہٗ علیہ السلام علّم فیہا الناس الصلوٰۃ علی النبیؐ - طبع مصری

—— شیعہ کے مشہور مؤرخ مسعودی نے بھی حضرات حسنینؓ کی سفارش پر حضرت علیؓ کا مروان کو امان دینا بعبارت ذیل نقل کیا ہے اور ساتھ ہی ولید بن عقبہ کی امان کا بھی ذکر کیا ہے۔

—— وتکلم الحسن والحسین فی مروان فآمنہ وآمن الولید بن عقبہ . . . الخ"

(۲) —— مروج الذہب، ص ۳۷۸ طبع رابع مصر تحت وقعۃ الجمل کلام بین ابن عباس وعائشہؓ -

مروان کی اقتدا میں حسنین شریفینؓ کی نمازیں

مروان بن الحکم کی ولایت اور نیابت کے دور میں سیدنا

حسنؓ اور سیدنا حسینؓ جماعت کے ساتھ ہمیشہ مروان کی اقتدا میں نماز ادا کرتے تھے کسی شخص کی طرف سے جناب محمد باقرؒ پر سوال کیا گیا کہ آپ کے باپ دادا جب گھر کی طرف واپس ہوتے تو نماز لوٹاتے نہیں تھے؟ تو انہوں نے قسم کھا کر فرمایا کہ ہمارے اکابر ائمہ نماز کی نماز سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

"عن جعفر عن ابیہ قال کان الحسن بن علی والحسین یصلیان خلفہ مروان قال فقیل لہ اما کان ابوك یصلّی اذا رجع الی البیت قال فیقول لا واللّٰہ ما کانوا یزیدون علیٰ صلوٰۃ الائمۃ"

(۱) — المصنف لابن ابی شیبہ، ج ۲ ص ۳۷۸ طبع حیدر آباد دکن تحت ذکر فی الصلوٰۃ خلف الامراء۔

(۲) — البدایہ لابن کثیر، جلد ہشتم، ص ۲۵۸ تذکرہ مروان بن الحکم۔

امام بخاریؒ نے تاریخ صغیر میں ذکر کیا ہے کہ حضرات حسنینؓ ہمیشہ مروان کے خلف میں نماز ادا کرتے تھے۔

"... حدثنی شرحبیل ابو سعد قال رأیت الحسنؓ والحسینؓ یصلّیان خلف مروان"

(۱) — تاریخ صغیر امام بخاری ص ۵۰ طبع انوار محمدی الہ آباد (ہند)

— الطبقات لابن سعد میں امام محمد باقرؒ کا قول منقول ہے کہ ہم خلفائے وقت کی اقتداء میں بغیر تقیہ کے نماز ادا کیا کرتے ہیں۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ میرے والد زین العابدینؓ بھی خلفاء وقت کی اقتدا میں ہمیشہ بغیر تقیہ کے نماز ادا کرتے تھے۔

"... انا لنصلی خلفھم من غیر تقیۃ واشھد علیٰ علی بن حسین انہ

Marfat.com

کان یصلّی خلفھم فی غیر تقیّۃ "

(طبقات لابن سعد، ج ۵ ص ۱۵۸ تحت
تذکرہ علی بن الحسینؓ)

شیعہ علماء نے بھی امام جعفر صادق اور امام محمد باقر کی روایت ذکر کی ہے کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ مروان بن الحکم کے پیچھے ہمیشہ نماز ادا کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے ان کو کہا کہ آپ کے باپ دادا جس وقت گھر واپس ہوتے تو کیا وہ نماز کو لوٹاتے نہیں تھے؟ تو محمد باقرؒ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم سابقہ نماز پر زیادتی نہیں کرتے تھے۔

"عن موسیٰ بن جعفر عن ابیہ قال کان الحسن والحسین یصلّیان خلف مروان بن الحکم فقالوا لاحد ھما ما کان ابوك یصلّی اذا رجع الی البیت فقال لا واللہ ما کان یزید علی صلوٰۃ "

(کتاب بحار الانوار ملا باقر مجلسی، ج ۱۰ ص ۱۳۹-۱۴۱ باب
احوال اہل زمانہ وما جری بینھم وبین معاویہ طبع قدیم ایران۔

دونوں فریق کے حوالہ جات (جو اکابر بنی ہاشم سے منقول ہیں) کی روشنی میں مسئلہ واضح ہوگیا کہ مروان کی ولایت وخلافت درست تھی۔ نماز کی امامت ان کی صحیح تھی۔ ہاشمی اکابر ہمیشہ ان کی اقتداء میں پنجگانہ نمازیں ادا کرتے تھے اور بغیر تقیہ کے پڑھتے تھے اور گھر تشریف لا کر نماز کا اعادہ نہیں کرتے تھے۔ دینی معاملات میں نسلی امتیازات و خاندانی تعصبات پیش نظر نہیں رکھتے تھے۔ ان واقعات کے ذریعہ مروان کی صلاحیت کی تصدیق ہوتی ہے اور خلاف پروپیگنڈے کی تردید ہوتی ہے۔

اُموی خُلَفا حضرت علی بن الحسینؓ کی نظر میں

مصنف ابن ابی شیبہ نے جلد ثانی، تحت ذکر فی الصلوٰۃ خلف الامراء میں اپنی سند کے ساتھ امام زین العابدینؒ کا ایک بیان درج کیا ہے

وہ ان مسائل کے حل کرنے میں نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ قارئین کرام اسے بغور ملاحظہ فرماویں اور یہ بات ملحوظ رہے، یہ مروان بن الحکم کا دور ہے ان ایام میں حضرت زین العابدینؒ نے یہ ارشادات فرمائے تھے۔

——— ایک شخص ابراہیم بن حفصہ نے امام زین العابدین کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے عقیدت مندوں میں جو ابوحمزۃ الثمالی ہے وہ کہتا ہے کہ ان اُمراء و خلفاء کے پیچھے ہم نماز نہیں ادا کریں گے اور ان کے ساتھ نکاح اور رشتہ داری کا تعلق بھی قائم نہیں کریں گے جب تک یہ لوگ ہمارے نظریات کے موافق نظریات و خیالات نہ رکھیں۔ یہ سُن کر علی بن الحسین (زین العابدین) نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس طرح نہیں بلکہ ہم ان کے پیچھے نمازیں ادا کریں گے اور سُنت کے مطابق ان سے نکاح کریں گے۔

"... عن ابراھیم بن حفصۃ قال قلت لعلی بن الحسین ان ابا حمزۃ الثمالی وکان فیہ غلوٌ یقول لا نصلی خلف الائمۃ ولا نناکح الا من یری مثل رأینا ۔ فقال علی بن الحسین بل نصلّی خلفھم و نناکحھم بالسُّنۃ"

(المصنف لابن ابی شیبہ، جلد ثانی، ص ۳۷۸ - ۳۷۹، تحت ذکر الصلوٰۃ خلف الامراء۔ طبع حیدرآباد دکن)

حضرت علی بن الحسینؓ (یعنی زین العابدین) مروان کی نظروں میں !———

سیّدنا جعفر صادقؒ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ مروان بن الحکم نے حضرت زین العابدینؒ (علی بن الحسین) کو ضرورتِ رشتہ کے لیے ایک لاکھ درہم کی کثیر رقم بطور قرض حسنہ کے دے دی۔ تاکہ اس سے امۃ یعنی باندی خرید کر لیں۔ اس سے اولاد ہو سکے گی۔ چنانچہ حضرت زین العابدین نے اسی طرح کیا۔ اس امۃ یعنی باندی سے سیّدنا زین العابدین کی

Marfat.com

بہت اولاد ہوئی۔

——— اس کے بعد جب مروان بیمار ہوا تو اس نے اپنے لڑکے عبدالملک کو وصیت کر دی کہ (علی بن الحسین) یعنی زین العابدین کو جو کچھ ہم نے قرض دیا ہوا تھا ان سے واپس نہ لینا۔ مروان کی وفات کے بعد عبدالملک وغیرہ کو حضرت زین العابدینؒ نے قرض کی رقم واپس کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے نہ لی۔ آخر کار وہ رقم زین العابدین کے پاس رہی۔ نیز اس سلسلہ میں الفہرست لابن الندیم صہ ۱۵۰ تحت اخبار الواقدی بھی قابل ملاحظہ ھے۔

یہ واقعہ اپنی تفصیلات کے ساتھ "البدایہ" میں دو مقامات پر درج ہے۔ اس میں مروان کی جانب سے حضرت سیدنا حسینؓ کی اولاد کے ساتھ حسنِ سلوک اور مروّت کا بہترین نمونہ موجود ہے۔

(۱) .... "فلمّا حضرته الوفاة اوصیٰ الی ابنه عبد الملك ان لا يسترجع من علی بن الحسين شيئاً... الخ"

(البدایہ، ج ۸ ص ۲۵۸ ۔ ترجمہ مروان بن الحکم)

(۲) .... "ثم لما مرض مروان اوصیٰ ان لا يوخذ من علی بن الحسين شئ ممّا كان اقرضه فجميع الحسينيين من نسله"

(البدایہ، ج ۹ ص ۱۰۴-۱۰۵۔ تحت ترجمہ علی بن الحسینؓ)

حضرت زین العابدینؒ عبدالملک بن مروان کی نظر میں

مروان بن الحکم اور اس کی اولاد عبدالملک وغیرہ کے حضرت علیؓ کی اولاد کے ساتھ بہتر تعلقات تاریخ میں دستیاب ہوتے ہیں۔

اس دور کے اہل علم مثلاً علّامہ زہری وغیرہ بھی اس بات کی صراحت کرتے

Marfat.com

ہیں کہ بنی ہاشم میں حضرت زین العابدین مروان اور اس کے لڑکے عبدالملک کی طرف زیادہ پسندیدہ تھے اور ان کے پوری طرح فرمانبردار اور معاون تھے۔

"عن شعیب بن ابی حمزۃ قال کان الزھری اذا ذکر علی بن حسین قال کان اقصد اھل بیتہ و احسنھم طاعۃً واحبّھم الیٰ مروان بن الحکم و عبدالملک بن مروان۔"

(۱)۔ طبقات لابن سعد، ج ۵۔ ق ۱، ص ۱۵۶۔ تحت تذکرہ علی بن حسینؑ۔ (۲) التاریخ الصغیر للبخاری ص ۴۰۔ طبع ہند

چنانچہ اس سلسلہ میں ابن سعد نے مختار کے دور کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ

"مختار نے اپنے دور حکومت میں ایک بار امام زین العابدین کی طرف ایک لاکھ درہم کی خطیر رقم ارسال کی۔ حضرت زین العابدینؑ اس کے قبول کرنے میں متردد ہوئے اور ظاہری حالات کے ماتحت اس رقم کو رد بھی نہ کر سکے اس لیے رقم ہذا کو اپنی نگرانی میں محفوظ کر لیا جب مختار قتل ہو گیا اور عبدالملک بن مروان والی بن گیا تو زین العابدین نے عبدالملک بن مروان کی طرف خط لکھا کہ مختار نے میری طرف ایک لاکھ درہم ارسال کیے تھے میں اس رقم کو لینا پسند نہیں کرتا تھا اور اس وقت نہ ہی اسے واپس کر سکا۔ اب وہ رقم میرے پاس موجود ہے۔ کوئی آدمی بھیج کر واپس منگوا لیجیے۔

اس کے جواب میں عبدالملک نے تحریر کیا کہ اے میرے چچا کے بیٹے! میں نے آپ کو وہ رقم ہدیۃً دے دی ہے آپ اسے قبول کر لیں تب حضرت زین العابدین نے وہ رقم قبول فرمائی۔"

عن سعید بن خالد عن المعبری قال بعث المختار الی علی بن

Marfat.com

الحسین بمائة الف فکرہ ان یقبلها وخاف ان یردّها فاخذها فاحتبسها عندہ فلمّا قتل المختار کتب علی بن الحسین الی عبدالملك بن مروان ان المختار بعث الیّ بمائة الف درهم فکرهت ان اردّها وکرهت ان آخذها فهی عندی فابعث من یقبضها فکتب الیه عبدالملك یا ابن عم خذها فقد طیبتها لك فقبلها ۔“

(۱)۔۔۔ طبقات لابن سعد، ج ۵، ص ۱۵۸، القسم الاوّل تذکرہ علی بن الحسین۔ طبع لیدن ۔

(۲)۔۔۔ المنتخب من ذیل المذیل للطبری، مطبوعہ در آخر تاریخ طبری، ص ۸۹ تحت عنوان ومن هلك فی سنة ۸۳ھ۔ طبع مصری ۔

Marfat.com

اِزالۂ شبہات

مروان کے متعلقات میں چند عنوانات جو ہم نے ناظرین کی خدمت میں پیش کیے ہیں دفع مطاعن کے لیے ان کی ایک مستقل جوابی حیثیت ہے اور ان کے ذریعے مروان کا مقام و مرتبہ اور اخلاق و کردار واضح ہوگیا ہے۔ تاہم بعض شبہات کے ازالہ کی خاطر چند چیزیں قارئین کرام کے لیے ذکر کی جاتی ہیں تاکہ مسئلہ ہذا کی اصل صورت واضح ہو جائے اور مروان کے حق میں سوءظنی کا ازالہ ہو سکے۔

شبہ اوّل

(جلاوطنی کا مسئلہ)

معترضین کہتے ہیں کہ مروان کے والد الحکم بن ابی العاص کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بعض خطاؤں کی بنا پر مدینہ شریف سے جلا وطن کر دیا اور ان کا بیٹا مروان بھی ان کے ساتھ تھا۔ پھر یہ باپ بیٹا شیخین کے زمانے میں بھی جلاوطن رہے جب ان کے چچازاد بھائی حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مروان کو اپنا کاتب اور صاحبِ تدبیر (یعنی مشیرِ خاص) بنا لیا۔

(منہاج الکرامہ لابن مطہر الحلی الشیعی، ص ۶۷۔ تحت مطاعنِ عثمانی)

Marfat.com

——— یہ طعن حضرت عثمانؓ اور الحکم بن ابی العاص اور ان کے بیٹے مروان پر مشترک طور پر تجویز کیا جاتا ہے۔

اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمانِ نبویؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خلاف ورزی کر دی۔ الحکم بن ابی العاص غلط کردار کے انسان تھے جس کی وجہ سے ان کو اپنے شہر سے نکال دیا اور مروان بھی اپنے والد کے ساتھ جلاوطنی میں ساتھ رہنے کی وجہ سے "مطرود" و "معتوب" و "مغضوب" ہے۔

ازالہ

اوّل ——— گذارش ہے کہ طرد اور نفی (یعنی جلاوطنی) کا یہ واقعہ احادیثِ صحیحہ میں مفقود ہے اور جن روایات میں اس قصّہ کو راویوں نے نقل کیا ہے وہ باعتبارِ سند درجہ صحت کو نہیں پہنچتیں۔ ان رواۃ میں واقدی جیسے غیر معتبر اور ہشام کلبی جیسے سخت مجروح قسم کے لوگ موجود ہیں اور کئی مصنفین نے طرد کے قصّہ کو نقل کر دیا ہے لیکن سند ذکر نہیں کی جس سے واقعہ کی صحت اور سقم کو معلوم کیا جا سکے۔

علّامہ ابن تیمیہؒ اور حافظ ذہبیؒ جیسے مشہور علماء نے اس جلاوطنی کے قصّہ پر خوب تنقید کر دی ہے اور عدمِ صحت کا حکم لگا دیا ہے۔

"وقصۃ نفی الحکم لیست فی الصحاح ولا لھا اسناد یعرف به امرھا"

(۱) ——— منہاج السنہ لابن تیمیہؒ، جلد ثالث، ص ۱۹۶ بحث طرد الحکم بن ابی العاص۔

(۲) ——— المنتقیٰ للذہبی، ص ۳۹۵۔ الفصل الثالث بحث بحث نفی الحکم بن ابی العاص۔

Marfat.com

___ الحکم کی جلاوطنی کی عدمِ صحت کی تائید طبقات ابن سعد کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ ابنِ سعد نے الحکم بن ابی العاص کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ الحکم بن ابی العاص فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور خلافتِ عثمانی تک وہیں رہے۔ پھر وہ حضرت عثمانؓ کی اجازت سے مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے اور خلافتِ عثمانی میں مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔

"___ اسلم یوم فتح مکة ولم یزل بها حتیٰ کانت خلافة عثمان بن عفان رضی الله عنه فاذن له فدخل المدینة فمات بها فی خلافة عثمان بن عفان رضی الله عنه۔"

(طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۳۳۱ - تحت الحکم بن ابی العاص - طبع اوّل - لیدن)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ الحکم بن ابی العاص اسلام لانے کے بعد مکہ شریف میں مقیم رہے اور انہوں نے حضرت عثمانؓ کے دَور میں انتقالِ مکانی کر کے مدینہ میں سکونت اختیار کی (اِس دوران جلاوطنی کا واقعہ نہیں پیش آیا)۔ اللہ اعلم بالصواب۔

دوم - بصورتِ دیگر | یعنی علی اسبیل التنزل اگر یہ صورت تسلیم کر لی جائے کہ جلاوطنی کا واقعہ پیش آیا تھا اور الحکم کو فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم سے جلاوطن کیا گیا۔ اور حضرت عثمانؓ نے اسے واپس بلایا تو اس کے متعلق ابنِ جریر طبری وغیرہ علماء نے یہ تصریح کر دی ہے کہ حضور علیہ السّلام کی اجازت سے ہی یہ واپسی ہوئی تھی۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ محاصرہ کرنے والے معترضین کے جواب میں ان کو خطاب کرتے ہوئے عند المحاصرہ یہ فرمایا کہ الحکم مکّی ہیں اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو مکّہ سے طائف کی طرف چلتا کر دیا تھا۔ اور پھر حضور علیہ السّلام نے ان کو واپس کیا۔ کیا یہ بات اسی طرح ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں

Marfat.com

اسی طرح ہے۔

———مضمون ہذا طبری نے اپنی تاریخ میں متعدد مقامات میں درج کیا ہے۔

(۱) "... قالوا انی رددت الحکم وقد سیّرہٗ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم والحکم مکّی سیّرہ رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم

.... من مکۃ الی

الطائف ثمّ ردّہٗ رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فرسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم سیّرہ ورسُول اللّٰہ علیہ وسلّم ردّہٗ أکذالک؟

قالوا اللّٰھم نعم !"

(۱)———تاریخ طبری، ص ۱۰۲-۱۰۳-ج ۵ تحت حالات آمد وفود مصری و عراقی بر مدینہ تحت ۳۵ھ

(۲)——— البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۷۱- درابتداء ۳۵ھ۔

دوسرے مقام میں طبری لکھتے ہیں کہ بعض اہلِ مدینہ کو مخاطب کر کے محاصرہ کے دوران حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ:-

(۲) "... فقال انّ الحکم کان مکیّاً فسیّرہ رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم منہا الی الطائف ثمّ ردّہٗ الی بلدہٖ فرسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم سیّرہٗ بذنبہٖ ورسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ردّہٗ بعفوہٖ"

(۱)——— تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۳۵- تحت ذکر بعض سیر عثمانؓ

(۲)——— کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمانؓ، ص ۸۳-۸۴- طبع بیروت۔

Marfat.com

مندرجہ بالا حوالہ جات کا مطلب یہ ہوا کہ حضور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے تحت جلا وطنی ہوئی اور ان کے فرمان کی وجہ سے الحکم کو معافی مل گئی اور بعد از زمان نبوت ہی واپسی ہوئی۔

سوم

یہ بات ہے کہ حکم کے حق میں جلا وطنی کی یہ سزا دائماً نہیں تھی۔ وہ ایک مدت کے ساتھ متعین و متقید تھی اس لیے کہ شریعت میں اس قسم کے گناہ پر مدت العمر جلاوطنی کی سزا اس سے ساقط ہو جاتی ہے اور بعد از توبہ وہ شخص دائمی سزا کا مستوجب نہیں رہتا۔

چنانچہ اس مسئلہ کو مشہور علماء (مثلاً ابن حزمؒ اور ابن تیمیہؒ وغیرہ) نے اپنی اپنی تصانیف میں مذکورہ بحث کے تحت درج کیا ہے۔ اہل علم کی تسلی کے لیے بعینہٖ عبارات درج ہیں۔ ابن حزم لکھتے ہیں کہ:-

(۱) ...... ونفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للحکم لم یکن حداً واجباً ولا شریعۃً علی التابید وانما کان عقوبۃً علی ذنب استحق بہ النفی والتوبۃ مبسوطۃ فاذا تاب سقطت عنہ تلک العقوبۃ بلا خلافٍ من احدٍ من اہل الاسلام و صارت الارض کلہا مباحۃ۔"

(کتاب الفصل فی الملل والاہواء والنحل، ج ۴ ص ۱۵۴، لابن حزم ابی محمد علی بن حزم المتوفی ۴۵۶ھ معہٗ کتاب الملل والنحل للشہرستانی۔ طبع اوّل بحث الکلام فی حرب علی ومن حاربہ من الصحابۃ رضی اللہ عنہم)

اور ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ:-

(۲) "..... واذا کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد عزّر

Marfat.com

رجلاً بالنفی لم یلزم ان یبقیٰ منفیاً طول الزمان فانّ ھٰذا لا یعرف فی شیئٍ من الذنوب و لم تأت الشریعۃ بذنبٍ یبقی صاحبہ منفیاً دائماً بل غایۃ النفی المقدر سنۃ وھو فی نفی الزانی و المخنّث حتیٰ یتوب من التخنیث فان کان تعزیر الحاکم لذنبٍ حتیٰ یتوب منہ فاذا تاب سقطت العقوبۃ عنہ۔"

(منہاج السنۃ لابن تیمیّہ، ج ۳، ص ۱۹۶ - بحث طرد حکم بن ابی العاص و جواب آں)

چہارم

یہ چیز ہے کہ طرد کے واقعہ کے وقت مروان صغیر اور نابالغ تھا۔ اس میں مروان کے مجرم ہونے کا کچھ مطلب ہی نہیں۔ باپ کا جرم صغیر بیٹے کے پلڑے میں ڈال کر اسے مجرم قرار دینا کسی صورت میں درست نہیں۔

"۔۔۔۔ فلم یکن لمروان ذنبٌ یطود علیہ علی عھد النبی صلّی اللہ علیہ وسلم۔"

(۱) ـــــ منہاج السنۃ، ج ۳، ص ۱۹۶۔

(۲) ـــــ المنتقی، ص ۳۹۵ - الفصل الثالث التحقیق فی نفی الحکم و اطلاقہ۔

بعض لوگوں نے باپ بیٹے کے اس واقعہ کو بڑا چمکایا ہے اور کئی مفروضے قائم کر کے اس معتوب باپ کے مغضوب بیٹے یعنی مروان کی خوب پوزیشن خراب کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانانِ سلف کے حق میں بدگمانی اور سوءِ ظنی رکھنے سے محفوظ فرمائے۔ فرمانِ خداوندی ہے :-

"اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوۡا"

Marfat.com

حالانکہ اسلام میں قانون شرعی ہے جب مومن کسی معصیت سے توبہ کرے تو وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے اور اس شخص کی عدالت ساقط نہیں ہوتی۔ علماء نے فرمایا ہے کہ

"..... ولیست الذنوب مسقطة للعدالة اذا وقعت منها التوبة"

(العواصم من القواصم، ص ۹۴۔ للقاضی ابی بکر ابن العربی)

ان چیزوں کے پیش نظر تو باپ بیٹا دونوں قابلِ مواخذہ نہیں۔ ان کا ایمان و اسلام صحیح ہے اور دیانت درست ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ :-

(۱) ——— "جلاوطنی" کا واقعہ محدّثین کے نزدیک کوئی مسلّمات میں سے نہیں ہے۔ اس میں مختلف قسم کی مرویات ہیں جو درجہ صحت کو نہیں پہنچتیں۔

(۲) ——— اگر بالفرض یہ واقعہ درست ہے تو فرمانِ نبوی کے موافق وقوع پذیر ہوا۔ اس میں فرمانِ نبوی کے خلاف حضرت عثمانؓ کا کردار اور عمل نہیں تھا۔ بلکہ فرمانِ نبوی کے تحت تھا۔ اور حضرت عثمانؓ کا مقام بھی یہی ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ :

"..... وما کان عثمان لیصل مهجور رسول الله صلی الله علیه وسلم ولو کان اباه ولا ینقض حکمه"

"یعنی عثمان ایسے نہیں تھے کہ حضور علیہ السّلام کے مہجور کے ساتھ تعلق جوڑ دیں اور آنجناب کے حکم کو توڑ دیں اگرچہ ان کا باپ ہو"

(العواصم من القواصم، ص ۷۷، تحت جوابات مطاعن عثمانی)

Marfat.com

(۳) ــــــــ نیز الحکم کی یہ غلطی دائمی نہ تھی وقتی تھی اور قابلِ معافی تھی جس پر عفو ہُوا اور معاملہ درگزر کر دیا گیا۔

(۴) ــــــــ صغر سنی کے باوجود مروان کو اس مسئلہ میں قصور وار گردانا اور اسے قابلِ نفرت و مذمت قرار دینا نہایت ناانصافی ہے جو کسی طرح روا نہیں ہے۔

شُبہ دوم

مروان کے متعلق مروان کے مخالفین یہ چیزیں بڑی آب و تاب سے ذکر کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت کے امور کا اسے والی بنا دیا، اور خلافت کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں دے رکھی تھی اس کی وجہ سے اُمّت میں کئی فتنے کھڑے ہو گئے اور مروان کی خرابیوں کی وجہ سے حضرت عثمانؓ پر محاصرہ ہُوا اور وہ شہید کر دیئے گئے وغیرہ۔

ــــــــ "وولی مروان امرہٗ والقیٰ الیہ مقالید امورہٖ ودفع الیہ خاتمہ فحدث من ذالك قتل عثمان وحدث من الفتنة بین الامة ماحدث"

(منہاج الکرامۃ لابن مطہر الحلی الامامی الشیعی، ص ۶۷ آخر منہاج السنۃ، جلد چہارم طبع لاہور)

اِزالہ

مروان کی عہدہ داری

قبل ازیں بحث اوّل میں ہم درج کر چکے ہیں کہ :-

ــــــــ حضرت عثمانؓ نے مروان بن الحکم کو اپنا الکاتب (یعنی منشی) مقرر کیا ہُوا تھا۔ تمام سلطنت پر قابض یا اپنا نائب نہیں بنایا

Marfat.com

ہوا تھا۔ اس عہدہ پر مروان ہمیشہ سے نہیں تھا بلکہ بعض اوقات وہ بحرین پر حاکم و والی رہا ہے اور بعض دفعہ مروان نے جنگی مہموں میں بھی شرکت کی۔ مثلاً افریقہ کی جنگ میں دیگر اکابر کے ساتھ مروان بھی شامل تھا۔ اس پر حوالہ جات بحث اوّل میں دیئے جا چکے ہیں۔

اس سے واضح ہو گیا کہ کاتب کے عہدے پر مروان ہمیشہ نہیں رہا اور نہ ہی ان کے زعم کے موافق "مغضوب مروان" اپنے "معتوب باپ" الحکم کی وجہ سے حکومت کے کاموں پر کبھی اثر انداز ہوا۔

——— اور مروان کا کاتب ہونا صحابہ پر ناگوار نہیں تھا۔ اکابر صحابہ کرام پر ناگوار ہونے کا مسئلہ خواہ مخواہ فرض کر لیا گیا ہے۔ کیونکہ اکابر صحابہؓ کے نزدیک اگر مروان کا کاتبِ عثمانؓ ہونا غلط تھا تو جب حضرت عثمانؓ نے حکام کی متعلقہ شکایات کے ازالہ اور تبدیلی کے لیے اعلانِ عام کیا تھا کہ جس کو اس قسم کی شکایت ہو اس کو دُور کیا جائے گا۔ اس وقت کسی صاحب نے (خواہ صحابی ہو یا غیر صحابہ سے) مروان کے تبدیلِ منصب کا مسئلہ سامنے نہیں رکھا اور نہ اُس کی متعلقہ شکایات پیش کیں۔ (بحث اوّل میں حوالہ گزر چکا ہے) ——— بعد کے لوگوں نے آہستہ آہستہ ان اعتراضات کو چُن چُن کر اٹھایا اور پھیلایا ہے، حالانکہ عہدِ عثمانی میں صحابہ کرام اس پر معترض نہیں تھے۔

——— نیز یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے آخری تین سالوں میں بھی مروان کاتب رہا ہے اور اس دَور میں مروان کا والد الحکم کئی سال قبل یعنی ۳۲ھ میں فوت ہو چکا تھا۔ اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے کو مغضوب تصوّر کرنا اور صحابہ کرامؓ پر اس کا ناگوار گزرنا یہ ایک بالکل فرضی داستان ہے جس کو بیکار تاریخی روایات کے ذخیرہ سے بزور استنباط کیا گیا ہے (کسی صحیح

Marfat.com

روایت کی رُو سے) اعتراض قائم نہیں کیا گیا

——— اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے کسی قدیم صحابی کو معزول کر کے اس کے عہدے پر مروان کو فائز نہیں کیا بلکہ ابتدا ہی سے یہ عہدہ اسے دیا گیا۔ ملاحظہ ہو۔

(تاریخ خلیفہ بن خیاط، جزء اوّل، ص ۱۵۶-۱۵۷ تحت
تسمیۂ عمّالِ عثمان۔ مطبوعہ نجف اشرف عراق)

——— حضرت عثمانؓ کی خلافت ایک وسیع و عریض سلطنت تھی جس کے تحت بے شمار علاقے اور صوبہ جات تھے ان کا تمام نظم و نسق حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں تھا اور ان میں حکام کا عزل و نصب بھی حضرت عثمانؓ کے تحت تھا اور اس میں مروان کے کنٹرول کو کوئی دخل نہ تھا وہ ایک منشی اور محرّر کے درجہ میں کام کرتا تھا۔ ان دُور دراز ممالک پر عمّال و حکام کے ذریعہ خود حضرت عثمانؓ کا اعلیٰ حاکم ہونا قرینِ قیاس بھی ہے۔

قبل ازیں بحث اوّل میں سلطنتِ عثمانی کے مقبوضات کی وسعت کا ایک خاکہ درج کیا گیا ہے۔ یہاں پھر بطور یاد دہانی کے عثمانی سلطنت کا اجمالی نقشہ تحریر ہے جو ابن قتیبہ دینوری نے "المعارف" میں اور امام نووی نے تہذیب الاسماء میں لکھا ہے اور یہ عہد صدیقی و فاروقی سے مزید فتوحات و مقبوضات شمار کیے جاتے ہیں۔ مثلاً الرّی، الاسکندریہ، سابور، افریقیہ (مع اپنے صوبہ جات کے)، قبرس کے قلعے، سواحل بحر الروم، اصطخر الآخرہ، فارس الاولیٰ، جور، فارس الآخرہ، طبرستان، دارابجرد، کرمان، سجستان، الاساورہ (بحری)، ساحل الاردن۔ مرو (مع اپنے علاقہ جات کے) وغیرہ۔

(المعارف لابن قتیبہ، ص ۸۳-۸۴ تحت اخبار عثمانؓ)

Marfat.com

(۲) — تہذیب الاسماء للنووی، جلداول، ص ۳۲۳ –
تحت عثمان رضؓ بن عفان)

ان تمام ممالک اور علاقہ جات پر حضرت عثمان رضؓ کی بجائے مروان کی حکمرانی وفرمانروائی کا تصور صحیح سمجھنا اور دوسروں کو باور کرانا محض خوش فہمی ہے اور واقعات کے برعکس ہے اور اس دَور کی تاریخ پر بڑا ظلم ہے جسے منصف مزاج انسان قبول کرنے کو تیار نہیں۔

مروان کی دیانتدارانہ حیثیّت

مروان بن الحکم حضرت عثمانؓ کا چچازاد برادر تھا اور شخصی طور پر ایک اچھا اور دیندار انسان تھا۔ دینِ اسلام کی خدمات میں مصروف رہتا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے اس کو اپنی صاحبزادی ام ابان الکبریٰ نکاح کر دی تھی۔ قبل ازیں تذکرہ مروان میں اس کا حوالہ دیا جا چکا ہے (نسبِ قریش، ص ۱۱۲ تحت اولادِ عثمان رضؓ)۔

حضرت عثمانؓ کی دیانت و امانت پر اعتماد کرتے ہوئے ہم یقین کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضؓ نے کسی بے دین اور خلافِ شرع شخص کو اپنی صاحبزادی کا رشتہ نہیں دے دیا تھا بلکہ وہ دیندار آدمی تھا اور اس منصب و اعزاز کی اہلیت رکھتا تھا نیز وہ آیات و احادیث حضرت عثمانؓ کے سامنے تھیں جن میں وارد ہے کہ عاصی و ظالم اور بدکردار انسان کی طرف دستِ تعاون دراز نہ کیا جائے اور اس کے ساتھ دوستانہ رابطے قائم نہ رکھے جائیں۔

مختصر یہ ہے کہ مروان کی دینی صلاحیت کی خاطر حضرت عثمان رضؓ کا اس کے ساتھ ربط و تعلق قائم رکھنا ہی کافی ضمانت ہے جسے تاریخی ملغوبات کی وجہ سے رد نہیں کیا جا سکتا۔

عثمانی شہادت کے ایام اور مروان کا کردار

شہادتِ عثمانی سے قبل کئی واقعات

Marfat.com

ایسے رونما ہوئے جن کی وجہ سے واقعہ شہادت پیش آیا۔ شہادت کے اسباب وعلل کے متعلق ان ابحاث کے آخر میں انشاء اللہ حسبِ ضرورت مختصراً کلام کیا جائے گا۔ اب یہاں اس موقعہ پر مروان کی متعلقہ چیزیں پیش خدمت ہیں۔

حضرت عثمانؓ کا جب باغی وطاغی لوگوں نے محاصرہ کر لیا تو صحابۂ کرامؓ نے باغیوں اور حضرت عثمانؓ کے درمیان متنازعہ فیہ مسائل کو حل کرنے کی جدوجہد کی اور صحابۂ کرام کے ساتھ باغیوں کے شر سے مدافعت کے لیے مروان برابر شریک رہا۔ چنانچہ حضرت امام حسنؓ وحسینؓ، حضرت ابن عمرؓ، ابن زبیرؓ اور مروانؒ تمام حضرات ہتھیار لگا کر حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لیے ان کی حویلی میں داخل ہوئے اور مخالفین سے مقابلہ کرنے کی پوری آمادگی ظاہر کی تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ "میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم واپس ہو جاؤ اور ہتھیار رکھ دو اور اپنے گھروں میں بیٹھ جاؤ تو اس وقت ابنِ عمر اور حسنؓ وحسینؓ تو باہر آگئے لیکن ابن الزبیرؓ اور مروان نے کہا کہ ہم نے اپنے آپ پر لازم کر دیا ہے کہ مدافعت کی خاطر اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے (ابتدائی مراحل میں یہ ان حضرات کی طرف سے ایک پیش کش تھی)۔

خلیفہ بن خیاط نے اپنی تاریخ میں اس چیز کو بالفاظ ذیل درج کیا ہے:۔

"عن محمد بن سیرین قال انطلق الحسنؓ والحسینؓ وابن عمرؓ وابن الزبیر ومروان کلھم شاک فی السلاح حتیٰ دخلوا الدار فقال عثمانؓ اعزم علیکم لما رجعتم فوضعتم اسلحتکم ولزمتم بیوتکم فخرج ابن عمرؓ والحسنؓ والحسینؓ فقال ابن زبیرؓ ومروان ونحن نعزم علیٰ انفسنا ان لا نبرح"

(تاریخ خلیفہ بن خیاط، ص ۱۵۱-۱۵۲-ج ا طبع اوّل طبع نجف اشرف عراق تحت الفتنہ فی زمنِ عثمانؓ۔

Marfat.com

——— یہ مُفسد لوگ اپنے قلوب میں ایک غرضِ فاسد رکھتے تھے جس کو پُورا کرنے کے لیے انہوں نے کئی حیلے تجویز کیے ہوئے تھے۔ ان حیل میں سے فساد کھڑا کرنے کا آخری حیلہ یہ تجویز کیا کہ حضرت عثمانؓ سے مطالبات منوانے کے بعد واپس ہولیے اور کچھ مراحل دُور جانے کے بعد پھر یہ تمام بصری، کوفی، مصری باغی یکدم مدینہ پر پلٹ پڑے اور پھر دوبارہ حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا اور صحابہ کرامؓ پر اپنے لوٹنے کی یہ وجہ ظاہر کی کہ ہم نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے ایک خط پکڑا ہے جس کو ناقہ سوار حاکمِ مصر کی طرف لے جارہا تھا۔ اس میں تھا کہ "جب یہ مصری وفد واپس پہنچے تو اس کے فلاں فلاں آدمی کو سزا دی جائے" اس خط پر حضرت عثمانؓ کی مُہر لگی ہوئی تھی اور خط بردار حضرت عثمانؓ کے اونٹ پر سوار تھا۔

لہٰذا حضرت عثمانؓ نے ہمارے ساتھ بدعہدی کر دی ہے اور ہمیں دھوکہ دیا ہے اس وجہ سے ہم عثمانؓ کو ختم کر دیں گے۔

——— صحابہ کرام نے جب واقعہ کی اصلیت معلوم کرنے کے لیے حضرت عثمانؓ سے گفتگو کی تو حضرت عثمانؓ نے حلف اٹھا کر فرمایا کہ مجھے اس چٹھی کے متعلق کوئی علم نہیں اور نہ ہی مَیں نے تحریر کروائی ہے (توجواباً) باغیوں نے کہا کہ اس خط پر آپ کی مُہر لگی ہوئی ہے اور آپ کے ہی اونٹ پر خط بردار سوار ہے۔ (اس لیے اور کوئی نہیں ہو سکتا)۔ پھر بعض لوگوں نے کہا کہ یہ مروان بن الحکم کا لکھا ہُوا ہو گا اس کو ہمارے حوالے کیا جائے تو اس وقت مروان نے بھی حلف اٹھا دیا (کہ مَیں نے نہیں لکھا) اور حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ اس معاملہ میں اور کچھ نہیں ہو سکتا اور مروان کو ان کے حوالے نہ کیا پھر باغیوں نے حضرت عثمانؓ کی حویلی کا محاصرہ کر لیا۔ اور موقعہ پا کر حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا جس کی وجہ سے

Marfat.com

مسلمانوں کے درمیان ایک بڑے فتنے کا دروازہ کھل گیا۔

ابنِ خلدون اس موقعہ کی تفصیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

"فانصرفوا قلیلاً ثم رجعوا وقد لبسوا بکتاب مدلّس یزعمون انهم لقوه فی ید حاملهٖ الیٰ عامل مصر بان یقتلهم وحلف عثمان علیٰ ذالک فقالوا مکنّا من مروان فانه کاتبک فحلف مروان فقال لیس فی الحکم اکثر من هٰذا فحاصروه بداره ثم بیّتوه علیٰ حین غفلةٍ من الناس وقتلوه وانفتح باب الفتنة۔"

(مقدمہ لابن خلدون لعبد الرحمٰن بن خلدون المغربی الفصل الثلاثون فی ولایتہ العہد ص ۲۱۵-۲۱۶ مطبع مصر۔ ص ۳۸۱-۳۸۲، مطبع بیروت۔

ایک مصنوعی خط

عثمانی شہادت کے موقعہ پر ان اشرار و مفسدین نے جو جعلی خطوط صحابہؓ کی جانب سے اپنے پروپیگنڈے کے لیے پھیلائے تھے ان میں ایک خط یہ بھی تھا جو ناقہ سوار کے ذریعہ حاکمِ مصر کی طرف بھیجا جا رہا تھا۔ یہ حضرت عثمانؓ پر افترا باندھ کر تیار کیا گیا تھا اور مروان کو تو کاتب عثمان ہونے کی وجہ سے شامل کر لیا گیا۔

قتلِ عثمانؓ کے لیے یہ ایک معقول بہانہ تجویز کیا گیا تھا۔ مؤرخین علماء نے ان خطوط کے جعلی ہونے کی صراحت کر دی ہے۔ ابنِ کثیر لکھتے ہیں کہ :

"هٰذا کذبٌ علی الصحابة انما کتبت مزوّرة علیهم کما کتبوا من جهة علیؓ وطلحة والزبیرؓ الی الخوارج کتباً مزوّرةً علیهم انکروها ۔۔۔ وهٰکذا زوّر هٰذا الکتاب علیٰ عثمان ایضاً فانه لم

یامر بہ ولم یعلم بہ ایضاً ''

(البدایہ، ج ۷، ص ۱۷۵ بحث مجی الاحزاب الی عثمانؓ)

مروان کو مطعون کرنے والی تاریخی روایات کا ایک جائزہ

معترض بزرگوں نے اس موقعہ پر مروانی کردار کا عجیب نقشہ مرتب فرمایا ہے۔ ذیل میں پیش خدمت ہے۔ اس کو ملاحظہ فرما کر پیشِ نظر رکھیے۔ پھر جواب کے لیے قلیل سا انتظار فرمایئے۔

——— عثمانی دَور کے آخر میں فتنہ انگیزی اور شر خیزی مروان کے سکرٹری کے عہدہ پر مامور رہنے کی وجہ سے ہوئی۔

——— اکابر صحابہ کرامؓ اور حضرت عثمانؓ کے مابین تعلقات خراب کرنے کی مروان نے مسلسل کوشش کی۔

——— اس موقعہ پر مروان نے صحابہ کے مجمع میں ایسی تہدید آمیز تقریریں کیں جن کا سُننا صحابہ کے لیے "طلقاء" کی زبان سے ناگوار اور مشکل تھا۔

——— حضرت عثمانؓ کے لیے اس موقع کی مشکلات پیدا کرنے کی ذمّہ داری سراسر مروان پر عائد ہوتی ہے اور یہی عظیم فتنہ کا سبب بنا۔

مختصر یہ ہے کہ محمد بن مسلمہ انصاری صحابیؓ اور مروان کے مابین سخت کلامی حضرت علیؓ کی مروان پر سخت تنقید کرنا اور تمام معاملہ کا اسے ذمہ دار ٹھہرانا، حضرت عثمانؓ کی بیوی نائلہ کا مروان کو غلط کار اور مفسد قرار دینا وغیرہ، ان سب معاملات کی تان مروان پر آکر ٹوٹتی ہے''

——— جواباً عرض ہے کہ جس تاریخی مواد کی بنا پر" مبارک خاکہ" بالا تجویز فرمایا گیا ہے اس کو نقلاً عقلاً جانچ لیا جائے اور تجزیہ کر لیا جائے۔ اگر صحیح ہوا تو پھر یہ سب کچھ درست ہے۔ اگر معاملہ برعکس ہوا اور بنیاد ہی خراب ٹھہری تو اعتراض

Marfat.com

کی تمام عمارت ہی بیکار ہو گی۔ اب توجہ فرمائیے۔

اولاً ——— مروان کے عہدۂ کتابت پر مامور رکھنے اور تقرّب دینے کا مسئلہ جہاں مذکور ہے وہاں یہ چیز "قَالُوا" کے الفاظ سے نقل کی گئی ہے (یعنی یہ بات لوگ کہتے ہیں) حضرت عثمانؓ کے دور تک بسند صحیح یہ بات نہیں پہنچی۔ واقعہ تک بسند صحیح پہنچنا مشکوک ہو گیا۔ خدا جانے کس قسم کے لوگ ہیں؟ کیسے ہیں؟ جو مروان کو مامور کرنے اور تقرّب دینے پر حضرت عثمان پر اعتراض کر رہے ہیں؟

(طبقات ابن سعد، ج ۵، ص ۲۴-۲۵- تحت مروان بن الحکم، طبع اول لیدن)

——— پھر حضرت عثمانؓ اور صحابہ کرام کے تعلقات کو مروان کا خراب کر دینا' صحابہ کے مجمع میں مروان کا تہدید آمیز لیکچر دینا، اس موقعہ کی مشکلات پیدا کرنے کی مروان کی ذمہ داری، محمد بن مسلمہ انصاریؓ کا اور حضرت علی المرتضیٰؓ کا اور حضرت عثمانؓ کی بیوی نائلہ کا مروان کے حق میں سخت تنقید کرنا اور تلخ نوائی کرنا وغیرہ۔ ان روایات کے ناقل اور راوی جناب حضرت واقدی صاحب ہیں "طبری شریف" اٹھا کر ملاحظہ فرمالیں۔ متعدد مقامات پر یہ روایات درج ہیں۔ ذیل مقامات کو ملاحظہ فرما دیں:-

(تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۰۹-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۸-۱۱۹- تحت عنوان ذکر سیر من سار الی ذی خشب من اہل مصر... الخ- زیر حالات ۳۵ھ- طبع قدیم مصری)

اہلِ علم حضرات تو معاملہ سمجھ گئے ہونگے مگر عوام دوستوں کے لیے عرض ہے کہ مذکورۃ بالا روایات کا ناقل ایک غیر معتبر اور ضعیف شخص ہے جس کی اس نوع کی روایات کو قبول کرنا علماء نے ترک کر دیا ہے۔ اس کی روایات صدق وکذب

Marfat.com

کا مجموعہ ہیں ان کو تسلیم کر لینا گویا سچ و جھوٹ کے امتیاز کو ختم کر دینے کے مترادف ہے۔ خصوصاً وہ چیزیں جن کی وجہ سے صحابہ کا بہترین دَور داغدار ہوتا ہو اور بالواسطہ حضرت عثمانؓ کی پوزیشن خراب ہوتی ہو ان کو بالکل تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ یہ روایات جعلی ہیں۔ ان میں صدق و کذب کو مخلوط کر دیا گیا ہے۔

اہلِ علم کی تسلّی کے لیے ایک دو حوالے حضرت واقدی صاحب کی پوزیشن واضح کرنے والے پیش خدمت ہیں۔ القلیل یدلّ علی الکثیر۔

واقدی پر بعض محققین علماء نے بالفاظ ذیل نقد کیا ہے۔ مثلاً میزان الاعتدال میں علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں:

(۱) "..... قال احمد بن حنبل ھو کذّاب یقلّب الاحادیث ..."

قال البخاری و ابو حاتم متروک ..... و استقر الاجماع علی وھن الواقدی"

(میزان الاعتدال للذہبی، ج ۳، ص ۱۱۰ طبع قدیمی مصری تحت محمد بن عمر بن واقد الاسلمی)

(۲) اور تذکرۃ الحفاظ میں ذہبی لکھتے ہیں کہ

"..... لم استق توجمتہ ھنا لاتفاقھم علی ترک حدیثہ ... الخ"

(تذکرۃ الحفاظ، ص ۳۴۸، ج ۱ طبع بیروت، تحت الواقدی محمد بن عمر بن واقد الاسلمی)

(۳) ـــــ اور حافظ ابن حجر تہذیب میں درج کرتے ہیں کہ

"..... قال البخاری الواقدی مدنی سکن بغداد متروک الحدیث ..... قال احمد بن حنبل الواقدی کذّاب ..

... قال الشافعی کتب الواقدی کلھا کذبٌ ... الخ"

Marfat.com

(تہذیب التہذیب لابن حجر، ص ۳۶۴-۳۶۶، ج ۹ تحت محمد بن عمر الواقدی)
(نیز اس سلسلہ میں الفہرست لابن الندیم صدد ۱۵۱ تحت اخبار الواقدی
بھی قابل ملاحظہ ہے)

مطلب یہ ہے کہ واقدی غیر معتمد اور متروک شخص ہے۔ اس کی اس نوع کی روایت متروک اور غیر مقبول ہے اور دوسرے محدثین اور مؤرخین کی روایات سے تصحیح اور توافق کے بغیر واقدی کی روایات کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

ثانیاً ــــــ بالفرض اگر مروانی کردار کا مجوزہ مذکورہ نقشہ درست ہے اور اس موقعہ کے فساد اور خرابیوں کا بنیادی سبب مروان ہے تو پھر ہاشمی حضرات (حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ و حسینؓ، ابن عباسؓ وغیرہ) اور دیگر صحابہ کرام، مثلاً ابن عمرؓ، زید بن ثابتؓ ابوہریرہؓ وغیرہم، حضرت عثمانؓ کی حفاظت کرنے اور ان کی حمایت کرنے اور ان کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرنے سے دست بردار کیوں نہیں ہوتے؟ ہتھیار لگا کر "مدافعت عثمانی" کیوں کرتے رہے؟ پانی بند ہونے پر پانی پہنچانے کے سامان کیوں کیے؟ حضرت عثمانؓ قسمیں دے دے کر ان کو تلوار اٹھانے سے روکتے تھے۔ یہ لوگ پھر بھی آخری دم تک حفاظتی تدابیر کرتے رہے۔ اس مرحلہ میں حضرت عثمانؓ کا کیوں ساتھ دیا اور ایسا کیوں تعاون کیا؟

(تاریخ خلیفہ بن خیاط، جزاوّل، ص ۱۵۰-۱۵۱۔
تحت فتنہ زمن عثمانؓ)

یہ حضرات حضرت عثمانؓ کو صاف کہہ دیتے کہ یہ تمام شر و فساد مروان نے اٹھایا ہے جس کے ہاتھ میں آپ نے تمام سلطنت کی باگ ڈور دے رکھی ہے اور سیکرٹری خاص بنا رکھا ہے۔ تمام فتنہ کی ذمہ داری اس پر ہے لہذا مروان جانے اور آپ کا کام جانے ہم اس غلط کام میں تعاون نہیں کر سکتے حکم خداوندی ہے کہ "وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ

إِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۔ (پ ۶)

نیز یہ چیز بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ مصری وفد کے حق میں جو خط پکڑا گیا تھا جس میں محمد بن ابی بکر وغیرہ کے قتل کا حکم درج تھا، شتر سوار لے کر جا رہا تھا وہ بھی اگر مروان نے ہی لکھ کر ارسال کیا تھا تو ایسے شریر انسان کو تو پہلے قتل کرنا چاہیے تھا اور عثمانؓ کو قتل کر دیا گیا، لیکن مروان کو چھوڑ دیا۔ یہ کیا معاملہ ہے ؟

ثالثاً ۔۔۔۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جنگ جمل پیش آئی۔ اس وقت مروان حضرت علیؓ کی جماعت کے ہاتھوں گرفتار ہوا۔ حضرت علیؓ کی جماعت کے مخالفین میں سے تھا۔ حسنینؓ نے مروان کے لیے حضرت علیؓ کے ہاں معافی کی سفارش کی۔ انہوں نے معافی دے دی۔ اس سفارش کا مسئلہ ذیل مقامات میں درج ہے اور قبل ازیں متعلقات مروان میں سُنّی و شیعہ دونوں کتب سے نقل کیا گیا ہے:-

(سُنّی) (۱) ۔۔۔۔ السنن لسعید بن منصور، ص ۳۶۶۔ باب جامع الشہادۃ روایت ۲۹۴۷۔ طبع مجلس العلمی کراچی۔ ڈابھیل۔

(شیعہ) (۲) ۔۔۔۔ نہج البلاغۃ، ص ۱۲۳۔ فی خطبۃ لہٗ علیہ السلام علّم فیہا الناس الصلوٰۃ علی النبیؐ، طبع مصری۔

بقول معترضین اگر مروان تمام شرارتوں کی جڑ تھا اور اس کی وجہ سے فتنۂ عثمانی پیش آیا تھا تو حسنینؓ نے ایسے آدمی کی سفارش کیوں کی ؟ اور حضرت علیؓ نے قبول کیوں کی ؟ اس کو تو ختم کر دینا چاہیے تھا۔ مروان کے حق میں سفارشیں اور معافیاں کیوں جاری ہوئیں ؟

ان تمام حالات پر غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعۂ عظیمہ اور اس کے مبادی کا اصل سبب مروان کی کارستانیاں نہیں ہیں بلکہ اس کے اسباب دوسرے ہیں۔ اس کے متعلق انشاء اللہ تعالیٰ ابحاث ہٰذا کے آخر میں مستقل عنوان

Marfat.com

قائم کر کے مختصراً کلام کیا جائے گا۔

——— معترض لوگوں کو چونکہ عثمانی دور کی خرابیاں' خامیاں' اور نقائص مدوّن کرنے مقصود خاطر ہیں اس لیے وہ اپنے "مزعومہ مقاصد" کے اتمام کے لیے اپنے زورِ قلم سے تاریخ کے ردّی مواد سے یہ مباحث مستنبط فرماتے ہیں

——— اعتراض کنندگان کی اس کارکردگی سے مروان کو نقصان پہنچے یا نہ پہنچے مگر حضرت سیدنا عثمان (خلیفہ راشدؓ) کا کردار ضرور عیب دار ہوتا ہے اور ان کے حق میں سوءِ ظنی یقیناً پھیلتی ہے (یا اَسفا!) اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون۔

شُبہ سوم

بنو اُمیّہ اور الحکم کی اولاد مروان وغیرہ کا "مُبغوض" و "ملعُون" ہونا

معترض دوست چند ایسی روایات اس موقعہ پر پیش کرتے ہیں جن میں بنی اُمیّہ اور پھر اولادِ حکم (مروان) وغیرہ کا مکروہ و مبغوض ہونا اور لعین ہونا دکھایا جاتا ہے۔ اس مسئلے کی متعلقہ چند روایات سامنے رکھ کر یہاں مختصراً بحث کی جاتی ہے تاکہ حقیقت واقعہ صحیح طور پر معلوم ہو سکے۔ اور اعتراض کا بے جا ہونا ثابت ہو سکے۔

ازالۂ شبہ

اس مقام میں دو طریقہ سے بحث پیشِ خدمت کی جائے گی۔

روایتہً ——— و درایتہً

Marfat.com

۱ - یعنی پہلے ان روایات کو باعتبار نقل کے جانچنا ہوگا۔ روایت کے قواعد کی رُو سے ان کا کیا مقام ہے؟ قابلِ قبول ہیں؟ یا قابلِ رد ہیں؟ علماء نے ایسی روایات پر کیا حکم لگایا ہے؟

۲ - دوسرے یہ دیکھنا ہوگا کہ باعتبار عقل کے یہ روایات لائقِ تسلیم ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ اور یہ واقعات کے بالکل متضاد و متعارض تو نہیں پائی جاتیں؟ ان چیزوں کے متعلق غور و فکر کرنے سے خود بخود مسئلہ واضح ہو جائے گا اور نقلاً و عقلاً بحث کر لینے کے بعد کوئی خفا باقی نہ رہے گا (انشاء اللہ تعالیٰ) کہ اس قسم کی روایات بے اصل ہیں اور واقعات کے برخلاف ہیں۔

(۱)

مبغوض ہونا

صحابہؓ بنو امیہ کے ساتھ عناد رکھنے والے دوستوں کی طرف سے ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ ابو برزہ اسلمیؓ کہتے ہیں کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تمام قبائل میں سے بہت مبغوض (قابلِ نفرت) تین قبیلے تھے۔ ایک بنو امیہ، دوسرے بنو حنیفہ، تیسرے ثقیف تھے"۔

"..... عن ابی برزۃ الاسلمی قال کان ابغض الاحیاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو امیۃ، بنو حنیفۃ و ثقیف ....."

المستدرک للحاکم، ص ۴۸۰-۴۸۱، جلد رابع تحت کتاب الفتن والملاحم ذکر ابغض الاحیاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

——— نیز بعض روایات میں پایا جاتا ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم تین قبائل کو مکروہ جانتے تھے۔ ثقیف و بنو امیّہ و بنو حنیفہ۔

اوّلاً ——— یہاں یہ بات قابلِ وضاحت ہے کہ ابو برزۃ اسلمیؓ کی یہ روایت حاکم نے یہاں ایک واسطہ سے امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے صاحبزادے عبداللہ سے نقل کی ہے۔ ہم نے مُسند احمد جلد رابع کی طرف رجوع کر کے ابو برزہ اسلمی کی تمام مرویات دیکھی ہیں۔ اس میں یہ روایت دستیاب ہوتی ہے لیکن وہاں بنو امیّہ کے الفاظ مفقود ہیں۔ صرف بنو حنیفہ و ثقیف کا ذکر موجود ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

(مُسند احمد، ج ۴، ص ۴۲۰۔ تحت مسندات ابی برزۃ اسلمی۔ اوّل مسند البصریّین۔ طبع اوّل مصری)

یہاں سے واضح ہوا کہ اصل روایت میں بنو امیّہ کے الفاظ نہیں ہیں۔ بعد میں بعض راویوں کی طرف سے روایت میں داخل کر دیئے گئے ہیں۔ اس کو ادراج راوی کہا جاتا ہے اور یہ راویوں کے تصرّفات کا ادنیٰ کرشمہ ہے اور کئی راوی روایات میں اس طرح کمی بیشی کر دیا کرتے ہیں۔

ثانیاً ——— قابلِ غور یہ چیز ہے کہ اگر یہ روایت درست ہے اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نزدیک قبیلہ بنو امیّہ نہایت مبغوض و مکروہ اور قابلِ نفرت تھا تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مندرجۂ ذیل افعال کس طرح درست ہوئے؟ اور بنو امیّہ کے ساتھ مندرجۂ ذیل معاملات کیسے جاری رکھے گئے؟ فرمانِ نبوی کے ذریعہ یہ قبیلہ قابلِ مذمّت و لائقِ نفرت ہوا۔ اور عملِ نبوی نے ان کے ساتھ حسنِ معاملہ کر دیا۔ یہ عجیب بات ہے۔

——— اسی طرح مبغوض و مکروہ قبیلہ بنو امیّہ کے ساتھ بنو ہاشم نے روابطِ نسبی اور دیگر تعلقات کیوں قائم دائم رکھے؟ اور صدیقِ اکبرؓ اور فاروقِ اعظمؓ

Marfat.com

نے بھی بنو اُمیّہ سے اچھے معاملات کیسے روا رکھے ؟ اور اسلامی حکومت میں کس طرح انہیں عمدہ مناصب دے دیئے ؟ ذیل میں بطور یاد دہانی چند اُمور پیش کر دیتے ہیں۔ ان کو ملاحظہ فرما کر مسئلہ ہٰذا میں تدبّر و تفکّر فرماویں۔ کتابوں کے حوالہ جات ان کے لیے قبل ازیں گزر چکے ہیں۔ رجوع فرما کر تسلّی کر لیں۔

نسبی تعلقات

۱۔ صاحبزادی حضرت رقیہؓ بنتِ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نکاح حضرت عثمانؓ اموی کے ساتھ تھا۔

۲۔ صاحبزادی اِمِ کلثومؓ بنتِ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نکاح حضرت عثمان اُموی کے ساتھ تھا۔

۳۔ اِمِ حبیبہؓ بنتِ ابی سفیان (اُموی) نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نکاح میں تھیں۔

۴۔ حضرت علیؓ کے حقیقی برادر جعفر طیّار کے بیٹے (عبداللہ بن جعفر) کی بیٹی اِمِ کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ کے بیٹے ابان بن عثمانؓ بن عفان (اموی) کے ساتھ ہوا۔

۵۔ سیّدنا امام حسینؓ کی لڑکی سکینہ بنتِ حسینؓ کا نکاح حضرت عثمان (اموی) کے پوتے زید بن عمرو بن عثمانؓ کے ساتھ تھا۔

۶۔ سیّدنا امام حسینؓ کی لڑکی فاطمہ بنت حسینؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ (اموی) کے پوتے عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان کے ساتھ تھا۔

۷۔ سیّدنا امام حسنؓ کی پوتی اِمِ القاسم بنت حسن بن حسن کا نکاح حضرت عثمانؓ (اموی کے پوتے مروان بن ابان بن عثمانؓ سے تھا۔ (مذکورہ رشتوں کے کتابی حوالہ جات سوا اِمِ حبیبہؓ کے "رحماء بینہم" حصّہ سوم عثمانی کے باب

Marfat.com

اوّل میں تفصیلاً گزر چکے ہیں) ۔

۸ ۔ امیر معاویہؓ کی بہن (ہند بنت ابی سفیان) اُموی کا نکاح حضرت علیؓ کے چچا زاد برادر حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم کے ساتھ ہُوا ۔

۹ ۔ حضرت علیؓ کے چچا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کی پوتی لبابہ بنت عبیداللہ بن عباس کا نکاح امیر معاویہؓ کے بھتیجے ولید بن عُتبہ بن ابی سفیان (اموی) کے ساتھ ہُوا ۔

۱۰ ۔ حضرت جعفر طیارؓ کی پوتی رملہ بنت محمد بن عبداللہ بن جعفرؓ کا نکاح پہلے سلیمان بن ہشام بن عبدالملک اموی کے ساتھ ہُوا ۔ اس کے بعد امیر معاویہؓ کے بھتیجے ابوالقاسم بن الولید بن عتبہ بن ابی سفیان (اموی) کے ساتھ ہُوا ۔

(ان رشتہ داریوں کے حوالہ جات قبل ازیں بحث ثانی میں امیر معاویہؓ کے خاندان کے ساتھ رشتوں کے عنوان میں مذکور ہو چکے ہیں رجوع فرماویں)

سیّد الکونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نزدیک جو قبیلہ مکروہ و مبغوض ہو اس کے ساتھ اس طرح کے برادرانہ تعلقات اور نسبی روابط قائم کرنے کس طرح درست ہوئے؟ سوچیے اور انصاف فرمائیے ۔

غیر نسبی روابط

۱ ۔ نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جناب میں حضرت عثمانؓ (اموی) کاتبِ وحی تھے ۔ (یہ مسئلہ مسلّمات میں سے ہے) ۔

۲ ۔ اسی طرح امیر معاویہؓ بھی کاتبِ نبوی تھے (یہ مسئلہ بھی مسلّمات میں سے ہے)۔

Marfat.com

۳ - حضرت عثمانؓ (اموی) عہدِ نبوی میں متعدد دفعہ کئی اُمور کے ذمّہ دار وعہدیدار بنائے گئے۔

۴ - امیر معاویہؓ اموی کو عہدِ نبوی میں کئی اُمور کا والی بنایا گیا اور عہدِ صدیقی و فاروقی میں متعدّد بار امیر وحاکم بنائے گئے۔

(بحث اوّل تحت عنوان "الشام" حوالے دے دیئے گئے ہیں)۔

۵ - حضرت ابوسفیانؓ (امیر معاویہؓ کے والد) اموی کو نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نجران کے علاقہ پر عامل وحاکم بنایا۔

۱ ــــ منہاج السنّہ لابن تیمیہؒ، ص ۱۷۵ - ۱۷۶ - ج ۳ -

۲ ــــ المنتقٰی للذہبی، ص ۳۸۲ - ۳۸۳ -

۶ - اور یزید بن ابی سفیانؓ (امیر معاویہؓ کے برادر) اموی کو صدیقِ اکبرؓ نے فتوحِ الشام کے لیے افواج پر والی وامیر بنا کر روانہ کیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے یزید ہٰذا کو اس کام پر مامور رکھا۔ (بحوالہ مذکور)

۷ - حضور نبی کریم علیہ السّلام نے عتاب بن اسید اموی کو مکّہ پر حاکم بنایا۔ (بحوالہ مذکور)

۸ - خالد بن سعید بن العاص اُموی کو عہدِ نبوی میں بنی مَذحج کے صدقات پر اور صَنعاء اور یمن پر عامل وحاکم بنایا گیا۔ (بحوالہ مذکور)

۹ - ابان بن سعید بن العاص اموی کو عہدِ نبوی میں پہلے سرایا پر عامل بنایا گیا۔ پھر العلا بن الحضرمی کے بعد البحرین کا حاکم مقرر کیا گیا۔ (بحوالہ مذکور)۔

۱۰ - عمروؓ بن سعید بن العاص اموی کو عہدِ نبوی میں تیما، خیبر، قریٰ عربیہ پر حاکم

لہ (قولہٗ عمرو بن سعید بن العاص) یہاں اصل کتاب میں عثمان بن سعید لکھا ہوا ہے۔

Marfat.com

بنا یا گیا۔

(۱)۔۔۔۔۔ بحوالہ مذکور یعنی منہاج السنّہ،ص ۱۷۵-۱۷۶-
ج ۳۔تحت جوابات مطاعن عثمانی۔طبع لاہور

(۲)۔۔۔۔۔ تاریخ خلیفہ ابن خیاط،ج ۱،ص ۶۱-۶۲۔تحت
تسمیۃ عمالہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

سیّد الکونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نزدیک جو قبیلہ مکروہ و مبغوض و قابلِ نفرت ہو اسے یہ عزت کے مواقع کیوں مہیا کیے گئے؟ اور نبوی، صدیقی، فاروقی دور میں ان لوگوں پر اعتماد کرتے ہوئے مذکورہ ذمہ داریاں کیوں سپرد فرمائی گئیں؟ غور و فکر کے بعد خود فیصلہ فرمائیے۔

بنو اُمیّہ کے حق میں حضرت علیؓ کے اقوال

متعدد مقامات میں حضرت علی المرتضیٰ سے قبیلہ بنو امیّہ کے حق میں فضیلت اور منقبت کے اقوال منقول ہیں جن سے حضرت علیؓ کے نظریات بنو امیّہ کے متعلق واضح ہوتے ہیں۔مثلاً:-

۔۔۔۔۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ ایک شخص نے قبائلِ قریش کے متعلق حضرت علیؓ سے سوال کیا تو حضرت علیؓ نے دیگر قبائل کی صفات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ

۴۔لیکن صحیح یہ ہے کہ عمرو بن سعید بن العاص ہے۔وجہ یہ ہے کہ انساب و رجال کی عام متداول کتابوں میں (جو بندہ کے پاس ہیں) سعید بن العاص کی اولاد میں عمرو تو مذکور ہے۔ لیکن عثمان بن سعید اولاد میں نہیں ملتا۔معلوم ہوتا ہے کہ ناقل کے قلم سے سہو ہو گیا ہے۔اور عمرو کی بجائے عثمان لکھا گیا ہے تا حال بندہ کی تحقیق یہی ہے۔

لعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً (منہ)

Marfat.com

قبیلہ بنو امیہ کے فضائل بالفاظِ ذیل بیان فرمائے۔

—— ہمارے بھائی بنو امیہ ہم میں سے بھاری عقل والے اور روزنی فہم و فراست والے ہیں ....

—— ہمارے برادران بنو امیہ زیادہ حلم والے ہیں۔

—— بہر حال ہمارے بھائی بنو امیہ افواج و جیوش کی قیادت کرنے والے ہیں۔

—— لوگوں کو خوراک و طعام مہیا کرنے والے ہیں اور عزت کی مدافعت اور حرمت کی حمایت کرنے والے ہیں ....."

—— عن ابن سیرین قال قال رجل لعلیٍّ اخبرنی عن قریشٍ قال ارزننا احلامًا اخوتنا بنی امیّۃ۔"

(المصنّف لعبد الرزاق، ج ۵ ص ۴۵۱ تحت عنوان بیعۃ ابی بکر)

—— "... فقال (علی) اوزننا احلامًا اخواننا بنوا میّۃ۔"

(المصنف لعبد الرزاق، ج ۱۱، ص ۵۶، باب فضائل قریش)

—— "... فقال (علی) اما اخواننا بنوا میّۃ فقادۃٌ ادبۃٌ ذادۃٌ۔"

(۱) —— المصنف لعبد الرزاق، ج ۱۱، ص ۵۷ تحت فضائل قریش۔

(۲) —— کتاب الفائق للزمخشری، ج ۲، ص ۴۲۶ – تحت نون مع الجیم۔ طبع دکن۔

Marfat.com

حاصلِ کلام

مختصر یہ ہے کہ قولِ نبویؐ و عملِ نبویؐ کے ذریعہ اور حضرت صدیقِ اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کے تعامل کی روشنی میں یہ بات واضح ہوئی کہ صحابہ بنوامیّہ کو مبغوض و مکروہ جاننا واقعات کے برخلاف ہے۔ خود حضرت علیؓ کے فرامین کے برعکس ہے۔ بلکہ ان کا منظور و مقبول ہونا مستحسن و پسندیدہ ہے اور جن روایات میں بغض و کراہتِ بنی امیّہ کا ذکر پایا گیا ہے وہ درست نہیں بلکہ رواۃ کی طرف سے مُدرج معلوم ہوتی ہیں۔

۲

"ملعُون ہونا"

أوّل (۱) —— عبداللہ بن عمروؓ بن العاص کہتے ہیں کہ ہم حضور علیہ السّلام کے پاس بیٹھے ہُوئے تھے اور میرے والد اپنے گھر کپڑے بدلنے گئے تاکہ یہاں آکر مجلس میں شریک ہوں۔ اس اثناء میں حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ تمہارے پاس لعین شخص داخل ہوگا۔ عبداللہ کہتا ہے کہ مَیں اندر باہر دیکھتا رہا۔

"حتیٰ دخل فلاں یعنی الحکم"۔ حتیٰ کہ داخل ہُوا فلاں شخص۔ راوی کہتا ہے یعنی حکم داخل ہُوا۔"

(بحوالہ مُسند احمد، تحت روایات عبداللہ بن عمرو بن العاص)

قابلِ توجہ یہ بات ہے کہ یہ روایت اخبارِ آحاد میں سے ہے اگر اس کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو آپؐ نے کسی شخصِ معیّن کا نام لے کر لعنت نہیں فرمائی بلکہ لعین شخص کے

داخل ہونے کی اطلاع کی۔ پھر وہ فلاں شخص مجلس میں داخل ہوا۔ راویوں میں سے ایک راوی کہتا ہے کہ وہ حکم ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اصل روایت میں "حکم" کا نام تصریحاً مذکور نہیں تھا۔ لیکن بعد میں "فلاں" سے مراد "حکم" لیا گیا۔ اس طریقہ سے یہ روایت اپنے مضمون پر صریح الدلالت نہ ہوئی بلکہ راوی کا اپنا گمان ٹھہرا۔

دوم (۲)۔۔۔ عبداللہ بن زبیرؓ سے منقول ہے کہ وہ کعبہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کی ایک روایت سنائی کہ:۔

"لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاناً وما ولد من صلبہ۔"

"یعنی حضرتؐ نے لعنت فرمائی فلاں شخص پر اور جو اس کی پشت سے اولاد ہوئی۔"

(مسند احمد تحت مسندات عبداللہ بن زبیرؓ)

روایت ہذا اخبار آحاد میں سے ہے۔ اگر اس کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس میں ایک ایسے شخص اور اس کی اولاد پر لعنت کی گئی ہے جس کا نام اور تعین کچھ معلوم نہیں۔ نہ اس کا نام روایت میں ہے اور نہ ہی کسی راوی نے واضح کیا ہے۔

لہٰذا یہ روایت مدّعا مذکور کو مثبت نہ ہوئی اور معلوم نہ ہو سکا کہ "فلاں" سے مراد کون شخص ہے؟ جو دلیل مدعا کو ثابت نہ کر سکے وہاں تقریب تام نہیں ہوتی۔

سوم (۳)۔۔۔ عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ:۔

"انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن الحکم وولدہ۔"

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "الحکم" اور اس کی اولاد پر لعنت کی۔"

Marfat.com

(المستدرک للحاکم، کتاب الفتن والملاحم تحت ذکر البغض لا احیاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، طبع اوّل دکن۔

اس روایت کی سند کے متعلق علماء کرام نے نقد اور جرح کر دی ہے۔ لہٰذا یہ روایت درست نہیں اور نہ ہی قابلِ استدلال ہے۔ مثلاً اس سند میں ایک راوی احمد بن محمد بن الحجاج بن رشدین المصری ہے۔ اس کے متعلق ذہبی نے "تلخیص مستدرک" میں لکھا ہے کہ الرشدینی کو ابن عدی نے ضعیف قرار دیا ہے اور "میزان الاعتدال" جلد اوّل میں ذہبی نے لکھا ہے کہ ابن عدی کہتے ہیں کہ ابن رشدین کو لوگوں نے جھوٹا قرار دیا اور اس کی کئی منکر روایات ہیں اور اس سے کئی باطل اور جھوٹی چیزیں منقول ہیں۔

(میزان الاعتدال للذہبی، جلد اوّل
تحت احمد بن محمد الرشدینی)

اسی طرح لسان المیزان میں بھی مذکور جرح پائی گئی ہے اور حافظ ابن حجرؒ نے مزید لکھا ہے کہ احمد بن صالح الرشدینی کو کذّاب کہتے تھے"۔

(لسان المیزان، جلد اوّل، ۲۵۷-۲۵۸-
تحت احمد مذکور)

اور کتاب الجرح والتعدیل رازی (القسم اوّل۔ جلد اوّل) میں رشدین مذکور پر جرح پائی گئی ہے۔ سند ہٰذا میں مزید بعض راویوں پر بھی جرح موجود ہے لیکن اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ یہ روایت سنداً صحیح نہیں۔ فلہٰذا قابلِ حجّت نہیں ہو سکتی۔

چہارم (۴) ——— مستدرک للحاکم کی ایک روایت میں واقعہ مذکور ہے کہ جب امیر معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کی بیعت کے لیے مروان کو کہا تو مروان نے

Marfat.com

لوگوں کے سامنے یہ بات رکھی تو اس وقت عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور مروان کے درمیان اس مسئلہ میں تیز کلامی ہو گئی۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ یہ طریقہ ہرقل اور قیصر کا ہے۔ مروان نے کہا کہ قرآن مجید کی آیت "وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّکُمَا" تمہارے حق میں نازل ہوئی۔ پس یہ بات حضرت عائشہ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا :۔

"کذب واللہ ما ھو بہ ولکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن ابا مروان و مروان فی صلبہ۔۔۔ الخ

"یعنی حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مروان نے غلط کہا۔ اللہ کی قسم! اس طرح بات نہیں ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ کو لعنت کی اور مروان اس کی پشت میں تھا۔"

(المستدرک للحاکم، ج ۴۔ کتاب الفتن والملاحم تحت ذکر ابغض الاحیاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

روایت ہٰذا پر مندرجہ ذیل کلام کیا جاتا ہے :۔

ا۔ ایک تو یہ ہے کہ اس روایت میں انقطاع پایا گیا ہے۔ علامہ ذہبیؒ نے اپنی تلخیص میں اس روایت کے تحت یہ لکھا ہے :۔

"قلت فیہ انقطاع محمد لم یسمع من عائشۃ"

"یعنی محمد ابن زیاد مذکور نے حضرت عائشہ سے یہ روایت نہیں سنی" بلکہ درمیان میں کوئی اور شخص ساقط ہے جس کے ذریعے یہ روایت محمد کو پہنچی (خدا جانے وہ کیسا آدمی تھا)۔

(تلخیص مستدرک حاکم، ج ۴، ص ۴۸۱ تحت روایت)

Marfat.com

۲ - دوسری بات یہ ہے کہ روایت مذکورہ (یعنی عبدالرحمٰن اور مروان کی باہمی مذکورہ گفتگو) مندرجۂ ذیل مقامات میں اکابر علماء نے ذکر کی ہے لیکن اس مقام میں مروان اور اس کے والد حکم پر زبانِ نبوت سے لعن طعن مذکور نہیں۔

بخاری شریف میں عبدالرحمٰن اور مروان کی گفتگو مذکورہ کا ذکر ہے لیکن وہاں بھی حکم اور مروان پر لعن طعن کا کوئی ذکر نہیں۔

۱ ــــ بخاری شریف، جلد ثانی، سورۃ احقاف، باب قولہ والذی قال لوالدیہ اُفٍّ لکما۔

۲ ــــ الاصابہ، ج ۱، ص ۳۴۵ تحت الحکم۔

۳ ــــ اسد الغابہ لابن اثیر، ج ۳، ص ۳۰۶ تذکرہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ۔

۴ ــــ الاصابہ لابن حجرؒ، ج ۲، ص ۴۰۰ تذکرہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ۔

۵ ــــ البدایہ لابن کثیر، ج ۸، ص ۸۹ تحت تذکرہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ۔

(۵۸ھ) میں مذکورہ باہمی گفتگو مندرج ہے لیکن مندرجہ بالا ۵ عدد کتب میں زبانِ نبوی سے مروان و حکم پر لعن طعن کا اضافہ نہیں پایا جاتا اور جہاں کہیں اس واقعہ میں حضرت عائشہؓ کی زبان سے لعن طعن کا اضافہ پایا جاتا ہے اس کے متعلق حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ روایات صحیح نہیں۔

"ویروی انہا بعثت الی مروان تعتّبہٗ وتؤنّبہٗ و تخبرہٗ بخبر فیہ ذم لہ ولابیہ لایصح عنہ۔"

Marfat.com

"یعنی جن روایات میں یہ مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ نے مروان کو عتاب اور زجر و توبیخ کی اور ایک ایسی خبر دی کہ جس میں مروان اور اس کے باپ کے لیے مذمت مذکور تھی تو وہ روایات صحیح اور درست نہیں"

(البدایہ لابن کثیرؒ ج ۸، ص ۸۹ - تذکرہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر - تحت ۵۸ھ)

مذکورہ پیش کردہ چیزوں کے ذریعہ ثابت ہوا کہ اس واقعہ کی جو روایات صحیح ہیں ان میں لعن طعن مذکور نہیں اور جہاں کہیں اس میں لعن دیکھا گیا ہے وہ مرویات صحیح نہیں - لہٰذا یہ روایت مدعا کو ثابت نہیں کر سکتی اور تقریب تام نہیں۔

پنجم (۵) ——— حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے ایک روایت ذکر کی گئی ہے کہ :-

"حضور علیہ السّلام کے دَور میں اہلِ اسلام کے ہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا وہ حضور علیہ السّلام کی خدمت میں دعا و برکت کے لیے حاضر کیا جاتا - آپ اس کے لیے دعا فرماتے - چنانچہ مروان بن الحکم پیدا ہُوا تو اس کو حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آنجناب نے فرمایا"

"ھو الوزغ ابن الوزغ الملعون ابن الملعون"

"یعنی گرگٹ کا بیٹا گرگٹ ہے اور ملعون کا بیٹا ملعون ہے"

(مستدرک للحاکم، کتاب الفتن والملاحم تحت عنوان اذا بلغت بنو امیۃ اربعین ... الخ -

اس روایت کے متعلق علماء نے مندرجۂ ذیل کلام کر دیا ہے - لہٰذا یہ روایت بالکل

Marfat.com

بے اصل اور بے بنیاد ہے۔

۱۔ علامہ ذہبیؒ نے مستدرک کی تلخیص میں اس روایت کے تحت فرمایا ہے کہ:۔

"قلت لا واللہ ومیناء کذبہ ابو حاتم"

"یعنی حاکم نے روایت کو صحیح کہا تھا۔ اس کو رد کرتے ہوئے ذہبی فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ایسی بات نہیں ہے اور اس روایت کے راوی میناء کو ابو حاتم رازی نے جھٹلایا ہے۔

(۱)۔۔۔ تلخیص مستدرک للحاکم، ج ۴، ص ۴۷۹ تحت روایت۔

(۲)۔۔۔ المغنی فی الضعفاء للذہبی، ص ۶۹۱ جز ثانی تحت میناء ابن ابی میناء۔

۲۔ ابن ابی حاتم رازی نے کتاب الجرح والتعدیل جلد رابع قسم اوّل میں اسی راوی میناء (مولیٰ عبد الرحمٰن بن عوف) کے حق میں لکھا ہے کہ منکر الحدیث۔ "روی احادیث فی اصحاب النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم مناکیر۔ لا یعباء بحدیثہ کان یکذب"

"یعنی میناء حضورؐ کے صحابہؓ کے حق میں منکر روایات روایت کرتا تھا۔ اس کی حدیث کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا۔ وہ جھوٹ بولتا تھا"

(کتاب الجرح والتعدیل، ص ۳۹۵۔ ج ۴۔ قسم اوّل تحت میناء۔ طبع حیدر آباد دکن)

۳۔ ابن حبّان نے اپنی کتاب المجروحین میں میناء کے حق میں لکھا ہے کہ

"۔۔۔۔ وجب التنکب عن حدیثہ"

یعنی میناء کی روایت سے اجتناب کرنا واجب اور الگ ہو جانا لازم ہے

Marfat.com

(کتاب المجروحین لابن حبان جوزجانی ص ۲۲۵ تحت بیناء
مولیٰ عبدالرحمٰن۔طبع حیدرآباد دکن)

حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب میں کہا ہے کہ :۔

"۔۔۔۔ قال الجوزجانی انکر الائمۃ حدیثہ لسوء مذہبہ۔

"۔۔۔۔ قال ابن عدی ۔۔۔۔ انہ یغلو فی التشیع ۔۔۔۔"

"۔۔۔۔ قال یعقوب بن سفیان ۔۔۔۔ ان لایکتب حدیثہ"

یعنی کبار علماء نے بیناء کے برے مذہب کی وجہ سے اس کی حدیث سے انکار کر دیا ہے۔ ابن عدی نے کہا کہ وہ شیعہ مذہب میں غلو رکھتا تھا۔ اور یعقوب بن سفیان نے کہا کہ بیناء کی روایت کو نہ لکھا جائے۔ اور اس سے روایت نہ لی جائے"

(تہذیب التہذیب لابن حجر، ج ۱۰،ص ۳۹۷۔
تحت بیناء بن ابی بیناء)۔

——— علماء کبار کی مندرجہ بالا تصریحات سے ثابت ہوا کہ بیناء کی یہ روایت بے اصل ہے اور اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

تنبیہ :۔

مروان اور اس کے والد حکم کے سلسلہ میں اس قسم کے لعن طعن کی روایات کئی انواع کی صورت میں راویوں نے چلا دی ہیں ان کا شمار کر کے احتساب کرنا ایک بڑی طویل بحث ہے۔ ہم نے بطور نمونہ اس نوع کی چند روایات ناظرین کی خدمت میں پیش کر کے ان پر کلام کر دیا ہے کہ بعض روایات تو مدعا کو ثابت نہیں کر سکتیں اور بعض دوسری مرویات غیر معتبر راویوں کی وجہ سے بے اصل ہیں۔

Marfat.com

(۳)

مذمّت کی روایات عُلماء کی نظروں میں

"صحابۂ بنو امیہّ" اور ان کے ہم نوا اصحاب کے متعلق بعض روایات میں مذمّت اور تنقیص دستیاب ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں کبار علماء نے روایات کے اس قسم کے ذخیرہ پر بڑا عمدہ کلام کر دیا ہے۔ نمونہ کے طور پر ہم ذیل میں اس کو نقل کرتے ہیں تاکہ "صحابۂ بنو امیہ" کے خلاف مرویات کا ایک گونہ جائزہ لیا جا سکے اور شبہ ہٰذا کے تحت جو بغض و لعن وغیرہ کی روایات ذکر کی گئی ہیں ان کا یکجا تجزیہ ہو سکے۔

۱۔ ـــــ علامہ ابن قیمؒ نے اپنی تصنیف "المنار المنیف فی الصحیح والضعیف" کے فصل سینتیس[۳۷] میں مذکورہ روایات پر عجیب بحث کی ہے۔ ناظرینِ کرام کے لیے اس میں سے چند جملے نقل کیے جاتے ہیں :-

"...... ومن ذالك الاحاديث فى ذم معاوية - وكل حديث فى ذمّه فهو كذب - وكل حديث فى ذم عمرو بن العاص فهو كذب - وكل حديث فى ذم بنى اميّة فهو كذب .... وكذالك احاديث ذم الوليد و ذم مروان بن الحكم"

"یعنی ان جعلی روایات میں سے وہ احادیث ہیں جو امیر معاویہ کی تنقیص میں منقول ہیں اور ہر وہ حدیث جو ان کی مذمت میں ہے دروغ اور جھوٹ ہے۔"

اسی طرح ہر وہ حدیث جو عمروؓ بن العاص کی مذمّت میں ہے جھوٹ ہے اور ہر وہ حدیث جو بنی امیہ کی مذمت میں ہے وہ دروغ ہے۔

Marfat.com

..... اسی طرح وہ احادیث جو ولید اور مروان بن الحکم کی مذمّت

میں ہیں جعلی ہیں۔"

(المنار المنیف فی الصحیح والضعیف لابن قیمؒ

فصل سینتیس، ص ۱۱۷۔ مطبوعہ حلب)

(۲) ــــــ ملّا علی قاریؒ نے بھی اسی طرح ان مذمّت وتنقیص اور لعن طعن پیش کرنے

والی روایات کے متعلق یہ ذکر کیا ہے کہ :-

"ومن ذالك الاحاديث فی ذم معاوية وذم عمرو بن العاص

وذمّ بنی اميّة .... وذم مروان بن الحكم ... الخ"

"یعنی ملّا علی قاری فرماتے ہیں کہ ان جعلی روایات میں وہ احادیث

ہیں جو امیر معاویہؓ کی مذمّت میں اور عمرو بن العاصؓ (صحابی) کی مذمّت میں

ہیں اور قبیلہ بنی امیّہ کی مذمّت میں ہیں .... اور اسی طرح مروان

بن الحکم کی مذمت میں مرویات بھی جعلی ہیں۔"

۱ــــ موضوعات ملّا علی قاری، ص ۱۰۶۔ مطبوعہ مجتبائی دہلی

فصل ومما وضعه جهلة المنتسبين الى السنة۔

۲ــــ الاسرار المرفوعہ فی اخبار الموضوعہ، ص ۴۷۷ یعنی

موضوعات کبیر ملّا علی قاری۔ مطبوعہ بیروت لبنان۔

۳ــــ کوثر النبیؐ از مولانا عبدالعزیز پرہاروی (حصّہ دوم)

تحت بحث احادیث موضوعہ (قلمی)

ــــــ اس فن کے مشاہیر علماء نے اُمّتِ مُسلمہ پر واضح کر دیا ہے کہ بنی امیّہ

کے مشہور حضرات کے حق میں لعن طعن و مذمّت وتنقیص دکھلانے والی روایات

راویوں نے از خود تصنیف فرما کر قوم میں نشر کر دی ہیں۔ اب اس قسم کے ذخیرہ روایات

Marfat.com

پر نظر کرنے سے لوگوں کو کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر ان کے حق میں بدظنی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ علماء نے "احقاقِ حق" کا اپنا فریضہ خوب ادا فرمایا ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص حق بات کو قبول نہیں کرتا اور خواہ مخواہ "زیغ عن الحق" کی راہ اختیار کرتا ہے۔ تو یہ "تعصّب" ہو گا جس کا انجام بخیر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے والحقّ احقّ ان یّتّبع "، یعنی حق بات اس کی زیادہ حقدار ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔

—— (۴) ——

مذکورہ روایات عقل و درایت کی روشنی میں

اس سلسلہ میں اس مسئلہ پر غور کرنا ہے کہ اگر الحکم اور اس کی اولاد مروان وغیرہ پر لعن طعن کی مذکورہ بالا روایات درست ہیں اور اگر (لسانِ نبوّت) سے الحکم اور اس کی اولاد ملعون ہے تو پھر مندرجۂ ذیل چیزیں کیسے صحیح ہوئیں۔ مثلاً :-

۱ - حضرت عثمانؓ کی طرف سے مروان کو اپنا داماد کیسے بنایا گیا ؟

۲ - حضرت عثمانؓ نے مروان کو اپنا کاتب کیسے تجویز فرما دیا ؟

۳ - حضرت عثمانؓ نے مروان کو "بحرین" کا حاکم اور والی کیسے بنا دیا ؟

۴ - حضرت عثمانؓ نے الحکم کو مع اس کی اولاد کے مدینہ میں قیام کی کیسے اجازت دے دی ؟ کیا حضرت عثمانؓ کو حضور علیہ السلام کے یہ لعن طعن کے فرمودات معلوم نہیں تھے ؟ یا پھر ان فرامینِ نبوت سے متاثر نہ ہوئے ؟ کونسی بات درست ہے ؟ حضرت عثمانؓ کی دیانتداری و جاں نثاری کے مقام کو مدِّنظر رکھیں۔ اس کے بعد کوئی فیصلہ کریں۔

۵ - اگر یہ خاندان زبانِ رسالت کے ذریعے لائقِ نفرت، قابلِ حقارت اور

Marfat.com

لعن کا مورد ہے تو حضرت علی المرتضیٰؓ نے قبیلہ بنو امیّہ (جس کی الحکم اور اس کی اولاد ایک بڑی شاخ ہے) کے حق میں مذکورہ بالا فضیلت و منقبت کے اقوال کیسے فرما دیئے اور ان کے عمدہ خصال کس طرح شمار کر دیئے ؟

۶ - نیز حضرات حسنینؓ نے جنگ جمل میں مروان کی گرفتاری پر مروان کو رہا کرانے کے لیے حضرت علیؓ کے ہاں سفارش کس طرح کر دی ؟ اور پھر حضرت علیؓ نے اس کے حق میں سفارش کیسے منظور فرمائی ؟

۷ - سہل بن سعد (صحابی)، علی بن الحسین ہاشمی (یعنی زین العابدین تابعی، عُروہ بن زُبیر تابعی، سعید بن المسیب تابعی وغیرہم اکابرینِ اُمّت نے مروان کی دیانت پر کیسے اعتماد کیا - اور اس سے روایاتِ حدیث کیسے حاصل کیں ؟

۸ - امام مالکؒ نے اپنے "مؤطا" میں مسائلِ شرعی میں اعتماد کرتے ہوئے مروان سے متعدد مسائل کیسے نقل کر دیئے ؟

۹ - امام محمد بن حسن الشیبانی نے اپنے "مؤطا" میں مروان سے بہت سے مسائلِ شرعی کیسے نقل کر دیئے ؟

۱۰ - مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہؓ مدینہ طیبہ پر ایسے مروان کا نائب مناب اور قائم مقام ہونا کیسے گوارا کرتے تھے ؟

۱۱ - حضرت سیدنا زین العابدین کا قول اُموی خلفاء کے حق میں کیسے صحیح ہُوا ؟ جب کہ ایک شخص کے جواب میں آپ نے فرمایا :-

"بل نصلّی خلفھم وننا کحھم بالسنۃ"

"یعنی ہم بنی اُمیّہ خلفاء کے پیچھے نمازیں پڑھیں گے اور ان کے ساتھ رشتہ داری کا تعلق سُنّت کے مطابق قائم کریں گے"

Marfat.com

۱۲ - سیدنا زین العابدینؓ کے حق میں علامہ زہری کا قول کس طرح صحیح ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں کہ احسنھم طاعۃً احبّھم الی مروان وعبدالملک بن مروان۔

یعنی اہلِ بیت حضرات میں سے سیدنا زین العابدینؓ مروان وعبدالملک بن مروان کے نہایت عمدہ تابعدار ہیں اور اس کی طرف زیادہ محبت رکھنے والے ہیں۔

۱۳ - مزید تدبّر فرمایئے۔ اگر بالفرض فرمانِ نبوی کے اعتبار سے بنی امیّہ مذموم و مبغوض ہیں اور خصوصاً الحکم اور اس کی اولاد مروان وغیرہ ملعون ہے تو پھر ایسے منحوس خاندان کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰؓ کی اولاد شریف نے رشتہ داری کے نسبی تعلقات کیسے قائم فرما دیئے؟ اور لطف یہ کہ متعدد رشتے حضرت علیؓ کی اولاد نے مروان کی اولاد کو دیئے ہیں ان سے لیے نہیں مثلاً:-

(۱) ـــــ رملہ بنت علی بن ابی طالبؓ مروان کے بیٹے معاویہ کے نکاح میں تھی۔

(۲) ـــــ حسن مثنیٰ کی لڑکی (زینب) مروان کے پوتے ولید بن عبدالملک بن مروان کے نکاح میں تھی۔

(۳) ـــــ امام حسنؓ کی پوتی (نفیسہ بنت زید بن امام حسنؓ) مروان کے پوتے ولید بن عبدالملک بن مروان کے نکاح میں تھی۔

(۴) ـــــ امام حسنؓ کی پوتی (خدیجہ بنت الحسین بن حسنؓ) مروان کے بھائی الحارث بن الحکم کے پوتے اسمٰعیل بن عبدالملک بن الحارث کے نکاح میں تھی۔ اسی خدیجہ کو امّ کلثوم کے نام سے بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

(۵) ـــ خدیجہ ہٰذا کے نکاح کے بعد ان کی چچا زاد بہن (حمادہ بنت الحسن المثنیٰ بن امام حسنؓ) مروان کے حقیقی بھائی الحارث بن الحکم کے پوتے اسمٰعیل بن عبدالملک بن الحارث کے نکاح میں تھیں۔

مذکورہ بالا امور کے حوالہ جات قبل ازیں امیر معاویہؓ اور مروان کے حالات میں

Marfat.com

دے دیئے گئے ہیں، رجوع فرما کر تسلّی کی جا سکتی ہے۔

قابلِ غور یہ بات ہے کہ کیا حضرت علیؓ کی اولاد نے نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے یہ تمام فرمودات (جن میں بغض۔ کراہت۔ لعن وغیرہ مذکور ہے) یکسر فراموش کرتے ہوئے خاندان مروان سے دائمی تعلقات رشتوں کی صورت میں اُستوار کر لیے۔ یا یہ روایات ان کے دَور میں ان لوگوں کے سامنے ہی نہیں آئی تھیں۔ بلکہ بعد میں راویوں نے اپنے اپنے مقاصد کی خاطر تصنیف فرما کر قوم میں نشر کر دیں۔

ناظرین کرام میں بڑے بڑے فہیم، ذہین، فطین، ذکی، مفکر موجود ہیں۔ ہم نے گویا اس مسئلہ کی مختلف جوانب پیش کر دی ہیں۔ منصفانہ غور و خوض فرما کر امید ہے بہتر نتائج خود بر آمد کر سکیں گے۔ ہماری طرف سے صرف اتنی گذارش ہے کہ گروہی تعصّب سے بالاتر ہو کر غور فرما دیں۔

بحث مروان کا خاتمہ

مروان بن الحکم کے لیے پہلے مختصر حالات دیئے گئے۔ اس کے بعد مروان کے متعلقہ چند ایک مشہور اعتراضات کے جوابات پیش کیے ہیں۔ ان دونوں بحثوں میں کما حقہٗ علمی مواد ہم نہیں پیش کر سکے۔ بعض تاریخی کتب (مثلاً تاریخ بلدہ دمشق کامل لابن عساکر وغیرہ) ہمیں حاصل نہیں۔ اس وجہ سے یہ بحثیں نامکمل ہیں۔ تاہم مالا یدرک کلّہٗ لا یترک کلّہٗ، کے قاعدہ کے موافق جو کچھ ماحضر تھا وہ پیش کر دیا گیا۔

قبل ازیں بحث ہٰذا کی ابتدا میں بھی ذکر کیا گیا۔ اب دوبارہ آخر بحث میں لکھا جاتا ہے کہ کسی مسئلہ میں بھی افراط و تفریط مناسب نہیں ہوتی۔ اس بناء پر مروان کے معصوم عن الخطاء اور غلطی سے مبّرا ہونے کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے۔

Marfat.com

بہت ممکن ہے کئی مواقع میں مروان سے غلطی ہوئی ہو لیکن ساتھ ہی مروان کی خوبیوں کو اور دینی و قومی خدمات کو یکسر ختم کر کے اس کی خامیوں کی داستانیں نشر کرنا بھی کوئی "کارِ خیر" نہیں اور نہ اسلام و دین کی یہ کوئی بہترین خدمت ہے۔

سلف صالحین کے طریقہ پر" خذ ما صفا و دع ما کدر" پر عمل کرنا مناسب ہے۔ حق بات کو حق کہنا، غلط بات کی حمایت نہ کرنا یہ اسلم طریق ہے اور تعصّب سے اجتناب کی بہترین صورت ہے۔ اگر قبول خاطر ہو جائے۔

Marfat.com

بحث ثالث

بحث ہٰذا میں اس مسئلہ کو دو طریقہ سے پیش کیا جاتا ہے۔ ایک طریقہ تو یہ ہے
کہ معلوم کیا جائے "اقربا نوازی" کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ شرعاً کس طرح محمود اور
صحیح ہے؟ اور کن کن صورتوں میں مذموم اور قبیح ہے؟

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ واقعات کے اعتبار سے اس مسئلہ کو معلوم کیا جائے اور
دورِ عثمانی سے پہلے گذشتہ ادوار عہدِ نبوی، عہدِ فاروقی اور مابعد والے ایام (عہدِ مرتضوی)
میں غور و فکر کر لیا جائے کہ ان ایام میں رشتہ داروں کو مناصب دینے میں کیا طرز
اختیار کیا گیا؟ اور عہدہ جات تقسیم کرنے میں قبیلہ داری کی رعایت رکھی گئی؟ یا قریبیوں
کو حکومت کے مناصب سے الگ رکھا گیا؟ ان ہر دو طریق سے مسئلہ ہذا خوب واضح
ہو جائے گا۔

طریقِ اوّل

شریعت میں اقرباء کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) ـــ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ ... الخ

یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ اور
والدین کے ساتھ احسان اور بھلا کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتامیٰ
اور مساکین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ (قرآن مجید۔ پارہ پنجم۔ پاؤ اول)

Marfat.com

(۲) ـــــ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔

"یعنی اللہ تعالیٰ امر کرتے ہیں انصاف کرنے کے ساتھ اور احسان کرنے کے ساتھ اور رشتہ داروں کو ان کے حقوق دینے کے ساتھ اور منع فرماتے ہیں بے حیائی کے کاموں سے اور برے کاموں سے اور زیادتی کرنے سے۔" (پارہ ۱۴ - پاؤ چہارم)

حدیث شریف میں آیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"عن ابن عمرؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابرّ البرّ ان یصل الوجل ودّ ابیہ (بعد ان یولّی)

یعنی کامل صلہ رحمی یہ ہے کہ اپنے والد کے بعد اس کے احباب کے ساتھ حسنِ سلوک اور اچھا معاملہ کیا جائے۔

(۱) ـــــ مسلم شریف، ج ۲، ص ۳۱۴ - باب فضل صلۃ اصدقاء الاب والام ونحوھما طبع نور محمدی دہلی

(۲) ـــــ ابوداؤد شریف، ج ۲، ص ۳۵۳ - باب فی برّ الوالدین - طبع مجتبائی دہلی۔

اسی طرح بہت سی نصوصِ شرعیّہ میں اقرباء کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم ہے اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا معاملہ رکھنے کی تاکید ہے۔

لہٰذا حضرت عثمانؓ نے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ عہدہ اور منصب کے معاملہ میں اگر رعایت فرمائی ہے تو یہ شرعی احکام کے موافق ہے۔ طریقِ شریعت کے برخلاف نہیں۔

"اقربا نوازی" کے مذموم اور ناجائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ غیر کے حق کو

Marfat.com

دبا کر اپنے قریبی کو دے دیا جائے۔ اسی طرح دوسرے شخص کے حق کو ضائع کر کے اس کی اجازت کے بغیر اپنے رشتہ دار کو مستحق قرار دیا جائے۔ یہ طریق کار شریعت میں قبیح شمار کیا جاتا ہے۔

اگر یہ صورت نہ ہو تو رشتہ دار کو منصب عطا کرنے میں کچھ سقم نہیں بشرطیکہ وہ اس کا اہل ہو۔

طریقِ ثانی

اس طریقہ کے متعلق ناظرین کرام کی خدمت میں دَورِ نبوی کے چند اہم مناصب اور عہدے پہلے ذکر کیے جاتے ہیں جو سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں (بنو امیہ اور بنو ہاشم) کو عنایت فرماتے تھے۔ اس کے بعد دورِ فاروقی اور اس کے بعد عہدِ مرتضوی کے مناصب ذکر کیے جائیں گے جو انہوں نے اپنے اقرباء کے لیے تجویز فرمائے تھے۔ تاکہ اس مسئلہ کو اہلِ فہم و فکر حضرات واقعات کی شکل میں حل فرما سکیں۔ اور باقی اَدوار کے ساتھ عثمانی دَور کا تقابل و توازن بھی قائم کر سکیں۔

دَورِ نبوی میں اقرباء کیلئے مناصب دہی کے چند واقعات

اوّل —— حضور علیہ السلام نے اپنے داماد حضرت عثمان بن عفان کو اپنے دورِ رسالت میں کئی اہم مناصب اور عہدوں پر فائز فرمایا۔ مثلاً:۔

۱۔ کتابتِ وحی کا عہدہ انہیں عنایت فرمایا گیا اور کاتبانِ وحی میں حضرت عثمانؓ شامل تھے۔

۱۔ زاد المعاد لابن قیم ج ۱ ص ۳۰ فصل فی کتابہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

۲۔ السیرۃ النبویہ لابن کثیر، ج ۴، ص ۶۶۹۔ تحت
کتاب الوحی وغیرہ بین یدیہ۔
۳۔ سیرۃ الحلبیّۃ، ج ۳، ص ۳۶۴۔ باب ذکر المشاہیر
من کتّابہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔
۴۔ جوامع السیرۃ لابن حزم، ص ۲۶ تحت کتّابہ صلّی اللہ
علیہ وسلّم۔

۲۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر قریش مکہ کی طرف حضرت عثمانؓ کو حضور علیہ السلام
نے اپنا سفیر بنا کر روانہ فرمایا۔
حضرت عثمانؓ کی یہ سفارت صحاح ستہ اور سیرت کی عام کتابوں میں غزوۂ
حُدیبیہ اور صلح حُدیبیہ کے موقعہ پر مذکور رہے۔
(مشکوٰۃ شریف، باب مناقب عثمان الفصل
الثانی والثالث، ص ۵۶۱۔۵۶۲ طبع نور محمدی دہلی)

۳۔ حضور علیہ السلام نے حضرت علیؓ المرتضیٰ کو غالباً ایک بار مدینہ شریف پر
اپنا نائب بنایا تھا اور حضرت عثمانؓ کو متعدد دفعہ مدینہ طیّبہ پر اپنا قائم مقام اور خلیفہ
بنایا۔ ایک دفعہ غزوہ ذات الرقاع میں مدینہ پر اپنا خلیفہ بنایا۔ دوسری دفعہ غزوہ
غطفان میں اپنا قائم مقام بنایا۔

"۔۔۔۔ ا ستخلف رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم علی المدینۃ
فی غزوتہٖ الی ذات الرقاع عثمانؓ بن عفان وا ستخلفہٗ ایضًا
علی المدینۃ فی غزوتہٖ الی غطفان ۔۔۔ الخ"

(۱)۔۔۔۔ طبقات ابن سعد، ج ۳۔ ص ۳۹۔ قسم اوّل تحت
ذکر اسلام عثمانؓ۔ طبع اوّل لیدن۔

Marfat.com

(۲) ـــــ منہاج السُنّہ لابن تیمیہؒ، ج ۳، ص ۱۶۔

اگر بالفرض کسی صاحب کو حضرت عثمانؓ کی مذکورہ متعلقہ چیزوں میں "المصادرۃ الی المطلوب" پائے جانے کا شبہ نظر آئے تو ان کی بجائے مندرجہ ذیل بنی امیہ کے قریبی اشخاص کے مناصب کو سامنے رکھیں اور مسئلہ میں غور فرمالیں۔

دوم ـــــ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو حضرت امیر معاویہؓ کے والد ہیں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بڑے باعزّت صحابی ہیں۔ فتح مکّہ کے موقعہ پر اسلام لائے۔ بنی امیّہ کے سرداروں میں سے ہیں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ان کا قریبی رشتہ یہ ہے کہ حضور علیہ السّلام کی حرم محترم امّ المومنین ام حبیبہؓ یعنی رملہ بنت ابی سفیان کے والد شریف ہیں۔ ابوسفیان کے حضور علیہ السّلام داماد ہیں اور وہ ان کے خسر ہیں۔ یہ مسئلہ اسلامی تاریخ کے مسلّمات میں سے ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے یہ زمانۂ جاہلیت میں بھی دوست تھے۔ فتح مکہ کے روز حضرت عباسؓ کی ترغیب سے ایمان لائے تھے اور بعد از اسلام بھی خاص ہم نشین اور مصاحب رہے۔

نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوسفیانؓ کو کئی منصب اور عہدے عطا فرمائے اور کئی اہم ذمّہ داریاں ان کے سپرد فرمائیں۔ ان میں سے ذیل میں صرف چند چیزیں بالاختصار پیشِ خدمت ہیں جو مضمون بالا کے مناسب ہیں۔ مثلاً

اوّل۔ نجران کا حاکم ہونا نجران کے علاقہ پر حضور علیہ السّلام نے ابوسفیان کو عامل اور حاکم بنایا۔

"واستعملہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم علی نجران"

(۱) ـــــ کتاب نسب قریش لمصعب الزبیری، ص ۱۲۲۔
تحت ولد حرب بن امیہ۔

Marfat.com

(۲) ـــــ کتاب المحبّر لابی جعفر بغدادی، ص ۱۲۶ تحت
امراء رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم۔

(۳) ـــــ تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۶۲ تحت
عمّالِ نبوی۔

دوم۔ بُت شکنی کے لیے روانگی قبیلہ بنی ثقیف جب اسلام لائے، ان میں ایک بُت نصب تھا جس کو وہ گرانا نہیں چاہتے تھے لیکن سید الکونین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس بُت شکنی کے لیے حضرت ابوسفیانؓ اور مغیرہؓ بن شعبہ کو روانہ فرمایا۔ انہوں نے اس کو گرا کر پاش پاش کر دیا۔

".... فابی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم الا ان یبعث
ابا سفیان بن حرب و المغیرۃ بن شعبۃ فیھد ماھا"

(۱) ـــــ سیرت ابن ہشام، ج ۲ ص ۵۴۰-۵۴۱ تحت
حالات وفد ثقیف۔

(۲) ـــــ البدایہ لابن کثیر، ج ۵ ص ۳۰-۳۳ تحت قدوم
وفد ثقیف علیٰ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

سوم۔ ادائیگی قرض قبیلہ بنی ثقیف میں عروۃ نامی اور الاسود نامی دو مقروض شخص تھے ان کے قرضہ کو اُتارنے کے لیے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوسفیان کو منتخب فرمایا تاکہ وہاں سے مال لے کر ان دونوں کے قرض کو اُتار دیں۔ پس حضرت ابوسفیانؓ نے حسبِ فرمانِ نبوی ان کا قرض ادا کیا۔

ـــــ فامر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ابا سفیان
ان یقضی دین عروۃ والاسود من مال الطاغیۃ فلما جمع

Marfat.com

المغیرۃ مالھا قال لابی سفیان ان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قد امرك ان تقضی عن عروۃ والاسود وینھما فقضی عنھما "۔

(سیرت ابن ہشام، ج ۲، ص ۵۴۲ تحت امر وفد ثقیف واسلامہا)

چہارم: تقسیمِ مال ایک دفعہ مکہ مکرمہ میں سیّد الکونین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مال ارسال فرمایا جو قریشِ مکہ میں تقسیم کرنا مقصود تھا۔ وہ حضرت ابوسفیان کی تحویل میں دیا گیا اور ان کے ذریعے قریش مکہ میں تقسیم ہُوا۔ یہ فتح مکہ کے بعد کا واقعہ ہے چنانچہ اس واقعہ کو عمرو بن فغواء نے مندرجہ ذیل الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

"دعانی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وقد اراد ان یبعثنی بمال الی ابی سفیانؓ یقسمہ فی قریش بمکۃ بعد الفتح ..... فمضینا حتیٰ قدمنا مکۃ فدفعت المال الیٰ ابی سفیان ... الخ "

(۱) ــــ طبقات ابن سعد، ص ۳۲-۳۳، ج ۴، قسم ثانی طبع لیڈن تحت عمرو بن فغواء۔

(۲) ــــ السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۱۰، ص ۱۲۹۔ کتاب آداب القاضی۔ باب الاحتیاط فی قراۃ الکتاب

تنبیہ: حضرت ابوسفیانؓ کے حق میں بہت سے مناقب و فضائل حدیث وسیرت و تاریخ اسلامی کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں اور ان کے مجاہدانہ کارنامے وملّی خدمات بہت کچھ دستیاب ہیں (ہم نے یہاں ان میں سے صرف چار عدد ذکر کر دیئے ہیں) ان کی تمام دینی خدمات اور مساعی پر تعصب دُور کر کے منصفانہ نظر

Marfat.com

کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت موصوف کے خلاف جو کچھ مواد روایات میں دکھائی دیتا ہے (خواہ طبری میں ہو یا جزری وغیرہ میں) وہ واقعے کے اعتبار سے صحیح نہیں اور فنی تجزیہ کی روشنی میں وہ مرویات عموماً سنداً مجروح و مقدوح ہیں۔ یا پھر وہ معروف روایات کے خلاف ہونے کی وجہ سے متناً منکر ہیں یا شاذ ہیں ان صورتوں سے خالی نہیں۔

—— اور جن حضرات نے حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے کردار کو خراب کرنے اور ان کے دینی مقام کو گرانے والی مرویات کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے نہ مقام صحابہؓ کا لحاظ کیا ہے نہ عظمتِ صحابہؓ کو ملحوظ رکھا ہے، نہ شانِ صحابہؓ کی رعایت کی ہے۔ بلکہ ان روایات کے حق میں فنی تجزیہ کرنے کی تکلیف ہی گوارا نہیں فرمائی تا کہ ان پر ان کا سقم واضح ہو سکتا اور درایت کے اعتبار سے اس مواد کا ملاحظہ ہی نہیں کیا کہ اس کا واقعات کے برخلاف ہونا معلوم ہو سکتا۔ قبائلی تعصب، خاندانی نفرت، نسلی امتیازات کے یہ کرشمے ہیں ورنہ ان چیزوں کو نقلاً و عقلاً جانچ لینے سے کوئی بات مانع نہیں تھی۔

(ہداہم اللہ تعالیٰ خیر الہدایہ و عافاہم عن العصبیّنہ)

سوم —— حضرت ابو سفیانؓ کے لڑکے یزید بن ابی سفیان ہیں جو امیر معاویہؓ کے بڑے بھائی ہیں اور حضور علیہ السلام کے قریبی رشتہ دار ہیں یعنی حضرت کے حرم محترم ام المومنین ام حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ کے برادر ہیں۔ اس صورت میں یزید بن ابی سفیانؓ آپؐ کے برادر نسبتی ہوتے اور حضور علیہ السلام ان کے بہنوئی ہوئے۔ بڑی عمدہ صلاحیتوں کے مالک تھے۔ فتح مکہ کے موقعہ پر اسلام لائے تھے۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوہ حنین میں شریک ہوئے اور ان کو آپؐ نے غزوہ حنین سے بہت سا مال عنایت فرمایا تھا۔

سیرت اور اسلامی تاریخ کے علماء نے ان کو "یزید الخیر" کے نام سے یاد کیا ہے۔

Marfat.com

(۱)___ طبقات ابن سعد، ج ۷، ق ۲ ص ۱۲۷۔ تحت ذکر یزید بن ابی سفیان اموی۔

(۲)___ البدایہ، ج ۷، ص ۹۵۔ تذکرہ یزید بن ابی سفیان تحت ۱۸ھ۔ طبع اوّل۔

یزید بن ابی سفیانؓ کو نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی لیاقت اور صلاحیت کی بنا پر اپنے عہدِ نبوت میں متعدد اعزاز بخشے اور کئی مناصب ان کو نصیب ہوئے مثلاً:

(۱)___ یزید بن ابی سفیانؓ کا شمار کاتبان وحی نبوت میں کیا گیا اور علماء نے کاتبانِ وحی کا شمار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"..... ومعاویۃ بن ابی سفیانؓ ای واخوہ یزید .. الخ"

(۱) جوامع السیرۃ لابن حزم، ص ۲۶ تحت کتّابہ صلّی اللہ علیہ وسلم

(۲) سیرت حلبیہ، ج ۳، ص ۳۶۴۔ باب ذکر المناہیر من کتّابہ صلّی اللہ علیہ وسلّم)

(۲)___ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یزید بن ابی سفیان کو قبیلہ بنی فراس کے صدقات پر عامل وحاکم بنایا۔ وہ قبیلہ ان کے ننہیال کا تھا۔

___ یزید بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیّہ بن عبد شمس القرشی الاموی امیر الشام واخو الخلیفہ معاویۃ کان من فضلاء الصحابہ من مسلمۃ الفتح۔

واستعملہ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم علیٰ صدقات بنی فراس وکانوا اخوالہ ... الخ"

(۱)___ الاصابہ معہ الاستیعاب، ص ۶۱۹، ج ۳۔ تحت یزید بن ابی سفیانؓ۔

(۲)___ اسد الغابہ، ص ۱۱۲، ج ۵۔ تحت یزید مذکور

Marfat.com

(۳)—— اور ابو جعفر بغدادی نے کتاب المحبّر میں لکھا ہے کہ آنجناب صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یزید بن ابی سفیانؓ کو تیماؔ کے علاقہ پر بھی امیر بنایا تھا۔

—— ویزید بن ابی سفیانؓ (امّرہٗ) علیٰ تیما... الخ"

(کتاب المحبّر، ص ۱۲۶ - تحت امراء رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم)

چہارم —— حضرت ابو سفیانؓ کے لڑکے امیر معاویہؓ مشہور و معروف صحابی ہیں اور نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ یعنی حضرت کے حرمِ محترم اُمّ المومنین امِّ حبیبہ بنت ابی سفیانؓ کے بھائی ہیں۔ اس لحاظ سے حضرت امیر معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کو آنجناب کے برادرِ نسبتی ہونے کا شرف حاصل ہے اور دوسری یہ بات ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہم زلف بھی ہیں یعنی امّ المومنین امّ سلمہؓ کی بہن قریبۃ الصغریٰ امیر معاویہؓ کے نکاح میں تھیں۔ جیسا کہ قبل ازیں بحث ثانی میں نسبی روابط کے تحت تفصیلاً ذکر کیا جا چکا ہے۔

(۱)—— نسب قریش لمصعب الزبیری، ص ۱۲۳-۱۲۴- تحت ولد ابی سفیان بن حرب۔

(۲)—— کتاب المحبّر، ص ۱۰۲ - طبع حیدر آباد دکن۔

(۱)—— امیر معاویہؓ کو نبی اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے "کتابت" کے عہدہ پر فائز فرمایا ہوا تھا۔ دیگر کاتبانِ وحی کے ساتھ ان کا شمار تھا جیسا کہ علماء سیرت نگار نے ذکر کیا ہے۔

البتہ علاّمہ ابنِ حزم اور علی بن برہان الدین الحلبی وغیرہما نے مزید تصریح کر دی ہے کہ زید بن ثابت انصاریؓ اور (فتح مکہ کے بعد) امیر معاویہؓ آنحضرت رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت اقدس میں کتابت کے لیے حاضر باش خادم تھے۔ چاہے

Marfat.com

وحی کی کتابت ہو خواہ غیر وحی کی ہو۔

"۔۔۔ وکان زید بن ثابت من الزم الناس لذالك ثم تلاہ معاویہؓ بعد الفتح فکانا ملازمین للکتابۃ بین یدیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الوحی وغیر ذالك لا عمل لہما غیر ذالك۔

ا ۔۔۔ جوامع السیرۃ لابن حزم الاندلسی، ص ۲۷۔ تحت کتابہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲ ۔۔۔ سیرۃ الحلبیۃ، ج ۳-۳۶۴-باب ذکر المشاہیر من کتابہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲) ۔۔۔ عہدِ نبوی میں بعض اوقات حضرت امیر معاویہؓ کو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو قطعہ اراضی دینے کے لیے بھی روانہ فرمایا تھا۔ چنانچہ وائل بن حجر کو حضرت امیر معاویہؓ کے ذریعے زمین عنایت فرمائی گئی تھی۔ قبل ازیں یہ واقعہ بحث اوّل کے عنوان "الشام" کی ابتدا میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

(۱) ۔۔۔ تاریخ کبیر امام بخاری-ص ۱۷۵-۱۷۶-جلد رابع القسم الثانی-تحت وائل بن حجر۔

(۲) ۔۔۔ اسد الغابہ، ج ۵ ص ۸۱-تحت وائل بن حجر۔

(۳) ۔۔۔ الاصابہ، ج ۳، ص ۵۹۲ ذکر وائل بن حجر۔

حضور علیہ السلام کے قریبی رشتہ داران (جو بنی امیہ سے ہیں) کے چند مناصب ہم نے ذکر کیے ہیں جو ان کو عہدِ نبوت میں دیئے گئے۔ اب ذیل میں وہ چند عہدے ذکر کیے جاتے ہیں جو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشتہ دارانِ بنی ہاشم کو عنایت فرماتے تھے۔

Marfat.com

دَورِ نبوی میں بنی ہاشم کے عہدہ جات

(۱)۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے چچا زاد برادر حضرت جعفر طیارؓ کو غزوہ موتہ ۸ھ میں امیرِ لشکر بنا کر بھیجا تھا۔ انکے ساتھ عبداللہ بن رواحہ اور زید بن حارثہؓ کو بھی یکے بعد دیگرامیر مقرر فرمایا تھا۔

(۲)۔ سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلّم نے غزوہ خیبر کے آخری ایام ۷ھ میں جس موقعہ پر فتح خیبر ہوتی تھی ۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کو امیرِ لشکر مقرر کر کے روانہ فرمایا۔

(۳)۔ نیز حضرت علی المرتضیٰؓ کو یمن کے علاقہ پر ۱۰ھ میں ایک دفعہ حاکم تجویز فرما کر ارسال کیا تھا۔

(۴) غزوہ تبوک ۹ھ کے موقعہ پر جب آنجناب صلی اللہ علیہ وسلّم غزوہ ہذا میں تشریف لے گئے تو حضرت علیؓ المرتضیٰ کو وقتی طور پر خانگی امور کے لیے مدینہ طیبہ میں اپنا نائب بنایا تھا۔

یہ واقعات چونکہ سیرتِ طیبہ اور اسلامی تاریخ کے مشہور اور مسلّمات میں ہیں اس بنا پر حوالہ جات درج کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی اور مضمون میں طوالت سے اجتناب کرنا بھی خصوصاً مطلوب ہے۔

مندرجات بالا کے ذریعے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السّلام کے دَورِ مبارک میں آنجنابؐ نے اپنے بنی امیہ رشتہ داروں اور بنی ہاشم اقربا کو موقعہ بہ موقعہ عہدے اور مناصب عنایت فرمائے۔ مذکورہ بالا تمام واقعات میں یہ تعامل اور کارکردگی مسئلہ ہذا کو واضح کرتی ہے کہ حضرت سیدنا عثمانؓ بن عفان نے بعض اقربا کو مناصب دہی کے سلسلہ میں کوئی جدید طرز اختیار نہیں کیا بلکہ اس مسئلہ میں حضرت عثمانؓ کا طرزِ عمل نبویؐ طریقہ کے مطابق تھا

——— نیز واضح ہوا کہ اس مسئلہ میں حضرت عثمانؓ سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی ان کا یہ کام شرعاً و اخلاقاً و سیاستہً غلط تھا اور امام المرسلین سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلّم کے خلیفہ راشد (حضرت عثمانؓ) کو مسئلہ ہذا میں غلط کار و خطاکار قرار دینے سے یہ زیادہ سہل ہے کہ انہیں غلط کہنے والوں کو غلط کار اور خطاوار تصوّر کیا جائے۔

عہدِ فاروقی میں اقربا نوازی

(۱)۔ حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ نے اپنے قریبی رشتہ دار قدامہ بن مظعون کو بحرین کا والی و حاکم بنایا (قدامہؓ حضرت عمرؓ کی لڑکی حفصہؓ (جو ام المومنین ہیں) اور ان کے لڑکے عبداللہ بن عمرؓ کے ماموں تھے

Marfat.com

".......ان عمر بن الخطابؓ استعمل قدامة بن مظعون علی البحرین وھو خال حفصةؓ وعبداللہ بن عمرؓ"

۱۔ المصنف لعبد الرزاق جز ۹ ص ۲۴۰-۲۴۱۔ باب من حد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ تاریخ خلیفہ ابن خیاط ج ۱ ص ۱۲۵ تحت تسمیہ عمال عمر بن الخطاب۔

(۲) ــــ حضرت عمرؓ کے قبیلہ بنی عدی سے ایک بزرگ النعمان بن عدی ہیں وہ حبشہ کے مہاجرین میں سے تھے۔ ان کو حضرت عمرؓ نے میسان کے علاقہ کا والی بنایا تھا۔ اگرچہ بعد میں اس منصب سے الگ کر دیا گیا۔

ــــ وانہ من مہاجرۃ الحبشۃ وولی عمر النعمان ھذا میسان۔

(الاصابہ لابن حجر ج ۳ ص ۵۳۲ تحت حرف النون (النعمان بن عدی)

عہدِ مرتضوی میں خویش نوازی

اسی طرح حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنے دورِ خلافت میں تقریباً چھ عدد یا اس سے زیادہ اپنے رشتہ داروں کو اعلیٰ مناصب دیئے اور مختلف مقامات پر ان کو والی و حاکم بنایا۔

اوّل ــــ عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم:

حضرت علیؓ نے اپنے چچازاد برادر (عبیداللہ) کو یمن کے علاقے کا والی بنایا۔ ۳۶ھ اور ۳۷ھ میں ان کو حج کا امیر بھی مقرر کیا۔

(الیمن).... واستعملہٗ علی بن ابی طالب علی الیمن وامرہٗ فحج بالناس سنۃ ۳۶ وسنۃ ۳۷ھ ومات عبیداللہ بالمدینۃ"

(۱) ــــ تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱ ص ۱۸۴-۱۸۵ تحت تسمیۃ عمال علی بن ابی طالبؓ۔

(۲) ــــ کتاب نسب قریش لمصعب الزبیری، ص ۲۷ تحت ولد العباس بن عبدالمطلبؓ۔

Marfat.com

۳ــــ الاصابہ، ج ۲، ص ۴۳۰ تحت عبید اللہ بن عباس۔

دوم ــــ قثم بن العباس بن عبدالمطلب :۔

حضرت علیؓ نے اپنے چچازاد بھائی قثم بن العباس کو مکہ شریف اور طائف کا والی بنایا۔

(مکۃ مکرمۃ) . . . . "وولی قثم بن العباس فلم یزل علیہا (مکۃ) والیاً حتی قُتِلَ عَلِیٌّ۔"

(تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۱۸۵ تحت تسمیۃ عمّال علی بن ابی طالبؓ)

". . . . وکان علی مکۃ والطائف قثم بن العباس۔"

(تاریخ ابن جریر طبری، ج ۶، ص ۵۳ در آخر ۳۷ھ)

اور اسی سال (۳۸ھ) میں قثم بن العباس نے حضرت علیؓ کی طرف سے لوگوں کو حج کرایا اور وہ ان دنوں حضرت علیؓ کی طرف سے مکہ شریف کے حاکم تھے۔"

(مکۃ مکرمۃ . . . . وحج بالناس فی ھٰذا السنۃ (۳۸ھ) قثم بن العباس من قبل علیؓ علیہ السلام . . . وکان قثم یومئذٍ عامل علیؓ علیٰ مکۃ . . . الخ۔"

(تاریخ ابن جریر طبری، ج ۶، ص ۷۷۔ در آخر سن ۳۸ھ)

ــــ مزید یہ بات بھی علماء نے لکھی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ اپنے چچازاد برادر معبد بن العباس بن عبدالمطلب کو بھی مکہ شریف کا والی بنایا تھا۔ چنانچہ دارقطنی کی کتاب الاخوۃ کے حوالہ سے درج ہے کہ :۔

Marfat.com

"......... وذكر الدارقطني في كتاب الاخوة

ان علياً ولاه مكة"

(الاصابہ لابن حجر، ج ۳، ص ۴۵۷۔ تحت

معبد بن العباس بن عبدالمطلبؓ ۸۳۰)

——— مندرجات بالا کے ذریعہ واضح ہُوا کہ مکہ شریف پر حضرت علیؓ کی طرف سے متعدد والی یکے بعد دیگرے مقرر ہوئے۔ ان میں قثم بن العباس اور معبد بن العباس دونوں ہاشمی حضرات تھے اور چچا زاد برادر تھے۔

سوم ——— تمام بن العباس بن عبدالمطلب :۔

حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنے ایام خلافت میں مدینہ شریف پر پہلے سہل بن حنیف کو والی بنایا۔ اس کے بعد ان کو معزول کر کے اپنے چچا زاد برادر تمام بن العباس کو مدینہ کا والی بنایا۔ (بعض لوگ اسی کو تمامہ بن العباس بن عبدالمطلب کے نام سے بھی تعبیر کرتے ہیں)۔

(المدينة الطيبة) ...... ثم عزله (سهل بن حنيف) وولى

تمام بن العباس"

۱ ۔ (تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۱۸۵۔ تحت تسمیہ

عمال علی بن ابی طالب)

۲ ۔ تاریخ ابن جریر طبری، ج ۶، ص ۵۳۔ در آخر ۳۷ھ

چہارم ——— عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب :۔

حضرت علی المرتضیٰؓ نے بصرہ کے علاقہ پر اپنے چچازاد برادر عبداللہ بن العباس کو والی و حاکم بنایا۔ جب ابن عباس باہر کہیں تشریف لے جاتے تو زیاد کو اپنا قائم مقام بناتے"۔

Marfat.com

(البصرة) . . . . وولی عبد اللہ بن العباس فشخص ابن عباس واستخلف زیاداً"

(تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۱۸۶ تحت تسمیۃ عمّال علی بن ابی طالب۔

"۔۔۔۔ وکان علی البصرۃ عبد اللہ بن العباس . . . الخ"

(تاریخ ابن جریر طبری، ج ۶، ص ۵۳ - در آخر سنہ ۳۷ھ)

پنجم —— محمد بن ابی بکر :-

حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنے متبنّٰی محمد بن ابی بکر (جو کہ آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس سے حضرت ابوبکرؓ کا لڑکا تھا) کو مصر کا والی بنایا۔ پھر وہ وہاں قتل کر دیا گیا"۔

"(مصر) . . . . فولی محمد بن ابی بکر فقتل بہا . . . ."

۱ — تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۱۸۶ - تحت تسمیۃ عمّال علی بن ابی طالب۔

۲ — تاریخ ابن جریر طبری، ج ۶، ص ۵۳ - در آخر سنہ ۳۷ھ۔

ایک تائیدی حوالہ

علّامہ ابن تیمیہؒ نے منہاج السنہ، جلد ثالث میں مذکورہ بالا ہر پانچ اقارب مرتضوی کو یکجا ذکر کیا ہے اور اس مقام میں یہی مضمون مذکور ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے ان پانچ قریبی رشتہ داروں کو ان کلیدی اسامیوں پر اپنے دورِ خلافت میں متعین فرمایا۔ اہلِ علم کی تسلّی کے لیے بعینہٖ عبارت درج کی جاتی ہے۔

"۔۔۔۔ ومعلوم انّ علیاً ولی اقاربہ من قبل ابیہ وامّہ

كعبد الله وعبيد الله ابنی عباس فولی عبيد الله بن عباس على
اليمن وولى على مكة والطائف قثم بن العباس واما المدينة
فقيل انه ولّى عليها سهل بن حنيف وقيل ثمامة العباس و
اما البصرة فولّى عليها عبد الله العباس وولی علی مصر ربيبه
محمد بن ابی بكر الذی ربّاه فی حجره -

(منہاج السنہ، ج ۳، ص ۱۷۳ تحت جوابات
مطاعن عثمانی)

ششم ـــــ مذکورہ پانچ عزیزوں کے علاوہ ایک اور رشتہ دار یعنی حضرت علیؓ کا خواہر زادہ (جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب القرشی المخزومی جس کی ماں کا نام امّ ہانیؓ بنت ابی طالب ہے) کو حضرت علی المرتضیٰ نے خراسان کے علاقہ کا والی بنایا۔

۱ - "..... بعث علی بعد ما رجع من صفين جعدة بن هبيرة
المخزومی وام جعدة ام هانی بنت ابی طالب الی خراسان فانتهی
الی ابرشهر"

(تاریخ ابن جریر طبری، ص ۵۳ - ج ۶ - آخر ۳۷ھ)

۲ - "..... وولی خراسان لعلی ... الخ"

۱ ـــ الاصابہ، ج ۱، ص ۲۳۸ تحت حرف الجیم ۱۱۶۱
(جعدہ بن ہبیرہ)

۲ ـــ الاصابہ، ج ۱ ۲۵۸ تحت القسم الثانی ۱۲۶۵
(جعدہ بن ہبیرہ)

Marfat.com

تائیدی حوالہ جات

(شیعہ کتب سے)

حضرت علیؓ کے دور کے حکّام اور وُلاۃ (جو حضرت علیؓ کے قریبی رشتہ دار ہیں) کا مختصر سا خاکہ ناظرین کے سامنے پیش کیا گیا ہے جس میں تقریباً سات عدد اقرباءؓ مذکور ہوئے ہیں یعنی عبیداللہؓ بن عباس، قثمؓ بن عباس، معبدؓ بن عباس، تمامؓ بن عباسؓ، عبداللہؓ بن عباس، محمدؒ بن ابی بکر اور جعدہ بن ہبیرہ۔

اب اس مسئلہ کی تائید میں شیعہ مؤرخین کی طرف سے ایک دو حوالے پیش خدمت ہیں۔ قدیم شیعی مؤرخ یعقوبی لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ المرتضیٰ نے عثمانؓ بن عفان کے حکام کو ابوموسیٰ اشعریؓ کے بغیر شہروں اور علاقہ جات سے معزول کر دیا اور اپنے چچا زاد برادر قثم بن عباس کو مکہ کا والی بنایا اور عبیداللہ بن عباس کو یمن کا والی بنایا۔"

——— وعزل علیؓ عمّال عثمانؓ عن البلدان خلا ابی موسیٰ الاشعری کلمۂ فیہ الاشترفاقرّہ وولّی قثم بن العباس مکۃ وعبیداللہ بن العباس الیمن۔"

(تاریخ یعقوبی (احمد بن ابی یعقوب بن جعفر الکاتب العباسی المعروف بیعقوبی ۲۵۸؁ھ / ۲۵۹) ج ۲ ص ۱۷۹ - تحت خلافۃ امیرالمؤمنین علی علیہ السّلام۔ جدید طبع بیروت)

——— وکتب ابوالاسود الدئلی وکان خلیفۃ عبداللہ بن العباس بالبصرۃ الی علیؓ ... الخ۔"

(تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۲۰۵ - تحت خلافت امیرالمؤمنین علیہ السلام۔ طبع جدید بیروت)

Marfat.com

مندرجات بالا کے ذریعے واضح ہو گیا کہ مرتضوی دورِ خلافت میں حضرت علیؓ کے قریبی رشتہ دار کلیدی اسامیوں پر مقرر تھے اور اعلیٰ مناصب پر فائز تھے۔ اگر یہی چیز اقربا نوازی سے تعبیر کی جاتی ہے جس کو عثمانی دور کے معترضین احباب حضرت عثمانؓ پر بطورِ طعن تجویز کرتے تھے۔ تو یہ حضرت علیؓ کے دور میں واضح طور پر پائی جاتی ہے۔ یہ اس دور کا مُسلمہ مسئلہ ہے۔

ہماری رائے میں یہ حضرت عثمانؓ پر کوئی طعن نہیں تھا جس کو طعن تصوّر کر لیا گیا، بلکہ ایک وقتی مصلحت اور مقامی ضرورت تھی جو حضرت عثمانؓ نے اختیار فرمائی تھی۔ جیسا کہ حضرت علیؓ کے دور پر ہم اقربا نوازی کے مسئلہ میں اعتراض نہیں کرتے بلکہ اس چیز کو اس دور کے وقتی تقاضوں پر محمول کرتے ہیں۔

اس طریقہ سے ان دونوں بزرگوں کا احترام بھی ملحوظ رہتا ہے اور تاریخی واقعات کا صحیح محمل بھی قائم ہو جاتا ہے۔

اور اگر بات کو خواہ مخواہ طول دینا مطلوب ہو اور بیجا طعن کھڑے کرنے ہوں تو پہلے دورِ نبوی کو ملاحظہ کیجیے۔ پھر دورِ فاروقی کو دیکھیے، پھر مرتضوی دور کو جانچیے۔ اس کے بعد عثمانی دور کو سامنے رکھیے۔

——— مذکورہ سب اَدوار میں اقربا نوازی کی گئی ہے اور قریبی رشتہ داروں کو مناصب دہی ہوتی رہی ہے۔ پھر صرف حضرت عثمانؓ کے دور کو ہی کیوں موردِ طعن تجویز کیا جاتا ہے۔

ایک عذر اور اُس کا جواب

حضرت عثمانؓ کے دور پر اقربا نوازی کا اعتراض قائم کرنے والوں کی طرف سے یہ بھی عذر لنگ پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ اپنے دورِ خلافت میں اقربا کو

Marfat.com

حاکم و والی بنانے میں مجبور ہو گئے تھے۔ بعض باصلاحیت صحابہ کرام معتزل ہو گئے تھے بعض فوت ہو چکے تھے اور کچھ حضرات تعاون نہیں کر رہے تھے اور کچھ حضرات فریق مقابل سے منفق ہو گئے تھے۔ اس قسم کی مجبوریوں کی وجہ سے حضرت علیؓ نے اپنے چچا زاد برادران کو کلیدی اسامیوں پر متعین کیا۔

اس شبہ کے ازالہ کے لیے مختصراً اتنا بیان کر دینا کافی ہے کہ مذکورہ بالا معذرت واقعات کے خلاف ہے اس لیے کہ صحابہ کرام کی ایک کثیر تعداد حضرت علی المرتضیٰ کے علاقہ خلافت میں موجود تھی اور حضرت علیؓ کے خلاف نہ تھی۔ اگر ان سے استفادہ کیا جاتا تو حکومت کے امور میں حصہ لینے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ اتنی بالیاقت کثیر تعداد صحابہؓ کی موجودگی میں اپنے اقرباء کی طرف مجبور ہونے کا تخیل محض خوش فہمی ہے اور عذر لنگ ہے۔

جو صحابہ کرام مرتضوی حلقہ خلافت میں مقیم تھے ان میں سے بعض حضرات کی ایک مختصر سی فہرست ناظرین کرام کے ملاحظہ کے لیے پیش خدمت ہے مثلاً

(۱) عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ
(۲) انس بن مالکؓ
(۳) زید بن ارقمؓ
(۴) حکیم بن حزامؓ
(۵) ابو ہریرہؓ
(۶) سعید بن زیدؓ
(۷) معقل بن یسارؓ
(۸) عمران بن حصینؓ
(۹) جبیر بن مطعمؓ
(۱۰) ابو محذورہؓ (مؤذن نبوی)
(۱۱) عمرو بن حزم انصاریؓ
(۱۲) طلیب بن عبدالعزیٰؓ، وغیرہ
(۱۳) عثمان بن ابی العاصؓ الثقفی
(۱۴) قیس بن سعد بن عبادہؓ الانصاری
(۱۵) کرز بن علقمہؓ

(ملاحظہ ہو:- اسد الغابہ۔ دول الاسلام للذہبی۔ الاصابہ مع الاستیعاب)

Marfat.com

مطلب یہ ہُوا کہ اس قسم کے صحابۂ کرام کی ایک کثیر تعداد یقیناً موجود تھی جن کو حکومت کے مسائل میں منصب دیا جا سکتا تھا۔ اقرباء کی طرف رجوع کرنے کی ہرگز مجبوری نہ تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے جس طرح وقتی تقاضوں کے تحت اقرباء کو شاملِ حکومت کیا تھا، ٹھیک اسی طرح حضرت عثمانؓ نے بھی عصری تقاضوں کے پیشِ نظر بعض اقرباء کو منصب عطا فرمائے تھے۔ یہ دونوں دَور اس مسئلہ میں قابلِ طعن اور لائقِ اعتراض نہیں ہیں لیکن حضرت علی المرتضیٰؓ کے دَور کو اقرباء نوازی کے طعن سے بچانا اور حضرت عثمانؓ کے دَور کو اس میں ملوث و مطعون کرنا خالص جانبداری اور گروہی تعصّب ہے جس سے قبائلی عصبیت نمایاں ہوتی ہے اور قوم میں باہمی منافرت و اختلاف کی بنیادیں اُستوار ہوتی ہیں۔ اس سے اہلِ اسلام کو بچانے کی ضرورت ہے۔

یہاں پر بحث ثالث ختم ہوتی ہے۔

Marfat.com

بحث رابع

اقربا کے لیے مالی عطیات

گذشتہ بحثوں میں حضرت سیدنا عثمانؓ کے اقربا کے لیے مناصب دہی کا تذکرہ کیا گیا۔ اب اس بحث رابع میں حضرت عثمانؓ کے خویش و اقارب کے لیے مالی عطیات کا ذکر کرنا مقصود ہے۔

——— حضرت عثمانؓ کے دور پر اعتراض کرنے والے احباب نے اس مسئلہ میں بھی عمدہ طریقہ سے اعتراضات قائم کیے ہیں اور لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے رشتہ داروں کو بیت المال سے ناجائز طریقہ سے مالی عطیات دے دیئے اور بیت المال کے اموال کی غلط تقسیم کر دی اور بے جا طریقہ سے اپنے اقارب کو اموال عنایت کر دیئے جس کی وجہ سے لوگوں میں نفرت کے آثار پیدا ہوئے۔ وغیرہ۔

ابن مطہر الحلی الشیعی فرماتے ہیں :-

"...... وکان یؤثر اهله بالاموال الکثیرة من بیت مال المسلمین ..... الخ"

(منہاج الکرامۃ فی معرفۃ الامامۃ لابن المطہر الحلی الشیعی الرافضی (المتوفی ۷۲۶ھ) ص ۶۷۔ تحت مطاعن عثمانی مطبوعہ در آخر منہاج السنۃ جلد چہارم۔ طبع جدید لاہور)

Marfat.com

یعنی اپنے رشتہ داروں کو حضرت عثمانؓ مسلمانوں کے مال سے اموالِ کثیرہ دے دیتے تھے۔

معترض دوستوں نے حضرت عثمانؓ کے متعلق یہ پروپیگنڈا نہایت سلیقہ سے کیا ہے کہ ان کے نزدیک یہ صلہ رحمی کا تقاضا تھا، جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ

(۱) ـــــ حضرت عثمانؓ کہا کرتے تھے کہ شیخینؓ نے اپنا مالی حق بیت المال کے اموال سے ترک کر دیا تھا اور میں نے اسے لے کر اپنے اقارب میں تقسیم کیا۔

(۲) ـــــ حضرت عثمانؓ فرماتے تھے کہ شیخینؓ اس مال کے معاملہ میں اپنے نفسوں کو اور اپنے اقارب کو روکتے اور باز رکھتے تھے اور میں نے اس معاملہ میں صلہ رحمی کی تاویل کی ہے۔

(۳) ـــــ حضرت عثمانؓ فرماتے تھے کہ شیخینؓ اپنے قرابت داروں کو اموال کے روکنے کے مسئلہ میں ثواب حاصل کرتے تھے اور میں اپنے قرابت داروں کو یہ مال دے کر ثواب حاصل کرتا ہوں۔

مندرجہ ذیل نوع کی روایات سے اعتراضات مستنبط کیے گئے ہیں۔

(۱) ـــــ محمد بن عمر (الواقدی) ۔ محمد بن عبد اللہ ۔ عن الزہری

قال لما ولی عثمان . . . . . واعطی اقرباءہ المال وتاول فی ذالک الصلۃ التی امر اللہ بھا واتخذ الاموال واستسلف من بیت المال وقال ان ابا بکرؓ و عمرؓ من بیت المال ترکا من ذالک ما ھو لھما وانی اخذتہ فقسمتہ فی اقربائی فانکر الناس علیہ ذالک ۔"

Marfat.com

(۱) — طبقات ابن سعد، ص ۴۴، ج ۳ - ذکر بیعۃ عثمانؓ - طبع لیدن

(۲) — انساب الاشراف للبلاذری، ج ۵، ص ۲۵ تحت ما انکروا من سیر عثمانؓ

(۲) — نیز یہاں حضرت عثمانؓ کا ایک قول ذکر کیا جاتا ہے جو ان روایات کا ہم مفہوم و ہم مضمون ہے۔ المسور بن مخرمہ نے نقل کیا ہے۔ اس کا راوی بھی واقدی صاحب ہے۔

(۱) — طبقات ابن سعد، ص ۴۴ - جلد ثالث ذکر بیعۃ عثمانؓ۔

(۲) — انساب الاشراف، ص ۲۵ - ج ۵ - ذکر ما انکروا من سیر عثمانؓ

(۳) — وقال ابو مخنف والواقدی فی روایتہما انکروا الناس علی عثمان .... فقال ان لہ قرابۃ و رحماً قالوا أفما کان لابی بکرؓ و عمرؓ قرابۃ وذو رحم؟ فقال ان ابا بکرؓ و عمرؓ کانا یحتسبان فی منع قرابتہما وانا احتسب فی اعطاء قرابتی ... الخ"

(انساب الاشراف للبلاذری، ج ۵، ص ۲۸۔
تحت ذکر ما انکروا من سیرۃ عثمانؓ)

مندرجہ بالا قسم کی روایات کے پیشِ نظر معترض لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر مذکورہ بالا اعتراضات قائم کیے تھے۔ یہ چند روایات بطور نمونہ کے ہم نے باسند ذکر کر دی ہیں۔ اہلِ علم حضرات ان پر نظر ڈالنے سے خوب سمجھ گئے ہوں گے کہ ان کا پایۂ اعتماد کیا ہے؟ عام ناظرین کی خدمت میں ہم یہ وضاحت عرض کرتے ہیں کہ اس قسم کی روایات جن پر اس طعن کی مدار ہے، وہ واقدی اور ابو مخنف جیسے ظالم راویوں کی مرہونِ منت ہیں اور یہ لوگ فنِ روایت میں کذّاب اور دروغ گو ہیں اور صحابۂ کرامؓ کے خلاف اس قسم کی روایات کا نشر کرنا ان کا فطری شیوہ ہے اور علماء کے نزدیک یہ لوگ "متروک" ہیں۔

(میزان الاعتدال ذہبی اور تہذیب التہذیب عسقلانی ملاحظہ ہوں)

لہٰذا مذکورہ بالا اعتراضات حضرت عثمانؓ پر تصنیف شدہ روایات سے تجویز کیے

Marfat.com

گئے ہیں اور بالکل بے سروپا ہیں ان میں کچھ اصلیت نہیں ہے۔

تنبیہ

مندرجہ بالا روایات طعن ہٰذا کے لیے بطورِ ضابطہ اور قاعدہ کے معترض پیش کرتے ہیں۔ اجمالاً ان پر نقلاً کلام کر دیا ہے اور ان پر عقلاً کلام عنقریب ذکر کیا جائے گا قلیل سا انتظار فرماویں۔

——— اور جن روایات میں حضرت عثمانؓ کے رشتہ داروں کے صریحاً نام لے کر مالی عطیات کا ذکر کیا گیا ہے اب ان کو ایک ترتیب سے ہم ناظرینِ کرام کی خدمت میں رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ان پر روایۃً و درایۃً کلام کیا جائے گا تاکہ ناظرین باتمکین پر اس طعن کی حقیقت آشکارا ہو سکے اور معلوم ہو جائے کہ یہ بناء الفاسد علی الفاسد ہے اور حضرت عثمانؓ نے اس معاملہ میں کوئی غلط اقدام نہیں کیا۔ اور آئین شرعی کے خلاف ہرگز نہیں کیا تھا۔

پہلے قابلِ اعتراض روایات پیش کی جاتی ہیں اس کے بعد ان پر بقدرِ ضرورت بحث کی جائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

عثمانی رشتہ داروں کے حق میں مالی عطیات کی روایات

معترضین حضرت عثمانؓ کے رشتہ داروں (جنہیں مالی عطیات دیئے گئے تھے) کی ایک فہرست پیش کیا کرتے ہیں ہم یہاں چند رشتہ داروں کی تعداد اور ان کو عطا شدہ اموال کی قلیل سی تفصیل درج کرتے ہیں جس سے اصل مسئلہ کی نوعیت خوب معلوم ہو جائے گی۔

Marfat.com

مروان بن الحکم اور آل الحکم کے لیے

(۱)۔۔۔۔ بلاذری نے اپنی مشہور کتاب "انساب الاشراف" میں یہ واقعہ عبداللہ بن الزبیر کی زبانی ذکر کیا ہے کہ :-

"حضرت عثمانؓ نے ہم کو ۲۷ھ میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کی ماتحتی میں افریقیہ فتح کرنے کے لیے روانہ کیا۔ عبداللہ بن سعد کو بہت سا مالِ غنیمت حاصل ہوا۔ حضرت عثمانؓ نے غنائم کا خمس (یعنی پانچواں حصہ) مروان بن الحکم کو عطا فرما دیا۔"

"۔۔۔۔ عن الواقدی عن اُسامۃ بن زید بن اسلم عن نافع مولی الزبیر عن عبد اللہ بن الزبیر۔۔۔۔ فاعطی عثمان مروان بن الحکم خمس الغنائم۔۔۔ الخ"

(انساب الاشراف للبلاذری، ج ۵، ص ۲۷۔ تحت ذکر ما انکروا من سیرۃ عثمانؓ)

(۲) ـــــ بلاذریؒ نے دوسری روایت ام بکر بنت المسور بن المخرمہ کے ذریعے ذکر کی ہے۔ اس نے اپنے والد المسور سے نقل کیا ہے کہ المسور اور مروان کی ایک معاملہ میں باہمی گفتگو ہوئی تو المسور نے بطور طعن مروان کو کہا کہ حضرت عثمانؓ نے تمہیں افریقیہ کا خمس عطا کر دیا۔

"۔۔۔۔ عن الواقدی عن عبد اللہ بن جعفر عن امّ بکر بنت المسور۔۔۔۔ فاعطاك ابن عفان خمس افریقیۃ۔۔ الخ"

(انساب الاشراف للبلاذری، ج ۵، ص ۲۸۔ تحت ذکر ما انکروا من سیرۃ عثمانؓ)

(۳) ـــــ اس مسئلہ میں بلاذری کی تیسری روایت میں یوں مذکور ہے کہ :-

Marfat.com

"عبداللہ بن سعد بن ابی سرح حضرت عثمانؓ کا رضاعی بھائی تھا۔ سیدنا عثمانؓ نے افریقیہ پر اس کو حاکم بنایا۔ ۲۷ھ میں اس نے افریقیہ کو فتح کیا۔ مروان بن الحکم اس کے ساتھ تھا۔ افریقیہ کی غنیمت کے خمس کو مروان نے ایک لاکھ دینار سے خریدا اور دوسرے قول کے مطابق دو لاکھ دینار سے خمس خریدا۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ سے گفتگو کی پس حضرت عثمانؓ نے وہ تمام رقم مروان کو بخش دی۔ اس بات کی وجہ سے لوگ سیدنا عثمانؓ کو ناپسند جاننے لگے۔"

"۔۔۔۔۔ عن لوط بن یحییٰ ابی مخنف عمن ۔۔۔۔۔۔ حدثه قال کان عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اخا عثمانؓ من الرضاعة وعامله علی المغرب فغزا افریقیة سنة سبع وعشرین فافتتحها وکان معه مروان بن الحکم فابتاع خمس الغنیمة بمائة الف او مائتی الف دینار فکلم عثمان فوهبها له فانکر الناس ذالك علی عثمان۔"

(انساب الاشراف للبلاذری، ج ۵، ص ۲۸۔
تحت ذکر ما انکروا من سیرة عثمانؓ)

(۴) ــــــ اور تاریخ طبری میں مروان اور آل الحکم کو افریقیہ کے مال سے مالِ کثیر عطا کرنے کا واقعہ واقدی کے ذریعے مندرجہ ذیل عبارت میں منقول ہے:۔

"۔۔۔۔ قال الواقدی ۔۔۔۔ وکان الذی صالحهم علیه عبداللہ بن سعد ثلثمائة قنطار ذهب فامر بها عثمان لآل الحکم قلت اولمروان قال لا ادری۔"

(تاریخ الطبری، ج ۵، ص ۵۰ تحت سنة ۲۷ھ)

Marfat.com

ذکر الخبر عن فتحہا وعن سبب ولایۃ عبداللہ بن سعد مصر وعزل عثمان عمرو بن العاص ۔طبع قدیم مصری)

اور اسی واقعہ کو البدایہ میں ابن کثیر نے تھوڑے سے تغیر الفاظ کے ساتھ واقدی کے ذریعے اس طرح ذکر کیا ہے کہ جتنے اموالِ کثیرہ پر اہلِ افریقیہ کے ساتھ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے صلح کی تھی ۔ وہ سب اموال حضرت عثمانؓ نے ایک ہی یوم میں آل الحکم کے لیے یا بقول دیگر آلِ مروان کے لیے دے دیئے۔

— قال الواقدی وصالحہ بطریقہا علی الفی الف دینار وعشرین الف دینار فاطلقہا کلہا عثمان فی یوم واحد لآل الحکم ویقال لآل مروان۔

(البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۵۲، تحت عنوان ثم دخلت سنۃ سبع عشرین (۲۷ھ) غزوہ افریقیہ)

— طبری اور ابن کثیر کی ان ہر دو مندرجہ روایات میں تصریح موجود ہے کہ جس مال پر اہلِ افریقیہ سے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کی صلح ہوئی تھی (اگرچہ اس مال کی مقداریں مختلف عبارات ہیں) ان اموالِ کثیرہ کو حضرت عثمانؓ نے آل الحکم یا آلِ مروان کو عنایت فرمایا تھا۔

ہر دو کتبِ بالا میں یہ مسئلہ (قال الواقدی) یعنی "واقدی نے فرمایا" سے مذکور و منقول ہے۔

اس گذارش کو ناظرین ملحوظ رکھیں ۔عنقریب تفصیلات آرہی ہیں۔

(۵) — سیّدنا حضرت عثمانؓ کے متعلق مروان بن الحکم کو مال دینے کی روایت معترض لوگ طبقات ابن سعد سے بھی نقل کیا کرتے ہیں۔اس میں مذکور ہے کہ :۔

Marfat.com

"حضرت عثمانؓ نے اپنے اقرباء اور اہل بیت کو عامل و حاکم بنایا اور مروان بن الحکم کے لیے مصر کے خمس عطا کرنے کا آرڈر لکھ دیا۔"

—— اخبرنا محمد بن عمر (الواقدی) حدثنی محمد بن عبداللہ عن الزہری قال . . . . . واستعمل اقرباءہ و اھل بیتہ . . . . . وکتب لمروان بخمس مصر واعطا اقرباءہ المال . . . . الخ"

(طبقات لابن سعد، ج ۳، ص ۴۴ تحت ذکر بیعۃ عثمانؓ، طبع لیدن)

یہ بھی بابا واقدی صاحب کی روایت ہے۔

یہی روایت جو طبقات ابن سعد میں اس مقام میں مذکور ہے یہ بعینہ انساب الاشراف بلاذری، جلد ۵، ص ۲۵ پر تحت ما انکروا من سیرۃ عثمانؓ وامرہ درج ہے۔ وہاں یہ الفاظ ہیں:۔

"وکتب لمروان بن الحکم بخمس افریقیۃ واعطی اقاربہٗ المال"

بلاذری کی یہ روایت بھی "عن الواقدی" سے شروع ہے مطلب یہ ہے کہ طبقات ابن سعد اور انساب الاشراف بلاذری میں یہ روایت واقدی کے ذریعے ہی منقول ہے۔ ایک جگہ اس نے مصر کے خمس کا مال دینا درج فرما دیا ہے اور دوسری کتاب میں خمس افریقہ کا مال عطا کرنا اس نے نقل کر دیا ہے (یہ صریح تضاد بیانی ہے) حالانکہ مصر تو ان واقعات سے بہت پہلے ۲۰ھ اور ۲۱ھ یعنی فاروقی دور میں مفتوح ہو چکا تھا۔ اب اس عثمانی دور میں ان اموال مصر سے خمس نکلنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

Marfat.com

(۶) ـــــــ مزید ایک اور روایت بلاذری نے ذکر کی ہے کہ حضرت عثمانؓ کے پاس صدقہ کے اونٹ پہنچے تو حضرت عثمانؓ نے وہ سب اونٹ اپنے چچا زاد برادر حارث بن الحکم کو عطا فرما دیئے۔"

عبارت ذیل میں یہ مسئلہ مذکور ہے اور واقدی صاحب اس کو نقل کرنے والے ہیں۔

"عن الواقدی عن عبد اللہ بن جعفر عن ام بکر عن ابیھا قالت قدمت ابل الصدقۃ علیٰ عثمان فوھبھا للحارث بن الحکم بن ابی العاص۔"

"انساب الاشراف للبلاذری، ج ۵، ص ۲۸ تحت ذکر ما انکروا من سیرۃ عثمانؓ۔

سعید بن العاص کے لیے

ـــــــ اور بلاذری نے اس مقام میں ایک اور روایت نقل کی ہے اس میں مذکور ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے قریبی رشتہ دار سعید بن العاص (اموی) کو ایک لاکھ درہم عنایت فرما دیئے۔ اس روایت میں ذکر ہے کہ دیگر اکابر صحابہؓ نے حضرت عثمانؓ پر اس معاملہ میں اعتراض کیا اور سیدنا حضرت عثمانؓ نے جواب دیا۔"

یہ تمام روایت واقدی صاحب اور لوط بن یحییٰ ابو مخنف نے نقل کی ہے اور یہ ان دونوں کے فرمودات عالیہ میں سے ہے۔

ـــــــ وقال ابو مخنف والواقدی فی روایتھما انکر الناس علیٰ عثمان اعطاءہ سعید بن العاص مائۃ الف درھم فکلمہ علی والزبیر وطلحۃ ... الخ"

(انساب الاشراف للبلاذری، ج ۵، ص ۲۸ تحت ذکر ما انکروا من سیرۃ عثمانؓ۔

Marfat.com

مذکورہ بالا قسم کی روایات اور بھی تاریخ کے ذخائر میں دستیاب ہو سکتی ہیں لیکن چند روایات یعنی سات عدد ہم نے بطور نمونہ پیش کر دی ہیں ۔ اور ان کے نقل کرنے والوں کے نام بھی صراحۃً ذکر کر دیئے ہیں ۔ اس کے بعد نقلاً و سنداً ان پر مختصر بحث پیش کی جاتی ہے اور بعد ازاں باعتبارِ عقل اور درایت کے ان کے متعلق کلام ہو گا ۔ اس طریقہ سے طعن ہذا (یعنی مالی عطیات کے طعن) کا بے وزن ہونا اور بے اصل ہونا خوب واضح ہو جائے گا ۔

روایۃ بحث

(گذشتہ روایات کے لیے)

ناظرین کرام کی خدمت میں ہم نے یہ چند روایات اختصاراً پیش کر دی ہیں ۔ جن میں حضرت عثمانؓ کے حق میں باعتبار مال کے اقربا نوازی کا طعن تجویز کیا گیا ہے ۔

ان میں پہلی تین عدد روایات بطور قاعدہ و قانون کے ذکر کی جاتی ہیں ان پر سنداً کلام کر دیا ہے اور وہ تینوں روایات واقدی صاحب اور ابو مخنف لوط بن یحییٰ سے منقول ہیں ۔ یہ دونوں راوی خوب مجروح ہیں جیسا کہ عنقریب اس پر حوالہ جات پیش کیے جا رہے ہیں ۔ ان کے بعد ہم نے وہ روایات ذکر کی ہیں جن میں حضرت عثمانؓ سے مال حاصل کرنے والے رشتہ داروں کے نام کی تصریح کر دی گئی ہے ۔ یہ سات عدد روایات درج کی گئی ہیں ۔ یہ بھی واقدی صاحب سے منقول ہیں اور کچھ لوط بن یحییٰ ابو مخنف اور واقدی دونوں سے منقول ہیں اور ایک روایت ابو مخنف مذکور سے منقول ہے ۔

علماء فن نے ان دونوں راویوں پر بڑی تفصیلی جرح کی ہے اور قبل ازیں

Marfat.com

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے متعلقات میں اور مروان کے شبہ دوم کے جواب میں ان پر نقد اور کلام ہو چکا ہے۔

تاہم اس موقع پر بھی ہم پھر ناظرین کے سامنے ان ہر دو راویوں پر جرح پیش کرتے ہیں تاکہ ان روایات کا بے اصل ہونا اچھی طرح نمایاں ہو جائے۔

الواقدی اس کا نام محمد بن عمرو بن واقد الاسلمی الواقدی ہے۔ امام احمدؒ نے فرمایا ہے کہ یہ شخص بہت بڑا جھوٹا ہے اور روایات میں تصرف کیا کرتا ہے۔ ابن معین فرماتے ہیں اس کی روایت نہ لکھی جائے۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ یہ شخص "متروک" ہے۔ ابو حاتم اور نسائی کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں گھڑ لیتا تھا۔ ابن مدینی کہتے ہیں "یہ روایت کو گھڑ لیتا ہے"

"۔۔۔ قال احمد بن حنبل ھو کذاب یقلب الاحادیث قال ابن معین لایکتب حدیثہ۔ قال البخاری متروک۔ قال ابوحاتم والنسائی یضع الحدیث ۔۔۔ الخ"

(۱)۔۔۔ میزان الاعتدال للذہبی، ج ۳، ص ۱۱۰۔ تحت محمد بن عمرو بن واقد۔

(۲)۔۔۔ تہذیب التہذیب لابن حجر، ج ۹، ص ۳۶۴-۳۶۶ تحت محمد بن عمرو الواقدی۔

"قال الذہبی فی المغنی "مجمع علی ترکہ وقال النسائی کان یضع الحدیث"

(۳)۔۔۔ المغنی للذہبی، ج ۲، ص ۶۱۹ تحت محمد بن عمرو واقد

"قال ابن حبان وکان یروی عن الثقات مقلوبۃ وعن الاثبات المعضلات ۔۔۔۔ کان احمد بن حنبل رحمہ اللہ یکذبہ ۔۔۔ ۔۔۔ یقول المدینی الواقدی یضع الحدیث ۔۔۔ الخ"

Marfat.com

(۴)—— کتاب المجروحین لابن حبان، ج ۲، ص ۲۸۴ تحت محمد بن عمر بن واقد۔ طبع دکن۔

"قال ابن حجر فی اللسان .... متروك مع سعة علمه"۔

(۵)—— لسان المیزان، ج ۶، ص ۸۵۲۔ تحت الواقدی محمد بن عمرو۔

الواقدی کے سیاسی حالات کیلئے طبقات ابن سعد صہ ۳۱۴ تا صہ ۳۲۱ جلد خامس تحت محمد بن عمر الواقدی ملاحظ فرمائیں۔

مختصر یہ ہے کہ جن روایات میں واقدی منفرد ہوں وہ روایات قابلِ حجت نہیں ہوتیں۔

ابو مخنف لُوط بن یحییٰ اس کا نام لُوط بن یحییٰ اور کنیت ابو مخنف ہے۔ یہ قصّہ گو اخباری آدمی ہے۔ علماء فرماتے ہیں۔ اس پر کوئی اعتماد نہیں اور فرمایا کہ روایت کے باب میں یہ کچھ بھی نہیں اور علماء کہتے ہیں" یہ جلنے والا شیعہ ہے اور شیعوں کا قصہ گو راوی ہے"

"لُوط بن یحییٰ ابو مخنف اخباری، لا یوثق به"... ترکه ابو حاتم وغیرہ۔ قال الدارقطنی "ضعیف" وقال یحییٰ بن معین "لیس بثقة"، وقال مرة "لیس بشئ"۔ قال ابن عدی "شیعی محترق" صاحب اخبارهم ... الخ"

(۱)—— میزان الاعتدال للذہبی، ج ۲، ص ۳۶۰۔ تحت لُوط بن یحییٰ۔

(۲)—— لسان المیزان لابن حجر عسقلانی، ج ۴، ص ۴۹۲۔ تحت لُوط بن یحییٰ۔

—— مختصر یہ ہے کہ اس قسم کی جرح مفصّل کے ساتھ جو راوی مجروح ہوں ان کی روایت پر اعتماد کرنا سراسر غلط ہے۔ ان روایات کو کسی طرح درست نہیں

Marfat.com

تصور کیا جا سکتا۔

مالی عطیات کی دیگر روایات

خُمسِ افریقیہ وغیرہ کے متعلق

تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے رضاعی برادر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو افریقیہ کا خُمس دے دیا تھا (جو بیت المال کا حق تھا)۔

نیز روایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ عبداللہ بن خالد بن اسید اور مروان کو بیت المال کا بہت سا مال یکمشت عطا کر دیا تھا۔

معترضین کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے بیت المال کے اموال کی غلط تقسیم کی اور اپنے اقارب کو ناجائز طور پر اموالِ کثیرہ دے دیئے۔

درجۂ جواب

(۱)

پہلی بات یہ ہے کہ اس قسم کی روایات تاریخی ہیں جن کے صحیح اور سقیم ہونے میں دونوں احتمال ہیں اور ان محتمل روایات کو صحیح احادیث کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔

(۲)

دوسری بات یہ ہے کہ علماء نے اس نوع کی روایات پر کلام کر کے غیر صحیح اور متکلّم فیہ قرار دیا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی صحت پر اعتماد کرنا مشکل ہے۔

(۱) مثلاً قاضی ابوبکر بن العربی نے فرمایا ہے کہ خمسِ افریقیہ کا کسی ایک شخص کو عطا کیا جانا صحیح نہیں ہے۔

"واما اعطاءہ خمس افریقیۃ لواحد فلم یصح"

Marfat.com

(العواصم من القواصم، ص ۱۰۰-۱۰۱- تحت جوابات اعتراض ۱۳)

(۲) ـــ نیز ازالۃ الخفاء میں شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ :-

" اہل تاریخ نے بغیر تحقیق کے بیت المال میں اسراف کے قصے ذکر کر دیئے، ان میں بعض تو محض افترا اور جھوٹ ہیں اور ان کے بعض میں واقعہ کے بیان میں ملاوٹ اور آمیخت کر دی گئی ہے۔ لہٰذا ان قصوں کے نقل کرنے میں ہم اپنے اوقات کو صرف نہیں کرتے۔"

" ۔ ۔ ۔ ۔ اما قصص رکیکہ کہ اہلِ تاریخ بغیر تحقیق ذکر می کنند از اسراف در بیت المال و حمیٰ ساختن شجر وغیر آں چوں بعض محض مفتریات است و بعض از آں قبیل کہ در سر دِ قصہ افترا داخل شدہ۔ اوقاتِ خود را بتسوید اوراق بآں قصہا مشغول نمی سازیم۔"

(ازالۃ الخفاء مقصد دوم، ص ۲۴۸ تحت جوابات مطاعنِ عثمانی۔ طبع اوّل قدیم۔ بریلی)

(۳) ـــ اور شاہ عبدالعزیزؒ نے تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے کہ مروان کو افریقہ کا خمس دیا جانا بالکل غلط ہے۔

" و قصہ بخشیدنِ خمسِ افریقیہ کہ بمروان ست نیز غلط محض ست۔"

(تحفہ اثنا عشریہ، ص ۳۱۱ تحت طعنِ سوم عثمانی طبع جدید لاہور)

(۴)

"خمسِ افریقیہ" والی روایات کو بالفرض اگر درست تسلیم کیا جائے تو اس کا حل طبری کی روایات میں موجود ہے۔ وہ اس طرح کہ حضرت عثمانؓ نے اعتراض

Marfat.com

ہونے کے بعد خمس مذکور عبداللہ سے بیت المال میں واپس کروا دیا تھا۔ چنانچہ اس کی تھوڑی سے تفصیل روایتِ ذیل سے ہم پیش کرتے ہیں جس کے ذریعہ اصل مسئلہ صاف ہو سکے گا۔

طبری نے فتح افریقیہ کے موقعہ پر ذکر کیا ہے کہ:۔

" جو مال اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غزوۂ افریقیہ میں عنایت فرمایا تھا اس کو عبداللہ بن سعد نے لشکریوں اور فوجیوں میں تقسیم کیا اور اس مال سے خمس نکالا۔ پھر حسبِ دستور اس خمس کے پانچ حصے کیے، پانچواں حصّہ خود لیا اور خمس کے باقی چار حصّے ایک شخص ابن وسیمہ النضری کے ذریعے مدینہ شریف میں حضرت عثمانؓ کی خدمت میں بھجواتے ...... اس موقعہ پر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں ایک وفد نے پہنچ کر شکایت کی کہ عبداللہ بن سعدؓ نے خمس الخمس ⅕ لے لیا۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں نے اس کو حصّہ سے زیادہ عطیّہ دیا ہے ...... اس کے متعلق میں نے بطورِ وعدہ کے کہہ رکھا تھا کہ فتح افریقیہ ہونے پر آپ کو خمس الخمس دیا جائے گا۔

اب یہ معاملہ آپ لوگوں کے اختیار میں دیا جاتا ہے کہ اگر آپ حضرات اس پر راضی ہونگے تو جائز رکھا جائے گا اور اگر آپ ناپسند کریں گے تو اس مال کو ہم لوٹا دیں گے اور بیت المال کی طرف واپس کر دیں گے۔

شکایت کنندہ وفد نے کہا کہ ہم عبداللہ کو خمس الخمس دینے پر ناراض ہیں تو حضرت عثمانؓ نے فرمان دیا جو کچھ مال عبداللہ نے اس موقعہ پر لیا ہے واپس کر دیا جائے اور عبداللہ کی طرف حضرت عثمانؓ نے

Marfat.com

فرمان لکھا کہ آپ اس مال کو واپس کر دیں۔

پھر اہلِ وفد نے مطالبہ کیا کہ عبداللہ بن سعدؓ کو وہاں سے معزول کر دیں ہم ان کی امارت نہیں چاہتے ..... تو حضرت عثمانؓ نے عبداللہ کی طرف لکھا کہ ایک ایسے آدمی کو اپنا قائم مقام تجویز کر دیں جس پر طرفین راضی ہوں اور خمس الخمس کو فی سبیل اللہ تقسیم کر دیں۔ یہ لوگ مال ہٰذا کے لینے پر ناراض ہو رہے ہیں پس عبداللہ نے اسی طرح کر دیا۔ افریقہ کو فتح کیا اور واپس مصر آگئے۔ ... الخ"

"..... وقد امرت له بذالك وذاك اليكم الآن فان رضيتم فقد جاز وان سخطتم فهو ردٌّ۔ قالوا فانا نسخطه قال فهو ردٌّ وكتب الى عبد الله بردّ ذالك واستصلاحهم قالوا فاعزله عنا فانا لا نريد ان يتأمّر علينا وقد وقع ما وقع فكتب اليه ان استخلف على افريقية رجلاً ممن ترضىٰ ويرضون واقسم الخمس الذى كنت نفلتك فى سبيل الله فانهم قد سخطوا النفل ففعل ورجع عبدالله بن سعد الى مصر وقد فتح افريقية ... الخ"

(تاریخ ابن جریر طبری، ج ۵۔ ص ۴۹۔ سنۃ ۲۷ ھ، ذکر الخبر عن فتحها سبب ولایۃ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح مصر وعزل عثمانؓ عمروؓ بن العاص عنها)

(۴)

اور جو طبری کی بعض روایات میں عبداللہ بن خالد بن اسید اور مروان بن الحکم

Marfat.com

کے متعلق مال کثیر عطا کرنے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اس کا جواب طبری کی روایت ذیل میں موجود ہے۔

روایت اس طرح ہے کہ ایک دفعہ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں چند اصحاب (حضرت علیؓ، حضرت معاویہؓ اور حضرت زبیرؓ وغیرہم) جمع تھے۔ اس مجلس میں دیگر امور کے علاوہ حضرت عثمانؓ کے رشتہ داروں کو مال دینے پر گفتگو ہوئی حضرت عثمانؓ نے یہ بات فرمائی کہ میں نے اقرباء کو جو مال دیا ہے میرے خیال میں یہ میرا دینا درست ہے۔ اگر تم لوگ اس کو خطا سمجھتے ہو تو اس مال کو واپس کر لوں گا تمہاری بات کو تسلیم کروں گا حاضرین مجلس نے کہا آپ نے ٹھیک فرمایا۔ یہ بات ٹھیک ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ آپ نے عبداللہ بن خالد بن اسید اور مروان کو بہت سا مال (مروان کو یکمشت پندرہ ہزار اور عبداللہ بن خالد کو پچاس ہزار درہم) دے دیا تھا۔

پس ان حضرات نے ان دونوں (عبداللہ اور مروان) سے مذکورہ مال واپس لے لیا اور بخوشی و رضامندی مجلس ہذا سے واپس ہوئے۔

"...... ورأيت ذالك لى فان رأيتم ذالك خطأً فردوه فامرى لامركم تبعٌ قالوا اصبت واحسنت قالوا اعطيت عبدالله بن خالد بن اسيد ومروان وكانوا يزعمون انّهٗ اعطى مروان خمسة عشر الفًا وابن اسيد خمسين الفاً فردّوا منهما ذالك فرضوا وقبلوا وخرجوا راضين"

(تاریخ ابن جریر طبری، جلد ۵، ص ۱۰۱۔
تحت سنۃ ۳۵ھ)

مطلب یہ ہے کہ :-

Marfat.com

مالِ کثیر دینے کے اعتراض کو طبری کی ان ہر دو روایاتِ مندرجہ نے صاف کر دیا کہ اگر بالفرض حضرت عثمان رضؓ نے مال کثیر بیکمشت عبداللہ بن سعد، عبداللہ بن خالد اور مروان کو دیا تھا تو اعتراض ہو جانے کے بعد حضرت عثمان رضؓ نے وہ مال واپس کر دیا تھا۔ اور اس واپسی پر معترضین لوگ رضامند ہو کر خوش ہو گئے تھے۔ اس طریقہ سے حضرت عثمان رضؓ سے یہ اعتراض ساقط ہو گیا۔

تنبیہ :-

طبری کی مندرجۂ بالا روایات کے ذریعے جب افریقیہ کے خمس کا اعتراض رفع ہو گیا تو طبری سے نقل کرنے والے مورخین مثلاً الکامل لابن اثیر، البدایہ لابن کثیر اور تاریخ ابن خلدون وغیرہم کے اس موقعہ کے مالی اعتراضات مندفع ہو گئے اور ان کے لیے کسی دیگر جواب کے پیش کرنے کی حاجت نہ رہی۔

اس وجہ سے کہ مذکور متاخرین نے طبری سے ہی نقل کر کے خمس افریقیہ کے متعلق اعتراضات ذکر کیے تھے۔

(۵)

ان معروضات کے بعد اب یہ صورت پیش کی جاتی ہے کہ اگر بالفرض حضرت عثمان رضؓ نے اپنے اقرباء یا غیر اقرباء کو بیت المال سے مالی عطیات دیئے ہوں تو اسلام میں ان کی صورتِ جواز کا کیا درجہ ہے؟ خلیفہ اپنی رائے اور اجتہاد کے اعتبار سے کسی کو مالی عطیات دے سکتا ہے یا نہیں؟ خلیفہ کا اس نوعیت کا مجتہدانہ فعل صحیح ہے یا نہیں؟

تو اس کے لیے ہم ذیل میں چند چیزیں پیش کرتے ہیں۔ ان پر توجہ فرما لینے سے مسئلہ ہذا حل ہو جائے گا۔

(۱) —— امام مالکؒ اور علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ خلیفۂ وقت

Marfat.com

خمس کے معاملہ میں اپنی رائے پر عمل کرسکتا ہے اور جو اس کی مجتہدانہ رائے ہو اس کو نافذ کرسکتا ہے اور مالی عطیہ کسی ایک شخص کو عطا کرنا بھی اس کے لیے جائز ہے۔

"۔۔۔۔۔ انّہ قد ذھب مالکؒ وجماعۃٌ الی ان الامام یری رأیہٗ فی الخمس وینفذ فیہ ما ادّاہ الیہ اجتہادہٗ وان اعطاءہٗ لواحد جائز۔"

(العواصم من القواصم للقاضی ابی بکر بن العربی،
ص ۱۰۰-۱۰۱ تحت جوابات اعتراض ۱۳)

(۲) ــــــ خلافت فاروقی کے دور میں حضرت عمرؓ کی طرف سے "ینبع" کے مقام میں حضرت علی المرتضیٰؓ کو ایک قطعہ اراضی عنایت کیا گیا۔ جو بیش قیمت اور معقول آمدنی کا ذریعہ تھا۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے اس عطیہ اراضی کو بخوشی منظور کرلیا تھا اور کسی صحابی نے اس پر اعتراض نہیں کیا تھا۔ یہ واقعہ مندرجہ ذیل مقامات میں علماء نے ذکر کیا ہے اور قبل ازیں اس کا اندراج "رحماء بینہم" حصہ فاروقی کے باب دوم، فصل رابع، ص ۱۸۹-۱۹۰ میں ہوچکا ہے، بطور یاد دہانی کے یہاں بھی اس کو نقل کیا جاتا ہے۔

ــــــ برہان الدین الطرابلسی الحنفی نے "الاسعاف فی احکام الاوقاف" میں تحریر کیا ہے کہ:۔

"۔۔۔۔ عن عبد العزیز بن محمد عن ابیہ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان عمر بن الخطاب قطع لعلیؓ "ینبع" ثم اشتری علیؓ الی قطیعتہٖ التی قطع لہ عمرؓ اشیاء فحفر فیھما عیناً فبینا ھم یعملون اذ تفجر علیھم مثل العنق الجزور من الماء فاتی علیاًؓ فبشرہ بذالک۔۔۔۔ وبلغ جدادھا فی زمن علیؓ الف وسق"

Marfat.com

(۱) ۔ کتاب الاسعاف فی احکام الاوقاف، ص ۷-۸۔
برہان الدین ابراہیم بن موسیٰ الطرابلسی الحنفی۔
سن تالیف کتاب ہذا ۹۰۵ھ۔

(۲) ــــ وفاء الوفاء للسمہودی، ج ۴، ص ۱۳۳۴۔ فصل
الثامن تحت لفظ "ینبع" طبع بیروت۔

(۳) ــــ اسی طرح حضرت عثمانؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت علی المرتضیٰؓ کو اپنے حاکم عبداللہ بن عامر کے ذریعے خراسان سے واپسی پر بیس ہزار درہم یکمشت عنایت فرماتے تھے اور حضرت علیؓ نے قبول فرماتے تھے اور کسی صحابی نے اس پر اعتراض نہیں کیا تھا۔"

طبقات ابن سعد میں عبارتِ ذیل میں یہ واقعہ مذکور ہے۔

"۔ ۔ ۔ فقال (عثمانؓ) لابن عامر قبح اللہ رأیك أ نرسل الی علیؓ بثلاثة آلافِ درهم قال کرهت ان اغرق ولم ادر ما رأیك قال فاغرق قال فبعث الیه بعشرین الف درهم و ما یتبعها قال فراح علیؓ الی المسجد فانتهی الی حلقته وهم یتذاکرون صلات ابن عامر هذا الحی من قریش فقال علیؓ هو سید فتیان قریش غیر مدافع۔"

(طبقات ابن سعد، جلد ۵۔ ص ۳۳۔ تذکرہ
عبداللہ بن عامر۔ طبع لیدن۔

قبل ازیں یہ واقعہ "رحماء بینہم" حصہ سوم (عثمانی) کے باب چہارم تحت عنوان "نبوی رشتہ داروں کے مالی حقوق" ص ۱۵۵، ج ۳ پر درج ہو چکا ہے۔

ــــ ان ہر دو واقعات کے ذریعے یہ مسئلہ منقح ہو گیا کہ خلیفۂ وقت اپنے

Marfat.com

خصوصی اختیارات کے تحت مالی عطیات ملت کے بعض افراد کو عنایت کر سکتا ہے اور اس کا یہ فعل شرعاً صحیح اور درست ہے ورنہ حضرت علی المرتضیٰؓ کا مذکورہ واقعات میں اموال کا حاصل کرنا غیر صحیح اور نادرست ہوگا جیسا ہر دو خلفاء کرام کا دینا ناروا ہوگا۔ حالانکہ اس چیز کا کوئی قائل نہیں ہے (خوب غور فرما دیں)۔

(۴) ——— نیز یہ چیز بھی واضح ہے کہ حضرت عثمانؓ کے مالی عطیات کا بیت المال سے عطا کرنا اقارب اور ہاشمیوں کے ساتھ کچھ مخصوص نہ تھا بلکہ اس وقت کے جمیع اہلِ اسلام بیت المال کے اموال سے حصہ پاتے تھے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے حضرت عثمانؓ خطبہ دے رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ اے لوگو! تم ہم پر کیا اعتراض کرتے ہو؟ اور کیا عیب لگاتے ہو؟ ہر دن تم میں مال تقسیم کیا جاتا ہے۔ کوئی دن تم میں ایسا نہیں گزرتا جس میں تم میں مال تقسیم نہ کیا جاتا ہو۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت عثمانؓ کے منادی کو دیکھا ہے۔ وہ آواز لگاتا کہ اے لوگو! صبح پہنچ کر اپنے عطیات حاصل کر لو۔ پس لوگ صبح آکر کثیر عطیات لے لیتے تھے۔ پھر وہ آواز لگاتا کہ اے لوگو! اپنی خوراکیں صبح پہنچ کر حاصل کر لو۔ پس وہ صبح پہنچ کر اپنی پوری خوراکیں حاصل کرتے تھے۔ اور لباس، پوشاکیں، گھی اور شہد تک وہ آکر حاصل کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ اپنی کتاب "قرۃ العینین" میں یہ واقعہ درج کرتے ہیں اور ابنِ کثیرؒ نے بھی حسن بصریؒ کی روایت لکھی ہے۔ اور شاہ عبدالعزیزؒ نے "تحفہ اثنا عشریہ" جواب مطاعن میں یہی روایت نقل کی ہے۔

——— وعطایایِ جزیلۂ او از بیت المال مخصوص نبودند با اقارب بلکہ بجمیع اہلِ اسلام میر سید عن الحسن البصری قال سمعت عثمانؓ

یخطب یقول یا ایہا الناس! ما تنقمون علیّ؟ وما من یوم الا وانتم تقسمون فیہ خیرًا قال الحسن وشہدت منادیہ ینادی یا ایہا الناس! اغدوا علی عطیاتکم فیغدون فیاخذونہا وافرۃ یا ایہا الناس! اغدوا علی ارزاقکم فیغدون فیاخذونہا وافیۃ حتیٰ واللہ لقد سمعتہ اذنای یقول علی کسوتکم فیاخذون الحلل واغدوا علی السمن والعسل .... الخ"

(۱) — قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، ص ۲۷۱-۲۷۲-
تحت جواب مطاعن ختنین از شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
(۲) — البدایہ لابن کثیرؒ، ج ۷، ص ۲۱۳، فصل فی ذکر شیئ من سیرتہ ... الخ
(۳) — تحفہ اثنا عشریہ فارسی از شاہ عبدالعزیزؒ، ص ۳۱۱ / ۳۱۲
بحث مطاعنِ عثمانی، تحت طعن سوم۔ طبع جدید لاہور۔

(۶)

اگر مذکورہ چیزوں سے صرفِ نظر کر لی جائے تب بھی یہ بات توجہ کے قابل ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے دورِ خلافت کے آخری ایام میں مالی طعن کرنے والوں کے جواب میں ایک مبسوط کلام (جو طبری نے نقل کیا ہے) فرمایا تھا اس میں آپ نے تصریحاً فرمایا تھا کہ:-

(۱) مَیں اپنے اقارب اور اعزہ کے ساتھ محبت رکھتا ہوں اور ان کو مال بھی عطا کرتا ہوں لیکن ان کے ساتھ میری محبّت کرنا مجھے کسی ظلم و جور کی طرف مائل نہیں کرتا بلکہ مَیں ان کے حقوق ادا کرتا ہوں اور جو کچھ مَیں اپنے اقرباء کو عطیات دیتا

Marfat.com

ہوں وہ اپنے ذاتی مال سے دیتا ہوں۔ بیت المال (یعنی مسلمانوں کے مال) سے دینا نہ میں اپنی ذات کے لیے حلال سمجھتا ہوں اور نہ ہی دوسروں کے لیے۔

——— وقالوا انی احب اهل بیتی واعطیهم فاما حبّی فانّه لم یمل معهم علی جور بل احمل الحقوق علیهم۔

——— واما اعطاؤهم فانی اعطیهم من مالی ولا استحل اموال المسلمین لنفسی ولا لاحد من الناس ... الخ۔"

(۱) ——— تاریخ ابن جریر طبری، ج ۵، ص ۱۰۳ تحت ۳۵ھ۔ کلام عثمانی معترضین کے جواب میں۔

(۲) ——— تاریخ الاسلام للذہبیؒ، ج ۲، ص ۱۲۶۔ تحت ۳۵ھ۔

(۲) ——— اسی طرح البدایہ میں ابن کثیرؒ نے حضرت عثمانؓ کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔ طعن کرنے والوں کے جواب میں فرمایا کہ میں جو کچھ اپنے اقربا کو عطا کرتا ہوں وہ اپنے زائد مال سے دیتا ہوں۔

"... ثم اعتذر (عثمان) عما کان یعطی اقرباءه بانّه من فضل ماله۔"

(البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۶۹ تحت ۳۴ھ)

(۳) ——— نیز یہ چیز بھی مؤرخین (طبری وغیرہ) نے حضرت عثمانؓ کی سیرت میں درج کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے مسلمانوں کے بیت المال سے کوئی تنخواہ اور وظیفہ نہیں لیا بلکہ حضرت عثمانؓ فرماتے تھے کہ اللہ کی قسم! میں نے مسلمانوں کے مال سے خوراک نہیں حاصل کی بلکہ میں اپنے مال سے اپنا خرچ خوراک حاصل کرتا ہوں اور تم لوگوں کو معلوم ہے کہ میں قوم قریش میں

Marfat.com

مالدار آدمی ہوں اور میری بہت بڑی تجارت ہے۔"

"...... واللہ ما آکلہ من مال المسلمین ولکنّی آکلہٗ من مالی انت تعلم انی کنت اکثر قریش مالاً واجدّھم فی التجارۃ ... الخ"

(تاریخ ابن جریر طبری، ج ۵، ص ۱۳۶ تحت ۳۵ھ، ذکر بعض سیر عثمانؓ)

ان مندرجات کے ذریعے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت عثمانؓ اپنے اقرباء کو جو مال عنایت کرتے تھے وہ اپنے زائد مال سے دیتے تھے۔ بیت المال سے نہیں دیتے تھے حتیٰ کہ وہ اپنا خرچ خوراک بھی بیت المال سے نہیں لیتے تھے۔ (سبحان اللہ)

عقل و درایت کے اعتبار سے بحث

اس مقام میں درایت کے اعتبار سے چند ایسی معروضات پیش کی جاتی ہیں جن سے مسئلہ کی اصلیت نمایاں طور پر سامنے آسکتی ہے اور اعتراض بالا کی نقت اور سبکی واضح ہوتی ہے۔

(۱)

پہلی یہ بات ہے کہ مسئلہ ہٰذا (اموال المسلمین کی تقسیم) کی شرعی نوعیت کیا حضرت عثمانؓ پر مخفی تھی؟ کیا وہ اس مسئلہ میں کتاب و سنّت کے احکام سے ناواقف تھے؟ اور کیا حضرت عثمانؓ کو یہ فرق معلوم نہ تھا کہ اپنوں کے ساتھ صلہ رحمی کے تقاضوں کو بیت المال سے پورا کیا جاتا ہے یا اپنے ذاتی مال سے؟ اور تقسیم مال کے اختیارات اور اس کی شرعی حدود کیا ان کو پوری طرح معلوم نہ

Marfat.com

تھیں؟ یا ان مسائل کو جاننے کے باوجود ان پر عمل نہیں کرتے تھے؟

یہ چیزیں ایک مخلص مسلمان کے لیے غور کرنے کے قابل ہیں جو گروہی تعصب سے بالاتر ہو کر غور کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اور اپنی دیانتدارانہ رائے خلیفہ راشد کے حق میں خود قائم کر سکتا ہے۔

(۲)

دوسری چیز یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کی دیانت، امانت، اور صداقت پر اعتماد کرتے ہوئے صلح حدیبیہ میں سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دے کر "یدِ عثمانیؓ" کی عظمت قائم کر دی تھی اور اس بیعت میں شامل ہونے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندگی کا تمغہ عنایت فرما دیا۔

یدِ عثمانی کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ہاتھ خدا کی رضا اور احکام شرعی کے خلاف اموال کی تقسیم نہیں کرے گا

نیز اس ہاتھ پر اُمت کے اکابر صحابہ (حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ) نے دینی اعتماد کی بنا پر ہاتھ رکھ کر بیعتِ خلافت کی تھی اور اس ہاتھ کو بالاتفاق منتخب کیا تھا۔

لہٰذا اس سے اموال کی غلط تقسیم کی نسبت صحیح نہیں۔ اور یہ ہاتھ مالی تقسیم دیانتدارانہ طور پر ہی کرے گا۔

مختصر یہ ہے کہ ان ہر دو انتخابات میں حضرت عثمانؓ کا انتخاب ان کی دین میں پختگی کا بیّن ثبوت ہے اور ان کی دیانت کے لیے پوری ضمانت ہے۔

لہٰذا یہ دین کے ہر کام میں صحیح العمل اور معتمد تھے اور اسی پر ان کا خاتمہ بالخیر ہوا پس معترضین کا یہ کہنا کہ وہ اموال کی تقسیم کے مسئلہ میں غلط کار تھے یہ عثمانی دیانت کو داغدار کرنا ہے جو کسی طرح صحیح نہیں۔

Marfat.com

(۳)

تیسری یہ چیز ہے کہ خمس افریقیہ کے مال کی غلط تقسیم کا اعتراض ۲۷ھ، یا ۲۸ھ میں (جب افریقیہ کی فتوحات حاصل ہوئیں) قائم کیا گیا۔ پھر اس کے بعد قریباً ۳۰ھ میں خراسان، طبرستان اور جرجان وغیرہ کی فتوحات ہوئیں۔ ان فتوحات میں اکابر صحابہ اور اکابر ہاشمی حضرات سیدنا حسنؓ، سیدنا حسینؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ وغیرہ شریک ہوئے۔

اگر فتوحات افریقیہ کے اموال کی تقسیم غلط ہو چکی تھی تو ان حضرات نے یہ طعن اور اعتراض حضرت عثمانؓ کی تقسیم پر کیوں نہ اٹھایا؟ اور اس کے بعد آنے والے غزوات ۳۰ھ میں خاموشی سے کیوں شریک ہوتے؟ اگر سابقہ فتوحات میں قواعدِ شرعی کے خلاف مال تقسیم ہوا تھا تو ان حضرات پر لازم تھا کہ پہلے اس کی اصلاح کرواتے اور بعد میں ۳۰ھ میں ہونے والے غزوات میں شریک ہوتے مگر ایسا نہیں کیا۔

تو ان کی عملی کاروائی سے یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ افریقیہ کے مال کی تقسیم میں کوئی صحیح اعتراض قائم نہیں تھا اور نہ ہی کوئی سقم واقع تھا۔ یہ محض بعض مخالفینِ عثمانؓ کا پروپیگنڈا تھا جسے مؤرخین نے نقل کر ڈالا۔

قبل ازیں شرکتِ غزوات ہذا کے حوالہ جات "رحماء بینہم" حصہ سوم عثمانی کے باب چہارم میں (تحت عنوان خلافت عثمانی میں ہاشمی حضرات کی شرکتِ جہاد) درج ہو چکے ہیں۔ مقام ذیل میں تفصیلات ملاحظہ فرمالیں:۔

(۱) تاریخ ابن جریر طبری، ج ۵، ص ۵۷ تحت ۳۰ھ۔

(۲) البدایہ لابن کثیر، جلد ۷، ص ۱۵۴۔ تحت ۳۰ھ۔

Marfat.com

آخر بحث رابع

مالی عطیات کی بحث مختصراً پیش کی گئی ہے۔ اس پر انصاف کی نظر ڈالنے سے یہ نقشہ سامنے آتا ہے کہ:۔

(۱) ـــــ وہ روایات جن سے "مالی عطیات" کے کیس تیار کیے جاتے ہیں وہ عموماً قصّہ گو، دروغ گو، اور اخباری قسم کے لوگوں سے اہل تاریخ نے فراہم کی ہیں ان پر اعتماد کر کے ایک خلیفہ راشد کے دامنِ دیانت کو داغدار کرنا کسی طرح صحیح نہیں۔

(۲) ـــــ اور اعطاء اموال کے جو واقعات حقیقتہً درست ہیں وہ حدودِ شرعی سے خارج اور خلیفہ کے اختیارات سے متجاوز نہیں تھے۔ اس پر حضرت عثمانؓ کی طرف سے صفائی کے بیانات اس کے مؤید ہیں۔ جو ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

(۳) ـــــ حضرت عثمانؓ کا علمی مقام بہت بلند تھا۔ فقہائے صحابہ کرام میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ صدیقی خلافت و فاروقی خلافت کی مشاورتی مجالس کے رکن رکین تھے۔ دینی مسائل کے لیے اہل حل و عقد کے مقام پر فائز تھے۔

لہٰذا حضرت عثمانؓ کے حق میں یہ تصوّر بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ مالی تقسیم کے ان مسائل سے نابلد یا ناواقف تھے۔

اور یہ تصوّر کرنا کہ تقسیم اموال کے مسائل سے واقف تو تھے لیکن ان پر عملدرآمد نہیں کرتے تھے اور بھی مشکل ہے، کوئی مخالف عثمانؓ ہی یہ چیز باور کر سکتا ہے، دوسرے شخص سے یہ نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

(۴) ـــــــ پھر خمس افریقیہ کی تقسیم کے مسئلہ میں افریقیہ کی مہم کے بعد کی فتوحات کو سامنے رکھنے سے یہ مسئلہ حل ہو رہا ہے۔ صحابۂ کرام (بشمول ہاشمی حضرات کے) افریقیہ کے بعد والے غزوات میں شامل ہونے اور شرکت کرنے سے واضح ہو گیا کہ خمس افریقیہ کی تقسیم میں کوئی سقم نہ تھا ورنہ یہ حضرات غلط تقسیم پر کیسے رضامند ہو گئے؟ اور تعاون علی الاثم والعدوان کیسے اختیار کر لیا؟

خوب غور فرما دیں۔

ـــــــ حاصل یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے حق میں ناجائز طریقہ سے تقسیمِ مال کے اعتراضات بے اصل ہیں۔ حضرت نے جو اموال اپنے اقرباء کو دیئے تھے ان کا شرعاً صحیح محمل اور جواز موجود ہے۔ حدودِ شرعی سے متجاوز ہونے کا پروپیگنڈا بالکل بے حقیقت ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے اس سلسلہ میں کوئی غلط کام نہیں کیا جس کی وجہ سے انہیں مطعون قرار دیا جائے۔

Marfat.com

بحث خامس

عثمانی دَور کے آخری مراحل اور ان کا متعلقہ کلام

حضرت سیّدنا عثمانؓ کے دَور پر معترض لوگوں نے آخری ایّام کے متعلق کئی قسم کی بحثیں پیدا کر لی ہیں جو دور از حقیقت ہیں اور اصل واقعات کے خلاف ہیں۔ مثلاً :-

(۱) ــــــ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دوران اپنے اقرباء کو بڑے بڑے مناصب پر مسلّط کر دیا، جنہوں نے کئی قسم کی خرابیاں اور مظالم کیے۔

نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے رشتہ داروں کو بیت المال سے ناجائز طور پر بے موقع اموالِ کثیرہ عطا فرمائے۔

ان چیزوں کی وجہ سے قبائل میں نفرت پیدا ہوئی۔ قبیلہ پرستی کے متعصبانہ نظریات اُٹھ کھڑے ہوئے اور تعصّب کی دبی ہوئی چنگاریاں بھڑک اٹھیں، جنہوں نے خلافت راشدہ کے نظام کو جلا کر خاک کر دیا اور یہ چیزیں قتلِ عثمانؓ پر منتج ہوئیں۔

(۲) ــــــ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اقربا نوازی کے علاوہ حضرت عثمانؓ بن عفانؓ نے شریعت میں کئی قسم کے بدعات پیدا کر دیئے۔ لہٰذا تمام مسلمان ان کے خلاف ہو گئے۔ آخر کار لوگوں نے انہیں قتل کر دیا:

"۔۔۔۔ وخالفه المسلمون كلهم حتى قتل وعابوا افعاله ۔۔۔ الخ"

(منہاج الکرامۃ فی معرفۃ الامامۃ لابن المطہر الحلی الشیعی۔
بحث اختتام مطاعن عثمانی، ج ۴، ص ۶۸، مطبوعہ
در آخر منہاج السُّنۃ، طبع لاہور)

مسئلہ ہٰذا کو صحیح طور پر معلوم کرنے کے لیے بحث خامس میں "بیانِ مراحل" کے نام سے چند چیزیں یہاں ناظرین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔ ان میں منصفانہ غور کرنے سے عثمانی دور کے آخری مسائل بہترین طریقہ سے واضح ہو جائیں گے اور وہ نقشہ جو معترض احباب نے ان ایّام کے متعلق پیش کیا ہے اس کا بعید از صواب و خلاف واقعہ ہونا خوب طرح معلوم ہو سکے گا۔

بیانِ مراحل

(۱)

حضرت عثمانؓ کے دَور کے متعلق لوگوں کا یہ تأثر دینا کہ "دَورِ عثمانی کے آخر میں حضرت عثمانؓ کے عمال و حکّام کی وجہ سے کئی قسم کے منکرات اور برائیاں پھیل گئی تھیں اور احکامِ شرعی کی خلاف ورزی ہونے لگی تھی جن کی وجہ سے لوگ حضرت عثمانؓ پر طعن کرنے لگے اور ان کے خلاف نفرت کے جذبات لوگوں میں پھیل گئے"۔ واقعات کے خلاف ہے۔ امّت کے متعدد کبار علماء نے دَورِ ہٰذا کے متعلق صفائی کے بیان دیتے ہیں اور منکرات اور برائیوں کی نفی کر دی ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی کام اس دَور میں ایسا نہیں ہوتا تھا جس پر شرعاً طعن کیا جا سکے۔ یا اس کو موجبِ فسق اور قتل کا سبب قرار دیا جا سکے۔

امام بخاریؒ کی طرف سے صفائی کا بیان اب پہلے امام بخاریؒ کی طرف سے

Marfat.com

صفائی کا بیان ملاحظہ فرمادیں۔ انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت حسن رض سے نقل کیا ہے وہ فرماتے تھے کہ :۔

"امیر المومنین حضرت عثمان رض کا فرمان اور حکم بارہ سال چلتا رہا۔ ان کی امارت میں لوگوں نے کوئی برائی نہیں دیکھی، حتیٰ کہ فاسق لوگ آگئے اور اہل مدینہ نے حضرت عثمان رض کے معاملہ میں نرمی سے کام لیا (یعنی شدت اختیار نہ کی، لہٰذا وہ مقصد میں کامیاب ہو گئے)۔

ــــــ حدثنا سلیمان بن حرب ثنا ابو هلال قال سمعت الحسن یقول عمل امیر المؤمنین عثمان بن عفان رض ثنتی عشرۃ سنۃ لا ینکرون من امارتہ شیئاً حتیٰ جاء فسقۃ فداھن واللہ فی امرہ اھل المدینۃ"

(۱) (تاریخ صغیر امام بخاری، ص ۳۲ طبع الہ آباد (ہند) تحت ذکر من مات فی خلافۃ عثمان رض)۔

(۲) تاریخ الاسلام للذہبی صہ ۵ ۱۴۲ ج ۲ تذکرہ حضرت عثمان ۔

ابن العربی المالکی کا قول

علامہ ابن العربی المالکی اس موقعہ کی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :۔

"حضرت عثمان رض کے دور میں کوئی برائی نہیں تھی، نہ اول دور میں اور نہ آخر دور میں اور نہ ہی صحابہ کرام رض نے اس موقعہ پر کوئی برائی کی تھی۔ مخاطب کو کہتے ہیں جو تم کو اس موقعہ کی بری خبریں سنائی جاتی ہیں وہ باطل ہیں ان کی طرف التفات کرنے سے اجتناب کریں۔

" . . . . فلم یأت عثمان منکراً لا فی اول الامر ولا فی آخرہ ولا جاء الصحابۃ بمنکر وکل ما سمعت من خبر باطل ایاک ان تلتفت الیہ"

Marfat.com

(العواصم من القواصم، ص ۶۰۔ طبع سہیل اکیڈیمی لاہور)

حضرت شیخ جیلانیؒ کا فرمان

حضرت عثمانؓ کا مقام بیان کرتے ہوئے پیران پیر حضرت شیخ جیلانی نے غنیۃ الطالبین میں حضرت عثمانؓ کی اور ان کے دور کی بہترین صفائی پیش کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ برحق امام تھے یہاں تک کہ وہ شہید کیے گئے اور ان کے دور میں کوئی ایسی بات نہیں پائی گئی تھی جس کی وجہ سے ان کو مطعون کیا جاسکے، یا ان کی طرف فسق کی نسبت کی جاسکے، یا ان کے قتل کا سبب قرار دیا جاسکے۔

اور روافض نے حضرت عثمانؓ کے خلاف یہاں بہت کچھ کہا ہے۔

"۔۔۔۔ و بایع علیؓ ثم بایع الناس اجمع فصار عثمان بنؓ عفان خلیفۃً بین الناس باتفاق الکل فکان (عثمان) اماماً حقاً الی ان مات ولم یوجد فیہ امر یوجب الطعن فیہ ولا فسقہٗ ولا قتلہٗ خلاف ما قالت الروافض تباً لھم"

(غنیۃ الطالبین مترجم، ص ۱۳۷، فصل ویعتقد اہل السنۃ ۔۔۔ الخ ۔ از حضرت شیخ جیلانیؒ المتوفی ۵۶۱ھ ۔ طبع قدیم لاہور)

(۲)

دوسری یہ چیز ذکر کی جاتی ہے کہ حضرت سیدنا عثمانؓ کی خلافت کے ایام میں عوام کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے صحیح انتظامات تھے۔ اور لوگوں کی شکایات رفع کرنے کے لیے پورا اہتمام کیا جاتا تھا۔ حکام کو امر بالمعروف (بہتر کاموں کا حکم کرنا) و نہی عن المنکر (برائیوں سے روکنا) ادا کرنے کا حکم جاری ہوتا تھا۔ اس طریقہ سے قیام دین کی صحیح صورت قائم تھی اور ملکی انتظامات ٹھیک

Marfat.com

طرح چلتے تھے۔ اور عوام میں پریشانی کے اثرات نہیں تھے۔ اس چیز کے متعلق مؤرخین کے مندرجہ ذیل بیانات ملاحظہ فرماویں پہلے اس دور کے وفد کی ایک رپورٹ پیش خدمت ہے پھر اس کی تائید میں اس دور کے اکابر حضرات جناب سالم بن عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ جیسے معتمدین کے بیانات حاضر خدمت ہیں۔ امید ہے ان کے ملاحظہ کے بعد اطمینان کا سامان ہو جائے گا۔

ارسالِ وفود کا واقعہ اور ان کی واپسی رپورٹ

مؤرخین طبری اور ابن خلدون وغیرہ نے یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ خلافتِ عثمانی کے ایام میں بعض لوگوں کی طرف سے حضرت عثمانؓ کے حکام کے متعلق کچھ شکایات پیش ہوئیں۔ اِس سلسلہ میں حضرت عثمانؓ نے چند با اعتماد حضرات کو مختلف جہات میں ان پیش آمدہ شکایات کی حقیقتِ حال معلوم کرنے کے لیے بطور وفد ارسال کیا۔ محمد بن مسلمہ انصاری صحابیؓ کو کوفہ کی طرف اور اُسامہ بن زیدؓ کو بصرہ کی طرف اور عبداللہ بن عمرؓ صحابی کو شام کی طرف روانہ فرمایا اور حضرت عثمانؓ نے ان کے ماسوا آدمی بھی مختلف مقامات میں پھیلائے۔ (تاکہ حالات کی صحیح واپسی رپورٹ حاصل ہو سکے)۔ اور حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو مصر کی طرف روانہ کیا تھا۔ عمارؓ کی واپسی سے قبل روانہ کیے ہوئے مذکور لوگ واپس آ گئے۔

انہوں نے واپس پہنچ کر اطلاع کی کہ اے لوگو! ہم نے کوئی بری بات وہاں نہیں دیکھی۔ عوام المسلمین اور خواص دونوں طبقوں نے کوئی بُری بات نہیں معلوم کی۔ مسلمانوں کا معاملہ ٹھیک چل رہا ہے۔ اور مسلمانوں کے حکام ان میں انصاف کرتے ہیں اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں۔

تاحال عمارؓ مصر سے واپس نہ ہوئے تھے۔ اس تاخیر کو لوگوں نے محسوس کیا۔ آخر کیا بات ہے؟ کسی عارضہ میں عمار مبتلا تو نہیں ہو گئے؟ یہی انتظار اور پریشانی کا عالم تھا کہ

Marfat.com

ناگہاں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کا مصر سے خط پہنچا۔ اس میں اطلاع درج تھی کہ مصر میں ایک قوم (یعنی معترضین و مخالفینِ عثمانؓ تھی) جس نے عمارؓ کو (بہلا پھسلا کر) اپنی باتوں کی طرف مائل کر لیا ہے۔ اور عمارؓ کے پاس وہ جمع ہوتے ہیں ان کے نام یہ ہیں:۔ عبداللہ بن سبا (یعنی ابن سبا)۔ خالد بن ملجم۔ سودان بن حمران۔ کنانہ بن بشر (وغیرہ)

"۔۔۔ ان تبعث رجالاً ممن تثق الی الامصار حتی یرجعوا الیك باخبارھم فدعا محمد بن مسلمة فارسله الی الکوفة وارسل اُسامة بن زید الی البصرة وارسل عبد اللہ بن عمر الی الشام وفرّق رجالاً سواھم فرجعوا جمیعاً قبل عمار فقالوا ایھا الناس! ما انکرنا شیئاً ولا انکرہ اعلام المسلمین ولا عوامھم وقالوا جمیعاً الامر امر المسلمین الا ان امرائھم یقسطون بینھم ویقومون علیھم واستبطأ الناس عماراً حتی ظنوا انه قد اغتیل فلم یفجأھم الا کتاب من عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح یخبرھم ان عمار قد استماله قوم بمصر وقد انقطعوا الیه منھم عبد اللہ بن سوداء وخالد بن ملجم وسودان بن حمران وکنانة بن بشر۔"

(تاریخ طبری، ج ۵، ص ۹۹ تحت ۳۵ھ ذکر مسیر من سار الی ذی خشب من اہل مصر۔ الخ)

ارسالِ وفود کا مذکورہ واقعہ تاریخ ابن خلدون میں بھی مذکور ہے۔ اس کی عبارت اور ترجمہ دینے میں تطویل ہوتی ہے۔ اس بنا پر صرف حوالہ کتاب درج ہے، رجوع فرما کر تصدیق کر لیں۔ (تاریخ ابن خلدون (عبدالرحمٰن بن خلدون المغربی)، ج ۲، ص ۱۰۲۷، تحت بدأ الانتقاض علی عثمان۔ طبع بیروت لبنان)

Marfat.com

مندرجہ بالا اطلاع کے ذریعے یہ مسئلہ صاف ہو گیا کہ عثمانی خلافت کے ایام میں منکرات نہیں تھے اور عوام و خواص اس دور میں کوئی بُرائی نہیں دیکھتے تھے۔ یہ سارا نظام دین اور شریعت کے ماتحت تھا یعنی اسلامی نظام رائج تھا اور لوگوں میں انصاف قائم کیا جاتا تھا۔ اور اس دور کے عُمّال و حکّام ظالم اور جائر نہیں تھے بلکہ اچھے لوگ تھے اور عوام کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔

قاعدہ للاکثر حکم الکل

یہاں توجہ کے لائق یہ چیز ہے کہ ملک میں انتظامی شکایت معلوم کرنے کی خاطر متعدد وفود (مشتمل بر اکابر صحابہؓ) ارسال کیے گئے تو سوائے ایک عمّار بن یاسرؓ کے سب کی واپسی رپورٹ یہ ہے کہ ملک کے معاملات سب ٹھیک چل رہے ہیں۔ ملکی نظام رعایا کے حق میں درست ہے مظالم نہیں ہو رہے بلکہ عدل و انصاف قائم ہے۔ پس عام قاعدہ یہ ہے (للاکثر حکم الکل)۔

تو اس مقام میں بھی یہی صورت صحیحہ ہے جو سب حضرات نے آکر بیان کی ہے۔ مخالفین عثمانؓ کی باتوں سے عمّارؓ بن یاسر کے متاثر ہو جانے کی کئی وجوہ ہو سکتی ہیں۔ لہٰذا اکثر حضرات کی اطلاع کو صحیح سمجھا جائے گا اور ایک شخص کی رائے کو منفرد رائے کا درجہ دیا جائے گا۔

عثمانی دور کی کیفیت کے متعلق سالم بن عبداللہؓ کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے صاحبزادے سالم بن عبداللہ دورِ عثمانی کی کیفیت کو اپنے مندرجہ ذیل بیان میں پیش کرتے ہیں وہ ملاحظہ کریں چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

"حضرت عثمانؓ جب سے خلیفۃ المسلمین مقرر ہوتے تھے، آخری حج کے بغیر تمام سالوں میں انہوں نے خود حج کرائے۔ . . . . (ان کے دور میں)

Marfat.com

لوگ امن وامان میں تھے۔ حضرت عثمانؓ کی طرف سے حکّام اور کارندوں کو حکم لکھ کر ارسال کیا جاتا اور جن لوگوں کو ان کے متعلق کوئی شکایت ہوتی ان کو بھی لکھ دیا جاتا کہ دونوں فریق ہر سال حج کے موقع پر حاضر ہوں (تاکہ شکوہ شکایات سُن کر ان کا ازالہ کیا جا سکے) اور شہروں میں لوگوں کی طرف حضرت عثمانؓ تحریری فرمان ارسال کر دیتے کہ نیکی کا حکم کیا کرو، اور بُرائی سے باز رہو۔

اور کوئی مسلمان اپنے آپ کو ذلیل و عاجز نہ سمجھے۔ مَیں قوی شخص کے مقابلے میں ضعیف آدمی کے ساتھ ہوں جب تک وہ مظلوم ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

لوگوں کی یہی حالت رہی اور اسی حالت پر قائم تھے، حتیٰ کہ بعض لوگوں نے اس طریقِ کار کو تفریقِ امّت کا ذریعہ اور افتراقِ قوم کا وسیلہ بنایا (یعنی جا و بے جا اعتراض کھڑے کر کے اختلافات کی راہ پیدا کر لی)۔

"۔۔۔۔ عن سالم بن عبد اللہ قال لما ولی عثمان حج سنواتہ کلہا الا آخر حجۃ ۔۔۔۔

۔۔۔۔ وامن الناس وکتب فی الامصار ان یوافیہ العمال فی کل موسم ومن یشکوہم وکتب الی الناس الی الامصار ان أتمروا بالمعروف وتناھوا عن المنکر ولا یذل المؤمن نفسہ فانی مع الضعیف علی القوی مادام مظلوماً ان شاء اللہ۔

فکان الناس بذالک فجری ذالک الی ان اتخذہ اقوام وسیلۃ الی تفریق الامۃ"

(تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۳۴۔ تحت ۳۵ھ۔ ذکر بعض سیر عثمان رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

اور البدایہ میں یہ مضمون مختصراً بالفاظ ذیل مذکور ہے :-

"..... یلزم عمالہ بحضور الموسم کل عام و یکتب الی الرعایا من کانت لہ عند احدٍ منھم مظلمۃٌ فلیواف الی الموسم فانی آخذلہ حقہ من عاملہ .... الخ"

(البدایہ لابن کثیر، ج ۷۔ ص ۲۱۸ تحت فصل ومن مناقبہ الکبار و حسناتہ العظیمۃ ... الخ)

حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کا بیان

عبداللہ بن الزبیرؓ اس دور کے معتمد و معتبر لوگوں میں سے ہیں ان کی زبانی عثمانی دور کا نقشہ مصنفینؒ نے نقل کیا ہے۔ ناظرین کرام اب اس کو ملاحظہ فرمادیں۔

——— عبداللہ موصوف کے دورِ خلافت میں خارجیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کیے (یہ وہی اعتراضات تھے جو سبائی ذہنیت والے لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر تجویز کیے ہوئے تھے) ان کے جواب میں عبداللہ بن الزبیرؓ نے حضرت عثمانؓ کی دیانت، صداقت، حسن کردار، اور حسنِ عمل کی خوب صفائی پیش کی جو ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

"...... فسألوہ عن عثمان فاجابھم فیہ بمایسوءھم و ذکر لھم ما کان متصفاً بہ من الایمان و التصدیق و العدل و الاحسان و السیرۃ الحسنۃ و الرجوع الی الحق اذا تبیّن لہ فعند ذالک نفروا عنہ و فارقوہ"

(البدایہ لابن کثیر، ج ۸، ص ۲۳۹۔ تحت امارۃ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما)

یعنی خارجیوں نے ابنِ زبیرؓ سے عثمانؓ کے کردار و عمل کے متعلق سوالات کیے

Marfat.com

ابن زبیرؓ نے جو جوابات ذکر کیے وہ ان کو ناگوار اور بُرے معلوم ہُوئے ۔ ابن زبیرؓ نے ان کے سامنے ذکر کیا کہ حضرت عثمانؓ ایمان و تصدیق کے ساتھ متصف تھے، صاحبِ عدل و انصاف تھے ۔ احسان و اکرام ان کی صفت تھی، عمدہ اخلاق و کردار کے مالک تھے، حق بات کو قبول کرنے والے تھے جب بھی حق سامنے آتا۔ جب عثمانی سیرت کا یہ نقشہ انہوں نے سنا تو ابن الزبیرؓ سے متنفر ہو گئے اور ابن الزبیرؓ کو چھوڑ کر الگ ہو گئے (اس لیے کہ سبائیوں کی طرح خارجی بھی عثمانؓ کے خلاف تھے ۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر ابن زبیرؓ ان کی رائے کے موافق رہے تو ساتھ دینگے ورنہ تعاون چھوڑ دیں گے)۔ —

—— مؤرخ ابن جریر طبری نے ۶۴ھ کے تحت جلد سابع میں واقعہ ہٰذا کو بڑا مفصل لکھا ہے مگر ہم نے اختصار کے پیشِ نظر البدایہ کے حوالہ پر اکتفا کیا ہے ۔ مختصر یہ ہے کہ سالم بن عبداللہؓ اور ابن زبیرؓ ہر دو کے بیانات نے واضح کر دیا کہ وفد کی مذکورہ بالا رپورٹ جو حضرت عثمانؓ کے عہد میں صحابہ کرامؓ نے لا کر پیش کی تھی وہ صحیح تھی اور عہدِ عثمانؓ میں دینی و ملکی انتظامات درست تھے ۔ انصاف قائم تھا اور عوام میں قبائلی عصبیّت کی وجہ سے کسی قسم کی پریشانی اور بے چینی ہرگز موجود نہیں تھی ۔

(۳)

مذکورہ بالا مندرجات کے ذریعے یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ حضرت عثمانؓ کے دَور میں دینی و انتظامی معاملات درست تھے اور اکثر و بیشتر اوقات میں کسی قسم کی خرابی واقع نہیں تھی ۔ لیکن اِس دَور کے آخری ایّام میں جس قسم کے تغیّرات پیدا ہوئے ان کی ایک خاص نوعیت تھی اور ان کے دواعی و اسباب مخصوص قسم کے تھے ۔

آغازِ تغیّرات | دَورِ نبوّت سے لے کر اب تک بے شمار قومیں دائرۂ اسلام

Marfat.com

میں داخل ہوئیں اور اسلام کا ہر دور میں بول بالا ہوتا گیا۔ اللہ کا کلمہ تمام ممالک پر غالب آگیا۔ تمام اقوام نے دینِ اسلام کو قبول کر لیا۔ غلبہ اسلام کو روکنے کے لیے کسی قوم کو جرأت نہ رہی۔ تمام مذاہب شریعتِ اسلامیہ کا حکم تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔

اس صورت میں جن اقوام کو اسلام کے ساتھ خاص عداوت اور دشمنی تھی وہ ظاہر میں اسلام کے غلبہ کو روکنے کے لیے دسترس نہیں رکھتی تھیں۔ انہوں نے اہلِ اسلام کو نقصان پہنچانے کا دوسرا راستہ اختیار کیا، وہ یہ تھا کہ درپردہ اسلام میں باہمی اختلافات کی سکیم چلائی جاتے۔ ظاہر میں اسلام کی خیر خواہی اور اسلام پرستی کا دعویٰ قائم رکھا جائے۔ زباں پر دینِ اسلام کی محبّت و اطاعت ظاہراً جاری رہے اور باطن میں اسلام واہلِ اسلام کے ساتھ عناد و نفاق کے سلسلہ کو چلایا جاتے۔ یہ اسلام میں افتراق پیدا کرنے کی گہری سازش تھی جو درپردہ شروع کی گئی۔

حسد و عناد پیش نظر تھا

ان لوگوں نے عثمانی خلافت کے آخری ایام میں حسد و عناد کی بنا پر حضرت عثمانؓ کی مخالفت کی تھی۔

ہم یہاں پہلے حاسدین کے حسد پر حضرت علی المرتضیٰؓ و دیگر علماء کے بیانات ذکر کرتے ہیں اس کے بعد اس بات کو واضح کریں گے کہ حسد و عناد کرنے والے اور شر و فساد اٹھانے والے کون لوگ تھے؟ جنہوں نے منافقانہ طور پر تحریک چلائی اور قتلِ عثمانؓ تک نوبت پہنچا دی۔

حضرت علیؓ کا ارشاد

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد ایک موقع پر حضرت علی المرتضیٰؓ کی خدمت میں بطور سوال یہ بات پیش کی گئی کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین کو قتلِ عثمانؓ پر کس چیز نے برانگیختہ کیا تھا؟ تو حضرت علیؓ نے جواب میں فرمایا کہ "حسد" نے انہیں اس کام پر آمادہ کیا۔

چنانچہ فرمان ہٰذا کو امام احمدؒ نے "کتاب السنہ" میں بالفاظِ ذیل باسند

Marfat.com

نقل کیا ہے :-

"....عن مضارب بن حزن قال قیل لعلیؓ بن ابی طالب ماحملھم علیٰ قتل عثمانؓ ؟ قال الحسد "

(کتاب السنہ لامام احمد، ص ۱۹۷ طبع مکۃ المکرّمۃ۔ سن طباعت ۱۳۴۹ھ)

(۲) ـــــ اسی طرح تاریخ طبری، جلد پنجم میں ۳۶ھ کے تحت حضرت علی المرتضیٰ کا ایک خطبہ منقول ہے جس میں حضرت علیؓ نے بعض لوگوں کے اس موقع پر حسد و عناد کرنے کے معاملہ کو ذرا وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

"حضرت علیؓ نے خطبہ دیا۔ حمد و ثنا کی، صلوٰۃ اور سلام کہا پھر جاہلیت کے دَور اور اس کی شقاوت کا ذکر کیا اور مذہب اسلام پھر اس کی سعادت کا بیان فرمایا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے اس خاص انعام کا ذکر کیا جو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ایک خلیفہ پر تمام اُمّت کے مجتمع ہونے کی صورت میں فرمایا ہے پھر اس کے بعد دوسرے خلیفہ کے دَور کا، پھر اس کے بعد تیسرے خلیفہ یعنی حضرت عثمانؓ کے دَور کا ذکر فرمایا پھر ان حوادث اور مصائب کا ذکر کیا جن کو اُمّت پر بعض اقوام کھینچ کر لائیں اور لا کر کھڑا کر دیا ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ یہ اقوام دنیا کی طالب ہیں۔ انہوں نے اس فضیلت پر حسد کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت پر لوٹائی تھی۔ اُمّت کو جو چیزیں فضل و کمال کی حاصل ہوتی ہیں، ازراہِ حسد ان کو پس پُشت ڈال دینے کا ان لوگوں نے ارادہ کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کام کو پُورا کرنے والا ہے اور جو ارادہ وہ فرماتے

Marfat.com

میں داخل ہوئیں اور اسلام کا ہر دور میں بول بالا ہوتا گیا۔ اللہ کا کلمہ تمام ممالک پر غالب آگیا۔ تمام اقوام نے دینِ اسلام کو قبول کر لیا۔ غلبہ اسلام کو روکنے کے لیے کسی قوم کو جرأت نہ رہی۔ تمام مذاہب شریعتِ اسلامیہ کا حکم تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔

اس صورت میں جن اقوام کو اسلام کے ساتھ خاص عداوت اور دشمنی تھی وہ ظاہر میں اسلام کے غلبہ کو روکنے کے لیے دسترس نہیں رکھتی تھیں۔ انہوں نے اہلِ اسلام کو نقصان پہنچانے کا دوسرا راستہ اختیار کیا، وہ یہ تھا کہ درپردہ اسلام میں باہمی اختلافات کی سکیم چلائی جاتے۔ ظاہر میں اسلام کی خیرخواہی اور اسلام پرستی کا دعویٰ قائم رکھا جائے۔ زبان پر دینِ اسلام کی محبّت و اطاعت ظاہراً جاری رہے اور باطن میں اسلام و اہلِ اسلام کے ساتھ عناد و نفاق کے سلسلہ کو چلایا جاتے۔ یہ اسلام میں افتراق پیدا کرنے کی گہری سازش تھی جو درپردہ شروع کی گئی۔

حسد و عناد پیشِ نظر تھا

ان لوگوں نے عثمانی خلافت کے آخری ایام میں حسد و عناد کی بنا پر حضرت عثمانؓ کی مخالفت کی تھی۔

ہم یہاں پہلے حاسدین کے حسد پر حضرت علی المرتضیٰؓ و دیگر علماء کے بیانات ذکر کرتے ہیں اس کے بعد اس بات کو واضح کریں گے کہ حسد و عناد کرنے والے اور شر و فساد اٹھانے والے کون لوگ تھے؟ جنہوں نے منافقانہ طور پر تحریک چلائی اور قتلِ عثمانؓ تک نوبت پہنچا دی۔

حضرت علیؓ کا ارشاد

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد ایک موقع پر حضرت علی المرتضیٰؓ کی خدمت میں بطور سوال یہ بات پیش کی گئی کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین کو قتلِ عثمانؓ پر کس چیز نے برانگیختہ کیا تھا؟ تو حضرت علیؓ نے جواب میں فرمایا کہ "حسد" نے انہیں اس کام پر آمادہ کیا۔

چنانچہ فرمان ہذا کو امام احمدؒ نے "کتاب السُّنہ" میں بالفاظِ ذیل باسند

Marfat.com

نقل کیا ہے :-

"..... عن مضارب بن حزن قال قیل لعلیؓ بن ابی طالب ماحملھم علیٰ قتل عثمانؓ؟ قال الحسد"

(کتاب السنۃ لامام احمد، ص ۱۹۷ طبع مکۃ المکرمۃ۔ سن طباعت ۱۳۴۹ھ)

(۲) ـــــ اسی طرح تاریخ طبری، جلد پنجم میں ۳۶ھ کے تحت حضرت علی المرتضیٰ کا ایک خطبہ منقول ہے جس میں حضرت علیؓ نے بعض لوگوں کے اس موقع پر حسد و عناد کرنے کے معاملہ کو ذرا وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

"حضرت علیؓ نے خطبہ دیا۔ حمد و ثنا کی، صلوٰۃ اور سلام کہا۔ پھر جاہلیت کے دور اور اس کی شقاوت کا ذکر کیا اور مذہب اسلام پھر اس کی سعادت کا بیان فرمایا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے اس خاص انعام کا ذکر کیا جو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک خلیفہ پر تمام اُمت کے مجتمع ہونے کی صورت میں فرمایا ہے۔ پھر اس کے بعد دوسرے خلیفہ کے دور کا، پھر اس کے بعد تیسرے خلیفہ یعنی حضرت عثمانؓ کے دور کا ذکر فرمایا۔ پھر ان حوادث اور مصائب کا ذکر کیا جن کو اُمت پر بعض اقوام کھینچ کر لائیں اور لا کر کھڑا کر دیا ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ یہ اقوام دنیا کی طالب ہیں۔ انہوں نے اس فضیلت پر حسد کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس اُمت پر لوٹائی تھی۔ اُمت کو جو چیزیں فضل و کمال کی حاصل ہوتی ہیں، از راہِ حسد ان کو پسِ پُشت ڈال دینے کا ان لوگوں نے ارادہ کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کام کو پُورا کرنے والا ہے اور جو ارادہ وہ فرمائے

Marfat.com

اس کی وہ تکمیل کرنے والا ہے۔

"۔۔۔۔ فحمد اللہ عزّوجلّ و اثنیٰ علیہ وصلّی علی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وذکر الجاھلیۃ وشقاھا والاسلام والسعادۃ وانعام اللہ علی الامۃ بالجماعۃ بالخلیفۃ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ثم الّذی یلیہ ثم الّذی یلیہ ثم حدث ھٰذا الحدث الذی جرّہ علیٰ ھٰذہ الامۃ اقوام طلبوا ھٰذہ الدنیا حسدوا من افاءھا اللہ علیہ علی الفضیلۃ وارادوھا رد الاشیاء علیٰ ادبارھا واللہ بالغ امرہ ومصیب ما اراد۔۔۔ الخ"

(۱) (تاریخ طبری، ج ۵، ص ۱۹۴ - تحت ۳۶ھ تحت عنوان نزول امیر المومنین ذاقار)

(۲) الفتنۃ ووقعۃ الجمل لسیف بن عمر العنبی الشیعی صہ ۱۴۷۔

قاضی ابوبکر ابن العربیؒ کا قول

ابن العربی نے اپنی مشہور کتاب العواصم میں اس موقعہ پر حضرت عثمانؓ کے خلاف شورش کھڑا کرنے والوں کی پوزیشن درج کی ہے :۔

" وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے خلاف ایک قوم عناد وکینہ کی بنا پر جمع ہوئی، اس قوم نے یہ اپنا نظریہ بنا رکھا تھا۔ وہ ایسے لوگ تھے کہ جنہوں نے ایک مقصد حاصل کرنا چاہا مگر وہ اس کی طرف نہیں پہنچ سکے اور وہ لوگ حسد کرنے والے تھے۔ انہوں نے اپنی حسد کی بیماری کو ظاہر کیا اور ان چیزوں پر ان لوگوں کو اپنے دین کی قلت اور یقین کے ضعف نے اٹھایا تھا اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے نے اس پر برانگیختہ کیا۔"

"۔۔۔۔ وتألب علیہ قوم لاحقاد اعتقدوھا ممن طلب

امرًا فلم یصل الیہ وحسد حسادۃ اظہر داُھا وحملہ علیٰ
ذالك قلّة دینٍ وضعف یقینٍ وایثار العاجلة علی الآجلة۔"

(العواصم من القواصم ، ص ۱۱۱ طبع لاہور
تحت جوابات مطاعنِ عثمانی)

شر وفساد کھڑا کرنیوالے کون لوگ تھے؟

مذکورہ مندرجات نے وضاحت کر دی ہے کہ اسلام واہل اسلام کے ساتھ خاص حسد وعناد رکھنے والی بعض قومیں تھیں جنہوں نے تمام شر وفساد کھڑا کرنے کی سکیم تیار کی اور مرکزِ اسلام یعنی خلیفۃ المسلمین حضرت عثمانؓ پر حملہ کر کے اسلام میں پھوٹ ڈالنے کی سازش کی۔

اب ناظرین کی خدمت میں یہ تشریح پیش کی جاتی ہے کہ تمام سکیم تیار کرنے والے اور اس کو چلانے والے کون لوگ تھے؟ کیا تاریخ ان کی کوئی نشاندہی کرتی ہے یا ان کا تعین کرنے میں کوئی رہنمائی کتبِ تاریخ سے حاصل ہوتی ہے؟

تو اس کے متعلق عرض ہے کہ شیعہ وسُنّی مؤرخین نے اس مسئلہ کو بڑی وضاحت سے اپنی اپنی کتابوں میں حسبِ موقع درج کر دیا ہے قلیل سی محنت کرنے سے وہ مواد حاصل ہو سکتا ہے۔

ناظرین کرام کی سہولت کے لیے ہم چند حوالہ جات پیش کرتے ہیں، جن میں غور وفکر کرنے سے مسئلہ مذکورہ پُوری طرح صاف ہو کر نظر آئے گا۔

اس کا اجمالی نقشہ یہ ہے کہ انتشار فی الاسلام کا یہ مسئلہ عبداللہ بن سبا (یہودی) نومسلم نے اٹھایا۔ اس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مختلف مقامات پر مختلف قوموں میں اپنے پروگرام کا پرچار کیا۔ لوگوں کو اپنا ہمنوا بنایا۔ اس کی منافقانہ چالوں اور دامِ تزویر میں جو لوگ آگئے ان کو آمادہ کر کے خلیفہ اسلام پر وار کرنے کے لیے

Marfat.com

مدینہ طیبہ پر چڑھائی کی۔ مرکز اسلام پر حملہ کر کے اپنے مذموم مقاصد کو پورا کیا اس طرح اہلِ اسلام میں افتراق و انتشار کا باب ہمیشہ کے لیے مفتوح کر دیا۔

عبداللہ بن سبا کی ابتدائی کارگزاری اور بنیادی طریقِ کار :-

حافظ ابنِ کثیرؒ نے مسئلہ ہذا کو مندرجہ ذیل شکل میں پیش کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ :-

— حضرت عثمانؓ کے خلاف جو جماعتیں مذموم مقاصد کے تحت جمع ہو کر آئی تھیں، اس کے پس منظر میں یہ چیز تھی کہ :

"ایک شخص یہودی (جس کو عبداللہ بن سبا کہتے تھے) بظاہر اسلام لایا پھر اسؒ کو مصر کی طرف نکالا گیا۔ ایک مضمون جو اس نے اپنی طرف سے اختراع کر لیا تھا وہ لوگوں کی ایک جماعت کے سامنے پیش کیا۔ وہ مضمون یہ تھا کہ :-

(۱) پہلے دریافت کرتا تھا کہ کیا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے واپس تشریف لائیں گے؟ لوگ کہتے کہ ہاں آئیں گے — تو کہتا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیسیٰ علیہ السلام سے یقیناً افضل ہیں تو پھر ان کے عود کر آنے سے کیوں انکار ہے ؟

(۲) — پھر یہ چیز پیش کرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کے حق میں وصیت کی تھی (یعنی ان کو اپنا وصی اور اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا) پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور علی المرتضیٰ خاتم الاوصیاء ہیں۔

(۳) — اس کے بعد یہ بات سامنے رکھتا کہ خلافت و امارت کے لیے حضرت عثمانؓ سے حضرت علیؓ بن ابی طالب زیادہ حقدار ہیں اور عثمانؓ

Marfat.com

نے اپنی خلافت کے دوران کئی قسم کی زیادتیاں کر ڈالی ہیں جو ان کے لیے مناسب نہیں تھیں۔

ابن سبا کی حامی جماعت نے حضرت عثمانؓ کے حق میں کئی چیزوں کا انکار کیا۔ اس معاملہ کو بظاہر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا رنگ دیتے ہوئے تھے۔ (اور اصلاحی شکل میں پیش کرتے تھے)

مصر وغیرہ کے بہت سے لوگ ان کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر فتنوں میں مبتلا ہوئے۔ ان لوگوں نے کوفہ وبصرہ کے عوام کی جماعتوں کی طرف مراسلت وخط وکتابت جاری کر رکھی تھی۔ شکایاتِ عثمانی ان مراسلات کا موضوع ہوتا تھا۔ اس طریق سے انہوں نے لوگوں کو مخالفتِ عثمانی پر مجتمع کیا۔ اور کچھ لوگ حضرت عثمانؓ کی طرف بحث وجدال کرنے کے لیے مدینہ ارسال کیے۔ وہاں جاکر انہوں نے کبار صحابہ کو معزول کرنے اور اپنے رشتہ داروں کو عامل بنانے کے طعن ذکر کیے۔ اس طرح لوگوں کے قلوب میں شبہات ڈالنے کی کوشش کی۔۔۔۔ الخ ‘‘

’’ وذکر سیف بن عمران سبب تألب الاحزاب علی عثمان ان رجلًا یقال لہ عبداللہ بن سبا کان یھودیًا فاظھر الاسلام و صار الی مصر، فاوحی الی طائفۃ من الناس کلامًا اخترعہ من عند نفسہ، مضمونہ انہ یقول للرجل الیس قد ثبت ان عیسٰی بن مریم سیعود الی ھذہ الدنیا؟ فیقول الرجل نعم! فیقول لہ فرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل منہ فما تنکر ان یعود الی ھذا الدنیا وھو اشرف من عیسٰی ابن مریم علیہ السلام۔ ثم یقول وقد کان اوصی الی علی بن ابی طالب فمحمدؐ خاتم الانبیاء

Marfat.com

وعلیٰ خاتم الاوصیاء ثم یقول فھوا حق بالامرۃ من عثمانؓ وعثمانؓ معتد فی ولایتہ مالیس لہ ۔ فانکروا علیہ واظھروا الامر بالمعروف والنھی عن المنکر ۔ فافتتن بہ بشر کثیر من اھل مصر وکتبوا الیٰ جماعات من عوام اھل الکوفۃ والبصرۃ فتمالؤا علیٰ ذالک وتکاتبوا فیہ وتواعدوا ان یجتمعوا فی الانکار علی عثمانؓ وارسلوا الیہ من یناظرہ ویذکر لہ ما ینقمون علیہ من تولیتہ اقرباءہ وذوی رحمہ وعزلہ کبار الصحابۃ فدخل ھٰذا فی قلوب کثیر من الناس فجمع عثمانؓ بن عفان نوّابہ من الامصار فاستشارھم فاشاروا علیہ بما تقدم ذکرنالہ فاللہ اعلم۔“

(البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۶۷-۱۶۸ تحت ۳۴ھ)

ابن خلدون کا بیان

اور علامہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں اس مقام پر عبداللہ بن سبا کا تعارف اور اس کی کارستانیاں ذیل میں مختصراً بیان کی ہیں۔

(۱) ـــــ اس دور کے شریر اور فسادی عنصر میں ایک شخص عبداللہ بن سبا تھا جو ابن السوداء کے نام سے معروف تھا۔ (السوداء اس کی ماں کا نام تھا)۔

(۲) ـــــ یہ یہودی نسل سے تھا۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں ظاہراً اسلام لایا لیکن اس کا اسلام لانا صحیح نہیں تھا (اس کی منافقانہ چال تھی)

(۳) ـــــ (اپنے کردار کی وجہ سے) بصرہ سے نکال دیا گیا پھر کوفہ میں داخل ہوا پھر وہاں سے شام چلا گیا۔ شام سے بھی اسے نکالا گیا۔ پھر مصر میں داخل ہوا۔

(۴) ـــــ حضرت عثمانؓ پر یہ بہت طعن کیا کرتا تھا اور در پردہ حضرت علیؓ و اولادِ علیؓ

Marfat.com

کے لیے لوگوں کو دعوت دیتا تھا۔

(۵) ـــــ اور لوگوں کو کہتا تھا کہ حضرت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اسی طرح واپس اس دنیا میں تشریف لائیں گے جس طرح عیسیٰ علیہ السّلام واپس تشریف لائیں گے۔ یہاں سے اہلِ رجعت کے نزدیک رجعت کا مسئلہ لیا گیا۔

(۶) ـــــ اور کہتا کہ حضرت علیؓ، حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وصی ہیں لیکن وصیّت کو پُورا نہیں کیا گیا۔ (یعنی ان کا حق غصب کیا گیا ہے)۔

(۷) ـــــ حضرت عثمانؓ بن عفان نے خلافت کو ناحق طور پر لے لیا ہے۔ لوگوں کو اس مسئلہ پر برانگیختہ کیا کرتا تھا۔

(۸) ـــــ حکام وعمّال عثمانی پر کئی قسم کے طعن پیدا کر کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا تھا اور مختلف شہروں کی طرف خط وکتابت کر کے اس چیز کا پروپیگنڈا کرتا تھا۔ اس کام میں ابن سبا کے ساتھ مندرجہ ذیل ساتھی تھے۔

خالدؓ بن ملجم۔ سوّدان بن حمران۔ کنانہؓ بن بشر۔ ان ہی لوگوں نے حضرت عمّارؓ کو مدینہ واپس ہونے سے روک رکھا تھا۔

"منہم عبد اللہ بن سبا ویعرف بابن السوداء کان یہودیاً وھاجر ایام عثمان فلم یحسن اسلامہ واخرج من البصرۃ فلحق بالکوفۃ ثم الشام واخرجوہ فلحق بمصر وکان یکثر الطعن علیٰ عثمان ویدعو فی السر لاھل البیت ویقول ان محمداً یرجع کما یرجع عیسیٰ وعنہ اخذ ذالک اھل الرجعۃ وان علیاً وصی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حیث لم یجز وصیتہ وان عثمان اخذ الامر بغیر حق ویحرض الناس علی القیام فی ذالک والطعن علی الامراء فاستمال الناس بذالک فی الامصار وکتب بہ بعضہم

Marfat.com

نعضاً وکان معہ خالد بن ملجم وسُودان بن حمران وکنانۃ بن بشر فثبّطوا عماراً عن المسیر الی المدینۃ "

(تاریخ ابن خلدون (عبدالرحمٰن بن خلدون المغربی ج ۲۔ص ۱۰۲۷۔تحت بدأ الانتقاض علی عثمانؓ)

تنبیہ :-

عبداللہ بن سبا کی اسلام دشمنی اور افتراق بین المسلمین کی مختصر سی کارگزاری ہم نے ذکر کی ہے۔مزید اس کے حالات اگر ملاحظہ کرنے مطلوب ہوں تو مندرجۂ ذیل مقامات کی طرف توجہ کریں۔

۱۔تاریخ ابن جریر طبری، ج ۵،ص ۹۰۔تحت ۳۳ھ

۲۔ " " " ، ص ۹۸-۹۹۔تحت ۳۵ھ

۳۔میزان الاعتدال للذہبی ج ۲،ص ۴۰،تحت حرف العین (عبداللہ بن سبا)

۴۔لسان المیزان لابن حجر، ج ۳،ص ۲۸۹۔تحت حرف العین۔ (تذکرہ عبداللہ بن سبا)

۵۔کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمانؓ، ص ۸۸۔تحت ذکر بعث ابن سوداء دعاتہ فی البلاد۔

ابن سبا کی پوزیشن شیعوں کے نزدیک

شیعہ مؤرخین اور مترجمین کے کبار علماء نے عبداللہ بن سبا کے متعلق اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ یہ ایک یہودی النسل شخص تھا۔پھر مسلمان ہُوا اور بعد از اسلام حضرت علیؓ کی ولایت اور دوستی کا دم بھرنے لگا۔یہودیت کے دَور میں موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع بن نون کے حق میں وصی ہونے کا یہ قول کرتا تھا۔اسلام لانے کے بعد یہی قول (یعنی حضرت علیؓ کے وصیِ نبی ہونے کا قول) کرنے لگا۔اور یہ (اسلام میں)

Marfat.com

اوّل وہ شخص تھا جس نے حضرت علیؑ کی امامت کے فرض ہونے کا دعویٰ کیا اور حضرت علیؓ کے مخالفین سے براءت کرنے کو ضروری قرار دیا (یعنی تبرّیٰ کرنے کو لازم ٹھہرایا) پس اسی وجہ سے شیعہ کے مخالف لوگوں نے یہ قول کیا ہے کہ تشیّع اور رفض کا اصل سرچشمہ یہودیّت ہے۔

تیسری صدی کے علاّمہ نوبختی نے لکھا ہے کہ

"...... وحکی جماعۃ من اھل العلم من اصحاب علی علیہ السلام ان عبداللہ بن سبا کان یھودیاً فاسلم ووالی علیّ علیہ السلام وکان یقول وھو علیٰ یھودیتہ فی یوشع بن نون بعد موسیٰ علیہ السلام بھذہ المقالۃ فقال فی اسلامہ بعد وفاۃ النبی صلّی اللہ علیہ وآلہ فی علی علیہ السلام بمثل ذالک وھو اوّل من اشھر القول بفرض امامۃ علی علیہ السلام واظھر البرأۃ من اعدائہ وکاشف مخالفیہ فمن ھناک قال من خالف الشیعۃ ان اصل الرفض ماخوذ من الیھودیۃ ... الخ"

(فرق الشیعہ لابی محمد حسن بن موسیٰ النوبختی، ص ۴۴۔ طبع نجف اشرف (من علماء قرن الثالث) تحت الفرقۃ السبائیہ)

چوتھی صدی کے علامہ ابو عمرو الکشی نے لکھا ہے کہ

"ذکر بعض اھل العلم ان عبداللہ بن سبا کان یھودیاً فاسلم ووالی علیاً علیہ السّلام وکان یقول وھو علیٰ یھودیتہ فی یوشع بن نون وصی موسیٰ بالغلو فقال فی اسلامہ بعد وفاۃ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ فی علی علیہ السلام مثل ذالک وکان اوّل

من اشهر بالقول بفرض امامة علیؑ واظھر البرائة من اعدائه وکاشف مخالفیه واکفرھم فمن ھھنا قال من خالف الشیعة اصل التشیع والرفض ماخوذ من الیھودیة۔"

(۱) ــــ رجال کشی (من علماء القرن الرابع)، ص ۷۱۔ طبع بمبئی، تحت تذکرہ عبداللہ بن سبا۔

(۲) ــــ تنقیح المقال للشیخ عبداللہ المامقانی، ج ۲، ص ۱۸۴۔ تحت عبداللہ بن سبا۔ طبع نجف اشرف (عراق)

حاصلِ کلام

عثمانی خلافت کے آخری ایام میں ابن سبا کی یہ منافقانہ تحریک اہلِ اسلام میں اختلاف ڈالنے کے لیے چلائی گئی تھی اور ابن سبا نے مختلف علاقوں میں اپنے ہمنوا اشرپسند افراد پیدا کر لیے تھے جو حضرت عثمانؓ پر اعتراضات کرتے اور ان کے عمال کی زیادتیاں شمار کرتے تھے۔ یہ لوگ مشورہ کے ساتھ کوفہ سے بصرہ سے اور مصر سے چڑھائی کر کے مدینہ پر آتے تھے اور حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ کر لیا تھا۔ اہلِ مصر کا سرگروہ عبدالرحمٰن بن عدیس البلوی تھا۔ بصریوں کا لیڈر حکیم بن جبلہ العبدی تھا اور اہلِ کوفہ کی پارٹی کا سربراہ مالک بن حارث الاشتر النخعی تھا۔

چنانچہ خلیفہ ابن خیاط لکھتے ہیں :۔

"قال ابو الحسن قدم اھل مصر علیھم عبد الرحمٰن بن عدیس البلوی واھل البصرة علیھم حکیم بن جبلة العبدی و

اهل الکوفۃ فیهم الاشتر مالك بن الحارث النخعی المدینۃ فی امر عثمان فکان مقدم المصریین لیلۃ الاربعاء ھلال ذی قعدۃ ۔۔۔ الخ۔"

(تاریخ خلیفہ ابن خیاط، جزء ۱، ص ۱۴۵۔
تحت ۳۵ھ (الفتنۃ زمن عثمانؓ)

پہلے کچھ ایام ان لوگوں نے محاصرہ عثمانی کیے رکھا۔ اس دوران مختلف مطالبات حضرت عثمانؓ سے منوانے کے لیے حیلے اور بہانے بناتے رکھے لیکن اصلی مقصد چونکہ دوسرا تھا (یعنی اسلام کے مرکز کو ختم کرنا مقصود تھا) اس لیے مطالبات تسلیم ہونے پر بھی وہ کسی صورت میں مطمئن اور راضی نہیں ہوتے تھے۔ آخر کار انہوں نے اپنے مذموم مقصد کی طرف اقدام کیا اور مرکزِ اسلام (خلیفۃ المسلمین) کو موقع پا کر شہید کر ڈالا۔ حضرت عثمانؓ کی حفاظت کرنے والے حضرات کو بعد میں علم ہوا جبکہ وہ اپنا مطلب پورا کر چکے تھے۔

—— (۴) ——

مدافعتِ عثمانی میں اہلِ مدینہ
اور صحابہ کرام کا کردار

جب یہ اشرار اپنے مقاصد کے پیش نظر اپنے اپنے مراکز سے مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوتے تو وہاں یہ ارادہ ظاہر کرتے تھے کہ مدینہ کے راستہ سے حج کو جائیں گے۔

کوفہ، بصرہ اور مصر سے یہ لوگ ایک کثیر تعداد میں پہنچے تھے اور یہاں مدینہ و

Marfat.com

حوالی مدینہ میں پہنچنے کے بعد یہ ظاہر کرتے تھے کہ خلیفۃ المسلمین اور ان کے حکام سے چند شکایات ہیں ان کا ازالہ کرنا مطلوب ہے۔ اس مقام میں ناظرین کرام اس بات کو ذہن نشین رکھیں کہ بہت سے اہل اسلام مدینہ اور غیر مدینہ سے مختلف ممالک میں پہنچ کر جنگی مہموں میں مصروف تھے اور کچھ لوگ اہلِ مدینہ میں سے حج کو چلے گئے تھے۔ اور باقی صحابہ کرام اور اہلِ مدینہ ابتدائی مراحل میں ان باغیوں اور حضرت عثمانؓ کے درمیان ازالہ شکایات کے سلسلہ میں مساعی کرتے رہے۔ بقول مؤرخین حضرت عثمانؓ نے ان میں سے جائز چیزوں کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے اعتراضات کا ازالہ کر دیا تھا۔ اس کے باوجود انہوں نے اپنے پُرفتن مقاصد میں کچھ کمی نہ کی اور روز بروز ان کی گرفت بڑھتی گئی اور عثمانی محاصرہ شدید ہوتا گیا۔

جب بگڑتے ہوئے یہ حالات صحابہؓ کے سامنے آئے تو اس وقت حضرت عثمانؓ کی خدمت میں متعدد بار صحابہ کرام اور اہلِ مدینہ حاضر ہوئے اور اجازت چاہی کہ ان مفسدین کے شر کو دُور کرنے کے لیے ہاتھ اٹھانے اور ہتھیار سنبھالنے کی اجازت بخشی جائے۔

چنانچہ اختصار کے پیشِ نظر اس پر مندرجہ ذیل حوالہ جات پیشِ خدمت ہیں۔

مصعب الزبیری کتاب نسبِ قریش میں لکھتے ہیں کہ:

"لوگ (صحابہؓ کرام اور اہلِ مدینہ) حضرت عثمانؓ کی طرف کھڑے ہو کر آئے اور کہنے لگے کہ مسئلہ ہذا (یعنی اختلاف بین الفریقین) میں ہمیں بصیرت حاصل ہو گئی ہے۔ اب آپ ہمیں باغیوں کے ساتھ جہاد کرنے کی اجازت دیجیے۔ حضرت عثمانؓ نے جواب میں فرمایا کہ جن لوگوں پر میری تابعداری لازم ہے ان کو میں قسم دے کر کہتا ہوں کہ میرے لیے قتال نہ کریں۔"

Marfat.com

"...فقام الناس الی عثمانؓ فقالوا قد امکننا البصائر فاذن لنا فی الجهاد قال ابو حبیبۃ قال عثمان عزمت علی من کانت لی علیہ طاعۃ ان لا یقاتل"

(۱)۔۔۔ کتاب نسب قریش، ص ۱۰۳ تحت ولد ابی العاص
(۲)۔۔۔ تاریخ الاسلام للذہبی، ج ۲ ص ۱۳۴ تحت ۳۵ھ

حافظ ابن کثیر البدایہ میں کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے باغیوں کو سختی سے منع کیا اور روکا تو معاملہ میں تلخی اور شدت پیدا ہو گئی۔ حضرت عثمانؓ نے لوگوں پر قسم دے کر حکم دیا کہ اپنے ہاتھوں کو قتال سے روک لیں اور اپنے ہتھیاروں کو نیام میں کر لیں۔ چنانچہ لوگوں نے اس فرمان پر عمل کیا۔ اس بنا پر باغیوں نے اپنے ارادے پر قدرت پالی۔ بایں ہمہ اہل مدینہ میں سے کوئی شخص بھی یہ گمان نہیں کر سکتا تھا کہ حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا جائے گا۔

"..... وعزم عثمان علی الناس ان یکفوا ایدیھم ویغمدوا اسلحتہم ففعلوا فتمکن اولئک مما ارادوا ومع ھذا ما ظن احد من الناس انہ یقتل بالکلیۃ"

(البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۹۷ فصل ان قال قائل کیف وقع قتل عثمان ... الخ"

——— اسلام کا قاعدہ ہے کہ خلیفۃ المسلمین کی اطاعت اور فرمانبرداری واجب ہوتی ہے۔ اس قاعدہ کی بنا پر صحابہ کرام نے مدافعت کے سلسلہ میں خلیفہ کے اذن کے بغیر کوئی اقدام نہیں کیا۔ اسی سلسلہ میں اب خلیفہ سے طلبِ اجازت کے چند واقعات درج کیے جاتے ہیں۔

Marfat.com

مدافعت کی اجازت طلب کرنے والے اشخاص

(۱)۔۔۔ حضرت زید بن ثابت انصاری نے اس موقع پر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ انصار لوگ دروازے پر موجود ہیں کہتے ہیں کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم دوبارہ اللہ کے انصار بنیں۔ (یعنی ایک دفعہ پہلے دین کی نصرت کر چکے ہیں۔ اب دوسری بار ہم اللہ کے دین کی نصرت کرنے کو تیار ہیں) تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی حاجت نہیں ہے۔ تم قتال سے رک جاؤ۔

"ان زید بنؓ ثابت قال لعثمانؓ هؤلاء الانصار بالباب يقولون ان شئت كنّا انصار الله مرّتين فقال لاحاجة لى فى ذالك كفوا"

(۱)۔۔۔ تاریخ خلیفہ ابن خیاط، جزاوّل، ص ۱۵۱ تحت ۳۵ھ۔ الفتنة زمن عثمانؓ۔

(۲)۔۔۔ طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۴۸ تحت ذکر ما قيل لعثمانؓ فى الخلع۔

(۲)۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ محاصرہ کے دنوں میں تلوار لگا کر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں مدافعت کے لیے حاضر ہوتے تو حضرت عثمانؓ نے ابن عمرؓ کو قسم دے دی کہ آپ واپس چلے جائیں۔ خدانخواستہ آپ کہیں اس فتنہ میں قتل نہ کیے جائیں۔

"ان ابن عمرؓ كان يومئذٍ متقلداً سيفه حتى عزم عليه عثمانؓ ان يخرج مخافة ان يقتل"

(تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۱۵۱۔ تحت ۳۵ھ۔ الفتنة زمن عثمانؓ)

Marfat.com

(۳) ــــــ اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ ہتھیار بند ہو کر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں مدافعت کے لیے حاضر ہوئے اور آکر مدافعت کرنے کی اجازت چاہی تو حضرت عثمانؓ نے ان کو بھی منع کر دیا۔"

"عن قتادة انّ ابا هُرَيرة كان متقلداً سيفه حتى نهاه عثمانؓ"

(۱) ــــ تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ج ۱، ص ۱۵۱ تحت ۳۵ھ۔ الفتنۃ زمن عثمانؓ۔

(۲) ــــ طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۴۸-۴۹ تحت ذکر ما قیل لعثمان فی الخلع۔

(۳) ــــ کتاب السنن لسعید ابن منصور، ص ۳۶۲۔ القسم الثانی من مجلد الثالث طبع مجلس علمی۔ کراچی و ڈابھیل۔

(۴) ــــ اور ایک صحابی سلیطؓ ابن سلیط ہیں۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر فتنہ ہٰذا کے دوران باغیوں سے قتال کرنے کی اجازت چاہی تو حضرت عثمانؓ نے ان کو بھی ہاتھ اٹھانے سے منع کر دیا۔

حضرت سلیطؓ فرماتے تھے کہ اگر سیدنا عثمانؓ ہمیں باغیوں سے قتال کرنے کی اجازت فرماتے تو ہم ان کو مار بھگاتے حتیٰ کہ ان علاقوں سے ہی انہیں نکال دیتے۔

"عن محمد بن سيرين قال قال سليط بن سليط نهانا عثمانؓ عن قتالهم ولو أذن لنا لضربناهم حتى نخرجهم من اقطارها"

(تاریخ خلیفہ ابن خیاط، ص ۱۵۰، ج ۱، تحت ۳۵ھ۔ الفتنۃ زمن عثمانؓ)

Marfat.com

تاریخ شہادتِ عثمانؓ اور قاتلین کے اسماء

مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت امیرالمؤمنین عثمانؓ کو سرکشوں اور ظالموں نے (۳۵ھ میں) ۱۸ ذوالحجہ کو بروز جمعہ (بعد العصر) بیدردی سے اپنے مکان میں شہید کر دیا۔ (ترجیع)۔ مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے قریب یہ مکان واقع تھا۔

——— قاتلین میں ایک شخص سودان بن حمران ہے، اسی کو اسود بن حمران کے نام سے بھی لکھتے ہیں۔ دوسرا شخص رومان الیمانی ہے جو بنی اسد بن خزیمہ کے قبیلہ سے تھا اور بھی بعض لوگوں مثلاً (کنانہ بن بشر وغیرہ) کا نام قاتلینِ عثمانؓ میں شمار کیا کرتے ہیں۔ تفصیلات کے لیے ذیل مقامات کی طرف رجوع کریں۔

(۱) تاریخ خلیفہ بن خیاط، ج ۱، ص ۵۲ تحت ۳۵ھ

(۲) البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۸۵ تحت صفۃ قتلہ۔

(۳) البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۱۹۰۔ فصل (کانت مدۃ حصار عثمان فی دارہ)

حضرت عثمانؓ کا جنازہ، پھر تجہیز وتکفین وتدفین میں تعجیل

سیدنا عثمانؓ کے جنازہ کا مسئلہ قبل ازیں "رحماء بینہم" حصہ سوم عثمانی باب پنجم تحت عنوان جنازہ عثمانی و دفن وغیرہ کے لکھا گیا تھا تاہم یہاں بھی اس مسئلہ کو مختصراً درج کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی تدفین کی تعجیل بھی ذکر کی جاتی ہے۔ مندرجہ ذیل حوالہ جات کے ذریعہ یہ طعن زائل ہو جائے گا کہ حضرت عثمان تین روز تک بے گور وکفن پڑے رہے تھے۔

(۱)

امام احمدؒ نے مسند احمد میں باسند روایت درج کی ہے کہ مشہور صحابی حضرت

Marfat.com

زبیرؓ بن العوام نے حضرت عثمانؓ کا جنازہ پڑھایا اور دفن کیا۔"

"..... عن قتادۃ قال صلی الزبیر علیٰ عثمان رضی اللہ عنہ

ودفنہٗ ... الخ" (۱) (مُسند احمد، ج ۱، ص ۷۴، تحت مسندات عثمان

واخبار عثمان - طبع اول مصری)

(۲) تاریخ الخلفاء للسیوطی صہ ۱۱۵ طبع دہلی تحت سنہ ۳۵ھ

(۲)

قدیم مؤرخین (مصعب الزبیری وغیرہ) نے اس موقعہ کے واقعات میں تحریر کیا ہے کہ عثمانؓ اس دن روزہ دار تھے۔ جمعہ کے روز وہ شہید کیے گئے اور ہفتہ کی رات کو مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت میں جنازہ پڑھنے کے بعد انہیں دفن کیا گیا۔

"...... وکان یومئذٍ صائماً ودُفِن لیلۃ السبت بین المغرب والعشاء"

(کتاب نسب قریش لمصعب الزبیری ص ۱۰۱۔
تحت ولد ابی العاصی بن امیّہ)

(۳)

—— نیاز بن مکرم الاسلمی جو واقعہ شہادت کے موقعہ پر موجود تھے، حضرت امیر معاویہؓ کی خدمت میں ان حالات کی تفصیل بیان کرتے وقت ذکر کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عثمانؓ کا جنازہ دفن کے لیے اٹھایا۔ یہ ہفتہ کی شب تھی مغرب و عشا کا درمیانی وقت تھا۔

"..... حملناہ رحمہ اللہ لیلۃ السبت بین المغرب والعشاء ... الخ" (طبقات لابن سعد، ج ۳ ص ۵۴ (القسم الاوّل) تحت ذکر من دفن عثمان ومتیٰ دفن ومن حملہ ... الخ طبع اوّل لیڈن۔

Marfat.com

(۴)

اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اس مقام پر فرماتے ہیں کہ متعدد روایات مشہورہ کے ذریعہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عثمانؓ کی نعش کا تین روز تک پڑے رہنا محض افترا اور جھوٹ ہے۔ اس کی تکذیب تمام تواریخ میں موجود ہے اس لیے کہ مؤرخین کا اس چیز پر اتفاق ہے کہ ۳۵ھ، ۱۸ ذوالحجہ بروز جمعہ عصر کے بعد حضرت عثمانؓ کی شہادت ہوئی اور شب شنبہ (ہفتہ) کی رات کو ہی جنت البقیع کے قریب دفن کر دیئے گئے۔ اس بات میں ذرہ برابر شبہ نہیں ہے۔

"۔۔۔ نیز از روایاتِ مشہورہ متعددہ ثابت شد کہ تا سہ روز افتادہ ماندن لاشِ عثمانؓ محض افترا و دروغ ست و در جمیع تواریخ تکذیب آں موجود است زیرا نکہ باجماعِ مؤرخین شہادۃ عثمانؓ بعد از جمعہ ہیثر دہم ذی الحجہ واقع شدہ است و دفنِ او در بقیع شبِ شنبہ وقوع یافت بلا شبہ"

(تحفہ اثنا عشریہ، ص ۳۲۹۔ طبع جدید لاہور
در آخر طعنِ دہم عثمانی۔ (مطاعن عثمانی)

(۵)

قاتلینِ عثمانؓ کیسا گروہ تھا؟

امت کے کبار علماء نے اس مسئلہ کو مختصر الفاظ میں تصریحاً ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں کے بہترین لوگوں میں سے کوئی شخص بھی حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک نہیں تھا اور نہ قتلِ عثمانؓ کے حکم کرنے میں شامل تھا۔

حضرت عثمانؓ کو مفسدین کے ایک طائفہ نے شہید کیا۔ وہ طائفہ قبائل کے اوباش لوگوں میں سے تھا اور فتنہ برپا کرنے والوں میں سے تھا۔

Marfat.com

ان کا پہلے یہ مطالبہ تھا کہ عثمانؓ خلافت سے دستبردار ہو جائیں لیکن آخر کار انہوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر کے ہی چھوڑا۔ حالانکہ ان کے شبہات اور اعتراضات کو دور کر دیا گیا تھا اور ان کے سامنے حق بات واضح ہو چکی تھی۔ اس کے باوجود انہوں نے قتلِ عثمانؓ کا فتنہ کھڑا کر دیا جس سے اہلِ اسلام میں ہمیشہ کے لیے اختلاف پیدا ہو گیا۔

اسی وجہ سے علماءِ کبار نے ان لوگوں کو باغی کی بجائے مفسد، ظالم اور سرکش کا نام دیا ہے۔ حوالہ جاتِ ذیل میں یہ مضمون موجود ہے۔ اہلِ علم تسلی فرما سکتے ہیں۔

(۱) ان اخیار المسلمین لم یدخل واحد منهم فی دم عثمانؓ لا قتل ولا امر بقتله وانما قتله طائفة من المفسدین فی الارض من اوباش القبائل واهل الفتن۔"

(منہاج السنۃ لابن تیمیہ، ج ۲، ص ۱۸۶)

(۲) "ولم یدخل خیار المسلمین فی ذالک انما قتله طائفة من المفسدین فی الارض من اوباش القبائل ورؤس الشر۔"

(المنتقیٰ للذہبی، ص ۲۲۵)

(۳) فمن الذی اجتمع علیٰ قتلِ عثمان؟ هل هم الا طائفة من اولی الشر والظلم ولا دخل فی قتله احدٌ من السابقین۔"

(المنتقیٰ للذہبی، ص ۳۴۵)

(۴) "... (هاجت) روس الفتنة والشر واحاطوا به و حاصروه لیخلع نفسه من الخلافة وقاتلوه قاتلهم الله۔"

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی، ص ۸-۹۔ طبع حیدر آباد دکن۔ طبع اول تحت ذکر امیر المومنین عثمان بن عفانؓ۔

(۵) ــــ فن عقائد کے علماء اس طرف گئے ہیں کہ:-

"ان قتلة عثمان لم یکونوا بغاۃً بل ھم ظلمۃٌ وعتاۃٌ لعدم الاعتداد بشبھتھم ولانھم اصرّوا علی الباطل بعد کشف الشبھۃ وایضاح الحق لھم"

(المسامرۃ فی شرح المسائرۃ، ص ۱۵۹-۱۶۰۔ جزثانی طبع مصر۔ تحت الاصل الثامن)

صحابہ کرام کا شہادتِ عثمانیؓ پر تاسّف

جب یہ مُفسد اور باغی لوگ اپنے بُرے مقصد (یعنی قتلِ عثمانؓ) میں کامیاب ہو گئے تو یہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ اسلام کے مرکز پر انہوں نے حملہ کر کے مرکزی قوت پاش پاش کر دی تھی۔ اس جاں گداز واقعہ کو دیکھ کر صحابہ کرام سخت پریشان اور سرگرداں تھے۔ تقدیر خداوندی غالب آگئی تھی جس کو دُور کرنا کسی کے بس کی بات نہ تھی۔

(۱) ـــــ اس موقعہ پر پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ لوگوں نے قتلِ عثمانؓ کے ذریعے اپنے اوپر ایک فتنے کا دروازہ کھول لیا ہے جو قیامت تک بند نہ ہو سکے گا۔

ـــــ "وقال عبد اللہ بن سلام لقد فتح الناس علی انفسھم بقتل عثمان باب فتنۃٍ لا ینغلق عنھم الی قیام الساعۃ"

(الاستیعاب معہ الاصابہ، ج ۳ ص ۸۴۔ تحت تذکرہ عثمانی)

(۲) ـــــ ایک دوسرے صحابی ابو حمید الساعدیؓ (جو بدری صحابہؓ میں سے تھے) اس واقعہ کے تاثرات کا یوں اظہار کرتے ہیں:۔ جب حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے تو یوں کہتے تھے کہ اے اللہ! تیری رضا کی خاطر میں نے اپنے اوپر لازم کر لیا

Marfat.com

کہ فلاں فلاں بات نہیں کروں گا، ہنسی اور مذاق بھی نہیں کروں گا، حتیٰ کہ مجھ پر موت آجائے۔

"قال ابو حمید الساعدیؓ لما قتل عثمانؓ وکان ممن شھد بدرا اللھم ان لک علیّ الا افعل کذا ولا افعل کذا ولا اضحک حتیٰ القاک"

(طبقات ابن سعد، ص ۵۶ ـ تحت ذکر ما قال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم)

(۳) حضرت عثمانؓ جب شہید ہوئے تو حضرت عمر فاروقؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے افسوس اور تاسف کرتے ہوئے فرمایا کہ جب سے حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے۔ مَیں نے کھانا سیر ہو کر نہیں کھایا۔"

"وذکر عن انس بن مالک قال عبداللہ بن عمرؓ ما شبعت من طعام منذ قتل عثمان"

(کتاب نسبِ قریش، ص ۱۰۲ ـ تحت ولد ابی العاصی بن امیّۃ)

حضرت عثمانؓ کی شہادت کا صدمہ صحابہؓ کرام پر اتنا شدید تھا جس کو صحیح طور پر بیان کرنا بڑا مشکل ہے۔ صحابہ کرام کے یہ چند ایک واقعات ہم نے بطورِ نمونہ نقل کر دیئے ہیں ورنہ اس مظلومانہ قتل کی ایک طویل داستانِ غم ہے جو متعدد صحابہؓ کرام سے منقول ہے اور اس پر جتنا صحابہ کرامؓ غم کا اظہار فرماتے وہ کم ہی تھا۔ اور اس کا مداوا کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

Marfat.com

—(۶)—

اِن فتن اور بلیّات میں سیّدنا عثمانؓ حق پر تھے اور ان کا خاتمہ حق پر ہوا

پیش کردہ چیزوں کے ذریعے یہ بات صاف طور پر نظر آتی ہے کہ حضرت عثمانؓ کے خلاف آخری ایام میں مفسدین نے جو چیزیں کھڑی کر دی تھیں وہ اغراض فاسدہ کی بنا پر تھیں۔

حضرت عثمانؓ کے دَورِ خلافت میں کوئی خلافِ شرع چیز نہیں ایجاد کی گئی تھی اور نہ ہی حدود اللہ کو ضائع کیا گیا تھا۔ اور نہ ہی قبائل میں کوئی متعصبانہ نظریات اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ جن کی وجہ اقربا، کو مناصب دیے اور اپنوں کو عطائے اموالِ کثیرہ قرار دیا جائے۔

اگر بعض لوگوں نے اس نوعیّت کے اعتراضات اٹھائے تھے تو کیا وہ لوگ صحابہؓ کرام کی بہ نسبت اسلام کے زیادہ خیر خواہ تھے؟ اور دینی نظام کو زیادہ قائم کرنے والے تھے؟

ظاہر بات ہے کہ جمہور صحابہؓ ان فساد اٹھانے والوں کے خلاف تھے اور ان کے ہمنوا نہیں تھے۔ یہی بات مفسدین کے ناحق ہونے پر کافی دلیل ہے۔

یہ چند مطاعن حضرت عثمانؓ کے خلاف کھڑا کرنے والے ایسے لوگ تھے جو دینی اور اسلامی نظام کو دل سے نہیں چاہتے تھے اور دینِ اسلام کے ساتھ عناد رکھتے تھے۔ جس کی اصل وجہ اسلام کے ساتھ حسد اور اسلام کی ترقی کے ساتھ عداوت تھی۔ جس کو وہ دوسری صورت میں ظاہر نہیں کر سکتے تھے۔ اسلام کی خیر خواہی کے رنگ

Marfat.com

میں یہ تجویز اختیار کی اور ایک سکیم کی صورت میں چلائی۔ اس طریقہ سے انہوں نے اہلِ اسلام میں افتراق و انتشار کا فتنہ کھڑا کر دیا۔

ان گذارشات کی تائید صحابہ کرامؓ کے اقوال و اعمال سے پوری طرح ہوتی ہے۔ صحابہؓ کے قول و عمل کی چند چیزیں سطورِ بالا میں بطورِ نمونہ پیش کی گئی ہیں۔ اب ذیل میں سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلّم کی زبانِ مبارک سے اس بات کی تائید پیش کی جاتی ہے کہ حضرت عثمانؓ کے حق میں حضور علیہ السّلام نے متعدد بشارات اور خوشخبریاں ذکر فرمائی تھیں جو ان آخری ایّام پر منطبق ہوتی ہیں اور حضرت عثمانؓ کے کردار کی صداقت و دیانت پر دلالت کرتی ہیں۔ اور حضرت عثمانؓ کی حمایت کرنے والے گروہ کی حقانیت کو ثابت کرتی ہیں۔ ان میں سے چند ایک ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

Marfat.com

بشارات و اشارات

(۱) ــــــ موسیٰ بن عقبہ نے ابو حبیبہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ جس وقت محصور تھے۔ میں اس وقت حضرت زبیرؓ کا ایک رقعہ لے کر حضرت عثمانؓ کے پاس آیا۔ جس وقت میں نے رقعہ پیش کیا تو اُس وقت حضرت ابو ہریرہؓ حضرت عثمانؓ کے پاس موجود تھے۔ ابو ہریرہؓ فرمانے لگے، میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سُنا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے بعد فتنے اور حوادث ہوں گے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان فتن و حوادث سے نجات کہاں ملے گی؟ تو حضور علیہ السلام نے حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس امانت دار شخص اور

اس کی پارٹی کے ساتھ رہنا باعثِ نجات ہو گا یعنی اس دَور کے مسائل میں عثمان غنیؓ اُمت کے امین ہیں اور ان کا گروہ حق پر ہے اور ان کی حمایت میں نجات و فلاح ہے۔

—— وذکر موسیٰ بن عقبۃ عن ابی حبیبۃ قال اتیت عثمانؓ برسالۃ الزبیر وھو محصور فلما ادیتھا وعندہ ابو ھریرۃ قام ابو ھریرۃ فقال اشھد سمعت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یقول تکون بعدی فتن واحداث ... قال قلنا فاین المنجا منھا یارسُول اللہ ؟ قال الی الامین وحزبہ واشار الی عثمانؓ "

(۱) —— کتاب نسب قریش، ص ۱۰۳ تحت ولد ابی العاص

(۲) —— البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۲۰۹ بحوالہ احمد۔ تحت روایات فضائلِ عثمانی۔

(۲) —— ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضور علیہ السّلام ایک مقام میں تشریف فرما تھے۔ ..... ایک شخص نے آکر حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو حضور علیہ السّلام نے ابو موسیٰ الاشعریؓ کو فرمایا کہ اس کے لیے دروازہ کھول دو اور اس کو جنت کی خوشخبری سنا دو لیکن ایک آزمائش اور مصیبت پیش آئے گی۔ اس پر یہ جنت کی خوشخبری ہے (دروازہ کھولا گیا تو وہ عثمانؓ بن عفان تھے۔ ان کو حضور علیہ السّلام کے فرمان (بشارتِ جنت) کی اطلاع دی گئی) پس انہوں نے خدا کی حمد و ثنا کی اور پھر کہا کہ اللہ ہی سے مدد لی گئی ہے اور وہی مدد کرنے والا ہے"

"..... استفتح رجل فقال لی افتح لہ وبشّرہ بالجنۃ علیٰ بلویٰ تصیبہ فاذا عثمانؓ فاخبرتہ بما قال رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فحمد اللہ ثم قال اللہ المستعان "

Marfat.com

(۱)۔ ــــ بخاری شریف، ج ۱۔ص ۵۲۲۔ مناقب عمرؓ بن الخطاب۔

(۲)ــــ مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶۳۔ بحوالہ بخاری و مسلم باب مناقب ھٰؤلاء الثلاثہ۔ الفصل الاول۔

(۳)ــــ مسلم شریف، ص ۲۷۷-۲۷۸، ج ۲۔ باب من فضائل عثمان، طبع نور محمد دہلی۔

(۴)ــــ البدایہ لابن کثیر، ج ۷، ص ۲۰۱۔ تحت احادیث فضائل عثمانؓ بحوالہ البخاری و احمد۔

(۳) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت عثمانؓ کو پیش گوئی کے طور پر فرمایا کہ اے عثمانؓ! امید ہے کہ تجھے اللہ ایک قمیص (یعنی قمیص خلافت) پہنائیں گے۔ اگر لوگ اس قمیص کو تجھ سے اتارنا چاہیں تو ان کے کہنے پر قمیص نہ اتارنا۔"

ــــ عن عائشة ان النبی صلّی الله علیه وسلّم قال یا عثمانؓ انه لعل الله یقمّصك قمیصاً فان ارادوك علی خلعه فلا تخلعه لهم۔ رواه الترمذی و ابن ماجة۔"

(۱) مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶۲۔ باب مناقب عثمانؓ۔ الفصل الثانی۔

(۲) البدایہ لابن کثیر۔ ج ۷۔ص ۲۰۵۔ تحت احادیث فضائل عثمانی بحوالہ احمد۔

ان روایات کے ذریعہ یہ چیز عیاں ہو گئی کہ:۔

ــــ حوادث اور فتنے حضرت عثمانؓ کے دور میں پیش آئیں گے۔ ابتلاء کی چیزوں سے حضرت عثمانؓ کا سامنا ہو گا جس سے مفر نہیں ہے۔

Marfat.com

پھران بلیّات میں حق کس جانب ہوگا؟ اور کون سی جماعت صحیح ہوگی، تو بفرمان نبوی حضرت عثمانؓ کو ہی معیارِ حق قرار دیا گیا۔ اور ان کی حمایت کرنے والے ہی صحیح کردار کے مالک ٹھہرائے گئے۔

حضرت عثمانؓ کی مخالفت کرنے والے اور ان پر طعن اٹھانے والے غلطی پر تھے اور ان کا موقف غلط تھا۔ اور انہوں نے جو معاندانہ قصے کھڑے کیے تھے وہ جھوٹے تھے۔ وہ مبنی برحسد و عناد تھے۔

—— اور حضرت عثمانؓ اپنا امتحانی دور گذار کر اہل الجنۃ میں سے ہیں۔ مصائب پر صبر کرنے سے ان کو جنّت ملی ہے۔ خدا کی اس نعمت میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اور حضرت عثمانؓ جیسے صادق و امین و دیانتدار شخص کو جن لوگوں نے مطعون قرار دیا اور کئی قسم کی خیانتیں ان کی طرف منسوب کیں اور حضرت عثمانؓ کے لیے بے شمار مصائب پیدا کر دیئے وہ اپنے کردار کے موافق انجام کو پالیں گے اور اپنے بُرے مقاصد کے مطابق نتائج سے بہرہ اندوز ہوں گے۔

—— اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمانؓ کو قمیص خلافت عنایت فرمایا۔ انہوں نے اپنی جان تو قربان کر دی لیکن حسبِ ارشادِ نبوی قمیص خلافت اتارا نہیں اور ساتھ ساتھ کسی مسلمان کے ایک قطرہ خون بہانے کو روا نہیں رکھا۔ اگر وہ جان بچانے کے لیے مسلمانوں کی خوں ریزی کراتے تو سینکڑوں مسلمان قربانی پیش کرتے۔ لیکن انہوں نے اُمّت کی خوں ریزی کرانے کی بجائے اپنا خون پیش کر دیا اور قوم کے خون کو بچا لیا۔ ایسا جذبہ ایثار دید و شنید میں نہیں آیا۔

فرحمہ اللہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن

کل الصحابۃ اجمعین

Marfat.com

الاختتام بالصواب

کتاب کے مضامین پر اجمالاً نظر کرنے سے واضح ہو رہا ہے کہ اقربا نوازی کے مسئلہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حق سے منحرف نہیں ہوتے اور نہ ہی حدِ جواز سے متجاوز ہوئے۔ ان کا کردار ان کی خلافت کے دوران معیارِ عدل سے نہیں ہٹا۔ اور حضرت عثمانؓ کے خاندان کی ملی خدمات اسلام کے لیے نہایت سُود مند اور فائدہ بخش ثابت ہوئیں (جیسا کہ تاریخ کے اوراق سے اس کو پیش کیا گیا ہے)۔

—— ان حقائق کے پیش نظر حضرت عثمانؓ کے خلاف اس پروپیگنڈا کی کوئی حقیقت نہیں کہ اپنے اقرباء کے حق میں ان کی غلط پالیسی کی وجہ سے اس دَور میں قبائلی عصبیت پیدا ہوئی جس کے نتائج میں یہ تمام فتنہ اور فساد برپا ہُوا۔

—— اس نظریہ کے خلاف واقعہ ہونے پر ہم نے سابقہ مباحث میں تاریخی مواد پیش کر دیا ہے اس کو ملاحظہ فرما کر منصف طبائع اور حقائق پسند حضرات اطمینان حاصل کر سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائے اور اتفاق و اتحاد کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔ اور تمام صحابہ کرامؓ اور خاندانِ نبوتؐ کے ساتھ حسنِ عقیدت اور ان کی اتباع کی توفیق بخشے اور خاتمہ بالایمان نصیب فرما کر ان کی اخروی معیت سے بہرہ ور فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد خلقہٖ خاتم النبیّین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وصلحاء امّتہٖ وسائر اتباعہٖ باحسانٍ الیٰ یوم الدّین اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

ناچیز دعا جو محمد نافع عفا اللہ عنہ۔ جامعہ محمدی ضلع جھنگ (پاکستان)

شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ —— جولائی ۱۹۸۰ء

Marfat.com

کتب مراجع برائے کتاب "مسئلہ اقربا نوازی"

نمبر شمار	نام کتاب	سن وفات
	قرآن مجید و فرقانِ حمید	
(۱)	مؤطا امام مالکؒ	سنہ ۱۷۹ھ
(۲)	کتاب الخراج لامام ابی یوسفؒ	سنہ ۱۸۲ھ
(۳)	المصنّف للحافظ الکبیر ابی بکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الصنعانی } ۱۱ جلد	سنہ ۲۱۱ھ
(۴)	سیرت ابن ہشام	سنہ ۲۱۳ھ / ۲۱۸
(۵)	کتاب السنن لسعید بن منصور (مجلس علمی کراچی)	سنہ ۲۲۷ھ
(۶)	طبقات محمد بن سعد ۔ ۸ جلد طبع لیدن	سنہ ۲۳۵ھ / ۲۳۰
(۷)	المصنّف لابی بکر عبداللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان بن ابی شیبۃ الکوفی (قلمی)	سنہ ۲۳۵ھ
(۸)	کتاب نسب قریش لمصعب زبیری	سنہ ۲۳۶ھ
(۹)	---- تاریخ خلیفہ بن خیّاط	سنہ ۲۴۰ھ
(۱۰)	مسند احمد لامام احمد بن حنبل الشیبانی معہ منتخب کنز العمال } ۶ جلد	سنہ ۲۴۱ھ
(۱۱)	کتاب السنۃ لامام احمد بن حنبل الشیبانی	سنہ ۲۴۱ھ
(۱۲)	کتاب المحبّر لابی جعفر بغدادی (محمد بن حبیب)	سنہ ۲۴۵ھ
(۱۳)	الصحیح البخاری (محمد بن اسماعیل) ۲ جلد	سنہ ۲۵۶ھ

Marfat.com

(۱۴) التاریخ الکبیر لامام محمد بن اسماعیل بخاری۔ ۸ جلد — سنہ ۲۵۶ھ

(۱۵) التاریخ الصغیر (محمد بن اسماعیل) — ″

(۱۶) صحیح مسلم لامام مسلم بن حجاج القشیری — سنہ ۲۶۰ھ / ۲۶۱

(۱۷) سُنن ابن ماجہ (ابو عبداللہ محمد بن یزید ماجہ — سنہ ۲۷۳ھ / ۲۷۵

(۱۸) ترمذی شریف (ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی) — سنہ ۲۷۵ھ / ۲۷۹

(۱۹) ابو داؤد شریف (ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی — سنہ ۲۷۵ھ

(۲۰) انساب الاشراف للبلاذری — سنہ ۲۷۷ھ / ۲۷۹

(۲۱) فتوح البلدان احمد بن یحییٰ بلاذری — ″

(۲۲) تفسیر لابن جریر الطبری — سنہ ۳۱۰ھ

(۲۳) کتاب الکُنیٰ والاسماء للشیخ ابی بشر محمد بن احمد بن حماد الدولابی۔ } دو جلد — سنہ ۳۱۰ھ

(۲۴) تاریخ الامم والملوک محمد ابن جریر طبری — سنہ ۳۱۰ھ

(۲۵) المنتخب ذیل المذیل ″ — ″

(۲۶) کتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم رازی — سنہ ۳۲۷ھ

(۲۷) کتاب المجتبیٰ لابی بکر محمد بن الحسن بن درید الازدی۔ — سنہ ۳۲۱ھ

(۲۸) کتاب المجروحین لابن حبان ابو حاتم محمد بن حبان البستی — سنہ ۳۵۴ھ

(۲۹) المستدرک للحاکم نیشا پوری — سنہ ۴۰۵ھ

(۳۰) لطائف المعارف لابی منصور الثعالبی — سنہ ۴۲۹ھ

(۳۱) جمہرۃ الانساب لابن حزم — سنہ ۴۵۶ھ

Marfat.com

(۳۲) کشف المحجوب للشیخ علی ہجویریؒ اللاہوری — سنہ ۴۵۶ھ

(۳۳) جوامع السیرۃ لابن حزم — سنہ ۴۵۶ھ

(۳۴) السنن الکبریٰ للبیہقی — سنہ ۴۵۸ھ

(۳۵) الاستیعاب لابن عبدالبر اندلسی مع اصابہ۔ ۴ جلد — سنہ ۴۶۳ھ

(۳۶) تاریخ بغداد للخطیب البغدادی (ابی بکر احمد بن علی) — سنہ ۴۶۳ھ

(۳۷) کتاب التمہید لابی شکور سالمی (ابوشکور محمد بن عبدسعید بن شعیب الکبشی السالمی الحنفی) معاصر شیخ علی ہجویریؒ — سنہ ۴۶۵ھ

(۳۸) تفسیر بغوی (ابومحمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی) — سنہ ۵۱۶ھ

(۳۹) العواصم من القواصم للقاضی ابی بکر بن العربی اندلسی — سنہ ۵۴۳ھ

(۴۰) غنیۃ الطالبین للشیخ عبدالقادر جیلانی — سنہ ۵۶۰ھ

(۴۱) تلخیص ابن عساکر — سنہ ۵۷۱ھ

(۴۲) تاریخ ابن عساکر کامل۔ ابوالقاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر — جلد اول — سنہ ۵۷۱ھ

(۴۳) تفسیر کبیر للرازی (محمد بن عمر رازی فخرالدین بن ضیاء الدین) — سنہ ۶۰۶ھ

(۴۴) اسدالغابہ لابن اثیر جزری — سنہ ۶۳۰ھ

(۴۵) تجرید اسماء الصحابہ للجزری الجامع لاحکام القرآن — سنہ ۶۳۰ھ

(۴۶) تفسیر قرطبی ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المالکی الجامع الاحکام القرآن — سنہ ۶۷۱ھ

(۴۷) تہذیب الاسماء واللغات لامام نووی ابی زکریا محی الدین بن شرف نووی — سنہ ۶۷۶ھ

(۴۸) شرح المہذب للنووی — //

(۴۹) الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ للقاضی ابی الفضل عیاض بن موسیٰ الیحصبی اندلسی من علماء القرن السادس

Marfat.com

(۵۰) تفسیر خازن علاؤالدین علی بن محمد بغدادی المعروف خازن — سنہ ۷۲۵ھ

(۵۱) مشکوٰۃ المصابیح — سن تالیف سنہ ۷۳۷ھ

(۵۲) کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمانؓ (محمد بن یحییٰ بن ابی بکر اندلسی) — سنہ ۷۴۱ھ

(۵۳) تذکرۃ الحفاظ للذہبی — سنہ ۷۴۸ھ

(۵۴) المغنی للذہبی — سنہ ۷۴۸ھ

(۵۵) المنتقیٰ للذہبی — سنہ ۷۴۸ھ

(۵۶) کتاب دول الاسلام للذہبی — سنہ ۷۴۸ھ

(۵۷) میزان الاعتدال للذہبی — سنہ ۷۴۸ھ

(۵۸) سیر اعلام النبلاء للذہبی — سنہ ۷۴۸ھ

(۵۹) منہاج السنۃ لابن تیمیہؒ — سنہ ۷۲۸ء

(۶۰) مدارج السالکین لابن قیم شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن ابی بکر الحنبلی الدمشقی المعروف بابن قیم الجوزیہ — سنہ ۷۵۱-۷۵۶ھ

(۶۱) اعلام الموقعین لابن قیم — سنہ ۷۵۶ھ

(۶۲) زاد المعاد لابن قیم — سنہ ۷۵۶ھ

(۶۳) نصب الرایہ للزیلعی جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن یوسف الحنفی الزیلعی — سنہ ۷۶۲ھ

(۶۴) تفسیر ابن کثیر عماد الدین الدمشقی — سنہ ۷۷۴-۷۵ھ

(۶۵) البدایہ والنہایہ لابن کثیر (عماد الدین ابی الفداء الدمشقی) — ″

(۶۶) السیرۃ النبویہ لابن کثیر — ″

(۶۷) تاریخ ابن خلدون — سنہ ۷۷۹ھ

مدینۃ العلم جامعہ مجددیہ
نورآباد

Marfat.com

(۶۸) شرح مقاصد سعد الدین مسعود بن عمر بن عبد اللہ التفتازانی ۔۔۔ سنہ ۷۹۱ھ

(۶۹) مجمع الزوائد لنور الدین الہیثمی (۱۰ جلد) ۔۔۔ سنہ ۸۰۷ھ

(۷۰) موارد الظمآن لنور الدین الہیثمی ۔۔۔ سنہ ۸۰۷ھ

(۷۱) شرح مواقف سید شریف علی بن محمد الجرجانی ۔۔۔ سنہ ۸۱۶ھ

(۷۲) الاصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر ۔ ۴ جلد معہ استیعاب ۔۔۔ سنہ ۸۵۲ھ

(۷۳) کتاب المدلسین لابن حجر ۔۔۔ سنہ ۸۵۲ھ

(۷۴) تہذیب التہذیب لابن حجر ۔ ۱۲ جلد ۔۔۔ سنہ ۸۵۲ھ

(۷۵) لسان المیزان لابن حجر ۔ ۶ جلد ۔۔۔ ″

(۷۶) عمدۃ القاری شرح بخاری ۔۔۔ سنہ ۸۵۵ھ

(۷۷) فتح القدیر شرح ہدایہ للشیخ کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف لابن ہمام ۔ ۔۔۔ سنہ ۸۶۱ھ

(۷۸) انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف بالسیرۃ الحلبیہ لعلی بن برہان الدین الحلبی الشافعی ۔۔۔ سنہ ۹۰۰ھ

(۷۹) فتح المغیث للسخاوی ۔۔۔ سنہ ۹۰۲ھ

(۸۰) المسامرۃ فی شرح المسائرۃ کمال الدین محمد بن محمد المعروف بابن شریف المقدسی ۔۔۔ سنہ ۹۰۵ھ

(۸۱) وفاء الوفاء للسمہودی ۔۔۔ سنہ ۹۱۱ھ

(۸۲) ذیل اللآلی المصنوعہ للسیوطی ۔۔۔ سنہ ۹۱۱ھ

(۸۳) تطہیر الجنان واللسان لابن حجر المکی ۔۔۔ سنہ ۹۷۵-۷۳ھ

(۸۴) کنز العمال ۔ ۸ جلد، طبع اول ۔۔۔ سنہ ۹۷۵ھ

(۸۵) نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض احمد شہاب الدین الخفاجی المصری ۔ ۔۔۔ سنہ ۱۰۶۹ھ

Marfat.com

(۸۶) ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ ۱۱۷۶ھ

(۸۷) قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین 〃 〃 〃

(۸۸) تحفہ اثنا عشریہ، شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ ۱۲۳۹ھ

(۸۹) الفتح الربانی لترتیب مسند احمد
عبد الرحمان البنّا الساعاتی ۱۳۵۱ھ

(۹۰) المنار المنیف لابن قیمؒ

شیعہ کتب مراجع

(۱) تاریخ یعقوبی (احمد بن ابی یعقوب الکاتب العباسی) ۲۵۷-۲۵۴ھ

(۲) کتاب البلدان للیعقوبی (〃 〃 〃) 〃

(۳) الاخبار الطوال للدینوری (احمد بن داؤد ابی حنیفہ) ۲۸۲ھ

(۴) فرق الشیعہ لابی محمد حسن بن موسیٰ نوبختی
(من علماء قرن الثالث)

(۵) رسالہ قرب الاسناد لعبد اللہ بن جعفر الحمیری
(من علماء قرن الثالث)

(۶) مقاتل الطالبین لابی الفرج الاصبہانی۔ سن وفات ۳۵۶ھ، تالیف ۳۱۳ھ

(۷) فروع کافی محمد بن یعقوب کلینی رازی ۳۲۹ھ

(۸) مروج الذہب للمسعودی ۳۴۶ھ

(۹) رجال کشی (الکشی من علماء قرن الرابع)

(۱۰) نہج البلاغہ ۴۰۴ھ

Marfat.com

(۱۱) الامالی للشیخ ابی جعفر محمد بن حسن الطوسی) سنہ ۴۶۰ھ

(۱۲) احتجاج طبرسی سنہ ۵۴۸ھ

(۱۳) شرح نہج البلاغہ للحدیدی۔ سن تالیف ۶۴۹ھ سن وفات۔ سنہ ۶۵۶ھ

(۱۴) منہاج الکرامہ فی اثبات الامامۃ لابن المطہر الحلی۔ سنہ ۷۲۶ھ

(۱۵) عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب سید جمال الدین ابن عنبۃ سنہ ۸۲۸ھ

(۱۶) شرح نہج البلاغہ، کمال الدین میثم بن علی بن میثم البحرانی۔ سنہ ۶۷۹ھ

(۱۷) بحار الانوار لملا باقر مجلسی سنہ ۱۱۱۱ھ

(۱۸) جلاء العیون " " " //

(۱۹) درۃ نجفیہ شرح نہج البلاغہ از شیخ ابراہیم بن حاجی حسین دنبلی سنہ ۱۲۹۱ھ

(۲۰) ناسخ التواریخ لمرزا محمد تقی لسان الملک سنہ ۱۲۹۷ھ

(۲۱) تنقیح المقال للشیخ عبداللہ مامقانی سنہ ۱۳۰۰ھ

(۲۲) منتہی الآمال از شیخ عباس قمی سنہ ۱۳۵۹ھ

(۲۳) تحفۃ الاحباب للشیخ عباس قمی سنہ ۱۳۵۹ھ

الفخری فی الآداب السلطانیۃ والدول الاسلامیہ از محمد بن علی بن طباطبا المعروف ابن الطقطقی تالیف سنہ ۷۰۱ھ۔

Marfat.com

مولانا محمد نافع کی نادر کتب

- سیرت حضرت امیر معاویہؓ
- ○ رحماء بینھم (صدیقی) --- حصہ اول
- ○ رحماء بینھم (فاروقی) --- حصہ دوم
- ○ رحماء بینھم (عثمانی) --- حصہ سوم
- ○ مسئلہ اقربا نوازی --- حصہ چہارم
- ○ بنات اربعہ
- ○ حدیث ثقلین
- ○ سیرت سیدنا علیؓ المرتضیٰ
- ○ سیرت سیدنا ابو سفیانؓ

تخلیقات

علی پلازہ، 3 مزنگ روڈ، لاہور فون : 7238014

Marfat.com